JANUARY 1939 Regd L. N

رسائل ۲۴

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹرایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ

قیمت پانچ روپے (ﷲ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (اللہ) ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت و دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کُل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیلِ مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام **ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ** ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

Mr MUHAMMAD ABDULLAH WARREN

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ [illegible] اشاعت ووکنگ مشن کے لئے اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ اشاعت اسلام

جلد ۲۵ | ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۹ء مطابق ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۷ھ | نمبر ۱

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	مترجم	۲
۲	انگلستان میں مسلمان	مترجم	۴
۳	غیر مسلموں کا تبلیغی جذبہ	مترجم	۷
۴	مسلم خواتین کے شجاعانہ کارنامے	جناب مولانا سید سلیمان ندوی	۹
۵	بشارت محمدیہ در کتب مقدسہ قدیمہ	جناب مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے	۱۶
۶	اسلام عالمگیر صداقت کا جامع ہے	مسٹر سینٹ کلیر شلڈ برٹ صدر جمعیتہ اخوان لندن	۲۲
۷	زکوٰۃ	جناب عبد الصمد بی اے	۲۵
۸	اسلام کے معلم اعظم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	جناب میاں عبد العزیز صاحب بیرسٹر	۲۷
۹	کیا اسلامی تعلیمات دیگر مذاہب سے ماخوذ ہیں؟	جناب خانبہادر بی ایم کے لودی صاحب بالقابہ	۳۰
۱۰	اسلام کا مستقبل برطانیہ عظمےٰ میں	جناب ڈبلیو جے بی فارمر صاحب	۳۴
	گوشوارہ آمد و خرچ	از جناب فنانشل سکرٹری صاحب ووکنگ مشن اینڈ ٹرسٹ	۳۹

نورانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور باہتمام خواجہ عبد الغنی پرنٹر و پبلشر چھپکر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۹ء

شذرات

اشاعت حاضرہ کو ہم اپنے نومسلم بھائی جناب محمد عبد اللہ وارن صاحب کے فوٹو سے مزین کرتے ہیں۔ آپ یارک شائر کے ایک معزز خاندان کے ممبر ہیں۔ آپ کے قبول اسلام کے حالات اس رسالہ میں دوسری جگہ درج ہیں۔

یکم رمضان المبارک کو جناب امام صاحب مسجد ووکنگ نے برٹش براڈ کاسٹ کارپریشن کے ہیڈ آفس لنڈن سے تمام اسلامی دنیا کو جو پیغام رمضان شریف کے متعلق دیا اس کا اردو ترجمہ ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرام کیا جاتا ہے۔ اصل خطبہ عربی میں تھا۔ جسے مسلمانان عالم نے ازحد پسند فرمایا۔

خطبہ

(از مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ)

برادران وخواہران اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت جو حقیقت میری نگاہوں کے روبرو ہے، وہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ایک مخصوص مقصد حیات لیکر دنیا میں آئے ہیں۔ اور ایک نہایت اہم مہینہ اس وقت ہمارے قریب آرہا ہے۔ یعنی رمضان کا مقدس مہینہ اس مہینہ نے ہماری تاریخ میں ۱۳۵۷ دور دیکھے ہیں۔ اور سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے ہماری مختلف حالتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ دنیا آج جبکہ ہم امسال رمضان کو خوش آمدید کہنے والے ہیں۔ وہ نہیں ہے جو ہماری تاریخ کی ابتدا

میں تھی ۔ اس وقت دُنیا ، رشک وحسد ، نفرت وشکوک کے جذبات سے لبریز ہے اور اس درجہ کہ دُنیا کا تمدن معرض خطر میں پڑ گیا ہے ۔ امن وصلح کی کوششیں برابر ناکام ہو رہی ہیں ۔ اور اس کی وجہ محض غلط طریق کار ہے یعنی مغرب نے انفرادی زندگی کے متعلق یہ فرض کر لیا ہے کہ اسے اجتماعی زندگی سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر انسانی جذبات اور احساسات کو باقاعدہ منضبط نہ کیا جائے ۔ تو پھر کسی قوم یا جماعت کی اجتماعی زندگی میں ان کو منضبط کرنا ناممکن ہے ۔ صوم رمضان سے یہ حقیقت ہمارے سامنے پورے طور سے آجاتی ہے ۔ اور ہماری وساطت سے ، تمام دُنیا کے سامنے ، جسمانی اور دماغی تجربہ کی تائیدی طاقت کے ساتھ ۔

صیام کے معنے ہیں ضبط نفس ، چنانچہ روزہ دار کو اپنی خواہشات مادی کے خلاف ، ایک مسلسل جنگ کرنی پڑتی ہے ۔ اور کھانے پینے سے پرہیز کرنا ، تو صرف خارجی اور جسمانی یاددہانی ہے کہ روزہ دار کو ایک اخلاقی ، اور روحانی جنگ درپیش ہے ۔

ہماری روحانی ترقی کی راہ میں ، خود غرضی ، لالچ اور خود سری ، بہت بڑی رکاوٹیں ہیں ۔ غذا پانی ، اور جائز نفسانی جذبات کی تسکین سے باز رہنا ، پورے ایک ماہ تک ، صبح سے شام تک ، یہ تو صرف خارجی اور جسمانی یاددہانی ہے ۔ جو اس اخلاقی اور روحانی کشمکش میں ضروری ہوتی ہے ۔ اور ایک سادہ طریق پر ہماری مدد کرتی ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ جذبات پر غالب آنے کا یہ ایک نہایت موثر ذریعہ ہے ۔

اس مقدس مہینہ کے آغاز میں ، میں اس سے بہتر کوئی پیغام اپنے عربی بولنے والے بھائیوں اور بہنوں کو نہیں دے سکتا کہ وہ روزہ کے حکم کے فلسفۂ روحانی کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے دلوں میں روحانی قوت کا اس قدر ذخیرہ جمع کریں ، جو روزہ کا اصلی مقصود ہے اور یہ طاقت ، میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ نہ صرف ذاتی بہبود کے لئے ضروری ہے بلکہ تمام دُنیا کو روحانی زندگی عطا کرنے کے لئے جو اس وقت عظیم الشان مصائب سے دوچار ہو رہی ہے ، ہمیں لازم ہے کہ اپنی زندگی سے ، دنیا والوں کے سامنے ضبط نفس اور ایثار کا نمونہ پیش کریں ۔ تاکہ ان انفرادی صفات کی بدولت ، دنیا کے بین الاقوامی معاملات روبہ اصلاح ہو سکیں ۔ در اصل یہی طریقہ ہے جس پر چل کر ہم اس مقدس مہینہ کی عظمت کا اظہار کر سکتے ہیں اور دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا وجود ، دنیا میں امن وامان قائم کر سکتا ہے ۔ اللہ کی رحمتیں آپ سب کے شامل حال ہوں اور اس کی برکات کا نزول اس ماہ میں بھی ہو ۔ اور آئندہ بھی ہوتا رہے ۔

انگلستان میں مسلمان

انگلستان کے مسلمان علے الاعلان نومسلموں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ان میں جو اشتیاق اور مستعدی پائی جاتی ہے۔ وہ بدھ مذہب والوں میں ناپید ہے۔ وہ اپنے جال زیادہ وسعت کے ساتھ پھیلاتے ہیں۔ اور ان میں کہیں تو کوئی نواب، کہیں کوئی بیرونٹ اور کہیں کوئی فوجی افسر، حتے کہ عیسائی مذہبی رہنماؤں کو بھی پھنسا لیتے ہیں۔ اور اکثر ان کے دام میں درمیانہ طبقہ کے افراد پھنستے ہیں۔ ہزاروں مغربیوں نے اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ ووکنگ مسلم مشن کی ۱۹۲۷ء کے نصف اول کی رپورٹ مظہر ہے کہ اس مدت میں اس نے ۱۰۷ اشخاص کو کھلم کھلا مسلمان کیا۔ مسلم مشن کے مسلمان بنائے ہوئے اشخاص کی تعداد غالباً ۵ ہزار تک پہنچتی ہے۔ ووکنگ مسلم مشن کا اثر تمام یورپ میں موجود ہے۔ مسلم مشن کی اس حیرت انگیز کامیابی کے وجوہ کیا ہیں؟

سب سے پہلی چیز جو اسلام قبول کرنے میں محرک ہوتی ہے۔ وہ اسلامی عقیدہ کی سادگی اور اس کے شرائط کی واقفیت ہے۔ اسلام قطعی طور پر واضح اور اصولی مذہب ہے۔ یہ خالص توحید کی تعلیم دیتا ہے۔ اس میں تمام تر عبادات اور دعائیں اللہ کے لئے مخصوص ہیں۔ اس کا یہ قدیم اعلان کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور محمدؐ اس کے رسول اور بندے ہیں۔ اس کی روح ہے۔ اسلامی عقیدہ کے شرائط اللہ۔ فرشتوں۔ الہامی کتابوں۔ پیغمبروں۔ آخرت، قیامت۔ نیک اور بد اعمال کا حساب۔ اور دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لانا ہیں۔ اسلام کے ارکان کی تعداد پانچ ہے۔ ایک (۱) اللہ پر اور محمدؐ رسول اللہ پر ایمان (۲) نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ کی پابندی۔

یورپ کے مسلم مشن کی کامیابی کی دوسری وجہ اسلام کی ہمہ گیری ہے۔ اسلام ایک حقیقی اور عملی مذہب ہے۔ اس کے اصول وضوابط میں دُنیا کی عملی زندگی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہ یوں تو پورا معاشرتی مذہب ہے مگر اپنے شرائط اور اغراض ومقاصد میں بہت اصولی ہے۔ ایک مسلمان کو پورے طور پر معلوم ہے کہ اس کا مذہب اس سے کیا مطالبہ کرتا ہے۔ مسلمان کو معلوم ہے کہ اس کے اللہ کے حضور [illegible] انسان [illegible] برابر ہیں۔ کیونکہ اسلام [illegible] رنگ ونسل کی تفریق، امتیاز کو جائز نہیں سمجھتی۔ اور نہ ہی

اس میں بڑے اور چھوٹے کی کوئی تمیز ہے۔ مسجد میں بادشاہ اور ایک فقیر ایک ہی صف میں شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں۔

مسلم مشن کی کامیابی کا جائزہ لیتے وقت یہ چیز بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ ایک قدیم خیال کا عیسائی نئی زندگی میں آتے وقت اپنے پرانے مذہب کو اپنے ساتھ لاتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ میرا یہ بیان تلخ ہو۔ مگر اس سے مقصود بہتری ہے۔ میرا ایمان ہے کہ جب ایک عیسائی اسلام قبول کرتا ہے تو اس کو اسلام میں کوئی اجنبیت محسوس نہیں ہوتی۔ وہ یہاں بھی اپنی جانی پہچانی صورتیں دیکھتا ہے۔ کیونکہ ایک مسلمان حضرت مسیحؑ کو اللہ کے دوسرے پیغمبروں کی طرح ایک برگزیدہ پیغمبر سمجھتے ہیں اسلام بائیبل کو اللہ کی الہامی کتاب قرار دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نومسلم عیسائی کو یہاں دوسرے پیغمبر مثلاً حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ بھی نظر آتے ہیں۔ اور یہی وہ پیغمبر ہیں جنھیں ایک عیسائی تاریخی شخصیتیں سمجھتا ہے۔ اس طرح ایک نومسلم اسلام میں آکر یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنی متعارف روایات کو کسی قدر وسیع صورت میں دیکھ رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسے ایسا سمجھنے میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہو۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ جب اسلام قبول کرتا ہے تو اسلام اسے کوئی اجنبی مذہب معلوم نہیں ہوتا۔ ایک عیسائی کے لئے بدھ مت یا جین مت سے بہرصورت اسلام قبول کرنا زیادہ آسان ہے۔

مغربیوں اور خاص طور پر برطانوی اشخاص کے اسلام سے متاثر ہونے کی سب سے بڑی وجہ ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ ہے۔ ووکنگ مسلم مشن کی بنیاد حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم نے ۱۹۱۳ء میں رکھی اور یہ مشن باضابطہ طور پر ۱۹۲۷ء میں لاہور میں رجسٹرڈ ہوا۔ اس کے اہتمام میں لندن میں ہر ہفتہ وار لیکچر ہوتے ہیں۔ اور ووکنگ مسجد میں نماز پڑھائی جاتی ہے۔ جمعہ کی نماز باضابطہ ہوتی ہے عربی جماعتیں کھولی گئی ہیں۔ ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے ان غیر مسلم جماعتوں یا انجمنوں میں لیکچر بھی دیئے جاتے ہیں جو اپنے مبلغین کو سنانے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ برطانوی مسلم سوسائٹی، جس کا صدر دفتر لندن میں ہی ہے اسے پروپیگنڈا اور لیکچروں کے اہتمام اور یوم میلاد النبیؐ منانے میں مدد دیتی ہے۔ مشن کی طرف سے "اسلامک ریویو" کے نام سے ایک رسالہ بھی شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ میں اسلام کو اس خوبصورتی اور موزوں انداز میں پیش کیا جاتا ہے، جس سے مغربی لوگ بہت متاثر ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ اسلام

کی اشاعت اور اس کے عقائد کے متعلق عام غلط فہمیوں کے ازالہ میں بہت مدد دیتا ہے۔

دوکنگ کی شاہجہان مسجد، دوکنگ مشن کی کارگزاری کی زندہ شہادت ہے۔ یہ مسجد بیگم بھوپال کے نام پر جنہوں نے اس کی تعمیر میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ ۱۸۸۹ء میں ڈاکٹر لٹینر سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کے توسط سے بنائی گئی۔ ڈاکٹر لٹینر کا اس کی بنا سے مقصد یہ تھا کہ وہ اسے طلبا کے لئے وقف کرتے۔ لیکن یہ سکیم جس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ اسے علوم مشرقی کے ادارہ کی حیثیت دی جائے۔ ڈاکٹر لٹینر کی وفات کے باعث پوری نہ ہو سکی۔ کچھ دیر تک یہ مسجد اسلام کی عظمت کی ایک خاموش یادگار کے طور پر رہی۔ ۱۹۱۲ء میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اسے دوبارہ کھولا۔ اور اسے اسلام کا ایک زندہ عضو، اور ہر مسلمان کا بلا لحاظ نسل مرکز بنا دیا۔ اس مسجد کے موجودہ امام مولانا آفتاب الدین احمد ایک قابل نمائندے ہیں مولانا آفتاب الدین احمد لمبے قد اور چھریرے جسم کے ایک بارعب شخص ہیں۔ مولانا متحمل مزاج، شریف النفس اور ملنسار ہیں۔ وہ اسلام کے سرگرم مبلغ تو ضرور ہیں مگر ضدی اور مفسد نہیں ہیں۔ مولانا ایک ایسے امام ہیں جنھیں عیسائی باوجود ان کے مشن اور عہدے کو ناپسند رکھنے کے بہت پسند کرتے ہیں۔

صاف الفاظ میں یوں سمجھئے کہ اگر عیسائی چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو یہاں سے جلا وطن کر دیں، تو انہیں اپنا کام پوری مستعدی سے کام شروع کر دینا چاہیئے۔ لیکن جان وسلے نے جب یہ الفاظ لکھے تھے، تو اس کے بعد سے ایک نیا جذبہ خیر خواہی پیدا ہو چکا ہے۔ عیسائی کلیسے اسلام قبول کر لینگے۔ خواہ خوشی سے کریں یا ناخوشی سے کریں۔ اور مسلمانوں کو وہی کامیابی نصیب ہوگی۔ جس کے خواب عیسائی دیر سے دیکھتے رہے ہیں۔

غیر مسلموں کا تبلیغی جذبہ

ایک چھوٹی سی ہندو ریاست اداگڑھ کے راجہ نے اپنے ولی عہد کی شادی کے موقعہ پر، آریہ سماج مذہب کی اشاعت اور گورو کل کے قیام کے لئے سات لاکھ روپے دان دیئے۔

اس طرح ہندو قوم، اپنے مذہب اور تمدن کی ترقی کے لئے مصروف عمل ہے۔ جہاں تک عیسائیت کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا مبالغہ نہیں، کہ وہ اپنے پیغام اور ادب کی اشاعت پر ہر سال لاکھوں روپے خرچ کرتی ہے۔ عیسائیوں کو اپنے مذہب سے جو شدید قلبی تعلق ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ کس طرح برطانوی آبادی نے لندن مشنری سوسائٹی کی امداد کی۔ ریوٹر کے بیان کے مطابق لارڈ آرنلڈ کے الفاظ میں اس کی تفصیل یوں ہے۔

" کوئی ۱۲ مہینے ہوئے لندن مشنری سوسائٹی کی حالت یہ تھی کہ وہ اس وقت تک جبکہ اس کی مالی حیثیت بہتر نہ ہو جائے اپنے حلقہ کار میں سے کسی ایک مقام کو خارج کردے۔ جنگ عظیم سے لے کر ۱۹۴۶ء تک سوسائٹی کی آمدنی بہت کم تھی۔ نقصان کا اندازہ ۷۵ ہزار پونڈ تھا۔ اگر نقصان ہر سال ۱۵ ہزار پونڈ کی مقدار میں کم نہ ہوتا رہتا تو سوسائٹی کو اپنا کام بند کر دینا پڑتا۔

ہمیں بہت بڑی اقتصادی بدحالی سے دوچار ہونا پڑا۔ ہم نے نقصان پورا کرنے کے لئے ۷۰ ہزار پانچسو پونڈ حاصل کر لئے ہیں۔ اور آئندہ سال کے لئے پانچ ہزار پانچ سو پونڈ مزید بھی حاصل کر لئے ہیں ہمیں امید ہے کہ ہم بقایا بھی بہت جلد حاصل کر لینگے۔ سوسائٹی کو جو مزید آمدنی ہوگی (اور یہ آمدنی مستقل اضافہ قرار دی جا سکتی ہے) اس کی مدد سے سوسائٹی مستقبل میں اپنے نظام کار میں ایک شاندار باب کا اضافہ کر سکتی ہے۔"

یہ عیسائیوں کی سرگرمیوں کی ایک مثال ہے۔ الحاد پسند روس ہی کو دیکھئے، جو خدا کے تخیل کو نیست نابود کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یہ بھی اپنے خیالات کی اشاعت پر لاکھوں روپے سالانہ خرچ کرتا ہے۔ ان کا سالانہ بجٹ ۶۵ کروڑ ربل ہے۔ ۶ ہوائی جہاز اس مقصد سے تیار کئے گئے ہیں کہ خدا کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں کام آئیں۔ اور الحادی لٹریچر تمام دنیا میں پھیلائیں۔

سکھوں نے بمبئی میں اچھوت اقوام کے لئے ایک کالج تعمیر کیا ہے۔ ٹراونکور میں مندر بنائے ہیں اور جنوبی ہندوستان کی اچھوت اقوام سکھ دھرم کی اشاعت پر لاکھوں روپے صرف کر رہے ہیں۔

اب اس کے مقابلہ میں مسلمان مشن کی کارگزاری کا اندازہ کیجئے۔ ٹراونکور کا مسلم مشن۔ جس کی بنا ا انجمن نے رکھی اور جس نے بہت کافی کام کیا۔ مالی دشواریوں کی بنا پر بند کر دیا گیا ہے۔ یہ دیکھ کر ہمارے افسوس اور رنج کی انتہا نہیں رہتی کہ اسلام ہی تمام دنیا کے مذاہب میں ایک ایسا مذہب ہے جو مسلمانوں پر تبلیغ کو لازم قرار دیتا ہے۔ کیا اقبال مرحوم کا یہ ارشاد صحیح نہیں ہے؟ ع

مسلم آئیں ہوا کافر تو مسلماں کافر

مسلم خواتین کے شجاعانہ کارنامے

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

یرموک اور قادسیہ کے مقامات کی فتوحات مسلمان خواتین کی ہوشیاری اور شجاعت اور اس کے ساتھ ہی ان کے پرجوش فصیحانہ کلام کا نتیجہ تھیں۔ محرم ۱۴ھ کو مسلمانوں اور ایرانیوں کی لڑنے والی افواج قادسیہ کے مقام پر معرکہ آرا ہوئیں۔ ایرانیوں کی تعداد ایک لاکھ تھی اور مسلمان صرف تیس ہزار تھے۔ اس جنگ میں کئی ہزار مسلمان مارے گئے۔ اور زخمی ہوئے۔ عورتیں اور بچے، مردوں کے لئے قبریں کھودتے اور زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا اٹھا کر لے جاتے۔ اور انکی مرہم پٹی کرتے تھے۔

جنگ قادسیہ کے موقعہ پر عورتوں کا جوش وخروش جس انتہا پر پہنچا ہوا تھا۔ وہ ذیل کے نصائح سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو قبیلہ نخعہ کی ایک بوڑھی عورت نے اپنے بیٹوں کو جنگ میں بھیجتے وقت کیں۔

"میرے پیارے بیٹو! تم نے اسلام قبول کیا اور اس سے منہ نہیں موڑا۔ تم نے ہجرت کی لیکن تم کسی ملامت کے نیچے نہیں آئے۔ تمہارا وطن تمہارے لئے موزوں نہ تھا۔ اور قحط بھی تمہاری بربادی کا موجب نہیں ہوا۔ اب تم ایرانیوں کے مقابلہ میں اپنی بوڑھی ماں کو کھو رہے ہو۔ خدا کی قسم تم ایک باپ کے بیٹے ہو، جیسا کہ ایک ماں کے بطن سے ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے کبھی غداری نہیں کی۔ اور نہ ہی تمہارے ماموں سے کبھی ناواجب برتاؤ کیا۔ جاؤ اور آخر دم تک شجاعت اور دلیری کے ساتھ لڑو" (طبری جلد ۴ ص ۲۳)

اس بوڑھی عورت کے لڑکے اکٹھے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ اور نہایت بہادری اور شجاعت کے ساتھ لڑے۔ جب وہ ماں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ تو اس بوڑھی عورت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور اللہ تعالےٰ سے التجا کی کہ اس کے بیٹوں کو موت کے منہ سے بچائے۔ جنگ کے اختتام پر وہ بہادر لڑکے ماں کے پاس صحیح سلامت واپس آئے اور مال غنیمت ماں کے قدموں میں ڈال دیا۔

عرب کی مشہور شاعرہ خنسہ بھی قادسیہ کی جنگ میں موجود تھی۔ اس کے چار لڑکے اس کے ساتھ تھے۔ رات کے ابتدائی حصہ میں جب سپاہی اگلے دن کے مہیب اور ہولناک نظارہ کا خیال کر رہے تھے اس وقت وہ شاعرہ اپنے لڑکوں کو ذیل کے الفاظ میں شجاعت اور دلیری کا سبق پڑھا رہی تھی۔

پیارے بیٹو! تم نے اسلام کو اپنی دلی رضا و رغبت سے اپنے لئے پسند کیا - اور پھر ہجرت بھی کی - اللہ تعالےٰ کی جس کا کوئی شریک نہیں، وحدانیت کی قسم کہ تم سب ایک باپ کی اولاد ہو جیسے کہ ایک ماں کے بطن سے پیدا ہوئے ہو - میں نے کبھی تمہارے باپ سے غداری نہیں کی - اور نہ ہی تمہارے ماموں کو کبھی ستایا اور تمہاری نسل کو کبھی ٹبہ لگایا - تم ان افضال و اکرام سے خوب واقف ہو جو اللہ تعالےٰ اس شخص پر کرتا ہے جو مسلمانوں کی حمایت میں کفار کے ساتھ لڑتا ہے - میں تمہیں اس حقیقت سے پورے طور پر واقف کرنا چاہتی ہوں کہ ابدی دنیا اس دنیائے فانی سے بہتر ہے - خدا تعالےٰ فرماتا ہے :- یا ایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون - اے مسلمانو! صبر کرو - استقلال دکھاؤ اور محافظت کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ " جب تم کل صبح اٹھو تو اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے اپنی پوری طاقت اور ہنر کے ساتھ دشمن سے لڑو - اور جب تم دیکھو کہ لڑائی نہایت خوفناک طور پر بڑھتی چلی جا رہی ہے اور جنگ کے خطرناک شعلے چاروں طرف سے تمہیں گھیرے ہوئے ہیں تو تم خود لڑائی کی بھٹی کے اندر کود پڑو اور دیکھو جب فوجیں تمہیں پورے طور پر مشتعل نظر آئیں تو آگے بڑھ کر مخالف فوج کے کمانڈر انچیف پر حملہ کر دو - دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہیں اس دنیا میں مال غنیمت اور آسمان پر عزت عطا فرمائے - ؎[1]

اگلی صبح کو جنگ شروع ہوئی - اور چاروں لڑکے دشمن سے لڑنے کے لئے نہایت دلیری سے آگے بڑھے - اور آخر کار مردانہ وار لڑنے کے بعد شہید ہو گئے - جب خنسہ نے اپنے لڑکوں کی موت کی خبر سنی تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اسے لڑکوں کی شہادت کی عزت عطا فرمائی - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے آٹھ سو دینار اور تاحیات اسے چاروں لڑکوں کی تنخواہیں دیں -

---

؎[1] یہ تقریر اور اس سے پہلی تقریر جہاں تک لڑکوں کی تعداد اور اصل الفاظ کا تعلق ہے باہم مشابہ ہیں - تاہم ان میں اختلاف موجود ہے - پہلی عورت قبیلہ نخعہ میں سے تھی - لیکن خنسہ ایک مسلمان قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی - پہلی عورت کی تقریر نہایت مختصر اور سادہ ہے - لیکن دوسری تقریر طویل، فصیح اور پرجوش ہے - جو خنسہ کے شایان شان ہی ہے - طبری لکھتا ہے کہ پہلی عورت کے لڑکے مال غنیمت کے ساتھ صحیح و سلامت واپس آ گئے - ابن اثیر نے لکھا ہے کہ دوسری عورت کے لڑکے شہید ہو گئے - اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان چاروں لڑکوں کی تنخواہیں اُسے تاحیات دیتے رہے - خنسہ کی تقریر ابن اثیر کی کتاب اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۴۴۲ میں ملاحظہ ہو -

جنگ جیسور کے بعد جس میں مسلمان مغلوب ہو گئے۔ ایک اور جنگ بویب کے مقام پر ہوئی۔ جو جنگ قادسیہ کی تمہید تھی۔ مسلمانوں کو ایرانیوں سے بہت کچھ مال و اسباب دستیاب ہوا۔ اپنی عورتوں کو وہ میدان جنگ سے پیچھے بہت دور چھوڑ آئے تھے۔ جہاں وہ سپاہیوں کے لئے کھانا پکاتی تھیں۔ کمانڈر ہچیف نے ان عورتوں کو کچھ سامان ایک چھوٹے سے دستہ کی حفاظت میں بھیجا۔ جب یہ دستہ عورتوں کے قریب پہنچا تو انہوں نے خیال کیا کہ دشمن ان پر چڑھ آیا ہے۔ ان کے پاس مقابلہ کے لئے کوئی اسلحہ اور سامان حرب موجود نہ تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے بچوں کو پیچھے رکھا اور خود پتھروں اور خیمہ کی چوبوں کے ساتھ آنے والی فوج کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئیں عمر بن عبد المسیح جو اس دستہ کا سپہ سالار تھا، چلایا کہ اسلامی فوج کی عورتوں سے بہادری کی ہی توقع تھی۔ اور پھر اسلام کی شاندار فتح کا اعلان کیا۔ اور وہ سامان ان کے حوالہ کیا، جو وہ لایا تھا۔ (طبری جلد ۵ صفحہ ۲۱۹)

جنگ میسان میں عورتوں نے اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز کارنامے کئے۔ میسان کے باشندوں کا سامنا مسلمانوں نے دریائے ٹگرس کے کناروں پر کیا۔ مغیرہ جو مسلمان افواج کا کمانڈر تھا، عورتوں کو بہت پیچھے چھوڑ گیا۔ جب دونوں فوجیں نہایت جوش و خروش کے ساتھ لڑ رہی تھیں تو عارضہ بنت حارث نے جو عرب کے حکیم کالدہ کی پوتی تھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر یہ تجویز کی کہ اس موقع پر مسلمانوں کی امداد کی جائے۔ اس نے اپنے دوپٹہ سے ایک لمبا جھنڈا بنایا، اور باقی عورتوں نے بھی ایسے ہی جھنڈے اپنے لئے بنائے، دونوں فوجیں سختی کے ساتھ باہم معرکہ آرا تھیں کہ یہ عورتیں اپنے جھنڈے ہوا میں اڑاتی ہوئی اسلامی فوج کی طرف بڑھیں۔ دشمن نے اس کو مسلمانوں کے لئے ایک اور کمک خیال کیا۔ وہ بے حوصلہ ہو گئے۔ اور فوراً میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (طبری جلد ۵ صفحہ ۱۲۳۴)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے ۱۳ھ میں دمشق پر پہلا حملہ کیا۔ ایک قلعہ میں جسکو مسلمانوں نے محصور کر رکھا تھا، دمشق کے لوگوں نے اپنے آپ کو بند کر رکھا تھا۔ اس حالت میں مسلمانوں نے سنا کہ نوے ہزار آدمی اجنادین میں جمع ہو گئے ہیں۔ مسلمان افواج تمام شام کے ملک میں پھیلی ہوئی تھیں ابوعبیدہ اور خالد بن ولید نے جو عراق فتح کرنے کے بعد دمشق کو واپس آ گئے تھے عقلمندانہ طور پر یہ خیال کیا کہ تمام اسلامی افواج کو ایک مقام پر جمع کر لیا جائے۔ یہ افواج چوبیس ہزار افراد پر مشتمل تھیں۔ ہر فوج کے افسر فوراً اجنادین کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابوعبیدہؓ اور خالدؓ بھی دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادین کی طرف روانہ ہو گئے۔ خالد نے فوج کی قیادت کی اور آگے آگے چلے۔ عبیدہ پیچھے رہے اور عورتوں اور بچوں اور سامان وغیرہ کے زبردست بوجھ کے ساتھ

روانہ ہوئے ۔ دمشق کے لوگوں نے اس کو بدلہ لینے کا عمدہ موقعہ خیال کیا ۔ اور کوچ کرنے والی افواج پر پیچھے سے حملہ آور ہوئے ۔ اسی وقت شہنشاہ روم کی طرف سے دستہ بھی وہاں پہنچ گیا ۔ جو اس نے دمشق کے لوگوں کی امداد کے لئے بھیجا تھا ۔ اس نے سامنے کی قطار کو شکست دیدی ۔ مسلمان اس سے بالکل سراسیمہ ہو گئے ۔ ان کے لئے یہ گویا موت کا جال تھا ۔ لیکن انہوں نے نہایت ٹھنڈے دل اور بہادری کے ساتھ دونوں طرف سے دشمن کو روک لیا ۔ مگر جب وہ اس طرف سامنے کی افواج سے معرکہ آرا تھے ، دمشق کے لوگوں نے مسلمان عورتوں کو پکڑ لیا ۔ اور ان کو ساتھ لے کر فوراً قلعہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا ۔

عورتوں نے ایک دوسری کی طرف دیکھا ۔ اسی وقت خولہ بنت ازدر بول اٹھی کہ بہنو! کیا تم کفار دمشق کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جانے پر راضی ہو ؟ کیا تم عربوں کی بہادری اور عظمت کی باوقار چادر کو بٹہ لگانا چاہتی ہو ؟ اس ذلت و رسوائی کو قبول کرنے کے بجائے ہمیں مر جانا چاہیئے ۔" ان فقرات نے عرب عورتوں کے ہوش و حواس اور فخر و غرور کو مشتعل کر دیا ۔ اور وہ خیمے کی چوبیں ہاتھوں میں لے کر مضبوطی کے ساتھ کھڑی ہو گئیں ۔ اس وقت یہ سوال ان کے سامنے تھا کہ عزت کے ساتھ زندہ رہینگی یا مر جائینگی ۔ خولہ بنت ازدر سب سے آگے کھڑی ہوئیں اور ان کے پیچھے عفیرہ بنت عفار ، ام عبان بنت عتبہ ، سلمہ بنت نعمان کھڑی تھیں ۔ دمشق کے لوگ حیرت کے ساتھ دیکھنے لگ گئے ۔ اور مسلمان عورتوں نے اس اثنا میں تیس آدمیوں کو ہلاک کر دیا ۔ اول الذکر نے بھی جوابا سخت ضربیں پہنچائیں ۔ لیکن ان کو شکست نہ دے سکے ۔ اس وقت تک مسلمان سامنے کی فوج کو مستاصل کر کے اپنی عورتوں کی امداد کے لئے آ گئے ۔ دمشق کی فوج مسلمانوں کے سامنے کھڑی نہ ہو سکی ، اور قلعہ کو بھاگ گئی ۔ اور اسلامی افواج اجنادین کو روانہ ہو گئیں ۔

گبن نے اس واقعہ کا ذکر اپنی تاریخ میں کیا ہے اور مسلمان عورتوں کی بہادری ، شجاعت ، نیکی اور اخلاق کے اعلےٰ احساس کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وہ مقدس جنگوں میں شامل ہوئیں ۔ کمان اور نیزہ چلاتی تھیں اور جب پکڑی جانے لگیں تو غیر مختون ڈاکوؤں سے اپنی عصمت اور مذہب کی پوری حفاظت کی [1]

جنگ یرموک مسلمانوں کی پہلی منظم جنگ تھی ۔ ان کی تعداد صرف چالیس ہزار تھی ۔ لیکن سب کے سب عرب کے ہوشیار اور آزمودہ کار سپاہی تھے ۔ رومیوں کی تعداد دو لاکھ تھی اور وہ ایک طوفان کے مانند ایسے

---

[1] ملاحظہ ہو :- دی ہسٹری آف دی ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر (مصنفہ گبن ۔ جلد ۱۵ صفحہ ۴۲ و ۴۳)

بھاگ گئے کہ گویا ایک ہی ضرب میں اسلامی افواج کو نیست و نابود کر دینگے۔ عیسائی مسلمانوں سے چار اور ایک کے تناسب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور جب تیس ہزار رومیوں نے اپنے پاؤں میں زنجیریں ڈال لیں کہ پسپا نہ ہو سکیں تو ان کا جوش و خروش پاگل پن کی حد سے بھی بڑھ گیا۔

رومی افواج کا طوفانی دائرہ نہایت غیظ و غضب کے ساتھ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا۔ اور انہیں بہت بڑی زک پہنچائی۔ اسلامی افواج کا میمنہ تتر بتر ہو کر عورتوں کے کیمپ کی طرف بھاگا۔ لخم اور جذام کے قبائل ایک طویل عرصہ تک ان عیسائیوں کی حفاظت میں رہ چکے تھے۔ لیکن اب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اسلامی افواج کا میسرہ زیادہ تر انہی لوگوں پر مشتمل تھا۔ رومی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور وہ مرعوب اور خوفزدہ ہو کر بھاگ اٹھے۔ رومیوں نے ان کا تعاقب کیا اور کیمپ تک پہنچ گئے۔ عورتوں کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ کیمپ سے باہر نکل آئیں اور رومی حملہ کے طوفان کی زبردست مدافعت کی۔ رومی پسپا ہو گئے اور عورتیں جلدی سے اگلی قطاروں میں آگئیں۔ اور اپنی پرجوش فصاحت کے زور سے مسلمان افواج کو روکنے کی کوشش کی۔ اس میں انہیں کامیابی ہوئی۔ اور مایوس مسلمانوں نے فتحیاب ہونے یا مرنے کے لئے ایک دفعہ پھر اپنے آپ کو مجتمع کر لیا۔ قریش کی عورتیں چمکتی ہوئی تلواریں ہاتھوں میں لئے ہوئے آگے بڑھیں اور گھمسان کی لڑائی میں جا گھسیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مردوں سے آگے تھیں۔ (طبری جلد ۶ صفحہ ۲۳۴۷)

معاویہ کی بہن جویرہ نسوانی افواج کے ایک دستہ کی قیادت کر رہی تھیں اور عین گھمسان کے اندر زخمی ہوئیں۔ ضرار کی بہن خولہ بنت ازور نے ذیل کا شعر بلند آواز سے پڑھ کر مسلمانوں کو شرم دلائی ؎

یا هاربا عن نسوة تقیات
رمیت بالسهم والمنیات

اے تم ضعیف عورتوں کو چھوڑنے والو! تیروں اور موت کے نشانہ بن جاؤ۔" (بلاذری ص ۱۳۵ مطبوعہ لائیڈن)

طبری نے اس جنگ کے تذکرہ میں ام حکیم بنت حارث کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسماء بنت یزید نے خود اپنے ہاتھ سے نو رومیوں کو قتل کیا۔ (اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۳۹۸)

واقدی نے حسب ذیل عورتوں کے نام لکھے ہیں۔ جنہوں نے جنگ یرموک میں نہایت بہادری کے ساتھ جنگ کی:۔ اسماء بنت ابی بکر، علیباوہ (؟)، زوجہ ابن صامت، خولہ بنت سوآلبا (؟)، کلھونی (؟)، بنت مالک سلمہ بنت ہاشم۔ لخم بنت قناص اور عفیرہ بنت عفارا۔

جنگ یرموک کے بعد اسلامی فوج دوبارہ رومیوں سے لڑائی کے لئے تیار ہوئی۔ ایک دن وہ دمشق کے پاس مرجس الصفا (؟) کے پاس ٹھیر گئی۔ خالد بن سعید نے اسی وقت ام حکیم بنت حارث سے شادی کی تھی اور اس جگہ اس نے مسلمانوں کی دعوت ولیمہ کی۔ ام حکیم کا خیمہ اس پل کے پاس تھا جو ابھی تک پل ام حکیم کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ دعوت ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ رومی افواج اچانک پہنچ گئیں۔ مسلمان جلدی لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ اور رومیوں کو بہت بری طرح قتل وغارت اور نہایت سختی سے پسپا کر دیا گیا۔ ام حکیم نے خود نہایت دلیری کے ساتھ جنگ کی۔ اور سات رومی سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ (اسدالغابہ صفحہ ۵۷۷)

جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؓ پر حملہ آور ہونے میں غلطی کی تاہم اس سے یہ سمجھنے میں ہمیں مدد ملتی ہے کہ ایک مسلمان عورت موقعہ پیش آنے پر بہادری اور شجاعت کا کام کر سکتی ہے۔

اگر ہم واقدی کی سند کو قبول کر لیں تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شام کو فتح کرنے میں عورتوں نے نہایت شاندار خدمات کیں، بالخصوص ام حکیم، ہند، ام کثیر، اسمہ (؟) ام ابان، ام عمارہ، خولہ، لوبنا (؟) اور عفیرہ نے جنگ میں ایسی شاندار خدمات سرانجام دیں جو مردوں سے بھی نہ ہو سکتی تھیں، عتبہ بن غزوان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر مقرر کیا تھا۔ اور ازدہ (؟) بنت حارث جو عرب کے حکیم کالدہ (؟) کی پوتی تھی اس کی بیوی تھی۔ عتبہ ایک دن مدینۃ الفرات کے لوگوں کا سخت ترین مقابلہ کر رہا تھا جبکہ اسکی بیوی نے تقریروں کے ذریعہ سے لڑنے والوں کی ہمتیں بندھائیں۔ (فتوح البلدان صفحہ ۳۴۳ مطبوعہ لائیڈن)

دمشق پر حملہ کے دوران میں جب ابان بن سعد کو دمشق کے گورنر توما نے شہید کر دیا تو اس کی بیوی ام ابان بنت عقبہ اپنے شہید خاوند کا بدلہ لینے کے لئے اس کے تمام ہتھیاروں سے مسلح ہو گئی۔ وہ دشمن سے نہایت بہادری سے لڑی۔ دمشق کے لوگ قلعہ میں محصور تھے۔ تاہم وہ قلعہ کے محفوظ مقامات سے مسلمانوں پر جوابی حملے کرتے رہتے تھے۔ ان کی قیادت میں ایک مقدس آدمی اپنے ہاتھ میں ایک طلائی صلیب لئے ہوئے تثلیث سے فتح کی دعا کر رہا تھا۔ ام ابان نے نشانہ بازی میں ماہر ہونے کی وجہ سے عین صلیب پر نشانہ بازی کی جس نے قلعہ کے محفوظ مقامات سے گزر کر اس شخص کے ہاتھ سے صلیب کو گرا دیا۔ مسلمانوں نے صلیب پر قبضہ کر لیا۔ مسیحی صلیب کی توہین کسی طرح برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اور توما غضب آلود آنکھوں کے ساتھ منہ میں جھاگ لئے ہوئے قلعہ سے باہر نکل آیا۔ اور لڑائی پورے زور و شور سے شروع ہو گئی۔ رومیوں نے صلیب حاصل کرنے کیلئے

زبردست جنگ کی۔ لیکن ناکام رہے۔ جو شخص صلیب کی طرف توجہ کرتا وہ ام ابان کے مہلک تیروں کا شکار ہو جاتا تاہم توما نے ہمت سے کام لیا اور ام ابان کا تیر عین اس کی آنکھ میں جا کر بیٹھا۔ ام ابان اس وقت یہ شعر پڑھ رہی تھی ؎

ام ابان فاطلی تبارك

صولی علیهم صولة المتدارك

قد صبح جمع القوم من بنالك

یعنی ام ابان تو اپنا بدلہ لے اور ان پر مسلسل حملہ آور ہو۔ رومی تیرے تیروں سے بہت دکھ میں ہیں نہایت ہولناک جنگ یوم التعویر میں ہوئی۔ اور اس جگہ مسلمان عورتوں نے عرب بہادری کی ایک نہایت شاندار مثال قائم کی۔ اگر مسلمان عورتیں تلواریں کھینچکر رومیوں کے مقابلہ میں کھڑی نہ ہو جاتیں تو مسلمانوں کو بہت بری طرح زک اٹھانی پڑتی۔ ہند، خولہ، ام حکیم اور قریش کی دوسری عورتیں اس مہیب مقابلہ میں فولادی دیواریں بن گئیں اور نہایت دلیری کے ساتھ لڑیں۔ اسماء بنت ابی بکر ہمیشہ اپنے خاوند کے ساتھ گھوڑے کی پیٹھ پر رہی۔ اور اس کے دوش بدوش جنگ کی [۱]

جنگ صفین میں مسلمان عورتوں کی بہت بڑی تعداد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان جنگ میں گئی۔ انہوں نے جنگ کی۔ اور تھکے ماندے سپاہیوں کو اپنی پر جوش تقریروں سے خوش کیا۔ زرقہ، عکرشہ اور ام الخیر نے ایسی زبردست تقریریں کیں جن کی وجہ سے فوج کے ہر حصے میں جوش و خروش کی ایک لہر دوڑ گئی۔ [۲]

(باقی باقی)

---

[۱] اسی قسم کی بہت سی اور مثالیں فتوح الشام میں واقدی کی سند پر لکھی ہیں لیکن چونکہ وہ فتوح الشام ازدی میں بیان کی گئی ہیں۔ اس لئے ہم ان کو نظر انداز کرتے ہیں۔

[۲] عقد الفرید جلد ۱ صفحہ ۱۲۱۔۱۲۴۔

بشارتِ محمدیہؐ درکتبِ مقدسہ قدیمہ

(از جناب میرزا معصوم بیگ صاحب بی - اے)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو جلد ۲۴ - صفحہ ۴۲۷)

ہنود کی مذہبی کتابیں تین حصوں میں منقسم ہیں (۱) وید (۲) اپنشد (۳) پُران - ان سب کتابوں کو مع برہمن گرنتھ کے جو ویدوں کی تفسیر ہے، سرتی کہا جاتا ہے - یعنی الہامی کتابیں - وید فی الحال چار ہیں - رگوید - یجروید - سام وید اور اتھروید - ان میں سے رگوید قدیم ترین ہے - اور اتھروید نسبتاً زمانۂ مابعد کی تصنیف ہے - اس وید کا نام اس کے مضامین کی نوعیت سے ماخوذ نہیں بلکہ ایک قدیم زمانہ کے انسان سے وابستہ ہے جس کا نام اتھرون تھا - اور جسکے متعلق رگوید میں یہ لکھا ہے کہ وہ سب سے پہلا آدمی ہے جس نے رگڑنے سے آگ پیدا کی - ویدوں کی عبارت نہایت خشک اور پیچیدہ ہے اور اس کا سمجھنا بھی بہت مشکل ہے - جو لوگ ویدوں کے ماہر سمجھے جاتے ہیں مثلاً گورو کل کانگڑی کے پنڈت وہ کہتے ہیں کہ وید بخوبی سمجھنے کے لیئے کم از کم تیس سال کی مدت درکار ہے - لیکن اس میں شک نہیں کہ وید ہندوؤں کی مستند ترین کتاب ہے اور ان کے مذہبی عقائد کا سرچشمہ ہے -

اپنشدوں میں ہندوؤں کا قدیم فلسفہ قلمبند کیا گیا ہے - جس کا مقصد تحقیق روح انسانی ہے - ان میں انسان اور خدا کی نوعیت، اور باہمی تعلق پر بحث و نظر کی گئی ہے - بعض مشہور پنڈتوں مثلاً راجہ رام موہن رائے کی نظر میں اپنشدوں کا مرتبہ ویدوں سے بھی بڑھا ہوا ہے -

اہمیت اور تقدس کے لحاظ سے پورانوں کا درجہ ان کے بعد ہے - ویدوں کے برخلاف یہ کتابیں بہت سلیس اور دلچسپ ہیں - یہ ہنود کی ہر دلعزیز کتابیں ہیں - جن کو وہ بہت مسرت اور فائدہ کے ساتھ پڑھتے ہیں - ان کتابوں میں کائنات کی پیدائش اور فنا، ابتدائی آریہ اقوام، ہنود کے مقدس اوتاروں اور بہادروں کا تذکرہ مندرج ہے - مشہور رشی ویاس جی نے یہ کتاب اٹھارہ ضخیم جلدوں میں مرتب کی ہے اور اس میں برہمن پوران، بھاگوت پوران اور بھوشیہ پوران وغیرہ شامل ہیں - پورانوں کے متعلق ہنود کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اتنے ہی قدیم ہیں جتنے وید، اور انہی کے زمانہ سے چلے آرہے ہیں - اس بات کا ثبوت

خود وید مقدس سے بھی ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو اتھرو وید باب ۱۱۔ مناجات ۷۔ شلوک ۲۴۔

" شلوک اور گیت، سحر آمیز مناجاتیں، پوران، قربانی کی دعائیں، اور تمام آسمانی دیوتا جو بہشت میں رہتے ہیں سب ابتدائی مادہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ نیز اتھرو وید باب ۱۵۔ مناجات ۷۔ شلوک ۱۲۔

" وہ (طالبعلم) ایک وسیع خطہ کی طرف چلا گیا۔ اور اتھاس، پورانوں، گاتھا، اور نرسانسں نے اس کا اتباع کیا "

رگوید میں بھی پورانوں کا تذکرہ موجود ہے۔ خصوصاً اس کے ان شلوکوں کا جو قربانی کے وقت پڑھے جاتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰۔ مناجات ۳۰۔ شلوک ۶)

مہارشی ویاس جی بلاشبہ بہت بڑے فاضل تھے اور ہندو ان کو بہت عزت اور مرتبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ مختلف علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ویدوں کی موجودہ ترتیب اور مضمون وار تقسیم انہی کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے اور مہابھارت اور گیتا بھی انہی کی قلم کی ممنون احسان ہے۔ ویاس جی نے ویدانت یعنی ہندو فلسفہ پر بھی ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ لیکن ان کی سب سے نامور تصنیف جیسا کہ اوپر بیان ہوا پُران ہی ہیں۔ جو ۱۸ جلدوں میں ہیں۔ بھاوشیہ پُران میں، جو اسی کتاب کا ایک حصہ ہے، ایک عالمگیر ہادی دین کی بعثت کی خوشخبری مذکور ہے جن کا اسم گرامی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے چنانچہ اس مضمون میں ہم اسی پیشگوئی پر تفصیلی تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔

بھوشیہ پُران کے لفظی معنے ہیں "مستقبل کی خبریں"، اور اس پوران کو بھوشیہ پُران اسی لئے کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں مہارشی نے آئندہ واقعات کا حیرت انگیز تذکرہ کیا ہے۔ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق یہ کتاب بھی ویدوں کی طرح الہامی ہے۔ جسے برہما جی نے ویاس جی پر نازل کیا۔ اور انہوں نے صرف خدائی الہامات کو مدون کیا ہے۔ اور مضمون خدا کی طرف سے ہے۔ اس کتاب کے باب ۳ فصل ۳۔ مناجات ۳ شلوک ۵ تا ۸ میں یہ عبارت درج ہے:۔

" غیر ملک سے ایک معلم روحانی اپنے اصحاب کے ساتھ آئے گا۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ اس ملک کا راجہ اس فرشتہ خصلت عرب کو گنگا کے پانی اور دوسری پانچ پاکیزہ اشیا کے ساتھ غسل دے گا۔ اور پورے ایمان کے ساتھ اس کی پرستش کرے گا اور کہے گا کہ میں تجھے سجدہ کرتا ہوں! تو فخر بنی آدم ہے۔ اے باشندہ عرب جو ہمیں شیطان کو قتل کرنے کی طاقت عطا کرتا ہے، اور تو اپنے بدکار دشمنوں سے محفوظ ہے! اے مظہر ذات آلہی

مجھے اپنی غلامی میں قبول کر۔ میں تیرے قدموں میں پناہ لیتا ہوں "

مہارشی ویاس جی نے آنحضرت صلعم کی جو حمد و ثنا کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) اس کا نام نامی (حضرت) محمد (صلعم) ہو گا۔

(۲) وہ صحرا کا باشندہ ہوگا۔

(۳) اس کے ساتھ جاں نثار صحابہ ہونگے۔

(۴) وہ فرشتہ خصلت اور گناہوں سے معصوم ہوگا۔

(۵) ہندوستان کا راجہ اس پر ایمان لائے گا۔

(۶) یہ پیغمبر اپنے دشمنوں کے مکر سے محفوظ رہے گا۔

(۷) وہ شیطان کو قتل کرے گا۔ یعنی بدی کی بیخکنی کر دے گا۔

(۸) وہ مظہر ذات باری ہوگا۔

(۹) اور فخر بنی نوع آدم ہوگا۔

(۱۰) مہارشی اس پیغمبر کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ اور اس کے قدموں میں پناہ لیتا ہے۔

بعثت نبوی کے متعلق یہ کس قدر شاندار پیشگوئی ہے جس کے مطالعہ کے بعد آنحضرت صلعم کی صداقت پر کسی قسم کا شک باقی نہیں رہ سکتا۔ بعض شکی مزاج لوگوں نے اس پر یہ اعتراض وارد کیا ہے کہ جس راجہ کا اس پیشگوئی میں ذکر کیا گیا ہے وہ راجہ بھوج ہے جو راجہ شالباہن کے بعد دسویں پشت میں ہوا۔ اور گیارہویں صدی مسیحی میں حکومت کرتا تھا۔ یعنی آنحضرت صلعم سے ۵۰۰ سال بعد ہوا ہے۔ اس لئے یہ پیشگوئی آپ پر چسپاں نہیں ہو سکتی۔

لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں۔ کیونکہ "بھوج" کسی خاص آدمی کا نام نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے راجوں کا لقب تھا جس طرح "فرعون" شاہان مصر کا۔ اور "قیصر" شاہان روم کا۔ مشہور راجہ بھوج سے پہلے بھی بہت سے راجے اس لقب کے گزر چکے ہیں۔ چنانچہ "اییتریا برہمن" میں جو نہایت قدیم کتاب ہے ایک راجہ بھوج کا ذکر ہے (ملاحظہ ہو ۸ : ۱۲ و ۱۴ : ۲۷) پنینی جو سنسکرت کا مشہور نحوی گزرا ہے۔ اور اسلام سے بہت پہلے ہوا ہے۔ وہ اپنی تصنیفات میں ایک راجہ بھوج، اور اس کے جانشینوں، اور دارالحکومت کا ذکر کرتا ہے۔ (۱ : ۷۵)

اس پیشگوئی میں ایک لفظ اور بھی لائق غور ہے۔ آنحضرت صلعم کا دریائے گنگا اور "پنج گنو" کے پانی

سے غسل کرنا۔ یاد رہے کہ اس عبارت میں رشی نے کسی واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا، بلکہ اس رویا کا جو اس نے دیکھا۔ اس رویا سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم معصوم اور پاک ہوں گے۔ "گنگا جل" اور "پنج گتو" ہنود کے عقیدہ کے مطابق گناہوں سے پاک کرنے کے ذرائع ہیں۔ جس طرح عیسائی لوگ دریائے یردن کے پانی کو سمجھتے ہیں۔

اب ہم شلوک منا تا تا پر تبصرہ کرینگے۔ جن میں مہارشی نے اس سے بھی زیادہ وضاحت سے کام لیا ہے:

"عرب کی مشہور سرزمین کو بدکاروں نے ناپاک کر دیا ہے۔ اور اب آریہ دھرم وہاں ناپید ہے۔ قبل ازیں ایک شیطان وہاں ظاہر ہوا تھا جسے میں نے جلا کر راکھ کر دیا۔ اب وہ پھر ظاہر ہوا ہے جسے ایک زبردست دشمن نے بھیجا ہے۔ لیکن جس کو میں نے برہما کا لقب دیا ہے، ان دشمنوں کی اصلاح کے لئے، وہ مشہور شخص محمدؐ ہے۔ وہ اب ان تغافل شعاروں کی اصلاح کے لئے، پوری کوشش کر رہا ہے۔ اے راجہ! تجھے اس مذموم ملک میں جانا مناسب نہیں۔ کیونکہ میری مہربانی سے تیرا تصفیہ تو یہیں ہو جائے گا۔

ایک رات وہی انسانی فرشتہ راجہ بھوج کے سامنے ظاہر ہوا۔ اور شاچ کی شکل میں، اس نے کہا "اے راجہ! آریہ دھرم کو دوسرے مذاہب پر فضیلت حاصل ہے۔ لیکن میں خدا کے حکم سے گوشت کھانے والوں کے مذہب کی تبلیغ کروں گا۔ میرے پیروؤں کا ختنہ کیا جائے گا۔ اور وہ اپنے سروں پر چوٹی نہیں رکھیں گے بلکہ ڈاڑھی رکھینگے اور وہ بڑے انقلاب پسند ہوں گے۔ وہ باآواز بلند لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں گے۔ اور تمام اچھی اور جائز چیزیں کھایا کرینگے۔ سور کو چھوڑ کر باقی سب حیوانات کا گوشت کھائینگے۔ اور گھاس کے بجائے جنگ کر کے اپنا تصفیہ کرینگے۔ ان کا لقب مسلمان ہوگا۔ کیونکہ وہ ان لوگوں کے برخلاف جنگ کرینگے، جو مذہب کو خراب کرتے ہیں۔ اور ان گوشت خوروں کا مذہب میری طرف سے ہوگا"

اس پیشگوئی میں مہارشی نے آنحضرت صلعم کی بعثت کی بہت سی نشانیاں بیان کی ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

(۱) ملک عرب کو، بدکاروں کا تباہ اور ناپاک کرنا۔

(۲) وہاں آریہ دھرم کا ناپید ہو جانا۔

(۳) ان دشمنان حق کا، ابرہا کی طرح تباہ اور برباد ہو جانا۔

(۴) آنحضرتؐ کو، خدا کی طرف سے برہما کا لقب عنایت ہونا، تاکہ آپؐ بدوں کی اصلاح کر سکیں اور آپؐ اب تعمیر قومی میں مصروف ہیں۔

(۵) ہندی راجہ کو اس ملک میں جانا مناسب نہیں ہے۔ لہذا اس کا تزکیۂ نفس اس وقت ہوگا۔
جب مسلمان ہندوستان میں وارد ہوں گے۔

(۶) آنحضرتؐ ہندو دھرم کی تصدیق کرینگے۔ اور یہاں کی اقوام کے حالات کی اصلاح فرمائینگے
اور ان کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرینگے جس سے وہ بھٹک گئے تھے۔

(۷) آنحضرت صلعم کے پیرو ختنہ کرائینگے۔ ڈاڑھی رکھیں گے۔ سر پر چوٹی نہ ہوگی۔ اور دنیائے
مذہب میں ایک زبردست انقلاب پیدا کرینگے۔

(۸) آپ کا مذہب کوئی پوشیدہ چیز نہ ہوگا۔ بلکہ ہر مسجد کے مینار سے باآواز بلند اس کی تبلیغ
کی جائے گی۔

(۹) سور کے علاوہ، وہ لوگ دوسرے جائز حیوانات کا گوشت استعمال کرینگے۔

(۱۰) ہندو، کوشا گھاس کے ذریعہ، اپنے آپ کو پاک کرتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ جہاد فی سبیل اللہ
کے ذریعہ سے اپنے نفوس کو پاک کرینگے۔

(۱۱) ان کا لقب مسلمان ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ ان لوگوں سے جنگ کریں گے، جو مذہب کو
ناپاک کرتے ہیں۔

(۱۲) یہ گوشت خوروں کا مذہب، خدا کی طرف سے ہوگا۔

اس جگہ ہم اس اعتراض کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، جو مخالفین اسلام اس موقعہ پر کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ جب پیشگوئی میں آریہ دھرم کو دیگر مذاہب پر تفوق دیا گیا ہے تو پھر اسلام کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ جب آریہ دھرم کا نزول ہوا تھا تو مقامی حالات کے بموجب وہ لوگوں کے لئے مفید ہوگا۔ اور اس وقت وہ ضروریات انسانی کے لئے مکتفی بھی ہوگا۔ اور اس لحاظ سے وہ انسان کے لئے بہترین مذہب قرار پایا۔ لیکن جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اس زمانہ میں اس کی حالت کیا ہوگئی تھی، اس کا حال ہم کو مہارشی ہی سے پوچھنا چاہیئے۔ ملاحظہ ہو۔ بھوشیہ پران باب ۳۔ فصل ۱۔ مناجات ۴۔ شلوک ۲۱ تا ۲۳۔ اور یہ سطور لائق توجہ ہیں:-

" سات مقدس شہروں مثلاً کاشی جی وغیرہ، ظلم و ستم عام ہیں۔ ہندوستان اب راکھشسوں کا وطن

بن گیا ہے۔ اور بھیل اور دوسری وحشی اقوام کا مسکن ہے۔ لیکن ملیچھوں کی سرزمین میں ملیچھ دھرم (اسلام) کے پیرو، بہادری دکھا رہے ہیں۔ اور بڑے عقلمند اور دانشمند ہیں۔ وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہیں۔ جبکہ آریہ ورت میں انتہائی بدعنوانیاں نظر آ رہی ہیں۔ اسلام، ہندوستان اور ملحقہ جزائر پر حکومت کرے گا۔ پس اے نیک مرد! ان امور سے واقف ہونے کے بعد اللہ کی عبادت کر، اور اسی کی حمد و ثنا کر"

ان شلوکوں میں لفظ "آریہ" اور "ملیچھ" اکثر استعمال ہوئے ہیں۔ لفظ آریہ کے بارہ میں ہمیں کافی معلومات ہیں۔ لیکن دوسرا لفظ ہنوز محتاج تشریح ہے۔ لفظ ملیچھ کو بُرے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنے وحشی، غیر مہذب اور ناپاک لوگ۔ لیکن ویاس جی کی نظر میں ملیچھ وہ ہے جس کی عقل تیز ہو۔ زندگی اور افعال پاکیزہ ہوں۔ روحانیت اعلےٰ پایہ کی ہو۔ اور جو خدا پرست اور پابند مذہب ہو۔

اسلام عالمگیر صداقت کا جامع ہے

(مسٹر سنٹ کلیر سٹوبرٹ ، صدر جمعیتہ الاخوان - لندن)

نوٹ :- یہ وہ لیکچر ہے جو مسٹر موصوفہ نے بمقام مسجد ووکنگ دیا تھا۔

اگرچہ یہ ایک چھوٹی سی عمارت ہے اور ہماری جماعت بھی چھوٹی سی ہے لیکن یہ جلسہ بہت اہم ہے کیونکہ ہم لوگ جو امام صاحب مسجد کے مہمان ہیں، اس جمعیتہ کے نمائندے ہیں، جو مسیحی علمائے دین اور روحانیین کے اشتراک عمل سے وجود میں آئی ہے۔ اور ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اس حقیقت کو دنیا پر آشکارا کریں، کہ روح انسانی، موت کے بعد بھی زندہ رہتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسیحی کلیسائیں، ہمیں یہ حقیقت، بطور ایک امر واقعی کے سمجھائیں نہ کہ بطور ایک عقیدے کے، جسے ہم، بلا سمجھے تسلیم کرلیں۔ پس اس ملک میں مذہب اسلام کے نمائندے نے، ہمیں مسجد میں دعوت دے کر، رواداری کی روح، اور وسعت نظر کا ایک قابل تعریف نمونہ پیش کیا ہے۔ اسلام اور دیگر مذاہب میں ایک خاص فرق یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ صرف اپنے مذہب ہی کو سچی وحی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن بانیِ اسلام علیہ السلام نے صاف لفظوں میں اعلان کیا ہے کہ دوسرے مذاہب کے بانی بھی اللہ کی طرف سے الہام پاکر مبعوث ہوئے - اور خدا نے ہر ملک میں ایک شاہد پیدا کیا ہے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے وہ آخری اور تمام صداقتوں کی جامع ہے۔ ان انسانوں کو ان سچائیوں سے آگاہ کرتی ہے جن کی طرف سے وہ غافل ہو چکے تھے۔

جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے، یہ مقدس کتاب ان صداقتوں کا اعادہ کرتی ہے جو وید، بائیبل، گیتا رامچندر اور کرشن کے اقوال اور بدھ کی تعلیمات میں مذکور ہیں۔ اور آنحضرتؐ جملہ انبیاء اور ہادیان عالم، مثلاً حضرت موسیٰؑ حضرت عیسےٰؑ، حضرت کرشن اور مہاتما بدھ کی بہت عزت کرتے ہیں۔ پس اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو اسی وجہ سے ہمیں اسلام اور بانیِ اسلام کی عزت کرنی لازم ہے۔

عیسائیوں میں، اسلام کے متعلق عجیب و غریب غلط فہمیاں پھیلی رہی ہیں، اور میں خوش ہوں کہ

مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں اس بات کا اعتراف کروں کہ اسلام کے متعلق نہ صرف میرا زاویہ نگاہ متعصبانہ رہا ہے۔ بلکہ اکثر عیسائیوں کا۔ اب میں سمجھتی ہوں کہ اسلام کے تین بڑے اصول ہیں :۔

اوّلؔ۔ توحید الٰہی کا عقیدہ ۔ اور یہ عقیدہ دربارۂ ذات الٰہی، نہایت سریع الفہم ہے۔ اس کو پیچیدہ فلسفیانہ مباحث سے مسموم نہیں کیا گیا ہے ۔ اسلام نے توحید کی تعلیم نہایت شدومد کے ساتھ دی ہے اور خدا کے انسانی شکل میں ظاہر ہونے کے بجائے ، انسان کے ، ہمرنگ خدا ہو جانے پر زور دیا ہے ۔

ثانیًا ۔ اسلام ، وحی والہام ربانی کی تعلیم دیتا ہے ۔ نہ صرف وحی قرآنی پر اعتقاد ، بلکہ یہ کہ خدا نے تمام اقوام کو وحی والہام سے سرفراز فرمایا ہے ۔ اور الہام ربانی تمام مذاہب کی بنیاد ہے۔ کیا یہ وہی تعلیم نہیں جسے ہم لوگ برسوں سے پیش کر رہے ہیں ؟

اسلام کا تیسرا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔ اور میں چاہتی ہوں کہ میرے روحانی دوست اس امر پر غور کریں کہ اسلام کی نظر میں حیات بعد الموت ، اسی دنیاوی زندگی کے تسلسل کا نام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ " ہم نے اسی زندگی میں انسان کے اعمال کے نتائج ، اس کی گردن میں آویزاں کر دیئے ہیں ۔ اور یہ پوشیدہ نتائج ، قیامت کے دن ایک کتاب کی شکل میں ظاہر ہو جائینگے ۔ موت کوئی امر اختلافی نہیں ۔ بلکہ حیات ثانیہ کی ابتداء اور اس زندگی کے حقائق کے علم کا دروازہ ہے ۔

ان اصولوں میں ، کوئی بات ایسی نہیں جسے ہم بہ حیثیت جماعت خود تسلیم نہ کرتے ہوں ۔ اب اسلام کے عملی پہلو کو لیجئے ۔

اوّلاً ۔ مسلمانوں پر نماز فرض ہے ۔ اور اس باب میں ، میں مسلمانوں کی بہت تعریف کرتی ہوں کہ وہ پابندی کے ساتھ دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتے ہیں ۔ خواہ وہ کہیں ہوں ۔ اور حقیقی نماز ان فرائض میں سے ہے جن کا ادا کرنا بہت دشوار ہے ۔

دوسری تعلیم زکوٰۃ ہے ۔ اور اس کے متعلق اسلام نے بہت عمدہ قوانین نافذ فرمائے ہیں جن کی بدولت قوم کے محتاجوں کی دستگیری بہت اعلےٰ طریق پر ہو سکتی ہے ۔

تیسرا رکن یا اصول اخوت ہے ۔ اور یہ اخوت صرف دوستوں تک محدود نہیں ، بلکہ عالمگیر ہے ۔

اور اس اصول میں حیوانات پر شفقت کرنا بھی داخل ہے۔ اور اس لئے، اُس خیال کی تردید بھی ہوگئی، جو مغرب میں اسلام کے خلاف عام طور پر پھیلا ہوا ہے۔ کہ مشرقی مذاہب میں حیوانات پر مہربانی کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔

روحانیوں کو شاید یہ معلوم کرنے کی خواہش ہو کہ مسلمانوں کا ارواح اور ارواح سے تعلقات کی نسبت کیا عقیدہ ہے؟ مسلمان ملائکہ میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ خصوصاً پاک فرشتوں میں۔ ان کے لئے ارواح خبیثہ یا شیاطین پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ جب تک وہ خود پسند نہ کریں۔ اور میرا خیال ہے کہ اس مسئلہ پر امام صاحب مجھ سے بہتر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ایک غلط فہمی کا ازالہ تو ضرور کردوں جس کی بنا پر مغربی خواتین کی ہمدردی اسلام سے منقطع ہوگئی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلعم عورتوں کو بہت ذلیل تصور کرتے تھے۔ اس معاملہ میں بھی امام صاحب سے درخواست ہے کہ وہ ہماری رہنمائی کریں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یورپ میں اس امر کے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔

آخر میں اس امر پر زور دینا چاہتی ہوں کہ اسلام میں کوئی بات ایسی نہیں جو ہماری اخوت یا اس کی تعلیمات کے خلاف ہو۔ خود اخوت کے ارکان میں بعض امور یا عقائد کے متعلق اختلاف آرا موجود ہے لیکن یہ اختلاف ان باتوں میں ہے جو فروعی ہیں۔ اور ایسا اختلاف ہر ملک اور ہر قوم کے باشندوں میں پایا جاتا ہے کیونکہ فروعات ہر زمانہ میں تبدیل ہوتی رہی ہیں۔

اس لئے اگرچہ ہمارے اور اسلام کے مابین بعض امور میں اختلاف بھی پایا جائے۔ تاہم یہ اختلافات بھی محض فروعات میں ہوں گے۔ جن کا اثر اصولوں پر نہیں پڑ سکتا۔ اور اصول دونوں جگہ یکساں ہیں یعنے اعتقاد باللہ، اعتقاد بالوحی، اور اعتقاد بالمعاد۔ اور ان عقائد کے جو نتائج ہیں وہ بھی دونوں جگہ یکساں طور پر مسلم ہیں۔ یعنی عبادت۔ زکوٰۃ اور اخوت۔ میرا یہ خیال ہے کہ ہمارے امام صاحب کو ہماری وعظ کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ نیز مسلک روحانیت کے سات اصولوں سے بھی انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

ہم عیسائیوں اور روحانیوں کو اپنے یہاں دعوت دے کر امام صاحب نے بلا شبہ عالمگیر اخوت کے پاکیزہ اصول پر عمل کر کے دکھا دیا ہے۔ جس کی مذہب اسلام تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ میں صدق دل سے اپنی طرف سے اور جمعیتہ کی طرف سے امام صاحب کی خدمت میں انکی اس مہمان نوازی اور دعوت کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور میں یقین کرتی ہوں کہ ان کا یہ طرز عمل سراسر اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام صلعم کے ارشادات کے مطابق ہے۔

زکوٰۃ

(از جناب عبدالصمد بی اے)

اسلام صرف توامین کا مذہب نہیں۔ بعض چند مسلمہ آرا، پر اعتقاد رکھنے سے بہشت کا ٹکٹ نہیں مل جاتا۔ بلکہ اسلام ایک عملی زندہ کا راستہ ہے صرف اعتقاد یا زبانی اقرار بغیر عمل بے نتیجہ ہیں۔ در اصل مذہب اسلام میں اعتقاد کسی دعوے کی سچائی پر صرف یقین کرنا ہی نہیں ہے۔ بلکہ اسے عمل کے لئے ایک بنیاد قبول کرنا ہے۔ اس لئے اسلام کے پانچوں اصول، کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج صرف اعتقاد کے لئے ایک کلیہ ہی نہیں بلکہ عمل کے لئے بھی اتنے ہی ضروری اصول ہیں۔ ان مندرجہ بالا پانچوں اصولوں میں سے نماز اور زکوٰۃ کے متعلق قرآن مجید میں بار بار احکام آئے ہیں۔ ان دونوں ضروری چیزوں پر غیر معمولی زور دیا گیا ہے۔ اکثر دفعہ ہمیں حکم ملتا ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ اس مختصر سے بیان میں ہم زکوٰۃ کے بارے میں کچھ لکھینگے۔ ایک طرف خدا کی عبادت اور دوسری طرف اس کی مخلوق کی خدمت مسلمانوں کے لئے ضروری فرائض ہیں اور حضرت نبی اکرمؐ دوسرے فرض کی ادائیگی کو پہلے فرض کی ادائیگی کا پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔ فرمایا، "اگر تم اپنے خالق سے محبت کرنا چاہتے ہو تو پہلے اس کے بندوں سے پیار کرو" وہ غنی خالق اپنے کمانے والے بندوں سے مالی یا اور کسی قسم کی امداد کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ضعیف اور محتاج بندوں کو اس کی ضرورت ہے۔ اللہ کے ضرورتمند بندوں اور انسان کے حاجتمند بھائی بہنوں کے لئے اسلام نے زکوٰۃ کی خاص طور پر تاکید کی ہے۔ خیرات کی اسلام میں اتنی اہمیت ہے کہ کلام مقدس کے شروع ہی میں جہاں مسلمانوں کی نشانیاں بتلائی ہیں۔ فرمایا ہے۔ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ یعنی مومن وہ ہیں جو لوگ کہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ خدا کے دئے ہوئے میں سے خیرات کرنا مسلمانوں کا فرض اولین ہے۔ اسلام نے غربا کا حق امرا کے مال پر قائم کیا ہے۔ اسلام میں وہ اخوت ہے جس میں کوئی امیر آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنی دولت کا ایک خاص حصہ غربا کے لئے وقف نہ کر دے۔ زکوٰۃ صرف اسلام نے ہی ایک نئی چیز پیش نہیں کی بلکہ اس کا وجود پہلے مذاہب میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً عیسائیوں میں اس کا ذکر عہد نامہ جدید میں ہے۔ متی کی انجیل کے چھٹے باب میں حکم

ہوتا ہے کہ اس طرح خیرات کرو کہ تمہارے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ تمہارے دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔ عیسائیوں کو حکم تھا کہ پوشیدہ خیرات کریں اور اس زمانے کے لوگوں کی طرح ڈھول بجا کر اس کا اعلان نہ کریں۔ مسلمانوں کا عمل حضرت عیسےٰ کے حکم سے ذرا مختلف ہے۔ وہ صرف پوشیدہ ہی خیرات نہیں کرتے۔ بلکہ اگر ضرورت ہو تو اعلان بھی کر دیتے ہیں۔ لیکن متی کے مندرجۂ بالا الفاظ سے دو باتیں بالکل ظاہر ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عیسےٰ نے خیرات کی تاکید فرمائی۔ دوسرے یہ کہ غیر عیسائی، یہودی اور دوسری قومیں بھی خیرات دیا کرتی تھیں۔

قرآن مجید بھی حضرت عیسےٰ کو زکوٰۃ کے حکم دینے اور تاکید کرنے کی تصدیق کرتا ہے۔ سورہ مریم آیۃ ۳۱ خدا تعالےٰ فرماتے ہیں:۔ اوصنی بصلوٰتی۔ . . . . خدا نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ قرآن مجید کی اس آیت سے یہ ظاہر ہے کہ عیسائیوں کو بھی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم تھا کیونکہ خواہ کیسے ہی عام الفاظ میں کوئی حکم کسی رسول پر ہو اس کا مطلب اس رسول کے پیرؤوں پر بھی ہوتا ہے

اس لئے یہ ظاہر ہے کہ خیرات کا رواج اسلام سے پہلے مذاہب میں بھی تھا۔ خواہ کسی شکل میں کیوں نہ ہو لیکن اسلام نے مذہب کے ہر شعبہ کو تنظیم اور ترتیب دی ہے۔ اور اس مذہب میں زکوٰۃ بھی منظم ہو گئی۔ ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہے کہ اپنی سالانہ کمائی کا ایک خاص فیصدی حصہ زکوٰۃ کے طور پر ادا کرے بشرطیکہ وہ ایک خاص مقدار مال رکھتا ہو۔ یہ روپیہ بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے۔ جہاں سے یہ ان امور پر صرف کیا جاتا ہے جو کلام پاک میں وضاحت سے درج کئے گئے ہیں۔ مندرجۂ ذیل بیت المال کے حقدار قرار دیئے گئے ہیں۔

(۱) غربا (۲) ضرورتمند (۳) قرضدار (۴) قیدی اپنی رہائی کے لئے۔ (۵) ابن السبیل (۶) زکوٰۃ کے جمع کرنے والے کارندے (۷) جو لوگ مذہب حقہ اسلام کی طرف رجوع کریں (۸) تبلیغ اسلام۔

اس طرح انفرادی خیرات کو جس پر پہلے مذاہب کا عمل تھا، اسلام نے ایک منظم ادارہ بنا دیا۔ صرف مفید اصول زکوٰۃ اور اسلام کے قانون میراث کی قبولیت ہی موجودہ زمانے میں دنیا کو فسطائیوں اور بولشویکیوں کی بدعنوانیوں اور مظالم سے بچا سکتے ہیں۔

ناظرین کرام

خط و کتابت کے وقت اپنا نام اور مکمل پتہ مع خریداری نمبر کے خوشخط تحریر فرمایا کریں تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو

اسلام کے معلم اعظم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر)

وہ کونسی مبارک ہستی ہے جس نے، اپنی مختصر مدت حیات ارضی میں بالکل منتشر غیر مربوط اور متحارب قبائل کو ایک مضبوط، مجتمع، نا قابل تسخیر قوم بنا دیا۔ اور اس میں مذہبی جوش و خروش کی روح پھونک دی۔ جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ اور اس قوم کو مذہب اور اخلاق کا ایسا نظام عطا کر دیا، جو سراپا حکمت، دانائی، اور شکر گزاری ہے، آپ بتا سکتے ہیں وہ ہستی کون ہے؟ وہ ہستی حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے جنھوں نے توحید کو از سر نو زندہ کیا۔ اور چار دانگ عالم میں اس کی اشاعت کا انتظام فرمایا۔ جنھوں نے بت پرستی کا اس کے مرکز ہی میں قلع قمع کر دیا۔ یعنی مکہ کو شرک کی نجاست سے پاک کیا۔ جو کہ بت پرستی کا مرکز تھا۔

اللہ نے آپؐ سے خطاب فرمایا۔ آپؐ کا سینہ وحی الٰہی سے منور ہو گیا۔ اور آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے کمر باندھ لی۔ آپؐ کا یہ فیصلہ اٹل تھا۔ جس سے دنیا کی کوئی طاقت آپؐ کو باز نہیں رکھ سکی۔ آنحضرت صلعم کی ساری زندگی آپؐ کے خیالات کی صداقت پر ایک روشن شہادت ہے۔ آپؐ نے اپنے تمام ہموطنوں کی متحدہ مخالفت کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کے ارادوں میں تزلزل پیدا نہ ہو سکا۔ کیا کوئی شخص آپؐ کی سوانح عمری میں سے ایک مثال بھی اس بات کی دکھا سکتا ہے کہ آپؐ نے کسی کام کا ارادہ فرمایا ہو، اور اس میں ناکامی ہوئی ہو؟

جس بات کو آپؐ نے منجانب اللہ اپنا فرض منصبی خیال کیا، دنیا کی کوئی طاقت آپ کو اس کی تعمیل سے باز نہیں رکھ سکتی تھی۔ اور توحید الٰہی کی تبلیغ آپ کا سب سے بڑا فرض تھا۔ خالص اور پاکیزہ توحید۔ تاکہ آپ نہ صرف عربوں کو بلکہ تمام دنیا کو صحیح راستہ کی طرف ہدایت کر سکیں۔ بلاشبہ اپنے دعوے میں صادق ہونے کا احساس ہی آپؐ کو ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا کر سکتا تھا۔ الغرض حضورؐ پیغمبر توحید ہونے کی حیثیت سے پیغمبر فطرت بھی ہیں۔

جب ہم آنحضرت صلعم کی عدیم المثال کامیابی پر نظر کرتے ہیں، تو ہمارا دل فرط مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے

غور فرمائیے کس قدر عظیم الشان انقلاب آنحضرتؐ نے اس دُنیا میں اور دنیا کے لوگوں کی دماغی اور اخلاقی حالت میں پیدا کیا۔ اس انقلاب کی دنیا کی تاریخ میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اور یہ انقلاب اس لئے اور بھی محیر العقول ہے کہ قبل اسلام دُنیا نہایت غلط عقائد اور خیالات میں گرفتار تھی۔ اور عزت نفس کے غلط نظریئے قائم ہو گئے تھے۔ (مثلاً لڑکی منحوس تھی اس لئے اسے زندہ دفن کر دینا اچھی بات سمجھی جاتی تھی) اور ان غلط نظریوں کی حمایت اس شد ومد کے ساتھ کی جاتی تھی کہ دوسروں کو جو اس سے اختلاف کرتے تھے، موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ ان امور کو مد نظر رکھئے۔ اور پھر اس حیرت انگیز انقلاب کا مشاہدہ کیجئے، جو چند برسوں میں وقوع پذیر ہو گیا۔ یقیناً آپ محو حیرت ہو جائینگے۔ اور آپ کو آنحضرت کے دعوے پر ایمان لانا پڑے گا۔ جو اس لحاظ سے نیا نہ تھا کہ آپؐ سے پہلے انبیاؑ نے بھی لوگوں کو توحید ہی کی طرف بلایا تھا۔ لیکن لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ نہیں ہو سکا تھا۔ مگر آپؐ کی تبلیغ نے مردوں کو زندہ کر دیا۔ اور ادھ مُووں کو تازگی بخشی۔ اور انسانوں کی رگوں میں زندگی کا خون دوڑنے لگا۔ آنحضرت صلعم کی وفات سے لے کر خلافت راشدہ کے زمانہ تک یعنی تیس سال کی قلیل مدت میں مسلمانوں نے اس قدر عظیم الشان سلطنت دُنیا میں قائم کر لی، جو رومی قوم ہزار سال میں بھی نہ کر سکی تھی۔ گویا شتر بانوں کی جماعت چشم زدن میں دنیا کی حکمران بن گئی۔ اور اپنے ریگستانی وطن سے نکلکر انسانیت کی معلم بن گئی۔ اور یہ بات بھی موجودہ زمانہ میں بالکل حیرت انگیز واقعہ ہے۔ یہ انقلاب ھَن یا وینڈل قوم کے عروج کی طرح عارضی نہ تھا بلکہ یہ ایک مستقل انقلاب تھا اور دُنیا کی حالت میں ایسا مستقل انقلاب، جیسا کہ کوئی انقلاب استقلال کا مدعی ہو سکتا ہے۔ اور جب تک مسلمان اپنے بلند نصب العین سے غافل نہیں ہوئے، اور وہ نصب العین قابل حصول تھا۔ اور جب تک انہوں نے اخوت اور مساوات کے اصولوں کو ترک نہیں کیا۔ جن کی تعلیم دوسرے مذاہب اور ضوابط اخلاق بیکار دیتے رہے۔ جسے صرف مسلمانوں ہی نے اپنے مذہب کی بدولت دنیا میں قائم کیا تھا جب تک مسلمانوں نے اپنے مذہبی اصولوں کو خیرباد نہیں کہا، اس وقت تک حکومت ان کے قدم چومتی رہی۔ مسلمانوں کی جمہوری حکومت اور حکومت عرب کا خاتمہ ہی اس وقت ہوا جبکہ مسلمانوں میں وہی بدعات رائج ہو گئیں جو اسلام سے پہلے دُنیا میں موجود تھیں۔ مثلاً قبائلی رقابت، فرقہ بندی، بدنظمی اور انفرادیت کی روح اور مشترکہ دشمن کے مقابلہ میں اتحاد کا نہ ہونا۔ ان باتوں کی بدولت ابتدائی مسلمانوں کا کیا دھرا سب اکارت چلا گیا۔ تاہم اگرچہ جمہوریت فنا ہو گئی۔ اور حکومت بھی عربوں کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ لیکن

اسلام کی روح برابر زندہ رہی۔ کیونکہ یہ روح صدیوں کی ارتقائی حالت کا نتیجہ تھی۔ اور انسان کی مذہبی ترقی کی اعلیٰ ترین شکل تھی۔ اور وہ اپنی بقا کے لئے افراد یا حکومت کی محتاج نہ تھی۔ بلکہ وہ انسانوں کی روحانی ضروریات اور عقلی تفہیم کے مطابق ہر زمانہ میں اشاعت پذیر اور بار آور ہوتی رہی۔

آنحضرت صلعم بلاشبہ زبردست ناکامی سے دوچار ہو جاتے۔ اگر آپؐ سیاسی مسائل کا حل ایک تخیل پرست یا خیالی دُنیا میں رہنے والے انسان کی طرح کرتے۔ جبکہ آپ روحانی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے بادشاہ تھے۔ تو سوال یہ ہے کہ آپؐ نے کونسی ایسی بات کی جسکی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپؐ بدل گئے؟ کیا آپؐ نے اپنے رہنے سہنے کا طریق بدل دیا؟ کیا آپؐ نے شان و شوکت اور سطوت و جبروت کا مظاہرہ کیا؟ کیا آپؐ نے محافظ مسلح سواروں کی فوج اپنے اردگرد متعین فرمائی؟ کیا آپؐ نے کوئی بات ایسی کی جو دنیاوی بادشاہ عموماً، اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لئے کیا کرتے ہیں؟ کیا آپؐ نے دولت جمع کی؟ کیا آپؐ نے عظیم الشان جائداد چھوڑی؟ غرضکہ کسی اعتبار سے بھی آپؐ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ باوجود اتنی زبردست طاقت کے مالک ہونے کے آپؐ اس قدر عظیم الشان طاقت رکھتے تھے کہ دُنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ بھی آپ پر رشک کر سکتا تھا۔ آپؐ نے زندگی کے آخری ایام تک سادگی کو ملحوظ رکھا۔ آپ تادمِ مرگ نہایت سادہ مزاج، انکسار پسند، تکبر سے معرّا۔ اور ایسی ایثار سے لبریز زندگی بسر کرتے رہے جس کی مثالیں دنیا میں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔

ایک یورپین کے لئے، مذہب اور زندگی کے متعلق، ایک مشرقی کا زاویہ نگاہ سمجھنا بہت ہی مشکل ہے۔ ایک مشرقی کی نظر میں، زندگی کا ہر فعل کوئی نہ کوئی مذہبی رنگ اور مذہبی اہمیت ضرور رکھتا ہے۔ اور اس کی ساری زندگی از مہد تا لحد مذہبی رسوم و اعمال کا ایک سلسلہ ہوتی ہے۔ مذہب اور سیاست کے مابین کوئی خطِ فاصل نہیں ہے۔ آپؐ نے ان دونوں کو متحد کر دیا ہے۔ آپؐ نے صرف مذہبی رسوم ہی معین نہیں فرمائیں۔ بلکہ مذہبی قوانین بھی بنائے۔ اور اپنے پیروؤں کی عبادت کا انتظام بھی فرمایا۔ اور ان کی دنیاوی ضروریات اور سیاسی امور کے لئے بھی اصول وضع فرمائے۔ قیام مکہ کے دوران میں آپ کا دائرہ عمل محدود تھا۔ لیکن مدینہ کی زندگی میں، آپؐ نے مذہبی پیشوائی کے علاوہ، بادشاہ کے اہم فرائض بھی انجام دیئے۔ اور آپؐ نے محض خیالی اخلاق کا ڈھانچہ تیار نہیں کیا بلکہ ایسا قانون بنایا جو عملی زندگی میں کارآمد تھا۔ اور آپؐ کے زمانہ کے معیارِ اخلاق اور لوگوں کی ضروریات کے مطابق تھا۔

ایک مختصر مضمون میں آپؐ کے کارنامے تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیئے جا سکتے۔ میں اس بات پر اکتفا کرونگا کہ آجکل مسلمانوں کو اپنی قومی وحدت اور یگانگت افکار و احساسات کو برقرار رکھنا ازبس ضروری ہے تاکہ وہ دُنیا میں سربلند ہوسکیں۔ اور اس کے لئے کوئی طریقہ اس قدر موثر اور کارگر نہیں ہوسکتا جبقدر اعلےٰ تعلیم، اور اس کے ساتھ مذہبی تعلیم بھی لازمی ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لوائے مبارک کے نیچے جمع ہونا چاہیئے۔

کیا اسلامی تعلیمات دیگر مذاہب سے ماخوذ ہیں؟

(از جناب خان بہادر بی ایم کے صاحب لودی بالقابہ)

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو جلد ۲۴ - صہ ۲۶۹)

اب ہم اس اعتراض کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ اسلام مسیحیت سے متاثر ہوا ہے۔ یہ بات بھی خلاف قیاس ہے کیونکہ مسیحیت ملک عرب میں، معزول شدہ، ناقص اور ناکارہ حالت میں داخل ہوئی۔ جیسا کہ خود اس مذہب کے حامیوں مثلاً میور - سیل اور پادری ایم کنگ کو تسلیم ہے۔ اس کی بنیاد تو یہودیت میں تھی۔ اور نہ وہ، یہودی اثرات سے بالکل پاک ہوئی تھی۔ اور نہ ابھی اس کی کامل نشوونما ہوئی تھی۔ اور نہ وہ انسانی کمزوریوں سے محفوظ تھی۔ اس لئے مسیحیت کا ابتدائی زمانہ بہت غیر مستقل اور ناہموار تھا۔ جناب مسیح کا خالص موحدانہ مذہب تجسم، شرک اور اصنام پرستی سے ملوث ہوگیا تھا۔

ان خراب حالات میں، جبکہ یہودیت اور مسیحیت دونوں اپنی ذاتی خوبیوں سے محروم ہوچکے تھے کیا اُن میں کوئی تعلیم ایسی عمدہ اور پاکیزہ باقی رہ گئی تھی جسے آنحضرت صلعم اخذ فرماتے؟ یا اس کی تحسین کرکے اور قدردانی کے طور پر قرآن مجید میں داخل فرماتے؟ ایک روشن خیال طالب علم مذہب کے لئے یہ سوال بالکل بیکار ہے۔

ایک اور صورت بھی ہے جس کی بنا پر یہ اخذ کرنے کا نظریہ بالکل غلط ثابت ہوگا۔ اگر یہ سچ ہے کہ قرآن تالمود یا بائیبل کی نقل ہے تو پھر اختلافات کا کیا باعث ہے؟ جو قرآن مجید اور ان کتابوں کے مندرجہ قصوں میں پائے جاتے ہیں؟ اور یہ اختلافات بعض مقامات میں اس قدر نمایاں ہیں کہ سرقہ کا نظریہ کبھی ثابت

نہیں ہو سکتا۔ مثلاً قرآن مجید، بائیبل کے اس بیان کی قطعی تردید کرتا ہے کہ جناب مسیح مصلوب ہوئے۔ اور مسیحیت کے تمام بنیادی عقائد اسی بات پر مبنی ہیں (قرآن مجید ۴: ۱۵۷) قرآن مجید انبیائے قدیم کے ناموں اور تعداد میں بھی بائیبل سے مختلف ہے۔ مثلاً قرآن میں ایک حکیم لقمان نامی کا ذکر ہے لیکن بائیبل میں ان کا مذکور کہیں نہیں۔ لیکن عربوں میں ان کی بہت عزت تھی۔ یوسفؑ اور زلیخا کے قصہ میں اگرچہ بہت مشابہت پائی جاتی ہے لیکن تفصیلات میں بہت اختلاف ہے۔ بائیبل کے برخلاف، قرآن مجید میں دلچسپ واقعات کا ایک سلسلہ مذکور ہے جو انسانی زندگی کے نشیب و فراز اور مختلف شعبوں پر حاوی ہے۔ اور اگر تمثیلی رنگ میں اس کی تفسیر کی جائے تو اس سے بہت سے اخلاقی اور روحانی سبق حاصل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا جامی نے اس قصہ سے عشق الٰہی کی مختلف تصاویر کھینچی ہیں۔ کتاب پیدائش میں جو امور مذکور ہیں وہ بہت مختصر ہیں۔ اور غیر دلچسپ ہونے کے علاوہ۔ ان میں افسانہ کا رنگ پایا جاتا ہے۔ جو اس لائق نہیں کہ کسی مذہبی کتاب میں جگہ پا سکے۔ علاوہ بریں بائیبل کہتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اسحاقؑ کو خدا کی راہ میں قربان کیا تھا۔ لیکن قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ انہوں نے اسمٰعیلؑ کو قربان کیا تھا۔ یہ منجملہ دیگر اختلافات کے چند اختلافات ہیں، جو قرآن مجید اور بائیبل میں پائے جاتے ہیں۔

ان اختلافات کا سبب کیا ہے۔ ناقدین نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ اور اگر دیا بھی ہے تو وہ ناقص ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم باوجود امی ہونے کے، مذہبی معاملات کا ذاتی علم رکھتے تھے اور وہ علم نہ سرقہ تھا اور نہ شنیدہ۔ بلکہ اس کا ماخذ وحی الٰہی تھا۔

آخر میں اس سرقہ کا ایک پہلو اور باقی رہتا ہے وہ یہ کہ شاید آنحضرت صلعم نے مذہب کے کچھ حقایق مسیحیت اور یہودیت کے علاوہ دیگر مذاہب سے اخذ کئے ہوں، جو اس زمانہ میں یونان، روما، ایران، چین، اور ہند میں پائے جاتے تھے۔ اور ان مذاہب کے مذہبی لٹریچر سے آپکی تعلیمات میں بعض مشابہت پہلو پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے ہم بغیر کسی تامل کے خارج از بحث کر سکتے ہیں اور اس کی وجوہات قبل ازیں بیان کی جا چکی ہیں۔

الغرض جس زمانہ میں آنحضرت صلعم نے اپنے مذہب کی تبلیغ کی۔ اس زمانہ کے حالات کی شہادت اس نظریہ کی تردید کے لئے بالکل کافی ہے کہ آپؐ نے مذہب غیر سے استفادہ کیا۔ تاکہ اسلام کی شکل مکمل ہو سکے۔ ایسا کہنا گویا تاریخ کی توہین کرنا ہے اور عقل سلیم کے ساتھ مضحکہ کرنا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کوئی غیر اسلامی مذہبی نظام، اپنی تعلیمات اور عقائد کے لحاظ سے، کامل جدت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جو لوگ اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں، انہوں نے نفی میں جواب دیا ہے۔ مثلاً پامر لکھتا ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب یا مذہبی کتاب، کامل جدت طرازی کا دعوے نہیں کر سکتی؟ (صفحہ ۵۳ جلد ۶۔ حصہ ۱ تمہید انگریزی ترجمہ قرآن) اور جیسا کہ اس مصنف نے تسلیم کیا ہے، عہد جدید میں بہت کچھ صحف سابقہ سے ماخوذ ہے۔ بہت سی تمثیلات طالمود سے ماخوذ ہیں۔ اور پولوس نے اپنی تعلیمات میں قدیم یونانی لٹریچر سے استفادہ کیا ہے۔ اور خداوندی دعا میں سب سے زیادہ مقدس حصّہ کہ "ہمارے قصوروں کو معاف کر جس طرح ہم اپنے قصور واروں کو معاف کرتے ہیں؛" ہومر کی مشہور تصنیف ایلڈ کی کتاب اول سے ماخوذ ہے۔ جہاں نیسٹر نے غضب آلود اکیلیز کو انہی الفاظ میں نصیحت کی ہے۔ یہی نہیں، پولوس کی تعلیمات اور آلہیات میں بہت سے عقائد، عبادات، رسوم، اور قربانیاں متھرا کے مذہب سے ملتی جلتی ہیں علاوہ بریں، یونانی، سکندریہ اور فائلو کی تعلیمات اور یونانی فلسفہ سے بھی شدید مشابہت پائی جاتی ہے۔

ایک جینی مصنف (جین دھرم، مسیحیت، اور سائنس، فصل ۲۵، مؤلفہ سی آر جین) لکھتا ہے کہ عہد جدید کے مرتب کرنے والوں نے بہت سی باتیں اور تعلیمات، جینی مذہب کی کتابوں سے اخذ کی ہیں۔ اور اسی طرح بہت سی رسوم اور عقائد، جو پارسیوں اور بدھوں میں پائے جاتے ہیں۔ وہ ابتدائی آریہ مذہب کی کتب سے ماخوذ ہیں۔ اور اسی طرح ایک بنگالی مصنف (گاتھا کا اخلاقی تخیل مصنفہ جے ایم چیٹرجی ڈپٹی کلکٹر بنگال) لکھتا ہے کہ:-

(۱) گاتھا، جو اوستا کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ وہ بھارگو وید کی تعلیمات کا بھی نچوڑ ہے اور خالص ویدانت ہے اور سامی مذاہب میں جس قدر عمدگی ہے سب کی بنیاد ہے۔

(۲) اوستا پانچواں وید ہے (بقیہ چار یہ ہیں:- رگ، یجر، اتھرو، اور شام)

(۳) وشنومت کی بنیاد، زرتشتی مذہب ہے۔

(۴) اور جیسا کہ اس مصنف نے، دوسرے مصنف کے حوالہ سے لکھا ہے "کاتھا اپنشد" جو کہ سب اپنشدوں سے زیادہ دلآویز ہے، دراصل مجوسی عقائد کے اثر کے ماتحت لکھا گیا ہے۔ اور وید، اوستا کی کنجی ہیں۔ اور اوستا اور وید، دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اور ایک ہی خیال کی دو تصویریں ہیں

یہ ڈارمسٹیٹر کی تحقیقات ہے (ترجمہ وینڈیداد ایس بی ای بسلسلہ تمہید جلد ۴ حصہ اول صفحہ ۲۶)
اس ضمن میں یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی کا موجب ہوگا کہ ٹی ڈبلو ایس ڈیوڈس - برہما کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے (وہ برہما جسے زمانہ حال میں واحد خدائے مطلق قرار دیا جاتا ہے) "اس وقت تک (بودھ کے وقت تک، زمانہ مابعد کے بہترین ہندو مفکرین نے، الٰہیات میں خدا کا تخیل پیدا نہیں کیا تھا - اور یہ تخیل، دراصل ہندو دماغوں پر، اسلام اور مسیحیت کی تعلیم کا اثر تھا۔" (سلسلۂ کتب مقدسہ ممالک مشرقی جلد ۱۱ - صفحہ ۱۶۳ مدونہ، پروفیسر میکس مُلر) اب ہمارے ناظرین بطور خود ان حوالوں سے حسب منشا مطلب اخذ کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیحیت، بذات خود یہودیت، متھرایت، یونانی اور مصری مذاہب، یونانی فلسفہ سے ماخوذ ہے - اور یہودیت مجوسیت پر مبنی ہے - اور مجوسیت کی بنیاد ہندو دھرم ہے - اور بودھ مذہب، اگرچہ ہندو دھرم کے خلاف صدائے احتجاج ہے لیکن اس سے بہت کچھ مشابہ ہے - اور خود ہندو دھرم، خارجی تاثرات مثلاً مسیحیت، مجوسیت اور اسلام کے اثر سے محفوظ نہیں ہے - تو کیا ان حالات میں ہم یہ رائے قائم کر لیں کہ مذہب اپنے مقصد کے حصول میں جو خدا کی معرفت ہے ہر جگہ سے مدد حاصل کر سکتا ہے؟ اگر یہ نظریہ صحیح ہے تو پھر ہم کسی خاص مذہب کو ملزم قرار نہیں دے سکتے۔ محض اس لئے کہ اس کے بنیادی اصول، سابقہ یا ہمعصر مذاہب سے مشابہ ہیں۔ تو پھر اسلام کو کیوں مورد اعتراض بنایا جائے۔ کہ اس کی تعلیمات دیگر مذاہب سے ماخوذ ہیں۔ اور بعض امور میں وہ اپنی نرالی شان رکھتا ہے۔ جیسا کہ خود پامر کو تسلیم ہے :- "پس اگر ہم اسلام کو اس معیار پر جانچیں، جو دوسرے مذاہب کے لئے استعمال کرتے ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ آنحضرت صلعم کا پیش کردہ مذہب حیرت انگیز طور پر انوکھا اور نرالا مذہب ہے۔ کیونکہ اس نے دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے اپنے ہموطنوں کے سامنے توحید الٰہی کا شاندار اصول پیش کیا۔"

اسلام میں، خدا کی توحید کا یہ شاندار تخیل، اس لحاظ سے انوکھا ہے کہ یہ کوئی جدید شے نہیں ہے۔ یہ تو دنیا کا اصلی مذہب ہے۔ توحید کا عقیدہ تو حضرت آدمؑ نے دنیا کو سکھایا تھا۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ عالمگیر عقیدہ ہے جسے خدا نے تمام بندوں کو سکھایا۔ لیکن افسوس کہ اس پر انسانی توہمات کا پردہ پڑ گیا۔ اس کی شکل مسخ ہو گئی اس پر متعدد انقلابات آئے۔ اس کی صورت بدل گئی۔ اور دنیا نے اسے مختلف ناموں سے پکارا۔ یہانتک کہ

آنحضرت صلعم نے اس عقیدہ کو پھر اس کی اصلی شکل میں، دنیا کے سامنے پیش کیا۔ چشمہ کا پانی اپنے منبع کے قریب تو پاک صاف ہوتا ہے لیکن جب آگے بڑھتا ہے تو کثیف ہو جاتا ہے۔ اور سمندر میں گرنے سے پہلے اسے صاف کرنا ضروری ہے۔ بس یہی کام آنحضرت صلعم نے انجام دیا۔

یہ وہ حقائق عمومی ہیں جن کو ہم خارجی شہادت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور ان کی بنا پر یہ حقیقت مبرہن ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسلام کی تدوین میں کسی خارجی ذریعہ سے استفادہ نہیں کیا۔

اسلام کا مستقبل برطانیہ عظمیٰ میں

(از جناب ڈبلیو۔ جے۔ بی۔ فارمر صاحب)

کچھ دنوں کا ذکر ہے کہ مجھ سے ایک دوست نے پوچھا "اس کی کیا وجہ ہے کہ تم مسلمان ہو گئے"؟ میں نے اس کے جواب میں تین باتیں پیش کیں۔

اولاً۔ یہ کہ اسلام ایک عملی مذہب ہے جس میں نہ کوئی اسرار ہیں، نہ توہمات۔ ہم اسے نہایت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اس میں کوئی چیز غیر عقلی نہیں۔ اور نہ اسے دینیات کی موشگافیوں سے کوئی تعلق ہے۔

ثانیاً۔ یہ کہ اسلام کی توجہ زندگی کے اساسی اور بنیادی حقایق پر ہے۔ اس نے براہ راست قوانین فطرت پر ہاتھ ڈالا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ علم اور مذہب دو مختلف چیزیں ہیں۔ بلکہ مذہب کو سب علوم سے بالاتر سمجھتا ہے کیونکہ اسلام علم ہے اچھائیوں اور کامیاب زندگی کا۔

ثالثاً۔ اسلام نے زندگی کا ایک مکمل دستور العمل پیش کیا ہے اور اس میں انسان کی دنیوی سرگرمیوں کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ ہماری زندگی کا کوئی معاملہ ہو۔ اجتماعی، مدنی حقوق سے تعلق، جنگی، تجارتی۔ اسلام میں ہر ایک کے لئے ہدایت موجود ہے۔ اس نے انسان کے تمام افعال و اعمال کا ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے، اور چونکہ ہم دنیا میں رہتے ہیں لہذا ہماری خاطر دنیوی حالات کو بھی پیش نظر رکھا۔

میں نے جب کبھی ان باتوں کو اپنے دوستوں پر واضح کیا ہے تو میں ان کو روز بروز یہ کہتے سنتا ہوں "ہاں یہ ٹھیک ہے" "بے شک ہم اس بات کو بھی مانتے ہیں۔ اور اس کو بھی" بلکہ بعض تو یہاں تک کہہ اٹھتے ہیں کہ

اسلام کے یہ بنیادی حقائق معلوم نہیں کب سے ہمارے ذہن میں تھے۔ مجھے یقین ہے کہ جو حضرات آج سہ پہر کو یہاں جمع ہیں وہ اس عجیب و غریب احساس سے ناواقف نہ ہوں گے جو کسی خاص جگہ بیٹھکر ہمارے دل میں پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس مقام سے تو ہم پہلے ہی گزر چکے ہیں۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک خاص حالت طاری ہوئی تو ہمیں یک لخت خیال آگیا کہ ہماری زندگی کی ایک پرانی کیفیت پھر تازہ ہوگئی۔ بعینہ یہی مثال اسلام کی ہے۔ وہ ایک سچائی ہے جس کا احساس میرے دوستوں کو رہ رہ کر ہوتا ہے۔

خوش قسمتی سے میرا تعلق مردوں کی ایک ایسی جمعیت سے ہے جس کا دائرہ گزشتہ پندرہ سال میں انگریز پادریوں کی بدولت تمام سلطنت میں پھیلتا گیا۔ یہ جمعیت جو کسی وقت انگلستان کے مسیحی خیالات کا مرکز تھی اب دن بدن اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہے۔

میں نے جب کبھی اپنی شاخ یا ملک کے طول و عرض میں اس جمعیت کی دوسری شاخوں کے کسی جلسہ میں شرکت کی تو میں نے یہی دیکھا کہ اتفاق رائے دن بدن اسلام ہی کی طرف ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کے کسی ایک عقیدے میں یقین رکھتے ہیں، ان میں سے بیشتر ایسے ہیں جنھوں نے اس کے متعلق کسی کتاب تو کیا رسالہ تک کا مطالعہ نہیں کیا۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ لفظ اسلام کے معنے کیا ہیں۔ لہذا میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ اسلام کے حق میں ایک نیک فال نہیں؟ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ جب کبھی انسان مذہب پر غور کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو متوہمانہ عقائد اور دینی بحثوں سے الگ کر لیتا ہے تو اس کے خیالات خود بخود اسلام پر آکر رک جاتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ اسلام کی روح ایک نہایت معجز نما طریق پر اس ملک میں سرگرم کار ہے۔

لوگ برطانیہ عظمیٰ کو ایک مسیحی خطہ تصور کرتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کا ایسا کہنا صحیح نہیں۔ اگر عیسائی ہونے کے یہ معنے ہیں کہ ہم کلیسائی عقائد کی حمایت کریں تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس ملک کے رہنے والوں میں سے آدھے بھی ایسے نہیں جنکو عقائد کا علم ہو۔ اور جو لوگ آئے دن اتوار کو بار بار ان کا اعادہ کرتے ہیں ان میں سے اکثر کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا مطلب کیا ہے۔ اس کے علاوہ خود کلیسا کے اندر اختلافات کی کثرت ہے البتہ کبھی کبھی کوئی روشن خیال پادری اتنی جرأت کرتا ہے کہ عقائد کے خلاف کچھ کہے تو اس کے نظریات سراسر اسلامی ہوتے ہیں لیکن ایسے باہمت انسانوں سے قطع نظر کر لیجیے تو کلیسا میں ان حضرات کی کمی نہیں جن کو یقین ہو چلا ہے کہ ان کے نیم مشرکانہ خیالات عقل کی روشنی میں ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہر نہیں سکتے۔

بالفاظ دیگر مذہبی حلقوں میں دن بدن یہ احساس بڑھتا جا رہا تھا کہ پادریوں اور دین کے اجارہ داروں کا زمانہ

ختم ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انگلستان میں اب لوگوں نے اسلام کی آواز کو سننا شروع کر دیا ہے۔

پچھلے بیس برس میں منظم عیسائیت کو زبردست نقصان پہنچا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ باوجود اپنی تعلیمات کے جنگ عظیم کے روکنے میں ناکام رہی۔ جنگ سے پہلے کلیسا کا خطاب ہر شخص سے یہ ہوتا تھا کہ "خدا محبت ہے" "اپنے ہمسائے سے محبت کرو" "تمہیں اجازت نہیں کہ کسی کی جان لو" وغیرہ وغیرہ۔ مگر ادھر جنگ ہوئی اور ادھر یہ تمام پند و وعظ کافور ہو گیا۔ کلیسا نے بھی وہی روش اختیار کی۔ جو حکومت کی تھی۔ اس طرح اس کی روحانی سیادت کا خاتمہ ہو گیا۔ جو لوگ کلیسا کے ملازم تھے وہی ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگے۔ اور بجائے اسکے کہ جنگ کے خلاف کوئی متحدہ محاذ قائم کرتے، اس میں کود پڑے۔ یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ وہ بھی اس نہایت ہی بے رحم اور ہلاکت خیز عسکریت کا ایک حصہ ہے جسکی کوئی دوسری مثال آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔

جنگ ختم ہوئی تو ہمیں غور و فکر سے کام لینے کا موقعہ ملا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے مذہبی پیشوا، اور ہمارے کلیسا کے تخیلات کس قدر سطحی اور حقیقت سے خالی ہیں۔ دراصل مسیحیت کی روحانی قوت کا اسی وقت خاتمہ ہو گیا تھا۔ جب دوران جنگ میں کلیسا نے اپنے تمام اصول و قواعد کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اب انسان کا اعتماد متزلزل ہو چکا ہے۔ اور اسلام کے لئے ہر شخص کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

ہم لوگ جو اس ملک کے رہنے والے ہیں ہمیشہ کامیابی کے لئے بیقرار رہتے ہیں۔ تجارت میں کامیابی ہو، سیاسیات میں ہو، کھیل کود میں ہو۔ غرضکہ زندگی کے ہر پہلو میں کامیابی ہی کامیابی حاصل ہو۔ پھر ہماری تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے جب ہر شخص حصول علم کے لئے بے تاب ہو رہا ہے۔ اسلام کی بھی تو یہی تعلیم ہے نہ، کہ آؤ فلاح پر جمع ہو جائیں۔ حی علی الفلاح۔ یہ کس قدر معقول اور حقیقت سے لبریز ارشاد ہے۔ اور ایسا کہنے میں کیا ہم اپنے ان آباؤ اجداد پر اظہار فخر نہیں کر رہے، جو ایک ایسے زمانہ میں علم کی شمع لے کر آئے جب یورپ پر پادریوں کا قبضہ تھا۔ اور اس میں ہر چہار طرف جہالت اور ظلمت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

مجھے معلوم ہے کہ جو حضرات آج سہ پہر کو یہاں آئے ہیں، ان میں سے بعض کسی نہ کسی صنعت یا تجارتی کاروبار میں شریک ہوں گے۔ اگر یہ صحیح ہے تو وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ انگلستان اور امریکہ کی سب سے زیادہ کامیاب تجارتیں وہ ہیں جن کا نظم ونسق علمی بنیادوں پر عمل میں آیا ہو۔ اب علمی اور سائنٹفک نظم ونسق کیا ہے۔ قوانین فطرت کا اتباع اور ان کو انسان کے فائدے کے لئے استعمال کرنا۔ میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ اسلام نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ خود انگلستان ہی کی صنعتی کامرانیاں اسلام کے

اصولوں پر عمل کرنے کا نتیجہ ہیں۔

آپ حضرات میں سے جو لوگ انگلستان کی صنعتی اور تجارتی زندگی کے ساتھ ساتھ اسلام کے بنیادی اصولوں سے واقف ہیں بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ان الفاظ سے میرا مطلب کیا ہے۔ مگر ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں "بے شک ہم سمجھتے ہیں کہ تمہارا مطلب کیا ہے لیکن اسلام کی یہ مختلف نشانیاں جن کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے۔ اسلام کے نام پر تو پھیل نہیں رہیں۔ ہمیں تو انگلستان میں مسجدیں بنتی نظر نہیں آتیں۔"

لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ وقت کی بات ہے۔ ہمارا ملک ہمیشہ مفاہمت کو پسند کرتا ہے۔ اور ہماری عادت ہے کہ کوئی بات جلدی میں نہیں کرتے۔ نہ کسی جدید چیز کو سرسبر اختیار کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں قدیم اور جدید اس طرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں کہ دوسری قومیں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ بس یہی کیفیت سرکاری طور پر اسلام کو اختیار کرنے کی ہے۔ اگر آپ انگریزوں سے یہ کہیں گے کہ ہم تمہارے لئے ایک نیا مذہب لائے ہیں۔ تو وہ شاید ہی آپ کی بات سنیں۔ برعکس اس کے اگر آپ ان سے ایک جدید نظام حیات کے متعلق گفتگو کریں یعنے ایک ایسی چیز پر جو ان کی زندگی میں مزید کامیابی کا باعث ہو تو ان کا اعتماد بڑھے گا۔ اور آپ کے کاموں میں ہمیشہ دلچسپی کا اظہار کرینگے۔ ہمارے ملک کی ایک ضرب المثل ہے "جس قدر تم اپنے کام کی طرف بڑھو گے اتنا ہی خدا تمہاری طرف بڑھے گا۔" اسلام کی روشنی میں دیکھئے تو اس ضرب المثل میں ایک نئے معنے پیدا ہو جاتے ہیں۔

ابتک میں نے مختصراً یہ عرض کیا ہے کہ اسلام کس طرح بتدریج اس سرزمین میں پھیل رہا ہے۔ بے شک اس کا عمل سست ہے مگر یقینی اور انگریزی طبائع کے عین مطابق۔ لیکن اب مجھے اشاعت اسلام کے بیرونی ذرائع کے متعلق بھی کچھ کہنا ہے۔ کیونکہ اچھے بیج اور اچھی زمین کے باوجود کوئی پودا اس وقت تک نشوونما حاصل نہیں کر سکتا، جب تک کہ سورج کی حیات افزا کرنیں اس کی بالیدگی میں حصہ نہ لیں۔ اس امر کے لئے کہ انگلستان اسلامی پرچم کے زیر سایہ آجائے، ضروری ہے کہ اس پر صحیح اور خالص اسلام ضیا پاشی کرے۔

یہاں پہنچکر ہمیں بے اختیار اپنے امام کی طرف مڑنا پڑتا ہے۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم میں مولوی آفتاب الدین سا با برکت انسان موجود ہے۔ آپ میں سے اکثر حضرات کو شاید بہت کم احساس ہوگا۔ کہ وہ اس سرزمین میں اسلام کے لئے کیسا اچھا کام کر رہے ہیں۔ جو لوگ مشرق سے آتے ہیں ان کا مغربی مزاج کے مطابق غور و فکر کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ ہمارے امام میں یہ خوبی موجود ہے۔ انہوں نے ایسے ایسے قلعوں پر دھاوا کیا ہے جو ابتک اسلام کی زد سے باہر تھے۔ اور ان کی عزت و اعتماد ہماری قوم میں دن بدن

بڑھتی جاتی ہے۔ آپ کے لئے یہ واقعہ دلچسپی کا موجب ہوگا کہ حال ہی میں جب انہوں نے عیسائی نوجوانوں کے ایک بہت بڑے جلسے میں شرکت کی تو ان لوگوں نے مولوی صاحب ہی سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ جلسے کے خاتمہ پر دعا فرمائیں۔ کیا اس سے پتہ نہیں چلتا کہ زمانہ کا رجحان کس طرف ہے۔

اب جبکہ ہمارے ملک میں ایک اور امام کا اضافہ ہو گیا ہے تو ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ اس کام میں پہلے سے دو چند کوششیں صرف کی جائیں گی۔ ہم میں سے ہر شخص کا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے یہ فرض ہے کہ جہانتک ممکن ہو اپنے اماموں کی امداد و اعانت پر کمربستہ رہے۔

میری رائے میں اسلام کے لئے ایک زبردست محاذ قائم کرنا چاہیئے۔ ایسا محاذ جس میں نہ کوئی اختلاف ہو نہ فرقہ بندی نہ تقسیم۔ انگریزوں کو یہ چیزیں نہایت ناپسند ہیں۔ کیونکہ انہیں مذہبی تلخیوں کا کافی تجربہ ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ پھر ان سے سابقہ پڑے۔ جو لوگ یہاں اسلام کی اشاعت کے لئے آتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں جس بات کی ضرورت ہے وہ قرآن کی تعلیمات ہیں۔ ہمیں ان خیالات سے مطلق بحث نہیں، جن سے مختلف فرقے وجود میں آئے۔ علی ہذا ظاہرداری کی نیکیاں بھی ایک مخلص انگریز (یا یوں کہئے کہ مسلمان) کے لئے کوئی معنے نہیں رکھتیں۔ ہم سے یہ کہنا بیکار سی بات ہے کہ گھروں میں تصویریں مت رکھو یا تھیٹر نہ جاؤ۔ یا یہ کہ تمہیں تفریح کی اجازت نہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اول ان بڑے بڑے اصولوں کو بیان کریں جو ان کی تہہ میں کام کرتے ہیں اور پھر دیکھیں کہ اس سے کیسے کیسے مفید نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور وہ اس لئے آیا ہے کہ اس دنیا میں رہنے والوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو۔

میرا خیال ہے کہ یورپ کی بعض مخصوص ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اسلام کی فروعات میں ہلکی سی تبدیلیاں کرنی پڑینگی لیکن ایسا کرنے میں بھی ہم قرآن کو پیش نظر رکھیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ شروع شروع کے آبائے کلیسا سے ہمیں جو سبق ملا ہے اسے فراموش نہ کریں۔ اور وہ یہ کہ گو انہوں نے محض اخلاص اور سچائی کی بنا پر شرک کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس شرک نے حضرت مسیح کی سچی تعلیمات اور مقاصد کو ہمیشہ کے لئے ملیامیٹ کر دیا۔

آخر میں مجھے چند الفاظ ان طالب علموں سے کہنا ہیں جو آج کی صحبت میں یہاں موجود ہیں۔ میں ان سے کہونگا کہ بے شک تم دور دور کے ممالک سے آئے ہو تاکہ ان فنی امور کی تعلیم حاصل کرو جس کا خود تمہارے وطن میں کوئی انتظام نہیں۔ یا کسی امتحان میں کامیابی اور ڈگری کی مدد سے اپنی قابلیت کا سکہ جماؤ۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کو ہمارے رسول ؐ نے پسند فرمایا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے وہ گویا خدا کے راستہ میں چلتا ہے۔"

بیشک یہ سب باتیں اپنی جگہ بہت اچھی ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس کی طرف میں آپکو توجہ دلاؤنگا۔ یاد رکھو کہ تم میں سے جو کوئی یہاں مسلمان کی حیثیت سے آتا ہے وہ اسلام کا مبلغ ہے قطع نظر اس سے کہ تم اسے پسند کرتے ہو یا ناپسند۔ تم اس کیلئے سرگرمی دکھلاؤ۔ خاموش بیٹھے رہو یا بے پرواہ ہو جاؤ، تمہاری اس ملک میں نہایت سختی سے آزمائش کی جائیگی۔ لوگ تمہارا امتحان لیں گے اور تم دیکھو گے کہ ان میں سے اکثر تم پر کیچڑ اچھالنے کیلئے تیار رہینگے اب کیچڑ ہمیشہ نالیوں ہی سے نہیں اچھالا جاتا بعض دفعہ اونچائیوں سے بھی پھینکا جاتا ہے۔ میرے دوستو کیا ہم اس امر کو برداشت کر سکتے ہیں کہ لوگ سچ مچ ہم پر کیچڑ پھینکیں؟ ہمیں چاہیئے کہ اپنے دامن کو ہر قسم کی غلاظت سے محفوظ رکھیں۔

انگلستان میں اسلام کا آفتاب طلوع ہو رہا ہے اور ہمیں ایک ایسا مذہب مل گیا ہے جس کی بنیاد عقل پر ہے سائنس پر ہے اور فطرت انسانی کی اندرونی سچائیوں پر ہے ہم نے اسلام کو کھو دیا تھا۔ اسلام پھر ہماری طرف واپس آ رہا ہے۔ دعا ہے کہ اس کی روشنی سے اس سرزمین کا کوئی باشندہ محروم نہ رہے تاکہ سب خدائے رحمن رحیم کی تقدیس و تکبیر میں مصروف ہو جائیں۔

تفصیل آمد ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور۔ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۸ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۴ر اکتوبر	۱۰۸۹	جناب انتظار علی صاحب عباسی مشن			۳۰
″	۱۰۹۶	″ ڈاکٹر غلام محمد صاحب ″			۵
۵ ″	۱۰۹۸	″ خانبہادر شیخ منہاج الدین صاحب ″			۱۰
۷ ″	۱۱۰۴	″ سید سر سعد اللہ صاحب ″			۲۵
″	۱۱۰۵	″ خان بہادر امام الدین صاحب ″			۵
۸ ″	۱۱۱۰	″ عبدالحق صاحب ″			۱۰
″	۱۱۱۱	″ ڈاکٹر احمد الدین صاحب ″			۱۰
″	۱۱۱۲	″ کرم الٰہی صاحب ″			۱۰
″	۱۱۱۳	″ ڈبلیو احمد صاحب ″			۱
۱۰ ″	۱۱۱۵	″ ایم فخر الدین صاحب ″			۱۰
″	۱۱۱۶	″ محمد اے نعمانی صاحب ″			۵
″	۱۱۱۷	″ ایم اے باری صاحب ″			۵
۱۱ ″	۱۱۲۳	″ خواجہ نذیر احمد صاحب ″			۱۰۰
″	۱۱۲۴	″ میاں نظام جان صاحب ″			۵۰
″	۱۱۲۵	″ علی احمد خانصاحب واشمین ″			۵
۱۲ ″	۱۱۴۶	ازالہ دین برادرس سیٹھ قاسم علی جیراز بھائی ″			۵۰۰
۱۳ ″	۱۱۵۳	″ ڈاکٹر وزیر احمد صاحب ″			۱۰۰
″	۱۱۵۴	″ عبدالکریم صاحب ″			۵
۱۴ ″	۱۱۶۰	واپسی اے رشید احمد ″			۲
۱۷ ″	۱۱۷۳	جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب ″			۳۰۰
″	۱۱۷۴	″ خورشید اکرم صاحب ″			۵
″	۱۱۷۷	″ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب ″			۳
″	۱۱۷۹	″ محمد ارشاد علی خانصاحب ″		۲	۲
۲۰ ۱۰/۳۸	۱۲۱۸	مولوی محمد حسین علی صاحب مشن			۱۰
۲۶ ″	۱۲۲۴	واپسی پیشگی از مسجد ووکنگ از بل نمبر ۲۱-۲۲-۲۳- اور ۴۵	۶	۱۰	۵۶۷
″	۱۲۱۹	جناب آغا محمد ابراہیم صاحب مشن			۲
۲۴ ″	۱۲۳۴	″ اے ایچ ایم عبدالٰہی صاحب ″			۲۵
″	۱۲۳۵	″ ایم حامد نعمانی صاحب ″			۲۵
″	۱۲۳۶	″ ایم عبدالغفور صاحب ″			۵
۲۶ ″	۱۲۶۴	″ محمد امام الدین صاحب ″			۵
″	۱۲۶۵	″			۳
۲۷ ″	۱۲۶۷	واپسی پیشگی از مسجد ووکنگ بل نمبر ″		۱۱	۱۹۵۹
۲۸ ″	۱۲۷۴	جناب حبیب اللہ صاحب ″			۲۵
″	۱۲۷۶	″ فتح الدین صاحب ″			۱۵
″	۱۲۷۵	″ خانبہادر امام الدین صاحب ″			۱۰
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو ماہ اکتوبر ۳۸ء		۹	۶۵۴
		″ اشاعت اسلام ″ ″		۱۲	۴۴
		″ ووکنگ گزٹ ″ ″		۴	۳۸
		″ کتب ″			۱۲۷
۳۱ ۱۰/۳۸	۱۲۹۴	واپسی پیشگی از مسجد ووکنگ از بل نمبر ۹۹ و ۱۰۰ ″	۴	۶	۱۶۵۵
		تفصیل آمد مفت تقسیم اسلامک ریویو			
۴ر اکتوبر	۱۰۹۰	جناب ایچ عبدالمالک صاحب			۵
۱۱ ″	۱۱۴۳	″ ڈاکٹر حاجی عبدالغنی صاحب			۵
۱۷ ″	۱۱۸۸	″ چودھری محمد شفیع صاحب			۲۵
″	۱۱۸۹	″ حمید اے خانصاحب			۱۰
۲۶ ″	۱۲۶۲	″ محمد امام الدین صاحب			۵

میزان ۹-۸-۳۰۲۷

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور - اکتوبر ۱۹۳۸ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۶ اکتوبر ۳۸	۶۲	Conveyance allowance سکرٹری صاحب از جون تا اگست ۱۹۳۸ء			۹۰
	۶۳	کرایہ گودام از جون تا اگست ۱۹۳۸ء			۳۰
	۶۴	کرایہ دفتر و کتب خانہ - جولائی "			۴۵
	۶۵	تنخواہ سکرٹری صاحب جون "		۵	۱۵۲
	۶۶	" جولائی "		۵	۱۵۲
	۶۷	میسرز رین پرنٹنگ پریس طباعت ووکنگ گزٹ از نمبر ۷ تا ۹			۴۰
	۶۸	آڈیٹر برائے چیک کرائی حسابات مشن			۵۰
	۶۹	میسرز این سی گوگل ۱ ریم گرافٹ پیپر، ۲ ریم سفید کاغذ		۱	۱۷
	۷۰	پیشگی برائے اخراجات سفر مشن متعلقہ مسجد ووکنگ	۴	۳	۴۲۰
	۷۱	پیشگی ارسال کردہ در مسجد ووکنگ برائے اخراجات		۱۴	۶۷۹
	۷۲	تنخواہ عملہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۸ء			۲۶۶
	۷۳	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل			
		محصول ڈاک از نمبر ۱۳۴۲ تا ۱۴۴۰ ۱۱/ ۶			
		سٹیشنری ایک دستہ مسل ایک بوتل سیاہی ۱/ ۲ ریم کاغذ ۲۱ ستمبر و ۵ اکتوبر ۳۸ء ۱۲/ ۱ ریم کاغذ فلسکیپ و مضامین ٹائپ کروائی			
		کتابت علی الحساب بابت ماہ ستمبر ۱۵/ ۵			
		متفرق			
		۲۵۶-۰-۶	۶		۲۵۶
	۷۴	کرایہ دفتر و کتب خانہ ماہ اگست ۱۹۳۸ء			۴۵
	۷۵	" " ستمبر "			۴۵
	۷۶	ترجمہ کرائی از انگریزی در اردو برائے رسالہ اشاعت اسلام		۴	۳۴
	۷۷	"		۱۵	۱۲
	۷۸	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل -			
		محصول ڈاک از نمبر ۱۴۴۱ تا ۱۶۵۱			
		کتب خرید کردہ برائے فروخت			
		بقایا از ستمبر و علی الحساب از اکتوبر ۱۹۳۸ء کتابت اشاعت اسلام			
		بجلی کا بل از ۴ اگست تا ۱۱ ستمبر ۱۹۳۸ء			
		سٹیشنری رین ٹیگ وغیرہ			
		متفرق			
		۲۶۳-۱۲-۳	۳	۱۲	۲۶۳
	۷۹	میسرز نیو یونین پریس ۔			

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
		طباعت چٹس اسلامک ریویو و لفافے اسلامک ریویو		۱۲	۲۶
	۸۰	حامد رضا صاحب بی اے علی الحساب اجرت مضمون محمد ثانی ماسٹر			۲۰
	۸۱	میسرز محمد رضا جلد ساز بنوائی ۲۰۰ لفافے اسلامک ریویو ۱۲ کاپیاں البم			۱۵
	۸۲	میسرز کلکتہ آرٹ پرنٹنگ ورکس طباعت فوٹو برائے اسلامک ریویو			۱۴
	۸۳	میسرز ایور گرین پریس طباعت چٹس اسلامک ریویو و ووکنگ گزٹ			۱۲
	۸۴	کرایہ گودام ماہ ستمبر ۱۹۳۸ء			۱۰
	۸۵	میسرز فوٹو آرٹ کمپنی بلاک بنوائی برائے فوٹو اسلامک ریویو	۶	۱۰	۸
	۸۶	Conveyance allowance سکرٹری صاحب بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۸ء			۳۰
	۸۷	پیشگی ارسال کردہ در مسجد ووکنگ ۵۰ پونڈ		۱۴	۶۷۹
	۸۸	میسرز رین پریس علی الحساب بجائے طباعت سینگ آف ایچ علی			۵۰
	۸۹	میسرز معراج الدین جلد ساز۔ جلد سازی اسلامک ریویو و اشاعت اسلام ماہ اپریل و مئی ۱۹۳۸ء		۱۴	۳۴
	۹۰	میسرز نورانی پریس ۔ طباعت رسالہ اشاعت اسلام فروری و مارچ ۱۹۳۸ء			۲۹
	۹۱	بل اخراجات در مسجد ووکنگ بابت ماہ مئی و جون ۱۹۳۸ء اندراج سابقہ	۹	۱۳	۱۲۵۷
	۹۲	پیشگی اخراجات در مسجد ووکنگ اندراج سابقہ			۲۰۰
	۹۳	بل اخراجات در مسجد ووکنگ انگلستان اندراج سابقہ	۳	۱۴	۱۲۱
	۹۴	بل اخراجات در مسجد ووکنگ انگلستان اندراج سابقہ			۱۶۰
	۹۵	بل اخراجات در مسجد ووکنگ انگلستان اندراج سابقہ	۹	۱۰	۲۶
	۹۶	بل اخراجات در مسجد ووکنگ انگلستان اندراج سابقہ	۳	۵	۸۳
	۹۷	بل اخراجات در مسجد ووکنگ انگلستان اندراج سابقہ			۱۱۰
	۹۹	بل اخراجات در مسجد ووکنگ "		۸	۸۵۵
	۱۰۰	" " "	۳	۱۴	۷۹۹
	۱۰۱	" " "	۹	۵	۱۶۶
					۷۵ ۱۰-۴-۶

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) اصحاب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمٰے کی مسلم سوسائٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس۲۱ سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس۲۱ سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار۔ اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعت اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کرلیں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کرلیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کرلے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولیں نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

ماہ بماہ مشن کو پہنچتا ہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۸ عـہ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۸ عـہ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۸ عـہ ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے نو مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات

(۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England .— The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان) +

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

FEBRUARY 1939 Regd L N 908

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (۳/۸) سالانہ قیمت پانچ روپے (۵) ممالک غیر کیلیے

درخواستہائے خریداری بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام، جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہرماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہرماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین، مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

**Mr. Ismail V. De-York B.L. (Hons) Bar-at-Law
Chairman of
The Muslim Society in Great Britain**

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے کل اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۵ | بابت ماہ فروری ۱۹۳۹ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲

نورانی پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبد الغنی پرنٹر پبلشر چھپ کر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ فروری ۱۹۳۹ء

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو مسٹر اسمٰعیل ڈی یارک - بی - ایل (آنرز) بار ایٹ لا - صدر برطانوی مسلم سوسائٹی کے فوٹو سے زینت دی جاتی ہے - آپ کے دل میں اسلام کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے - اور اسی درد کے ماتحت آپ اپنے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں برطانیہ کے دور دراز ملک سے نئے سال کا پیام ارسال کر رہے ہیں -

---

نئے سال کا پیغام

برادران و خواہران اسلام !

بحیثیت صدر، برطانوی مسلم سوسائٹی، میں اپنی اور اپنی سوسائٹی کی طرف سے آپ سب حضرات کی خدمت میں نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں -

ہر سال، تقریب عید کے بعد، ہم جذبۂ اخوت سے جو اسلام کی روح ہے، روز بروز زیادہ واقف ہوتے جاتے ہیں - کیونکہ ہم سب ایک ہی مقصد کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں - اور انگلینڈ میں یہ بات بالکل واضح ہے کیونکہ یہاں دنیا کے مختلف ممالک سے مسلمان آتے رہتے ہیں اور گزشتہ عید کے موقعہ پر تو اسلامی اخوت کا منظر نہایت شاندار طریق پر پیش کیا گیا - کیونکہ اس موقع پر تقریباً تمام اسلامی ممالک کے نمائندے موجود تھے - اور اس دلچسپ نظارہ کی یاد میرے دل میں ہنوز تازہ ہے - ارکان سوسائٹی کی طرف سے عید کی مبارکباد تمام برادران ملت کی خدمت میں پیش کرتا ہوں -

(آپکا دینی بھائی: - اسمٰعیل وی ڈی یارک - بی ایل (آنرز) بار ایٹ لا - صدر برطانوی مسلم سوسائٹی)

مسجد ووکنگ میں عید الفطر کی تقریب

چونکہ اس دن مطلع ابر آلود تھا۔ اس لئے اندیشہ تھا، مبادا بارش ہونے لگے اور اس تقریب سعید کی دلچسپی میں کمی واقع ہو جائے۔ لیکن ہماری دعائیں قبول ہوئیں اور مطلع صاف ہو گیا۔ اور جس وقت مہمان مسجد میں وارد ہوئے تو در و دیوار پر زردی مائل دھوپ نمودار ہو گئی تھی۔

انگلستان کے مختلف مقامات سے مسلمان اس مرکز اسلام میں دوگانہ عید پڑھنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بعض ریل میں سوار ہو کر آئے تھے، بعض موٹروں میں بعض سائیکلوں پر اور بعض پیدل۔ چنانچہ مسجد کے احاطہ میں سواریوں کو قاعدے سے کھڑا کرنا بھی منتظمین کے لئے ایک اہم مسئلہ تھا۔ اور ۱۱ بجکر ۱۵ منٹ پر تو ووکنگ سٹیشن سے مسجد کا راستہ متعدد قسم کے لباس اور وضع کے لوگوں سے معمور ہو گیا تھا۔ اور بالکل مشرقی فضا نظر آتی تھی۔ اور یہ سڑک بالکل مشرقی شان و شوکت کا نمونہ بن گئی تھی۔

خیمہ کے اندر اسلام کی عالمگیریت کا نقشہ نظر آتا تھا۔ ایک طرف ایک پنجابی پگڑی باندھے ہوئے اور ایک بنگالی، تو دوسری طرف ایک مشرقی خاتون ریشمی ساڑی میں اور ایک نومسلمہ یورپین، ٹویڈ کے ڈریس میں، ایک طرف ایک عربی، دوسری طرف کوہ قاف کا مسلمان، ایک طرف مصری نوجوان، دوسری طرف یورپین نومسلم۔ اگر یہ جلسہ ایک غیر مسلم کے لئے انتہائی سبق آموز تھا۔ تو مسلمانوں کیلئے نہایت فخر و مباہات کا موجب تھا۔ کیونکہ ایک عالمگیر اخوت کا فرد ہونا بلا شبہ ایسا ہی ہے۔ اور یہ اخوت ایک زندہ بین الاقوامی جماعت ہے۔ جب موذن نے اذان دی تو آنحضرتؐ کے ایک ارشاد کی لفظاً تعمیل کی گئی۔ نمازیوں کے شانے ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح پیوستہ تھے کہ ان کے درمیان ایک کاغذ بھی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ایک جہازی ایک شہری کے برابر، اور ایک سفارتخانہ کا افسر اعلیٰ، ایک ادنیٰ درجہ کے کاریگر کے ساتھ، پروفیسر، طلبہ، اور تجار سب دوش بدوش۔ اور مسجد کا باورچی بھی اپنا میلا کچیلا تولیہ سر سے لپیٹے ہوئے، تھوڑی دیر کے لئے چولھے سے بے نیاز ہو کر نمازیوں کے ساتھ، خدا کے حضور میں حاضر تھا۔ جب مسلمان خدا کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں تو سارے دنیاوی امتیازات مٹ جاتے ہیں۔

غازی اتاترک مرحوم کے لئے غائبانہ طور پر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ خطبہ کے دوران میں تیز ہوا چل پڑی۔

اور خیمہ کے اندر قدرے ابتری پیدا ہو گئی۔ مگر مزدوروں نے بہت کوشش کر کے طنابوں کو درست کر دیا اس کے باوجود لوگ امام صاحب کے خطبہ کو دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے۔ انہوں نے اس یوم سعید کی اہمیت مناسب الفاظ میں واضح کی۔ اور بتایا کہ زندگی کا مقصد یہ ہے کہ انسان دنیاوی معاملات میں وابستہ ہو کر حقیقت کا احساس کرے۔ آج دنیا مادی امور میں بیحد منہمک ہے۔ حالانکہ مذہب کا دعوے یہ ہے کہ انسان روحانیت کا علم حاصل کرے۔ محض اسی لئے مادیت ترقی کر رہی ہے کہ انسانوں نے روحانی معاملات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ اور موجودہ خرابیوں کا سبب یہی ہے۔ اسلام میں حرص طمع، شہوت اور مادہ پرستی کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔ اور بلاشبہ دنیائے اسلام کی معاشرتی استواری آج مغرب کے لئے موجب رشک و حسد بنی ہوئی ہے۔ آخر میں امام صاحب نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآنی تعلیمات کو حرز جان بنائیں اور مغربی تہذیب سے کسی رنگ میں بھی متاثر نہ ہونا چاہیے اور قرآنی تعلیمات کے علاوہ کسی دوسرے نظام کی پیروی جائز نہیں ہے۔ یہ کتاب ہمیں آنحضرت صلعم نے عطا فرمائی ہے جو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔

خطبہ ختم کر کے امام صاحب نے جملہ حاضرین مجلس کو عید کی مبارکباد دی۔ اور پھر تمام مسلمانوں نے بغلگیر ہو کر مصافحہ کیا۔ اسکے بعد دوسرے خیمہ میں لنچ کھانے کے لئے گئے۔ اس جگہ متعدد حضرات نے اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر پیش کیں۔ اور خوشبودار کھانوں سے خیمہ مہکنے لگا۔ کھانا کافی مقدار میں تھا۔ اور نہایت لذیذ مقامی حالات اور موسمی کیفیات نے اشتہا کو اور بھی بھڑکا دیا تھا۔ چنانچہ اہل مغرب کی رسم پرستی کے برخلاف کہ وہ بہت تکلف کے ساتھ چند لقمے اٹھاتے ہیں۔ تمام مہمانوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ اس کے بعد جملہ حاضرین جن کی تعداد چارصد سے کم نہ ہوگی مسجد کے اردگرد خیموں میں فروکش ہوئے اور مختلف ٹولیوں میں منقسم ہو گئے۔ جو لوگ باہر کی تیز اور سرد ہوا کی برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ مسجد کے آراستہ مہمان خانہ میں جا کر بیٹھے۔ حاضری معیار کے مطابق تھی۔ اور مختلف جماعتوں کے افراد موجود تھے۔ جن میں سے سفیر دولت ترکیہ سر عبدالقادر۔ سر فرانسس ینگ ہزبینڈ۔ ارباب سفارت فلسطین۔ ارباب سفارت عراق۔ ہائی کمشنر فار انڈیا اور ان کا اسٹاف، کے اسماء قابل تذکرہ ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے جہازراں، طلبہ پروفیسر، تجار اور فوجی افسران بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

میں نے کیوں اسلام قبول کیا؟

(از مسٹر عبداللہ وارن صاحب)

ناظرین رسالہ اشاعت اسلام کے لئے ان وجوہ کا بیان کرنا جن کی بنا پر میں نے اسلام قبول کیا۔ میرے لئے بہت مشکل ہے۔ کیونکہ وہ گوناگوں بھی ہیں اور متعدد بھی۔ تاہم میں اپنی پوزیشن صاف کرنے کی کوشش کرونگا اور اظہار خیالات کے ضمن میں اگر رسم التحریر کے کچھ نقائص نظر آئیں تو ناظرین سے معذرت کا طالب ہوں۔

جوانی کی عمر میں جب میں نے ان مظالم کی داستان پڑھی جو ابتدائی اور ازمنۂ وسطےٰ کے مسیحیوں نے اپنے بھائیوں پر روا رکھے۔ تو مجھے بہت روحانی تکلیف ہوئی بخصوصاً محکمۂ مقدسہ اور محکمۂ احتساب کے زیر نظام جو مظالم انسانوں پر روا رکھے گئے اور انہیں زندہ آگ میں جلایا گیا۔ ناقص الاعضا بنایا گیا اور سزائے تازیانہ دی گئی۔ مسیحیوں نے جناب مسیح کے نام پر جو ظلم وستم، بنی آدم پر روا رکھا وہ تاریخ سے کبھی محو نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ اس زبردست تناقض پر شاہد ہے۔ جو مسیحی تعلیمات اور مسیحیوں کے اعمال میں پایا جاتا ہے۔ نیز وہ اس امر کی یاد بھی تازہ رکھے گا کہ جس شخص نے یہ تعلیم دی کہ "مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں" اس کے پیرؤوں کو اگر دوبارہ وہی طاقت حاصل ہوجائے جو وہ کھو چکے ہیں تو وہ بنی آدم کے ساتھ کس قسم کا سلوک روا رکھینگے۔

زمانہ گزرتا گیا۔ اور مجھے عیسائیوں اور ان کی تصانیف کے مطالعہ کا زیادہ موقع ملا۔ میں مسیحی کلیسا کے خاص عقائد سے تو متفق نہو سکتا تھا کیونکہ وہ تو صریحی طور پر قدیم مشرکانہ عقائد کی نقل ہیں۔ لیکن مسیح کی الوہیت اور کفارہ پر میرا ایمان اس لئے قائم رہا کہ میرے ایسے کابل الوجود کے لئے ان میں کافی تسلی کا سامان موجود تھا۔ نیز میں نے مسیحی مظالم کے متعلق یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لی کہ وہ غیر مناسب ماحول اور ہمدردی کے فقدان کا نتیجہ تھے اور یہ امور اس زمانہ میں بہت عام تھے لیکن بعد ازیں مجھے معلوم ہوا کہ بہت عرصہ نہیں گزرا کہ کلیسا نے انسداد غلامی کی مخالفت کی تھی۔ اور بچوں سے غیر مناسب جسمانی مشقت لینے کے معاملہ کی حمایت کی تھی۔

انیس سو سال تک مسیحیت کی تعلیم کا کسقدر شاندار نتیجہ ہمیں انگلستان کی تاریخ میں نظر آتا ہے! چھوٹے

چھوٹے بچے، صبح سویرے فیکٹریوں میں کام کرنے کے لئے جاتے، آنکھیں ملتے ہوئے۔ چہروں پر افسردگی۔ چھائی ہوئی۔ اور بعضوں کے جسموں پر کل کی ضربات کے نشان بھی موجود، اور پھٹے ہوئے کپڑے پہنے، اپنے مسیحی آقاؤں کی زندگی میں انہیں مسیح سے خوف معلوم ہوتا تھا۔ وہ مسیح سے اس طرح ڈرتے تھے، جیسے کوئی کسی خوفناک دیو سے ڈرتا ہو۔

علاوہ بریں مسیحیت نے ابتدا ہی سے انسانوں کی عقلی ترقی میں زبردست رکاوٹ پیدا کی ہے۔ نیکدل سنیکا نے غلاموں کی بہبود کے لئے جو عمدہ قوانین مرتب کئے تھے وہ پہلے مسیحی شہنشاہ نے یک قلم موقوف کر دیئے۔ اور اس وقت سے لے کر ۱۸۶۰ء تک مسیحی ممالک میں غلامی کی داستان مسلسل ظلم و ستم کی داستان ہے۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ مسیحی لوگ، مسیح کے احکام کی تعمیل کر رہے ہیں تو پھر مسیح کو خدا کا سب سے بڑا دشمن تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خدا نیک ہے۔ اور مجھے بنی آدم پر اس کی رحمت کا پورا یقین ہے لیکن ہمیں اس بات کا بھی پورا یقین ہے کہ مسیحیت نے بنی آدم کے ساتھ گزشتہ زمانہ میں بہت برائی کی ہے اور اس بات کے باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گی۔

میں یہ نہیں کہتا کہ تمام مسیحی برے ہیں اس کے برعکس ان میں اکثر نیک ہوتے ہیں اور بنی آدم کی بہبود کا جذبہ ان میں موجود ہوتا ہے لیکن یقینی ہے کہ مسیحی فلسفہ حیات اس قدر مبہم اور غیر استوار ہے کہ بنی نوع آدم کے لئے کسی دوامی فائدے کا موجب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں نیکی اور بدی کا مفہوم بہت غیر معین ہے اور مسیحیت کی تاریخ میں غیر ذمہ دار افراد نے اس کمزوری کا برابر ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحیت کا ذی اقتدار طبقہ یعنی پادریوں کا گروہ اس قسم کے لوگوں سے معمور رہے۔ اور اس کی اخلاقی حالت بہت زبوں ہو گئی ہے۔ اس صورت حال سے جو نقصان سوسائٹی کو پہنچ سکتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہو گا کہ دور مظالم کی طوالت کے سبب سے مسیحیوں کی ذہنیت غلامانہ ہو گئی ہے اور وہ اس طبقہ پر تنقید کی جرات نہیں کر سکتے۔ اور ان کے احکام پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

کافی غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسیحیت کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اور روز بروز لوگ اس حقیقت کا احساس کرتے جاتے ہیں کہ مسیحیت ایک مضحکہ خیز لغویت ہے۔ چنانچہ گرجوں میں عبادت گزاروں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ بے شک بعض لوگ ابھی تک اپنے عقیدہ پر قائم ہیں لیکن وہ عقل سے کام نہیں لیتے بلکہ تعصب

اور عادت کے ماتحت ایسا کرتے ہیں۔ ان کا ایمان سائنٹفک بنیاد پر قائم نہیں ہے اور جذباتی یقین میں عقلی فعالیت کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

ہم کس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ ہزاروں پادری اور ہزاروں کلیسائیں جنکے مقاصد دُور دُور تک پھیلے ہوئے ہیں بآسانی اپنی معقول آمدنی سے دستبردار ہو جائینگی۔ چنانچہ یہ جنگ برسوں سے لڑی جا رہی ہے لیکن یہ جاہل جذبات کی جنگ ہے، منور عقل اور انسانیت کے خلاف اور یقیناً آخرالذکر کی فتح ہوگی۔ چنانچہ کلیساؤں کے ارباب اقتدار بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ مسیحیت کے بنیادی اصولوں میں جھوٹ کی آمیزش ہو چکی ہے۔ چنانچہ سینٹ پال گرجے، کے ڈین نے حال ہی میں اعتراف کیا ہے کہ "یہ بات روز بروز واضح ہوتی جاتی ہے کہ موجودہ مسیحی کلیسا اپنے فرض کو ادا نہیں کر سکتی"۔ ڈاکٹر میجر ایڈیٹر رسالہ "چرچمین" نے لکھا ہے "ان روایت پرست عیسائیوں کے لئے عقائد کا مسئلہ بہت آسان ہے۔ جو بائیبل یا کلیسا یا دونوں کی معصومیت کے قائل ہیں۔ ان کے لئے صرف اتنا کام ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ بائیبل میں کیا حکم ہے یا کلیسا کیا حکم دیتی ہے۔ اور پھر اس پر ایمان لائیں یا اس کی تعمیل کریں۔ لیکن جو لوگ دانشمند یا روشن خیال ہیں ان کی راہ میں جب وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بائیبل کی تعلیم کیا ہے، صدہا مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ادبی تنقید اور تاریخی ریسرچ نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچا دی ہے کہ بائیبل کی بہت سی حکایات خود اپنی نقیض ہیں اور ان کے متعلق مشائخ کلیسا، کے بیانات بھی اسی قبیل سے ہیں۔

علاوہ بریں سائنٹفک علوم میں جو ترقی ہوئی ہے اس کی بنا پر بائیبل کے بہت سے واقعات، جہاں تناقض نہیں ہے، غلط ثابت ہو گئے ہیں۔ الغرض ایک جدید تعلیم یافتہ آدمی کے لئے، بائیبل یا کلیسا میں بایں معنٰے اعتقاد رکھنا کہ وہ معصوم ہیں بالکل ناممکن ہو گیا ہے۔

لیکن اسلام میں مجھے اس تصویر کا عکس نظر آتا ہے۔ یہاں نہ عقائد میں ابہام ہے نہ سائنٹفک اغلاط ہیں اور نہ تعلیم اور عمل میں کوئی خوفناک تصادم پایا جاتا ہے۔ اور نہ اصولوں میں کوئی تناقض موجود ہے اور نہ خود غرض علماء کا طبقہ نظر آتا ہے جو عوام کو اللہ کے رستے سے بہکانے پر کمربستہ ہو۔ اسلام آج بھی اسیقدر مضبوط ہے جس قدر آج سے صدیوں پہلے تھا۔ وہ تو دلنشین ایمان کی ایک مضبوط چٹان ہے جو کہ زندگی کے سمندر میں نصب ہے۔ خدا کی عطا کردہ مقدس دولت ہے۔ اور پریشان حال انسانوں کے لئے دارالقرار ہے۔ غمزدوں کے لئے ہادی اور شفیق ہے۔ مایوسوں کے لئے امید کا مرکز ہے۔ اور جو لوگ تاریکی میں ہیں

ان کے لئے روشنی کا زبردست مینار ہے۔

مکتوبات ووکنگ

ایک اور سعید روح اسلام کے آستانہ پر

سلس (سیکس)

ڈیر امام صاحب!

غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا۔ آپ سے سر آرچ بولڈ ہملٹن کے مکان پر ملاقات ہوئی تھی۔ جب آپ ان سے ملنے کے لئے گئے تھے۔ آپ نے مسئلہ فلسطین پر جو روشنی ڈالی اس سے میں اور میرے شوہر ہم دونوں بہت متاثر ہوئے۔ اور آپ کی یہ تقریر عرصہ دراز تک ہمارے دل پر نقش رہے گی۔

میں یہ خط آپ کو اس لئے لکھ رہی ہوں کہ میں ایک قدم اٹھانا چاہتی ہوں۔ جس کے لئے میں مدت سے اپنے اندر ایک خواہش پاتی ہوں۔ میں مدتوں مصر اور افریقہ کے دوسرے علاقوں میں رہی ہوں اور وہاں میں نے اسلام اور مسیحیت دونوں کا موازنہ کیا اور ان مذاہب کے ثمرات جو انسانوں کی زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں ان کو بغور دیکھا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو سچا مذہب کہلا سکتا ہے۔ پس میں مسلمان ہونا، اور اسلامی زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں۔

اس معاملہ میں مجھے اپنے محترم دوست سر آرچ بولڈ ہملٹن سے بڑی امداد ملی۔ چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ دوران گفتگو میں انہوں نے کہا تھا کہ مجھے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ میری اسلامی بہن ہیں۔ اگر یہ موقع اس تحریر کے لئے موزوں نہ ہو تو میں معذرت خواہ ہوں لیکن میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ اب مجھے اسلامی جماعت کا ایک فرد بنجانا چاہئے۔ اور میں اپنی اس خواہش کا اظہار نہایت صداقت اور خلوص کے ساتھ کر رہی ہوں۔

(آپکی مخلصہ:۔ (مسز) ای۔ ایل۔ پارکر)

اسلامی تہذیب و تمدن

اس کی مساوات، عالمگیریت اور مناسبتِ وقت

اسلامی تاریخ کے، عربی، ایرانی اور ترکی دور

عروج و زوال اور از سرِ نو زندگی حاصل کرنے کی داستان

(علامہ محمد مارماڈیوک پکتھل مرحوم کے قلم سے)

اسلامی مساوات سے میری مراد نہ صرف تمام انسانوں کی بہی خواہی اور ان سے ہمدردانہ سلوک ہے بلکہ اس کا عالمگیر تصور بھی ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی نظام نہیں ہے کہ مسلمانوں کے لئے تو ایک قانون ہو، اور دوسروں کے لئے کوئی دوسرا قانون۔ اللہ کی حکومت میں کوئی منظورِ نظر نہیں ہے۔ مقدس قانون سب کے لئے یکساں ہے اور وہ غیر مسلم جو اس اسلامی قانون کے پابند ہیں، ان نام کے مسلمانوں سے زیادہ خوش نصیب ہیں، جو نافرمان اور غافل ہیں۔ "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتےٰ یغیروا ما بانفسھم" اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے" آزمائش صرف کلمہ پڑھ لینا نہیں ہے بلکہ عمل اور کردار ہے۔ اس دُنیا اور آخرت میں تمام انسان اپنے عمل اور کردار کی وجہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ آپ کے ذہن میں اسلامی تاریخ کا ایک مجمل سا خاکہ ضرور ہوگا۔ یہ تین حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ اور اسلامی دُنیا کی تین قوموں اور زبانوں کے ناموں سے موسوم کی جاسکتی ہے یعنی عربوں ایرانیوں اور ترکوں سے۔ میرے خیال میں آپ میں سے ہر ایک نے یہ بھی سنا ہوگا کہ اسلام اپنے ابتدائی دنوں میں تلوار کے ذریعہ سے پھیلا۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے:۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقےٰ لا انفصام لھا واللہ سمیع علیم ہ (ترجمہ) دین میں کوئی زبردستی (منوانا نہیں) ہدایت کی راہ گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔

پس جو شخص شیطان کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے اس نے ایک محکم جائے گرفت کو مضبوط پکڑ لیا جو ٹوٹنے والی نہیں۔ اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔ فاقتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم۔"

قرآن کریم میں ایسی اور بہت سی آیات موجود ہیں جنھیں میں یہاں نقل کرکے اس بات کا ثبوت پیش کرسکتا ہوں کہ مسلمان غیر مسلمانوں سے محض ان کے عقائد کی بنا پر لڑنے سے روکے گئے ہیں۔ اور میرا دعوٰی ہے کہ قرآن حکیم میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس سے اس کا مخالف مفہوم نکلتا ہو۔ اسلامی تاریخ میں خواہ بعد میں چلکر کیسے کچھ واقعات بھی ظہور میں کیوں نہ آئے ہوں لیکن ان دنوں جبکہ قرآن حکیم کو قانون مطاع کی حیثیت حاصل تھی اور اس کی اطاعت چھوٹا اور بڑا پورے انہماک اور توجہ سے کرتا تھا۔ اس قسم کی تعلیمات کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تھی۔

جنگ ہائے آزادی

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کے زمانہ میں جو اسلامی جنگیں لڑی گئیں، وہ تمام مدافعانہ لڑائیاں تھیں اور ان میں انسانیت اور دشمنوں کا اس درجہ خیال رکھا گیا کہ اس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ ابتدائی دور کے مسلمانوں کا یہ تشدد نہیں تھا کہ جس نے انہیں اس وقت کی آدھی دنیا پر قابض کردیا تھا۔ اور وہ اس پر اس خوبصورتی اور مضبوطی سے چھا گئے کہ اس وقت تک اسے متزلزل نہیں کیا جاسکا۔ یہ ان لوگوں کا تقوٰے وطہارت اور ان کا حسن اخلاق، انسانیت اور دوسروں کی نسبت حسنِ کردار ہی تھی جسکے باعث وہ کامیاب رہے۔

آپ کو اس وقت، مصریوں، شامیوں، وسطی ایشیا اور ایرانیوں کی تصویر اپنے سامنے رکھنی چاہیئے ان کی نوے فیصدی آبادی غلام تھی اور یہ ہمیشہ سے اسی حالت میں رہتے چلے آئے تھے۔ ان میں سے بعض ممالک میں عیسائیت کے فروغ سے بھی ان کی حالت میں کوئی بہتری پیدا نہیں ہوسکی۔ یہ بادشاہوں اور حکمرانوں کا مذہب تھا۔ اور رعایا اور نچلے طبقہ پر اسے ٹھونس دیا گیا تھا۔ ان کے اجسام، سرداروں اور مذہبی پیشواؤں کے قبضۂ تملیک میں تھے۔ عیسائیت کے نظریہ نے عوام کی حالت میں بس اسی قدر تبدیلی کی تھی کہ یہ لوگ آئندہ زندگی کی آسائش کا گمان رکھتے تھے۔ امرا اور سرداروں میں، عیاشی اور اسی قسم کی اور بہت سی چیزیں جو بگاڑ اور تباہی کا نتیجہ ہوتی ہیں موجود تھیں۔ جمہور کی حالت قابل رحم تھی۔ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کا آس پاس کے حکمرانوں کو قاصد بھیجنے اور انہیں اوہام کو ترک کرنے، رہبانیت کے خاتمہ اور صرف ایک اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دینے اور نیز حضورؐ کے قاصدوں کے ساتھ بُرے سلوک نے ان تمام ممالک میں قدرتی طور پر ایک ہیجانی کیفیت پیدا کر دی ہوگی۔ اس سے زیادہ اس نئے مذہب کے سدباب کے لئے ان ممالک میں جو تیاریاں کی جا رہی تھیں ان کی وجہ سے جمہور کو بلاشبہ یہ خوف لاحق ہو گیا تھا کہ اسلام ایک خطرناک تحریک ہے اور مسلمان انہیں تباہ کر دینگے۔ اس حالت میں مسلمان فاتح کی صورت میں ان ممالک میں داخل ہوئے۔ اور اپنے حسن کردار اور سیرت کی وجہ سے تمام لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے جگہ پیدا کر لی۔

اس وقت تک تمام دنیائے تاریخ میں مفتوحین پورے طور پر فاتحین کے رحم و کرم پر ہوتے تھے۔ اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ مفتوحین بھی فاتحین کے ہم مذہب ہیں یا نہیں۔ ان کی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کو بھی کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ اسلام کے سوا اب تک اسی اصول جنگ پر عمل کیا جا رہا ہے۔ لیکن اسلامی نظریہ یہ نہیں ہے۔ اسلامی قانون کی رو سے وہ مفتوحین جو اسلام قبول کریں ہر اعتبار سے فاتح مسلمانوں کے مساوی ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایسے لوگ جو اپنے مذہب کے پابند رہے، انہیں اپنی حفاظت کے لئے ایک محصول دینا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ انہیں ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اور اسلامی حکومت ان کے اموال و جان کی ہر طرح حفاظت کرتی۔ اسلام اور تلوار جیسی اضداد کو بہت بڑا مفہوم دیا گیا ہے۔ کیونکہ تلوار سے مراد قتل و غارت اور جنگ و جدال ہے۔ مگر اس کے بالکل برعکس اسلام کے معنے ہیں مکمل اطاعت یا متواتر جنگ کے۔ وہ لوگ جو اسلام قبول نہیں کرتے یا اطاعت اختیار نہیں کرتے ان میں اور اسلام میں جنگ جاری تھی۔

مسلمانوں نے مصریوں، ایرانیوں، شامیوں، وسطی ایشیا اور جنوبی افریقہ کے لوگوں سے ازدواجی رشتے قائم کئے۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جو مسلمانوں سے پہلے فاتحین نے کبھی نہیں کی۔ اسلام کی یلغار نے نہ صرف انہیں سیاسی آزادی دی بلکہ ذہنی آزادی بھی عطا کی۔ ایران کے سوا اور تمام ممالک کے باشندے اس وقت عربی کو اپنی مادری زبان سمجھتے ہیں۔ اور اگر ان سے ان کی قومیت کے متعلق پوچھا جائے تو وہ جواب دینگے کہ ہم عربوں کی اولاد ہیں۔ یہ لوگ اب بھی اسلامی حکومت کو خلافت اللہ علے الارض سمجھتے ہیں۔

سنہری دور

اس کا نتیجہ وہی ہو سکتا تھا جس کی توقع ایسے لوگوں کو اتنی بڑی آزادی دینے کے بعد کی جا سکتی تھی

جنھیں اس قسم کا موقعہ کبھی نہیں دیا گیا تھا۔ تہذیب و تمدن کو ایک ایسا عجیب و غریب عروج ملا، جس نے بعد میں چلکر سائنس، فنون لطیفہ اور ادب کی صورت اختیار کرلی۔ یہ دور اپنی متواتر جنگوں کے باوجود تاریخ کا ایک بہت ہی خوشگوار دور ہے۔ اس دور کا جائزہ لینے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ مغربی انشاپردازوں کی تحریرات کے ہر لفظ پر یقین کریں۔ آپ کو اس چیز کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس دور کے متعلق بھی ایسے ہی مخالفانہ پروپیگنڈا کیا گیا ہے جیسا کہ اب کیا جاتا ہے۔

اپنی جوانی کے زمانہ میں مجھے کافی شامی عیسائیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ لوگ اس زمانہ کے مفتوحین کی اولاد ہیں۔ جن پر مسلمان فاتحین نے فتح پائی۔ مگر انھوں نے اپنا مذہب ترک نہیں کیا۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ابتدائی اسلامی دور کو سنہری دور کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو اپنے مذہب کے محسن سمجھتے تھے۔ تاریخ سے متعلق زبانی اقوال یا قصّے بعض دفعہ تحریر شدہ واقعات سے کم درجہ حیثیت رکھتے ہیں۔ تاہم ضبط تحریر میں لائی گئی۔ تاریخ سے آپ تھوڑے سے غور کے بعد یہ معلوم کرلیں گے کہ جنگ صلیبی تک عیسائیت سے متعلق اسلام میں کوئی متعصبانہ جذبہ موجود نہیں تھا۔ اس کے باوجود کہ عیسائی کوئی اچھی قسم کی رعایا ثابت نہیں ہوئے۔ ان میں سے اکثر یہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے کہ بر سر عام اسلام کی تذلیل و تحقیر کریں اور اس طرح حکمرانوں کی تذلیل کے ذریعہ عدالت سے موت کا حکم پائیں۔ اس قسم کے مذہبی جنون کا اظہار مختلف اوقات میں اور مختلف ممالک میں ہوا۔ لیکن مسلمان حکمرانوں نے ان کے معاملہ میں جس قسم کی بردباری اور حسن سلوک کا ثبوت دیا، یہ چیز اسلامی تاریخ میں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اسلامی رواداری کے متعلق میں آئندہ کسی قدر وضاحت سے بحث کروں گا۔ مگر سردست میں صرف ڈی شا کے "عربی ہسپانیہ" کے اس ٹکڑے کو نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ ڈی شا لکھتا ہے:۔

"نویں صدی عیسوی کے وسط میں قرطبہ میں جس قسم کا عام مذہبی جنون دیکھنے میں آیا۔ اس سے بلا شبہ یہ سوال حل ہوجاتا ہے کہ ہمیں اس وقت کے چرچ کے حالات اسلامی حکومت کے دوسرے ادوار کی نسبت سے کیوں زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ عیسائیوں کو مساجد میں داخلہ کی ممانعت تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر نہیں کرسکتے تھے۔ اسلام سے ارتداد کی سزا موت کی صورت میں دی جاتی تھی۔"

فلوریز، ایک دوسرا ہسپانوی ادیب لکھتا ہے :-

" یہ اس وقت کے مقتولین کی بہت بڑی ناجائز مدافعت ہے۔ کیونکہ گو انھوں نے اپنے مذہب کو فوقیت دی۔ مگر اس وقت تک ان کے خلاف کوئی حرکت نہ کی گئی جب تک ان کے متعلق یہ نہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا نہیں کہا۔ کرانیکا جنرل کی رو سے اس وقت کے دو مقتول، روگیلیو اور سروانڈز قرطبہ کی جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ اور نہ صرف اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی بلکہ یہ بھی بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ جھوٹے تھے اور ساتھ ہی اس چیز پر بھی زور دیا کہ حضورؐ اپنے متبعین کو دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ کوئی تعجب انگیز خبر نہیں کہ ان کے اس جرم کی بنا پر انہیں قتل کر دیا گیا مسلمان حکمرانوں اور سمجھدار عیسائیوں دونوں نے اس بات کی بہت زیادہ کوشش کی کہ اس قسم کے جنونی اس طریق پر اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ ریکفرڈ سروائل کے بشپ نے جو ۸۵۰ء سے ۸۶۲ء تک رہا۔ اس سلسلہ میں بہت عقلمندی کا ثبوت دیا، اس نے عیسائیوں کو اس بات کی ممانعت کر دی کہ وہ اس صورت میں قتل ہونے کا اقدام نہ کریں۔ جبکہ ان کے حکمران ان کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کو چھوڑ دیں۔ اس نے ان لوگوں کو قید کر لیا کہ جنھوں نے اس کی حکم عدولی کی۔ حتیٰ کہ نافرمان پادریوں تک کو اس نے جیل میں ڈال دیا۔ عبدالرحمٰن ثانی نے اسے اندلوسیا کا بھی لاٹ پادری بنا دیا۔ اور اسے اجازت دیدی کہ وہ قرطبہ میں بھی اس معاملہ میں پورا مختار ہے۔ اس بنا پر اس نے بہت سے عیسائیوں کو گرفتار کیا۔ گرفتار ہونے والوں میں ایولگیوس اور قرطبہ کے بشپ بھی شامل تھے۔ اور اس سے مقصد یہ تھا کہ وہ انہیں اس ذلت اور تباہی سے بچا لے۔

اس قسم کے مذہبی جنون کی کچھ مثالیں مشرقی ممالک میں بھی نظر آتی ہیں۔ مگر یہاں کے مسلمانوں نے اس سلسلہ میں بڑی بردباری اور رواداری دکھائی۔ عیسائیوں کے ساتھ مشرق اور مغرب دونوں میں انتہائی روادارانہ سلوک کیا جاتا رہا۔

مسٹر جی کے نریمان مشہور پارسی مستشرق نے اپنی تحقیقات کی مدد سے اس چیز کو ثابت کیا ہے کہ ایران میں عرب فاتحین کے ہاتھوں آتش پرستوں کے قتل عام کی داستان تمام کی تمام وضعی ہے۔ اور اس میں کوئی سچائی نہیں۔ ایران میں اس وقت تک آتش پرست موجود ہیں۔ شام میں شامی عیسائی

خلفائے راشدین اور اموی دورِ حکومت کو اسلامی حکومت کے سنہری دور کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ مجھے اس وقت یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی۔ اس خاندان کے چند افراد کے کردار کی وجہ سے بنو امیہ کے متعلق کچھ اچھی روایات مشہور نہیں ہیں۔ خاص طور پر بنو امیہ کو قوت حاصل کرنے کے وقت کے بعض واقعات بہت دردناک ہیں لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کو بنو امیہ کی وجہ سے بہت فائدہ پہنچا۔ انہوں نے اسلام کی طبعی اور سادہ صورت کو قائم رکھا۔ انہوں نے دمشق کی آبادی اور خلیفہ کے درمیان وہی گہرا تعلق باقی رکھا جو مدینہ والوں اور خلفاء میں موجود تھا۔ ان کے زمانہ میں خلیفہ خود ہر جمعہ کو مسجد میں منبر پر کھڑا ہوتا اور خطبہ دیتا۔ اس خاندان کے ایک خاص ہوشمند خلیفہ کے افکار کے متعلق کتاب الفخری میں ایک روایت درج کی گئی ہے۔

اموی اور عباسی

کسی نے عبد الملک سے کہا، تمہارے بال کیوں بہت جلد سفید ہو گئے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میرے بالوں کی سفیدی کا باعث منبر پر کھڑے ہو کر عربی میں خطبہ دیتے وقت یہ خوف ہے کہ کہیں میں غلط عربی نہ بولوں۔ کیونکہ عربوں میں غلط عربی بولنا بہت خطرناک فعل سمجھا جاتا تھا۔" انہوں نے ضرورت سے زیادہ مذہبی جماعت کو جو ابتدا ہی میں سر اٹھا رہی تھی آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور ایک ایسے خیال کو رواج دیا، جو مذہبی جنون کے ساتھ ساتھ کام کرتا رہا۔ اس طرح ان لوگوں نے صدیوں تک اسلامی علم کو سربلند رکھا۔ خلفائے راشدین کے بعد ایک سچے اور حق پسند کی طرح ۔ دوسرا درجہ حضرت عمر بن عبد العزیز کو حاصل ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز بنو امیہ کے خاندان میں سے تھے ۔ اس خاندان کے کچھ افراد اپنے زوال کے بعد ہسپانیہ بھاگ نکلے اور انہوں نے ہسپانیہ میں ایک ایسی حکومت کی بنا ڈالی جس سے ہسپانیہ کو مغرب کا ایک سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مہذب ملک بنا دیا۔

تاریخ کے طالب علم کو یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ بنو عباس کی خلافت بنو امیہ کی سنیت اور فاطمیوں کی شیعیت کی ایک درمیانی شکل تھی۔ امویوں کے لئے عباسی خود شیعہ تھے۔ لیکن ہسپانیہ کی تاریخ میں آپ جن شیعوں کا ذکر پائیں گے تو یہ وہ شیعہ نہیں ہیں جنھیں ہم شیعہ کہتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ وہ ہیں جنھیں ہم سنی قرار دیتے ہیں۔ یعنی بنو امیہ کے متبعین۔ یہ بھی یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ بنو عباس کی حکومت ایک بہت بڑے دھوکے کی نیابت کرتی ہے۔ ایک طرف تو انہوں نے اہل بیت کو یقین دلایا کہ وہ ان میں سے کسی ایک کو گدی پر بٹھائیں گے۔ دوسری طرف انہوں نے ان بہت سے مخلص سنیوں کو جواب تک بنو امیہ کے طرفدا

بلکہ ایک خاندان میں حکومت کے اختصاص کو پسند نہیں کرتے تھے۔ یہ یقین دلادیا کہ اگر وہ کامیاب ہو گئے
تو وہ خلیفہ کے انتخاب کا پہلا ہی طریقہ رائج کر دینگے۔ اور عوام میں سے سب سے اچھے اور زیادہ خادم اور اہل
مسلمان کو خلیفہ منتخب کرینگے۔ ان میں سے انہوں نے کوئی بات بھی پوری نہیں کی۔ اپنے خاندان کی حکومت
کی بنا ڈال دی۔ انہوں نے بنو امیہ کے تمام خاندان کو قتل کر دیا۔ سوائے ایک شخص کے جو اسپین بھاگ گیا۔ بنو امیہ
کے قتل عام کی وجہ یہ تھی کہ اس خاندان کو شام، نجد، مصر، اور جنوبی افریقہ میں ہر دلعزیزی حاصل تھی اور یہ
خدشہ تھا کہ اگر ان میں کا کوئی فرد بھی زندہ رہا تو وہ حکومت قائم کرلے گا۔ اس طرح انہوں نے اہل بیت کے
ساتھ بھی ظلم کیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے حق خلافت سے باز آجائیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ ان دونوں
جماعتوں کے اختلاف کو مذہبی اختلاف سمجھا جائے۔ ان دونوں میں یہ مذہبی اختلاف نہیں تھا۔ یہ قبائلی
اختلاف تھا۔ اور اسلام کی بعثت سے یہ ان میں موجود تھا۔

ایسے شہر جن کے بازاروں میں روشنی کا انتظام تھا

اسلامی حکومت کا سادہ، طبعی اور عربی کردار بنو امیہ کے آخری فرد کے ساتھ ساتھ ہسپانیہ کی طرف منتقل
ہو گیا۔ مشرق کی خلافت بنو عباس کے حصہ میں آئی۔ بنو عباس پہلے ہی سے ایران کے زیر اثر تھے۔ دارالخلافہ
شام سے وسطی ایشیا بنا۔ اُس وقت کا بغداد اِس وقت کے بغداد سے کہیں زیادہ مختلف تھا۔ یہ شہر فن تعمیر کا
ایک بہترین اور قابل فخر نمونہ تھا۔ اس میں حفظان صحت، روشنی اور پولیس کے پورے انتظامات تھے۔
یہاں اور پوری قلمرو میں تین صدیوں تک اسلامی تمدن پورے عروج پر پہنچا۔ لیکن ہسپانیہ کے علاوہ دوسری
جگہوں میں، اس میں عربیت سے زیادہ ایرانیت جھلکتی دکھائی دیتی تھی۔ اس میں عربی سادگی کم تھی، اور
ایرانی شان و شوکت زیادہ۔ اور مسٹر گے لی مسٹرینج کے الفاظ میں اس دور کی دنیائے تاریخ میں قرطبہ،
بغداد اور مصر ہی تین ایسے شہر تھے جہاں کے بازاروں میں روشنی اور پولیس کے انتظامات تھے۔ رہنے
سہنے اور لباس کے وہ طور طریق جنھیں خلفائے راشدین اور خلفائے بنو امیہ کے نزدیک ازحد ناپسندیدہ
سمجھا جاتا تھا، سب سے پہلے عوام میں مقبول ہوئے۔ اس کے بعد خلفائے بنو عباس نے انہیں اختیار کیا۔
عورتوں کو پردہ کرانے کا سخت ترین نظام رائج ہوا۔ اعلیٰ طبقہ کی وہ عورت جس نے ابتدائی دور کے
مسلمانوں میں آزادانہ اور شاندار پارٹ ادا کیا تھا۔ زیب و زینت اور قید و بند کی شکار ہو گئی۔ اسلام
کو تنگ بنانے کے لئے ایک مذہبی فرقہ کی صورت دینے کی کوشش کی گئی۔ اور یہی وہ چیز تھی جسے شروع

کے مسلمانوں نے اپنے علم وفضل کی بنا پر رو کے رکھا تھا۔ خلیفہ میں بھی یہی رجحان پیدا ہوا۔ اس لئے کہ اس کی وجہ سے اس کی شان وشوکت میں اضافہ ہوا۔ اور اس کا معیار عوام سے بلند ہو گیا تھا۔

عوام ایک طول طویل دور آسائش واطمینان کے باعث صلح پسند اور لڑائی جھگڑے کو ناپسند کرنے والے بن گئے تھے۔ قلمرو کے اندر بہت کم جنگیں لڑی جاتیں۔ اور جو لڑی جاتیں ان کا عوام پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ اس چیز کے اسباب وعلل پر میں پھر کسی وقت جبکہ میں اصول جنگ پر گفتگو کرونگا، بحث کرونگا قرآن کے بہت سے سمجھنے والوں نے خلیفہ کو اس صورت حال سے پیدا ہونے والے خطرناک نتائج سے ڈرایا۔ مگر بعض خوشامدی اور مطلب پرست مصاحبین نے خلیفہ کو یہ کہہ کر اطمینان دلادیا کہ وہ اللہ کا محبوب خلیفہ ہے اور اللہ خاص طور پر اس کی حفاظت واعانت کرے گا۔

سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی کا کام جنگجو قبائل اور ان میں سے بھی زیادہ تر ترکوں کے ہاتھ میں تھا۔ یہی ترک خلیفہ کے محافظ بھی تھے۔ یہی لوگ تھوڑی دیر بعد مالک اور اصل حکمران بن گئے۔ یہ لوگ صاف، سادہ، سختی پسند، عملی اور سمجھدار انسان تھے۔ انہیں مامون اعظم اور ہارون الرشید کے تخت پر بیٹھنے والے کمزور اور عیاش شہزادوں سے نفرت تھی اور وہ اپنی اس نفرت کو چھپا نہ سکے۔ انہوں نے جیسے بھی موقعہ پایا خلفاء کو یکے بعد دیگرے قتل کرنا شروع کیا۔ اور اس طرح زوال پذیر حکومت میں کسی قدر طاقت قائم رکھنے کی کوشش کی۔ گو حکومت کا شیرازہ ٹوٹ رہا تھا مگر انہوں نے مرکز کو مضبوط اور مستحکم رکھا۔ دور دراز کے صوبوں پر خلیفہ کی حکومت محض برائے نام تھی۔ وہ مسلمانوں کے ایک سردار ہونے کی حیثیت سے حکمرانوں کے انتخابات کی منظوری دیا کرتا۔ یہ محض ایک رسم تھی اور مسلمان ایک مذہبی رسم کی طرح اس کا ادا کیا جانا ضروری سمجھتے تھے۔ بس اس سے زیادہ خلیفہ کا کوئی اور کام نہ تھا۔ ایران اپنی خودمختاری کا اعلان کر چکا تھا۔ فاطمی خاندان مصر پر فتح پا چکا تھا۔ گو اس وقت کے سنیوں نے ان کے اہل بیت ہونے کے دعوے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ لوگ کربلا کے ایک یہودی کی اولاد ہیں۔ مگر انہوں نے اپنی جداگانہ خلافت قائم کرلی اور فلسطین وشام کو دو بار اور حجاز کو ایک بار فتح کیا۔ (باقی آئندہ)

اسلام اہلِ مغرب سے کس بات کا متمنی ہے؟

(بقلم مسٹر کینتھ ولیمز)

موسولینی کے سیاحت سواحل شام کے سلسلہ میں جو اعلانات حال ہی میں شائع ہوئے ہیں جن میں اسلامی دُنیا کے ساتھ اطالیہ کے تعلقات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ وہ ایسے ہیں کہ اسلام کے ساتھ دنیائے مسیحیت کے روابط پر روشنی ڈالنے کو دل چاہتا ہے۔ موسولینی نے اعلان کیا ہے کہ اطالیہ تمام دُنیائے اسلام کے ساتھ اپنی ہمدردی کا تحفہ پیش کرتا ہے۔ اور کثیر ذمہ دار افراد نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ آئندہ اطالیہ تمام دُنیائے اسلام کا محافظ ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ یورپ کا اسلام کے متعلق ارادہ کیا ہے؟ اور اس قسم کے اعلانات کو جو یورپ کی طرف سے شائع ہوتے ہیں اسلام کس نظر سے دیکھتا ہے؟

ایک بات یقینی ہے، وہ یہ کہ اسلام کسی غیر طاقت کی حفاظت میں آنا نہیں چاہتا۔ ہاں دُنیا کی ہمدردی کا طالب ضرور ہے۔ دنیائے اسلام کے دونوں طبقے، آزاد اور یورپین حکومتوں کے ماتحت، مغرب کی دوستی ہی کے نہیں بلکہ اس کے ساتھ اتحاد کے خواہشمند ہیں۔ لیکن یہ بات وہ مساویانہ طور پر چاہتے ہیں۔ اسلام کو کسی بیرونی سپر کی ضرورت نہیں۔ جسکے سایہ میں وہ اپنی زندگی بسر کرے۔

دنیائے اسلام کے متعلق یورپین افراد کے دماغوں میں ہنوز بہت سی غلط فہمیاں موجود ہیں۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جیسا کہ اکثر علمائے مشرق کو معلوم ہے، عیسائی دنیا آنحضرت صلعم کے پیش کردہ مذہب کو جو آپ کے پرجوش پیروؤں کی بدولت نہایت تیزی کے ساتھ دُنیا میں پھیل گیا تھا محض مسیحیت کا ایک گمراہ فرقہ سمجھتی تھی۔ اور اس غلط فہمی کی وجہ یہ تھی کہ دونوں مذاہب میں بڑی حد تک مماثلت پائی جاتی تھی لیکن محاربات صلیبی کی بنا پر جو جذبات مسیحی دنیا کے دلوں میں پیدا ہو گئے، اگرچہ ان جنگوں نے ارض مقدسہ میں رواداری اور صداقت شعاری کے اعلیٰ نمونے بھی پیش کئے۔ لیکن ان جنگوں کی بدولت یورپ کے دل میں عربوں کے خلاف نفرت کا رنگ پیدا ہو گیا۔ اور اس تعصب کے ساتھ ساتھ اسلام کے متعلق غلط خیالات کی اشاعت کی گئی۔ اور یہ خیالات ابھی تک دلوں میں قائم ہیں۔ بیسویں صدی سے پہلے بہت کم مصنفین کو اس حقیقت کا علم تھا کہ دُنیا کی وہ آبادی جو توحید پرست ہے مغرب سے

متحد الخیال ہے۔ اہل مغرب کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی یا کم از کم ان میں پیدا ہوگئی کہ مسلمان اعلیٰ تمدن کے دائرے سے بالکل خارج ہیں۔ اور یہ کہ ہر مسلمان کم از کم چار بیویاں ضرور رکھتا ہے۔ اور یہ کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت میں روح نہیں ہوتی۔ وغیر ذلک۔ اور ترک اور کافر دونوں یکساں ہوتے ہیں جن کے ساتھ کوئی عقلمند اور مہذب انسان کسی قسم کا رابطہ قائم نہیں کرسکتا۔

خدا کا شکر ہے کہ آج ہماری معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہوگیا ہے۔ لیکن پھر بھی ہماری معلومات کافی نہیں ہیں۔ اب مسلمانوں کے خلاف ان کے مذہب کی بنا پر کوئی تعصب ہمارے دل میں موجود نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کسی اسلامی ملک کا ایک مسلمان شہری بھی اسی قدر اچھا ہے جبقدر کسی مغربی ملک کا شہری لیکن معاشرتی معاملات میں یورپین اور مسلمان افراد کے مابین ہنوز بہت کچھ اصلاح کی گنجائش ہے معاشرتی روابط میں یہ تحدید، اہل برطانیہ اور مسلمانوں کے مابین بہت نمایاں ہے بمقابلہ اہل فرانس یا اہل اٹلی اور مسلمانوں کے۔ یہ ریمارک ان برطانی افراد پر عائد نہیں ہوتا جو اسلامی ممالک میں رہتے ہیں۔ بلکہ اُن مسلمانوں پر جو برطانیہ میں رہتے ہیں۔

اس برطانی عیب کے بالمقابل، اور یہ عیب ممکن ہے برطانی لوگوں کی الگ تھلگ رہنے کی پیدائشی عادت کی وجہ سے ہو۔ یہ حقیقت مدنظر رکھنی چاہیئے کہ دوسری اقوام اگرچہ مسلمانوں کے ساتھ، زیادہ آسانی کے ساتھ اختلاط پذیر ہوسکتی ہیں لیکن باستثنائے ملک ہالینڈ، انگریزوں کے علاوہ کوئی اور قوم اسلامی دنیا کو اس قدر عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ انگریزوں کا طرز عمل تمام دُنیا میں جہاں کہیں ان کی حکومت ہے یہ ہے کہ رعایا کے مذہب اور رسوم کا احترام کیا جائے۔ کہا جاسکتا ہے کہ دیگر حکمراں اقوام یورپ کا طرز عمل بھی یہی ہے۔ مثلاً پیرس اور برلن دونوں جگہ مسجدیں موجود ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس عام رواداری کے ماتحت ان اقوام کا مسلمانوں کے ساتھ طرز عمل کیسا ہے؟ کیا ان کا طرز عمل یہ نہیں کہ مسلمانوں کو، تمدنی اور روحانی طور پر اپنے اپنے دارالحکومت سے قریب تر کیا جائے؟

لیکن برطانیہ کا طرز عمل مسلمانوں کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ برطانیہ کی یہ خواہش نہیں کہ مسلمان مغرب کی کورانہ تقلید کریں۔ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ مسلمان تجدد کے باوجود، اپنی شاندار روایتوں کو زندہ کریں۔ اپنی پیدائشی تہذیب کو ترقی دیں اور تہذیب انسانی کی ترقی میں حصہ لیں۔ اس وقت، یہ سچ ہے کہ اسلامی حکومتیں اپنے اپنے مقامی معاملات میں زیادہ منہمک ہیں، قوم پروری کی لہر، جو یورپ میں بھی چل رہی ہے

آج کل اسلامی ممالک میں بہت زوروں پر ہے۔ تاہم دُنیائے اسلام میں اخوت کا احساس بھی زندہ ہے: یعنی ایک قسم کی وحدت، جس سے یورپ محروم ہو چکا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ برطانیہ اس احساس کو ڈگمگانے نہ جانے دیگا۔

اس بات کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں ہے بلکہ ایک طریق حیات بھی ہے بعض یورپین اقوام اس پر مصر ہیں کہ مذہب تو باقی رہے لیکن طریق حیات میں قدرے تبدیلی ہو جائے۔ مگر یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہو سکتے۔ ہمیں چاہیئے کہ مسلمانوں کو ترقی کرنے کا موقع دیں اور بلاشبہ مسلمان ترقی کر رہے ہیں۔ اکثر اسلامی ممالک میں، قدیم رسوم جو کہ زوائد ہیں۔ اور اصول سے علاقہ نہیں رکھتیں۔ بزودی فنا ہوتی جاتی ہیں۔ اور یہ بات جہاں کہیں عوام کی مرضی سے ظہور پذیر ہو رہی ہے وہاں نئی زندگی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ اور نئی تمنائیں پیدا ہو رہی ہیں۔ لیکن ہمیں چاہیئے کہ مسلمانوں کو موقع دیں کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنی ترقی کی راہیں سوچیں۔ بلکہ اس معاملہ میں اہل مغرب کو مسلمانوں کی امداد کرنی چاہیئے۔ مشرق نے جو احسانات ازمنہ سابقہ میں مغرب پر کئے ہیں وہ ابھی تک ان سے سبک دوش نہیں ہو سکا ہے۔ خصوصاً جس زمانہ میں مغرب جہالت کی تاریکی میں مبتلا تھا مشرق اور خصوصاً مسلمانوں نے اس زمانہ میں علم کی شمع کو یورپ میں روشن رکھا تھا۔ بدیں وجہ اسلام کو یورپ کے رنگ میں رنگین کرنا، یا اس پر حملہ آور ہونا یا اس کی تحقیر کرنا، اور اسلامی تمدن کو فنا کرنا، یہ سب نامناسب طریق عمل ہے۔ اور مسلمان ان سب باتوں سے آگاہ ہیں۔ اور اسی لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بعض اختلافات کے، جو عموماً پیدا ہو سکتے ہیں، باوجود، سلطنت برطانیہ، ان کی پائندہ ترین اور معتمد ترین رفیق ہے۔ اور ہمارا فرض یہ ہے کہ یہ رفاقت مستقل طور سے قائم رکھیں اور عارضی اختلافات یا عارضی غلط فہمیوں کی بنا پر اسے کمزور نہ ہونے دیں۔

(برطانیہ اور مشرق)

خواتین اسلام کے بہادرانہ کارنامے

(علامہ سید سلیمان ندوی صاحب)

(مسلسل)

سنہ ۹۰ھ میں ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں مسلمانوں نے بخارا پر زبردست چڑھائی کی قطیبہ فوج کا سپہ سالار اعظم تھا۔ قبیلہ عزد شجاعت میں نام پائے ہوئے تھا۔ اسلامی فتوحات اس کے کارناموں کی شرمندۂ احسان ہیں۔ بخارا کے ترک بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں خوب ساز و سامان سے آئے تھے۔ قبیلہ عضد کے اشخاص نے ابتدا کی تمنا ظاہر کی۔ قطیبہ نے اجازت دیدی اور وہ آناً فاناً مقابل فوج پر ٹوٹ پڑے۔ ترکوں کا بہادری اور بلند حوصلگی سے مقابلہ کیا۔ لیکن موخرالذکر کوئی معمولی نبرد آزما تو تھے ہی نہیں جو آسانی سے قابو میں آجاتے۔ انہوں نے عضدیوں کو آگے بڑھنے سے روکا۔ حتٰے کہ جلد ہی وہ مجبوراً خیموں میں ہو گئے۔ جب خواتین نے مسلمانوں کی زبوں حالی کا نقشہ دیکھا تو گھوڑوں کو نہایت بے رحمی سے ایڑ لگائی اور میدان جنگ میں آدھمکیں۔ ہل چل پڑ گئی۔ مسلمانوں کی ہمت بندھ گئی۔ ڈٹے اور پوری طاقت سے حملہ آور ہوئے۔ خواتین نے اس موقعہ پر تیغ بے نیام سے کام نہیں لیا تھا۔ لیکن محض انہی کی بدولت یہ مہم سر ہوئی۔ ورنہ مسلمان تو میدان چھوڑ بھاگے تھے۔

تاریخ اسلام میں خارجی کافی مشہور ہیں۔ اسلام کے دیگر فرقوں کے بالعکس انہوں نے خفیہ سازشوں میں حصہ نہیں لیا۔ بلکہ الم نشرح سلطنت کے مطلق العنان ارباب حل و عقد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا آزادی عمل، حریت کلام، مساوات و مواخات کی تلاش میں وہ بارہا شمشیر کی زد میں آئے۔ لیکن باایں ہمہ صبر، استقلال اور شجاعت کی بدولت "حرف مکرر" نہ ہوئے۔ آج بھی زندہ ہیں۔ سلطنت کے متعلق ان کے زوایائے نظر زمانہ حال کے Nihilists (لاادریین) کے مماثل ہیں۔

سنہ ۷۶ھ میں جب عبدالملک شام کا خلیفہ اور حجاج بن یوسف حاکم عراق تھا۔ موصل میں شبیب ایک خارجی نے حکومت سے سرکشی کی۔ غزالہ اور جہازہ شبیب کی بیوی اور والدہ دونوں نے ساتھ دیا۔ حجاج نے پے در پے پانچ سپہ سالار اس کی سرکوبی کے لئے بھیجے۔ لیکن ان میں سے ایک بھی جانبر نہ ہوسکا۔

انجام کار خلیفہ عبدالملک نے شام سے فوج بھیجی اور حجاج نے بذات خود اس کی قیادت کی شبیب موصل سے کوفہ روانہ ہوا۔ لیکن اس سے قبل ہی کوفہ پہنچ گیا تھا۔ اور قصر الامراء میں قیام گزیں تھا۔ غزالہ نے یہ منت مانی تھی کہ میں جامع مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز ادا کرونگی۔ چنانچہ وہ اور اس کا شوہر اور ساٹھ ستر نفوس اور، مسجد میں داخل ہوئے۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ تمام شہر ان کا دشمن تھا۔ اور شامی فوج بھی پڑاؤ ڈالے پڑی تھی۔ شبیب مسجد کے دروازہ پر شمشیر بکف کھڑا تھا۔ غزالہ نے نہایت اطمینان قلب سے مسجد میں نماز ادا کی۔ غزالہ کی نماز میں اضطرار نہیں تھا۔ اس نے پہلی رکعت میں سورہ بقر اور دوسری میں سورۂ آل عمران تلاوت کی۔ یہ قرآن کریم کی دو طویل سورات ہیں۔ ادائیگی نماز کے بعد غزالہ اپنے خیمہ میں گئی۔ حجاج کی فوج ساکت و صامت کھڑی تھی۔ اور اس پر ایک سراسیمگی کا عالم طاری تھا۔ جب جنگ شروع ہوئی، حجاج کوفہ، بصرہ اور شام کی افواج لیئے ہوئے نہایت زوروں میں آگے بڑھا شبیب کی معیت میں معدودے چند نفوس تھے لیکن انہوں نے نہایت شیر دلی سے مقابلہ کیا۔ حجاج فوج کے عقب میں تھا۔ اور اپنے سپاہیوں کو حوصلہ افزا وعظ و تلقین کر رہا تھا۔ غزالہ اور جہازہ بھی مصروف پیکار تھیں۔ لیکن حجاج نے چپکے سے چند سپاہیوں کو اس کام پر تعینات کر دیا کہ وہ جائیں اور غزالہ کو قتل کر دیں۔ چنانچہ یہ سکیم کامیاب ثابت ہوئی۔ اور غزالہ کو قتل کر دیا گیا۔ شبیب جان بچاکر اہواز چلا گیا۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ جہازہ بھی جنگ میں لقمۂ اجل ہو گئی تھی لیکن ابن اثیر اور طبری رقمطراز ہیں کہ چند یوم بعد شبیب کا گھوڑا ایک پل سے دریائے نیل میں جا گرا اور وہ خود زرہ بکتر کی گرانی کیوجہ سے دریا میں غرق ہو گیا۔ کسی شخص نے یہ وحشت خیز خبر اس کی والدہ کو جا سنائی۔ کہ شبیب کو قتل کر دیا گیا ہے اس کی والدہ نے جواب میں کہا کہ شبیب کا قتل ناممکنات سے ہے۔ دوسرے روز اسے اطلاع دی گئی کہ شبیب کی موت کی وجہ غرقابی ہے۔ والدہ شبیب نے اس خبر کو صحیح تسلیم کیا۔ اس واقعہ سے، گو جہازہ کی شجاعت آشکار ہوتی ہے۔ لیکن یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ تھی۔ قتل نہیں ہوئی تھی بعض جنگوں میں حجاج اور غزالہ کا آمنے سامنے مقابلہ ہوا۔ لیکن اول الذکر اس کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکا۔ اور بزدلی کا ثبوت دیا۔ یہ وہی حجاج بن یوسف ہے جس نے عراق اور حجاز پر نہایت سفاکانہ حکومت کی۔ ایک شاعر کہتا ہے :-

اسد علی و فی الحروب نعامۃ　　فتخاء تنفر من صفیر الصافر

ھلا برزت الی غزالۃ فی الوغی — بل کان قلبک فی جناح الطائر

(ترجمہ) حجاج میرے اوپر شیر کی طرح بہادر ہے لیکن جنگوں میں وہ بزدل ہے۔ وہ ایک کاہل شتر مرغ کی طرح بزدل ہوجاتا ہے۔ حجاج! تم نے کیوں نہ غزالہ کا مقابلہ کیا۔ تم کس طرح کہہ سکتے ہو؟ تمہارا دل تو دھڑ دھڑ کانپ رہا تھا۔" (ابن خلکان جلد اول صفحہ ۲۲۳)

سنہ ۱۳۹ھ میں منصور کے عہد خلافت میں شہنشاہ روم نے مالٹا پر حملہ کیا اور سخت قتل وغارت کا بازار گرم رکھا۔ منصور نے شہنشاہ کی سرکوبی کے لئے فوج بھیجی۔ صالح بن علی اور عباس بن محمد فوج کی قیادت میں تھے۔ انہوں نے ازسر نو مالٹا کو نوآبادیات میں شامل کیا۔ بعد ازاں قسطنطنیہ کی طرف رخ کیا۔ اور کئی دیگر شہروں پر قبضہ حاصل کیا۔ ام عیسیٰ اور لبابہ، دختران علی، ہمشیرگان صالح اور خلیفہ منصور کی چچی نے یہ عہد کیا تھا کہ جب بنو امیہ بالکل نیست و نابود ہو جائیں گے تو ہم جہاد کے لئے کمربستہ ہوں گیں۔ چنانچہ انہوں نے قسطنطنیہ کی اس مقدس جنگ میں حصہ لیا۔ (ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۱۹۷)

سنہ ۱۷۸ھ میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ خلافت میں ولید بن طریف خارجی نے جزیرہ اور نصیبین میں علم بغاوت بلند کیا۔ دربار شاہی کے ایک مشہور سپہ سالار یزید شیبانی کو بغاوت کے انسداد کے لئے بھیجا۔ خارجیوں کو شکست ہوئی۔ اور ولید مارا گیا۔ جب ولید کی ہمشیرہ فراعہ کو اپنے بھائی کے قتل کا حال معلوم ہوا۔ تو اس نے خود پہنا اسلحہ لئے اور شاہی افواج پر حملہ آوری کے لئے روانہ ہوئی۔ یزید خود اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں آیا۔ اور اس کے گھوڑے کو ہلاک کر دیا۔ یزید نے فراعہ، کو نصیحت کی کہ واپس لوٹ جائے۔ چنانچہ یہ واپس ہوگئی۔ لیکن اس کی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے تھے جبکہ وہ اپنے بنائے ہوئے یہ دردانگیز اشعار پڑھتی تھی۔

فیا شجر الخابور مالک مورقا — کانک لم تجزع علی ابن طریف

فتی لایحب الزاد الا من التقی — ولا المال الا من قنا وسیوف

فقدناک فقدان الشباب ولیتنا — فدیناک من فتیاننا بالوف

علیہ السلام اللہ وقفا فاننی — اری الموت وقاعا بکل شریف

(ترجمہ) اے خابور کے درختو! تم کیوں سرسبز ہو؟ کیا تم ولید کی موت پر بے چین نہیں ہو۔ ولید ایک جوان شخص تھا جو پاکبازی، شمشیر، اور تیروں کی دولت سے محبت کرتا تھا۔ اے ولید! ہم نے

تمہیں کھو دیا جیسے کوئی اپنا شباب کھوتا ہے۔ اے کاش! تمہاری ایک جان پر ہزاروں جان قربان کئے جاتے۔ خدا ولید کو برکت دے۔ موت ایک دن ہر لطیف روح کو آتی ہے۔

یہ مرثیہ درد و کرب سے مملو ہے۔ اور علمائے ادب کے نزدیک اس کا معیار کافی بلند ہے ابو علی نے اس کا اپنے "امالہ" میں اقتباس درج کیا ہے۔ ابن خلکان کہتا ہے کہ فراعہ کے مراثی خنسہ کے مراثی سے کم پایہ نہیں۔

اس ولید کی ہمشیرہ کا نام ابن خلکان کے نزدیک فراعہ اور فاطمہ ہے۔ لیکن ابن کثیر لیلا لکھتا ہے۔ ابن خلدون نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن نام کا حوالہ مذکور نہیں۔

اسلام پیغام امن وسلامتی

(از جناب سی اے ۔ سورما)

(مسلسل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال

حجۃ الوداع کے ادا فرمانے کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے آئے آپؐ اس دوران میں بیمار ہوئے۔ طبیعت بہت حد تک خراب ہو گئی۔ مگر وصال سے تین دن پہلے تک امامت فرماتے رہے۔

ایک رات آپؐ جنۃ البقیع میں بدر کے شہید صحابہؓ کی قبروں پر فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؐ وہاں پہنچکر بہت روئے اور شہداء کے لئے دعا فرمائی۔ آپؐ بیماری کے دنوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں قیام فرما رہے۔ کیونکہ یہ حجرہ مسجد سے قریب ترین تھا۔ جب تک آپؐ کے بدن میں سکت رہی آپؐ نماز با جماعت میں شرکت فرماتے رہے آخری مرتبہ جب آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے تو آپؐ کے دو چچیرے بھائی، حضرت فضلؓ بن عباسؓ اور حضرت علیؓ آپؐ کو سہارا دیئے ہوئے تھے۔ آپؐ کے چہرۂ مبارک پر ایک عجیب قسم کی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ جسے سب ساتھیوں نے محسوس کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے صحابہ کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"مسلمانو! اگر تم میں سے میں نے کسی کو تکلیف پہنچائی ہو تو میں یہاں اس کی سزا بھگتنے کو آمادہ کھڑا ہوں۔ اگر میں کسی کا مقروض ہوں تو میری تمام ملکیت اس کے لئے حاضر ہے۔"

اتنا سننے پر ایک آدمی مجمع میں سے اٹھا اور اس نے مطالبہ کیا کہ آپؐ اس کے تین درہم کے مقروض ہیں اور یہ تین درہم اس نے آپؐ کی فرمائش پر ایک فقیر کو دیئے تھے۔ یہ درہم اسی وقت ادا کر دیئے گئے۔ اور حضورؐ نے فرمایا:۔

"اس دنیا میں شرمندہ ہونا، دوسری دنیا کی شرمندگی سے بہتر ہے۔"

اس کے بعد حضورؐ نے دعا فرمائی اور تمام حاضرین کے لئے اللہ کے رحم کی درخواست کی۔ آپ نے ان شہداء کے لئے بھی دعا فرمائی جو اللہ کی راہ میں شہید ہو چکے تھے۔ اس کے بعد آپؐ نے حاضرین کو حکم فرمایا کہ وہ اللہ کے احکام کی اتباع خود پر لازم کریں۔ اور نیک اور پاکیزہ طور پر زندگی گزارنے کی عادت ڈالیں۔ اور آخر میں آپؐ نے قرآن حکیم کے ان الفاظ کو دہرایا۔

"تلك دار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقين (ترجمہ) آخرت کی زندگی ہم اس شخص کو عطا فرماتے ہیں۔ جو دنیا میں تکبر کے مظاہرے نہیں کرتے اور نہ ہی فساد پھیلاتے ہیں۔ اور عاقبت نیکوکاروں کے لئے ہی ہے۔"

اس خطبہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نماز باجماعت کے لئے منظر عام پر تشریف نہیں لائے۔ آپؐ کی قوت بہت جلد جلد کم ہوتی جا رہی تھی۔ سوموار کو دوپہر کے وقت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء کو جبکہ حضورؐ بہت خشوع و خضوع کے ساتھ بارگاہ قدس میں دعا فرما رہے تھے۔ کہ حضورؐ دنیا کے سب سے بڑے پیغمبرؐ اپنے رب سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(امیر علی سپرٹ آف اسلام صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷)

جبکہ میں اس دنیا کے سب سے بڑے مگر فقیر بادشاہ کے روضۂ مقدس کے پاس کھڑا تھا۔ تو اس وقت میرے اور لوگوں کے جذبات جو میرے ساتھ کھڑے تھے، بہت بہتر تھے۔ میں اس حضور میں اتنا رویا کہ عمر بھر کبھی اتنا نہیں رویا ہوں گا۔ ہم آپؐ کے حضور میں کھڑے بہت ہی حقیر و ذلیل معلوم ہوتے تھے۔ ٹھیک میرے سامنے دنیا کی وہ پاکیزہ و بزرگ ہستی آرام فرما رہی تھی جس نے حق و صداقت کے لئے بے شمار مصائب برداشت کئے۔ جس نے دنیا کو ایک بندے اور اللہ کے مابین تعلقات کا سب سے بہتر تصور عطا فرمایا۔ اور جس نے دنیا کو رواداری اور مساوات اور باہمی اخوت کی تعلیم دی میرے سامنے اس وقت ایک ایسی خوبصورت دنیا گھوم رہی تھی جس کی ہر چیز حسین تھی جس کے ہر طرف امن و سکون ہی پھیلا نظر آ رہا تھا۔ یہ میرے لئے بہت مشکل تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے دور ہٹ آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۶۰ کروڑ مسلمانان عالم سے زیادہ کی باہمی محبت و اخوت کا مرکز ہیں اور حضور ہی کی ذات مبارک ان تمام مسلمانوں کو ایک رشتہ محبت میں پروئے ہوئے ہے مسلمانان عالم

نے حضورؐ کی تعریف میں دنیا کی تمام زبانوں میں گیت گائے۔ اور آہ یہ کتنے پیارے اور میٹھے گیت تھے جو اس وقت گائے گئے۔

اسلام اور تعدد ازدواج

(مسٹر مبین الرحمٰن ایم۔اے)

ناواقف نقاد اور بدطینت معاندان اسلام نے اکثر اس بات کی کوشش کی ہے کہ اسلامی شریعت نے جو تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے اس پر ناروا اعتراضات وارد کریں۔ بعضوں نے تو، خود آنحضرت صلعم کو رسم تعدد ازدواج کا بانی قرار دیا ہے۔ لیکن اس قسم کے جملہ الزامات، بالکل بے بنیاد اور گمراہ کن ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز تعدد ازدواج کے اصول کے بانی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ رسم ظہور و تکمیل اسلام سے بہت پہلے تمام مشرقی اور مغربی ممالک میں موجود تھی۔ ہندوستان میں یہ رسم قدیم الایام سے جاری ہے بلکہ قدیم ہند میں تو تعدد بعول کی رسم بھی موجود تھی۔ مہابھارت سے معلوم ہوتا ہے کہ دروپدی کے پانچ خاوند تھے۔ جو راجہ یودہشٹر کے بھائی تھے۔ تعدد ازدواج کی رسم قدیم یونان اور روما میں بھی موجود تھی اور پلوٹارک، افلاطون، اور لوریپا ڈیٹر نے اس کی حمایت کی ہے۔ اور مارک انٹونی، ویلنٹینی انیس، اور کانسٹینٹیس ولد قسطنطین اعظم، کلوٹیر، شاہ فرانس اور اس کے بیٹے ہیپن اور شارلیمان، فرنڈیک باربروسا فلپ تھیوڈیٹس و دیگر شاہان فرانس اور آرنوفس ہفتم شاہ جرمنی وغیرہ اس پر عامل رہے ہیں۔ القصہ تاریخ عالم اس امر پر قطعی شاہد ہے کہ دنیا اس پر عامل تھی۔ قبل اس کے کہ اسلام نے اس کو بعض قیود، اور بعض سخت شرائط کے ماتحت جائز قرار دیا۔

کم درجہ کی برائی

تعدد ازدواج بذات خود نہ قابل نفرت چیز ہے اور نہ غیر محدود بُرائی ہے۔ بلکہ ایک معاشرتی اور سیاسی ضرورت ہے۔ "جس کے فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی، اور فوائد، نقصانات سے زیادہ ہیں۔" یہ رسم خانگی بدکاری اور بازاری عیاشی دونوں کو روکنے کا واحد ذریعہ ثابت ہوئی ہے۔" انسانی فطرت کو مدنظر

رکھ کر، یہ کہا جاسکتا ہے کہ تعدد ازدواج کی رسم کو بالکل بند کر دینا، خواہ جائز طریق پر یا ناجائز طریق پر، علانیہ یا پوشیدہ ناممکن ہے۔ تاوقتیکہ انسانی سوسائٹی اور زندگی کے بعض حالات اور منازل میں عیاشی اور زناکاری سے چشم پوشی یا اس کی حوصلہ افزائی کی ذمہ داری نہ اٹھائی جائے۔" عورتوں کی مردوں کے مقابلہ میں تعداد کی زیادتی جو کہ فطری ہے اور جنگوں کی تباہ کاریاں جن میں زیادہ تر مرد ہی مبتلا ہوتے ہیں۔ تعدد ازدواج کی متقاضی ہیں تاکہ سوسائٹی کا نظام ابتر نہ ہو۔ اور بازاری اباحت میں اگر بندش کلی نہ ہو تو کم از کم کمی تو واقع ہو جائے۔ اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ جنگ عظیم کے نتائج کی بدولت، اور مغرب میں تعدد ازدواج کی رسم نہ ہونے کی وجہ سے تمام متحارب ملکوں میں، غیر شادی شدہ ماؤں اور ناجائز اطفال اور حرامی بچوں کی حفاظت کے لئے سوسائٹیاں قائم ہوگئیں اور اب تک ان ممالک میں موجود ہیں۔ جہاں تعدد ازدواج کو مقدس نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے یقیناً پوشیدہ زناکاری اور ناجائز جنسی تعلقات، انسانی خواہشات کی تسکین کے لئے، جائز طور پر اجازت سے کم شرمناک یا زیادہ پسندیدہ نہیں ہوسکتے۔ خواہ آپ ان خواہشات کو شہوت سے تعبیر کیوں نہ کریں۔ نیز تعدد ازدواج سے شریعت موسوی کے اس حکم کی تعمیل بھی ہوسکتی ہے کہ "تعداد میں اضافہ کرو اور آبادی بڑھاؤ"۔

اسلام نے کیا کیا

بلاشبہ اسلام نے تعدد ازدواج کی رسم کو دُنیا میں جاری نہیں کیا۔ اس نے سابقہ رسم کو معاشرتی برائیوں کے کم کرنے اور فنا کرنے کی بنا پر، ایک ضابطہ کی شکل دیدی۔ اور ایسے اصول وضع کئے تاکہ معاشرتی اخلاق بلند ہو جائے، اور معاشرتی نظام استوار ہو جائے۔ علاوہ بریں وحدت ازدواج، بہ مقابلہ تعدد ازدواج زیادہ اسلامی ہے۔ اگرچہ آخر الذکر کو اسلامی شریعت نے بعض شرائط کے ماتحت جائز قرار دیا ہے۔ قرآن مجید جو دنیا کی تمام مذہبی کتابوں میں سب سے زیادہ مکمل قانون حیات ہے اور جو تمام اسلامی اوامر و نواہی کا سرچشمہ ہے، سورۂ نساء کے تیسرے رکوع میں حسب ذیل الفاظ میں مسلمانوں کو تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے۔

"وان خفتم الا تقسطوا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذالک ادنیٰ الا تعولوا" یعنی اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم یتیموں کے بارہ میں انصاف نہ کرسکو گے، تو ان عورتوں میں سے جو تم کو اچھی معلوم ہوں دو یا تین یا چار تک شادی کرسکتے ہو۔ لیکن اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم ان میں عدل نہ کرسکو گے تو پھر صرف ایک بیوی پر قناعت کرو۔ یا انہیں سے ایک منتخب کرلو، جو قید ہو کر تمہارے قبضہ میں آئی ہوں۔ یہ بات تمہارے

لئے زیادہ بہتر ہے تاکہ تم صراط مستقیم سے دور نہ ہو جاؤ۔" (۴ : ۳)

تعلیقات

قرآن مجید کے اس حکم کی تعلیقات جس کی بنا پر، اسلام میں تعدد ازدواج کی اجازت ہے، تشریح طلب ہیں۔ اولاً قرآن مجید کی اس آیت سے تعدد ازدواج کی مشروط اجازت تو ثابت ہوتی ہے لیکن حکم ثابت نہیں ہوتا۔ ثانیاً، عائد کردہ شرط نہایت سخت ہے۔ جو تقریباً ناممکن الوفا ہے۔ تاوقتیکہ کوئی شخص لفظ عدل کے مفہوم کو بازیچۂ اطفال نہ بنائے۔ جس کا معنٰے یہ ہے کہ جملہ امور معاشرت میں مساوات ملحوظ رکھی جائے۔ اور محبت اور تمام دنیاوی ضروریات میں بھی، جو بیویوں کے لئے ضروری ہیں۔ ثالثاً اگر خاوند ان شرائط کو پورا نہ کرسکے تو پھر اسے صرف ایک بیوی پر قناعت کرنی چاہیئے۔ دوسری کا خیال بھی نہ لانا چاہیئے۔

تاریخی پس منظر

یہ آیت جنگ احد کے بعد نازل ہوئی تھی۔ جس میں بہت سے مسلمان مرد شہید ہو گئے تھے۔ اور بہت سی مسلمان لڑکیاں یتیم رہ گئی تھیں۔ جن کی حفاظت کی ضرورت تھی۔ اس مسئلہ کا حل ضروری تھا اس لئے بقیہ مردوں کو اجازت دی گئی کہ ان یتیم لڑکیوں کو شریک زندگی بنائیں۔ اور اگر وہ پسند نہ ہوں، تو پھر جو عورتیں پسند ہوں۔ یا پھر ان عورتوں میں سے انتخاب کریں جو ان کی خدمت میں ہوں۔ زمانہ قبل اسلام میں، عرب یتیم لڑکیوں سے ان کی مرضی کے خلاف شادی کر لیتے تھے۔ تاکہ اس طرح ان کی جائداد پر قابض ہو سکیں۔ قرآن مجید نے اس رسم کو بند کیا۔ اور حکم دیا کہ شادی کے بہانہ سے یتامیٰ کے ساتھ کوئی بے انصافی نہ کی جائے اور اگر اس قسم کی بے انصافی کا خوف ہو تو دوسری عورتوں سے شادی کی جائے۔ بلاشبہ قرآنی احکام میں از اول تا آخر، شرافت اور ہمدردی کی روح نمایاں ہے۔

تعدد ازدواج عملاً ممنوع ہے

بیویوں کے ساتھ عدل نہ کرسکنے کے متعلق انسانی کمزوری کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں موجود ہی جو اسی صورت میں ہے۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء فلو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ۔ یعنی تم میں یہ قدرت نہیں کہ تم اپنی بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک کرسکو۔ خواہ تم اس کی کوشش ہی کیوں نہ کرو۔ پس ایک کی طرف سے اس درجہ تغافل

اختیار نہ کرو کہ وہ بیچاری معلق رہ جائے۔ (۴: ۱۲۹) سابقہ آیت میں ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کی جو اجازت دی گئی ہے۔ اس کو اگر اس آیت کی روشنی میں دیکھا جائے تو عام آدمیوں کے لئے تعدد ازدواج کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ سوائے ان لوگوں کے جن میں ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ عدل کرنے کی حقیقی صلاحیت موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ النادر کالمعدوم ہیں۔ بہرحال قرآن مجید نہ تعدد ازدواج کا حکم دیتا ہے اور نہ اس رسم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض شرائط کے ماتحت اس کی اجازت دیتا ہے اور وہ شرائط بھی نہایت معقول ہیں۔

آنحضرت صلعم کی شادیاں

اگر وحدت ازدواج، بمقابلہ تعدد ازدواج زیادہ اسلامی ہے تو یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے چار سے زیادہ شادیاں کیوں کیں اور خود وحدت ازدواج پر عمل کیوں نہ کیا؟ یہ سوال قدرتی ہے لیکن اس کا جواب بھی نہایت معقول دیا جا سکتا ہے۔ جو دلائل اور معقولیت پر مبنی ہے۔ آنحضرت صلعم کی شادیوں کے ساتھ کسی قسم کے عیاشانہ خیالات کو راہ دینا، حد درجہ ظلم اور گناہ کی بات ہوگی۔

سب جانتے ہیں کہ آپؐ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ آپؐ کی اہلی زندگی کے ابتدائی ۲۵ سال تک آپؐ کی واحد رفیقہ حیات تھیں۔ آپؐ نے ۲۵ سال کی عمر میں ان سے شادی کی تھی۔ اور اُس وقت ان کی عمر ۴۰ سال کی تھی اور وہ دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ اور انہوں نے ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۵۰ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ آپؐ نے پچاس سال کی عمر تک صرف ایک بیوی پر قناعت کی۔ اس کے بعد آپؐ نے جس قدر عورتوں سے شادی کی وہ سب بیوہ تھیں سوائے حضرت عائشہؓ کے جو کنواری تھیں اور حضرت زینبؓ کے جو مطلقہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی شادی خود ان کے والد حضرت ابو بکرؓ نے کی تھی۔ جو آپؐ کے نہایت صادق دوست اور رفیق اور صحابی تھے۔ ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی جوانی کا سارا زمانہ، پچاس سال کی عمر تک، صرف ایک عورت کے ساتھ بسر کر دیا۔ جو اس سے عمر میں بھی پندرہ سال بڑی تھی اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھی۔ جس کی نظر میں دنیاوی راحت اور عیش و عشرت کی کوئی وقعت نہ تھی۔ حالانکہ وہ تمام عرب کا مالک تھا۔ یہ خیال کرنا کہ اس نے آخر عمر میں نفسانی خواہشات کے تحت عورتوں سے شادیاں کیں، صرف ان لوگوں سے ممکن ہے جو نہ صداقت کے جویا ہیں، اور نہ فطرت انسانی سے واقف ہیں اور نہ ان کو آنحضرت صلعم کی زندگی اور آپؐ کے مقاصد عالیہ

کا علم ہے۔ حالانکہ آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کے علاوہ عورتوں سے جو شادیاں کیں وہ محض اس بناء پر کہ ان کے شوہروں کی وفات کے بعد، انہیں ذلت و افلاس سے بچایا جائے۔ جو اسلام کی حمایت میں شہید ہو گئے تھے جس کی تبلیغ آنحضرت صلعم نے کی تھی۔ ان لوگوں کے سامنے جو قتل و غارت کے عادی تھے۔ اور اخلاقی روحانی اور معاشرتی اعتبار سے حد درجہ پستی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسلام سے پہلے عرب میں عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ بلکہ دختر کشی کی رسم عام تھی۔ اسلام نے اس غیر مناسب رسم کا انسداد کیا اور عورت کو واضح اور باضابطہ حیثیت عطا فرمائی۔ اور اس کے حقوق، حیثیت اور مراعات کا تعین فرمایا۔

نتیجہ

خلاصۂ کلام یہ کہ تعدد ازدواج کی رسم دُنیا میں بہت قدیم ہے۔ اور غالباً ابتدائے تمدن کے زمانہ میں قائم ہوئی تھی۔ اسلام نے اس کے دائرۂ عمل کو چار تک محدود کر دیا۔ اور یہ بھی سخت شرائط کے ماتحت حالانکہ اسلام سے پہلے اس پر کوئی حد عائد نہیں تھی۔ خصوصاً ان جماعتوں میں جو اس پر عامل تھیں۔ برہمن قوم کے ہندو، درجنوں عورتوں سے شادیاں کر سکتے تھے۔ تعدد ازدواج ایک معاشرتی اور سیاسی ضرورت ہے اور زنا کاری اور ناجائز تعلقات کو روکنے کا ذریعہ ہے اور افزائش نسل کے مسئلہ کو مدنظر رکھ کر بھی ایک ضروری چیز ہے۔

ینابیع المسیحیت

(مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور امام مسجد ووکنگ)

یہ کتاب اپنے موضوع پر بالکل اچھوتی چیز ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مصنف نے اسے اپنے ایام حج کے دوران میں مکہ معظمہ میں بیٹھ کر لکھا ہے۔ مسیحیت کے متعلق جدید سے جدید تر انکشافات اس میں موجود ہیں اور اس امر کو طشت ازبام کر دیا گیا ہے کہ موجودہ مسیحیت حضرت یسوع سے پہلے کی بت پرستی سے ماخوذ و مشابہ ہے۔ قیمت ۰ آنے پتہ:۔ مسلم بک سوسائٹی، عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

مسجد ووکنگ کے اخبار و کوائف

گزشتہ اتوار کو جو لیکچر دیا گیا، اس میں انسان کی اخلاقی حالت، خدا سے تعلق اور دوسری مخلوقات خاص طور پر ملائکہ کے مقابلہ میں اس کے معیار زندگی پر بحث کی گئی تھی اور قرآن حکیم کی آیات کی روشنی میں اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا تھا۔ اس موقعہ پر سورۂ بقر کی جو آیات تلاوت کی گئیں ان میں سے پہلی آیت سے انسانی فطرت کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ آیت بتاتی ہے کہ کس طرح اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ نے فرشتوں پر واضح کیا کہ یہ انکی جہالت تھی جس کے باعث وہ سمجھے کہ دنیا میں ان کی تخلیق فساد اور خونریزی کا باعث ہوگی۔ اس کے بعد کی دوسری آیت سے حضرت آدمؑ کی ملائکہ پر علم و آگاہی کے اعتبار سے فوقیت ثابت ہوتی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے وعلم ادم الاسماء کلھا (۲۵۔۳۴) آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح حضرت آدم علیہ السلام شیطان کے ورغلانے سے جنت سے نکال دیئے گئے۔

یہاں یہ بھی خیال رہے کہ توریت و انجیل میں اس پھل کی صراحت موجود ہے جسے اللہ کی ممانعت کے باوجود کھانے کی پاداش میں حضرت آدم جنت سے نکال دیئے گئے۔ توریت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ درخت علم کا درخت تھا۔ مگر اسلام کی روح کو غور سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت علم کا درخت نہیں بلکہ تکبر کا درخت تھا۔

اس تمثیل کا مقصد صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے احکام کی تعمیل کی تعلیم دی جائے۔ اطاعت کا نظام سوسائٹی کی بہتری کے لئے بہت ضروری چیز ہے۔ بہرصورت اللہ کی بخشش اور رحیمی کے متعلق قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:۔ فتلقیٰ ادم من ربہ کلمت فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم۔ پس سیکھ لیں آدم نے رب اپنے سے چند باتیں پس رجوع کیا اللہ نے اس کی طرف اس لئے کہ وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ غرض یوں سمجھئے کہ ان تمام پہلی آیات کو آخری آیت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے مسلمانوں میں اس دنیا کی عجیب اور باعظمت شخصیت انسان کے متعلق ایک نہایت ہی سلجھا ہوا عقیدہ پیدا ہو جاتا ہے۔

شیطان کا ذکر کرتے ہوئے خطیب نے اس چیز کی اچھی طرح وضاحت کی کہ شیطان کو فرشتوں میں

سے سمجھنے کا خیال عیسائیوں اور یہودیوں میں بہت دیر سے چلا آرہا ہے۔ امام صاحب نے اس چیز پر بھی روشنی ڈالی کہ شیطان بالکل ایک جدا صفت سے تعلق رکھتا ہے۔

عیسائیت اور یہودیت کے طلباء کو حضرت آدم انسانیت کے جد اعلیٰ سے متعلق ان دونوں مذاہب کا نظریہ اچھی طرح معلوم ہے۔ امام صاحب نے اسے ایک فضول عقیدہ قرار دیا اور فرمایا۔ یہ جسمانی حکمت سے متعلق ایک سوال کو بھی اپنے ساتھ الجھا لیتا ہے۔ امام صاحب کے خیال میں مقدس چیزیں سوالات اور اعتراضات سے بالاہوتی ہیں۔ امام صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ آخر اس چیز کی کیا ضرورت ہے کہ دنیا ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر اپنی توجہ مبذول کریں جو آسانی سے سمجھی جا سکتی ہیں یا جنہیں باسچوئر، فریے ڈے، اور ڈاروِن سمجھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس قسم کا علم نہ تو ہمارے اخلاق، اور نہ ہی ہماری روحانی فلاح پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ تمام یورپین ممالک اس حقیقت و سچائی کو پالیں۔

مقرر نے اپنی تقریر میں نظریہ نجات سے متعلق یورپین عیسائیوں اور مسلمانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جو قرآنی آیات تلاوت کیں ان کا یہاں بیان کرنا بہت ضروری ہے تاکہ مقرر کے انداز کا صحیح اندازہ ہو جائے۔

قلنا اهبطوا منها جميعًا فاما يأتينكم مني هدى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون والذين كفروا وكذبوا بآياتنا اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون

(ترجمہ) کہا ہم نے تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پس میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے گی۔ پس جو شخص اس کی اتباع کرے گا اس پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم کھائے گا۔ اور جو لوگ اس ہدایت کے ماننے سے انکار کرینگے اور ہماری نشانیوں کو جھٹلائیں گے یہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہینگے۔" لفظ ہدیٰ کو اصل قرار دے کر امام صاحب نے بتایا کہ کس طرح اسلام کی رو سے اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً اپنے گمراہ بندوں کی رہنمائی اور اس دنیا کے امن و سلامتی کے لئے پیغمبروں کے ذریعہ اپنی ہدایات بھیجتا ہے۔ امام صاحب نے سامعین پر جنہوں نے عیسائی ماحول ہی میں تربیت پائی ہے یہ اچھی طرح واضح کر دیا کہ کس طرح اس نظریہ کا مقابلہ اس عقیدہ سے ہوا۔ جیسے اللہ اور اس کے بیٹے روح القدس (جس نے انسانیت کے گناہوں کے کفارہ میں اپنی قربانی پیش کی) تعلیم کہا جاتا ہے۔ اور یہ عقیدہ مقابلتاً وحشی، غیر تربیت یافتہ دماغوں کا نتیجہ ہے۔

امام صاحب نے اپنے ووکنگ کے فرائض و اشغال کے علاوہ ایک بات ہمارے اس مکرر دعوے کا ثبوت دیدیا کہ یہاں کے مشن کا حلقہ عمل بہ پورا علاقہ ہے۔ "شیفلڈ سوسائٹی" فار دی فزیکل ریسرچ کی دعوت پر امام صاحب نے ان لوگوں کے شہر میں پہنچکر اور ان ہی کے ہال میں فاتحہ پر تقریر کی۔ امام صاحب نے اپنی تقریر میں سورۂ فاتحہ اور اس دعا کا مقابلہ کیا جس کے پڑھنے کی ہدایت حضرت مسیح نے اپنی روایات میں کی ہے۔ اس کے بعد مقرر نے ان دونوں دعاؤں کے مضامین کی وضاحت کی۔ ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا تھا۔ وہ لوگ جنھیں یہ پرچہ ابھی سے ملنا شروع ہوا ہے، ان پر یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شیفلڈ (جو ووکنگ مسجد سے آدھے دن کی مسافت پر واقع ہے) ہی تک ہمارا دائرۂ عمل محدود نہیں بلکہ امام صاحب نے ایڈنبرا۔ گلاسگو۔ اور سکاٹ لینڈ اور کئی دوسرے مقامات تک مفید معلومات پہنچائی ہیں (اے اے بیگ)

امام صاحب چرٹسی ٹوک ہاؤس میں

ٹوک یا ٹبلٹ ہاؤس، گزشتہ جنگ کی پیداوار ہے۔ اس کے مقاصد زیادہ تر بھلائی سے متعلق ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا اور اہم مقصد تو یہ ہے کہ تمام انسانی طبقات کے مابین دوستی اور محبت کے جذبات پیدا کیے جائیں۔ یہ وہی چیز ہے جو مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کا اصل پہلو ہے۔ اور جس پر مسجد کا نظام اثرانداز ہوا ہے۔ مگر یہ ایک ایسی تحریک ہے جسے سرکاری طور پر عیسائیت کے ساتھ متعلق کر دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اس تحریک کا بانی ایک پادری تھا۔ مگر آخر میں آکر یہ تحریک کچھ اسلام سے زیادہ دلچسپی لینے لگی ہے امام صاحب مسجد اس تحریک کے چار مرکز میں تقریریں کر چکے ہیں۔ اس تحریک کا ایک مرکز لندن ٹاور، پر واقع ہے۔

امام صاحب ۳ مئی کو چرٹسی ٹوک ہاؤس پہنچے۔ مقامی سکول کے دارالمطالعہ میں ۸ بجکر ۴۵ منٹ پر اجلاس منعقد ہوا۔ حاضری کافی تھی۔ ٹوک ہاؤس کے صدر نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ امام صاحب نے اپنی تقریر کے شروع میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی کے واقعات اور آپؐ کی غریبوں اور مسکینوں سے محبت کی کیفیت بیان کی۔ امام صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام، مخالفت کے باوجود اس کے اجراء، حضورؐ کی کامیابی اور اسلامی تہذیب کے عروج پر روشنی ڈالی۔ امام صاحب نے اپنی تقریر میں

ان باتوں کی بھی وضاحت کی جو عیسائیت اور اسلام میں مابہ الامتیاز ہیں۔ مثلاً پیدائش کے وقت بچوں کا گناہ سے پاک ہونا۔ ہر شخص کا اپنے فعل پر جوابدہ ہونا۔ جسمانیت اور انبیا کے معصوم عن الخطا ہونے سے انکار وغیرہ وغیرہ

ان مسائل کی وضاحت کرنے کے بعد امام صاحب نے اسلام کی عملی تعلیمات بیان فرمائیں اور نماز باجماعت، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی وضاحت کی اور بتایا کہ ان کی وجہ سے انسان کی معاشرتی زندگی میں کیسے اصلاح پیدا ہوتی ہے۔ تقریر کے بعد امام صاحب پر چند سوالات بھی کئے گئے۔ ایک سوال تو صدر نے خود اٹھایا۔ اور پوچھا کہ حضرت مسیح کے متعلق مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے۔ صاحب صدر کی درخواست پر امام صاحب نے جلسہ کا اختتام سورہ فاتحہ کی تلاوت سے کیا۔ تمام حضرات امام صاحب کے خیالات سے بہت متاثر ہوئے اور خواہش ظاہر کی کہ امام صاحب پھر بھی وہاں تشریف لائیں۔ ان لوگوں کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ مسجد دیکھنے کے بہت مشتاق ہیں۔ چنانچہ اس اتوار کو مسجد دکھانے کا اہتمام کردیا گیا ہے۔

اپنے متعلق

ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ (انگلستان) کا نہ تو قادیان سے تعلق ہے اور نہ ہی احمدی تحریک سے۔ ہم سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ اور جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوےٰ کرے وہ ہمارے نزدیک دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ہم حنفی المذہب ہیں۔ (دستخط)

(۱) خواجہ نذیر احمد۔ وائس پریزیڈنٹ

(۲) عبدالمجید۔ امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

(۳) آفتاب الدین احمد۔ قایم مقام امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

(۴) خواجہ عبدالغنی سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

بمطابق ریزولیوشن نمبر ۲ مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۲ء منیجنگ کمیٹی دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور

قرآن کا نظریۂ آلہ

(از جناب شیخ مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا، مرحوم)

(بسلسلہ گزشتہ)

اسلام کے ابتدائی دور میں قرآن کریم کے نظریۂ آلہ کو تہذیب وتمدن اور فتوحات کے حصول کی خواہش کے اصل محرک کی حیثیت حاصل رہی۔ محمود غزنوی نے اپنی سپاہ کے دل میں اس نظریہ کی مدد سے حرارت پیدا کی کہ اس کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کا مقصد بت شکنی اور حکومت الٰہی کا قیام ہے۔ اور یہی وہ روح تھی جس کے باعث سپاہ نے وہ وہ صعوبتیں ہنسی خوشی برداشت کیں جنھیں وہ کسی اور نظریہ کے ماتحت گوارا نہ کر سکتے۔

محمود سے پہلے ۶۲ھ (۶۸۲ء) میں جب اسلامی سپہ سالار عقبہ بن نافع انتہائے مغرب میں بحر منجمد جنوبی کے ساحل پر پہنچا تو اس نے اپنے گھوڑے کو سمندر کی موجوں میں ڈالتے ہوئے با آواز بلند کہا "الٰہی! اگر سمندر میرے راستہ میں حائل نہ ہوتا تو میں تیرے نام کی تقدیس کا اعلان کرنے کو ملک کے دور دراز مقامات پر پہنچتا۔"

عثمان، سلاطین عثمانیہ اور اتاترک کے جد اعلےٰ کے دل میں بھی یہی روح کارفرما تھی۔ اس نے بستر مرگ کے قریب اپنے بیٹے ارغان کو بلایا اور کہا:-

"ظلم پر مائل نہ ہونا، انصاف و عدل کا سکہ رواں رکھنا اور علما کو عزت دینا۔ اس طرح شریعت حقہ کا قیام ہوگا، فوج اور نہ ہی دولت پر غرور کرنا۔ شریعت کے رموز و اسرار جانتے والے علماء کو خود سے قریب رکھنا۔ اور چونکہ عدل و انصاف سے حکومتیں قائم رہتی ہیں۔ اس لئے غیر واجب اعمال و افعال سے محترز رہنا۔ شریعت حقہ ہمارا اصل مدعا ہے۔ اور ہماری ترقی و عروج صرف اللہ کی راہ میں ہے۔ بیکار باتوں اور فضول کاموں میں نہ الجھنا۔ اس لئے کہ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم دنیا کی حکومت سے خوشی اور مسرت حاصل کریں بلکہ اسلام کی اشاعت و تبلیغ میری اصل آرزو تھی۔ جس کی تکمیل اب تمہارے ذمہ ہے۔"

بلاشبہ یہ کتنی تعجب انگیز بات ہے کہ قرآن کے نظریۂ آلہ نے ہر مسلمان کو زندگی کی ہر شاہراہ میں

محیر العقول کارناموں کی انجام دہی کی ترغیب دی ۔ اور ان کی صلاحیتوں کو چمکا دیا ۔ یہی ترک قرآنی نظریہ آلہ قبول کرنے سے پہلے کیا تھے ؟ یہ سفید بھیڑیئے کی پرستش کرتے اور اسی کی سی عادتیں رکھتے تھے ۔ یہ ایک مصیبت تھے ۔ جہاں کہیں بھی یہ گئے ، تخریب کے علاوہ کسی اور چیز سے واقف نہ تھے ۔ یہ ڈاکوؤں کے نام سے معروف تھے ۔ حافظ تک انہیں اسی نام سے خطاب کرتا ہے ۔ اس وقت انہیں یورپ کچھ زیادہ نہیں جانتا تھا ۔ مگر مشرق میں یہ بربریت اور قتل و غارت کا مکروہ اور قابل نفرت پیکر تھے

لیکن اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد ہی انہیں بہت بڑے ناظم حکومت کی حیثیت حاصل ہو گئی ۔ اور قرآن کے نظریہ آلہ نے ان میں بہت بلند صفات پیدا کر دیں ۔ اور ان کی بربریت اور بہیمیت ، شرافت میں تبدیل ہو گئی ۔ یہ ہلاکو سے محمد الفاتح اور سلیمان اعظم بن گئے ۔

ہماری کتاب موسومہ بہ (A Defence of Islam's Standard-Bearers علم برداران اسلام کے اندفاع میں دو عثمانی نمائندوں کی یادداشت اور کونسل آف ٹن ، پیرس کے جوابات کے حوالہ سے مسلمان عثمانی حکومت کی بحث کا گہرا اور تنقیدی مطالعہ ہے ۔ اور جسے مردہ ترکوں میں نئی زندگی پیدا کرنے کا ایک باعث قرار دیا گیا ہے ۔) ہم نے ترکوں کی ان خوبیوں کا ذکر کیا ہے جو اسلام نے ان میں پیدا کر دی تھیں ۔

ہم نے صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے :-

" کون ایسی نسل پر فخر نہیں کرے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوبیوں کی مالک ہے ۔ یہ سچی ، ایماندار وفادار ، بہادر ، شریف ، مذہبی ، مستقل اور متحمل مزاج ، متحد اور خاموش ، منظم اور مصروف ، ہمیشہ بڑھنے ، اور پھلنے پھولنے والی ، صحت مند ، جسیم اور قابل اعتماد ، ہر فریب ، بیہودگی اور ذلت سے مبرا ہے "

وحشی ڈاکوؤں سے اسلام نے انہیں باعظمت ناظمان سلطنت اور مکمل شرفا میں تبدیل کر دیا ۔ ان لوگوں کا موجودہ رجحان جو جدید ترکی میں ذمہ دار حیثیت رکھتے ہیں ان کے ہر بہی خواہ کی سمجھ سے بالا ہے ، جو دوام اور بقا کے خواہشمند تو ہیں مگر نوجوانوں کو مذہبی تعلیم دینے پر زیادہ زور نہیں دیتے ۔

کیا وہ چاہتے ہیں کہ ترک پھر ویسے لعنتی اور قابل نفرت ہو جائیں ۔ جیسے کہ وہ قرآنی نظریۂ آلہ کے زیر اثر آنے سے پہلے تھے ؟ ایک مغربی مصنف نے دی پوسٹ وار ولڈ ۱۹۳۴ و ۱۹۱۸ میں صحیح کہا ہے ۔

ترکوں نے پرانی زنجیروں سے نجات حاصل کرنے کی ضرورت کے زیر اثر اپنے روایتی تہذیب و تمدن پر

جو سختی کی اس سے انہوں نے اپنا بہت ساز ندہ اور کار آمد گوشت بھی کاٹ پھینکا ہے۔" ہمیں امید رکھنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ یہ اپنے ہاتھ سے لگایا ہوا زخم جو غیر ضروری ہے (کیونکہ اسلام کے اندر رہتے ہوئے ہر قسم کی مفید اصلاح ہو سکتی تھی) مغرب کی خود کو تباہ کرنے والی مادیت کے باعث ناقابل علاج اور زہریلا نہ بننے پائے۔ اور یہ قوم جسکے افراد ۶ یا ۷ ملین ہیں۔ ایک ایسی قوم سے جو ساری دُنیا میں پھیلی ہے اور جسکی تعداد ۶۵۰ ملین ہے اور جو ترکی قوم پر حتیٰ کہ اس کے زوال کے دنوں میں فخر کرتی رہی ہے جُدا نہ ہونے پائے۔

اب جبکہ ترکی قوم اپنے بطل عظیم کی وجہ سے ترقی و قوت کی طرف بڑھ رہی تھی ۶۵۰ ملین افراد پر مشتمل قوم کتنے اخلاص کے ساتھ اس کا استقبال کرتی۔ اور خود یہ ۶ ملین افراد ۶۵۰ ملین افراد کے قائد ہونے میں کتنا فخر محسوس کرتے۔ یہ چیز بڑی آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔

قرآنی نظریہ آلہ کا اثر معاشرتی خدمت پر

اسلام کی قطعی بے مثال خصوصیت ایک یہ بھی ہے کہ یہ ضروری ضوابط و روایات پر بہت زیادہ زور نہیں دیتا قرآن حکیم صاف الفاظ میں تنبیہ فرماتا ہے۔ لیس البران تولوا وجوھکم الی المشرق و المغرب (الآیہ) یہ کوئی خوبی کی بات نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق کی طرف کر دو یا مغرب کی طرف۔ (قرآن دوسرا پارہ)

اس کے بعد قرآن حکیم ایمان کے طور پر ہر مسلمان سے اگر وہ سچائی پسند ہے ہر توحید کے علمبردار مذہب کیطرح توقع رکھتا ہے۔ اور مذکورہ بالا آیت کو ان الفاظ کے ساتھ جن سے مفہوم یہ ہے جاری رکھتے ہوئے فرماتا ہے "بلکہ خوبی کی بات یہ ہے کہ ایک اللہ پر، آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور رسولوں پر ایمان رکھا جائے۔" صرف ایمان ہی تنہا کافی نہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ ہم کہیں کہ ہمارا ایک اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان ہے۔ اللہ تعالےٰ کسی کا محتاج نہیں۔ اس کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ اس کی مخلوق سے کوئی، حتیٰ کہ وہ شخص جسے اس نے ساری کائنات سے زیادہ سمجھ بوجھ عطا کی ہے اس پر ایمان رکھتا ہے یا نہیں اور نہ ہی یہ چیز انسان کو بہت زیادہ فائدہ پہنچاتی ہے کہ وہ حقیقی نظریہ آلہ کو تسلیم کرتا ہے یا نہیں۔ آیا ایسا کوئی اصل باعث ہے یا نہیں۔ آیا یہ کائنات پیدا کی گئی یا خود بخود پیدا ہوئی۔ یہ سوالات محض بحث و نظر سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ انسان کو اس کی روزمرہ کی زندگی میں کچھ زیادہ فائدہ نہیں پہنچاتے۔ نہ ہی ہمارا چند منتر، گیت یا دعائیں الاپنا یا مندروں میں حاضری دینا، گرجوں میں معبدوں میں یا مساجد میں عبادت کرنا کوئی خوبی کی بات ہے۔ خوبی کی بات، اصل مقصود، اور نیک و پاک طینت بننے سے مراد عمل صالح، اور

حسن معاملت ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا آیت کا اختتام اس طرح ہوتا ہے۔

أتى المال على حبه ذوى القربى واليتمى والمساكين وابن السبيل والسائلين وفى الرقاب واقام الصلوة واتى الزكوة (ترجمہ) اس کی خاطر مال کو، قریبوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں۔ اور غلاموں کو آزاد کرنے میں صرف کرو۔ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔"

قرآن حکیم اس قسم کے معاشرتی اور اجتماعی ترغیبی ارشادات سے بھرا پڑا ہے۔ دوسری آیت اس طرح شروع ہوتی ہے۔

" اللہ کی عبادت کرو اور اس سے رشتہ جوڑلو۔ والدین سے احسان کرو۔ عزیزوں کا خیال رکھو، یتیموں، محتاجوں، اور ان ہمسایوں سے جو تمہارے قریب ہیں اور ان ہمسایوں سے جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں اور ہمسفروں سے، رستہ دکھانے والوں سے اور غلاموں اور نوکروں سے، محبت کے ساتھ پیش آؤ۔ یقیناً اللہ مغرور اور متکبر اشخاص سے نفرت کرتا ہے۔" (الآیہ - چوتھا سپارہ)

مذکورہ بالا آیات اور دوسرے مقامات پر قرآن حکیم نے اجتماعی اور معاشرتی خدمات کے لئے کتنا وسیع میدان تیار کیا ہے۔ حقیقت میں رحم وہمدردی کے سلسلہ میں قرآن حکیم نے کسی چیز کو بھی فراموش نہیں کیا۔ نیک اور صالح شخص کے لئے یہ کتنا عظیم الشان کردار ہے۔ صرف چند متعینہ جملوں کا تکرار اس کردار کی تخلیق کا باعث نہیں ہو سکتا۔

"علیٰ حبہ" کے دو لفظ قرآنی نظریہ آلہ ہی کو اجتماعی و معاشرتی خدمت کے جذبہ کا اصل باعث قرار دیتے ہیں۔ یہ نظریہ آلہ ہماری اجتماعی خدمت کو کس قدر جامع اور مانع بنا دیتا ہے۔ یہ ہمیں کس درجہ بلند خود فراموشی سکھاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ ہر حال میں احسان کریں۔ خواہ اس احسان کا بدلہ ہمیں ملے یا نہیں۔ یا ہمیں اس کی خاطر کسی قدر قربانی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ ہمیں اللہ کی خاطر دوسروں کے ساتھ بہرحال بھلائی کرنی چاہئے۔ یہ ہمارے آقا۔ ہمارے مربّی اور ہمارے رازق کی محبت ہے جو ہم سے اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن معاملت کی طالب ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہم پر فرض کیا گیا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہم پر رحم فرمائے، اللہ ہماری امداد فرمائے۔ تو ہمیں اپنے بھائیوں کی جو ہمارے محتاج ہیں مدد کرنی چاہئے۔

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

(بابت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء)

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۳ نومبر ۱۹۳۸ء	۱۳۰۴	جناب خانبہادر شیخ منہاج الدین صاحب مشن			۱۰
۴ "	۱۳۰۷	" عبدالکریم صاحب "			۶۰
"	۱۳۰۸	" کرم الٰہی صاحب قریشی "			۵
۵ "	۱۳۱۱	" ہزہائینس نواب صاحب بہادر مانگرول "		۸	۴۹
"	۱۳۱۲	" مسز چودھری محب اللہ "			۲۵
"	۱۳۱۳	" ایچ کے فخرالدین صاحب "			۱۰
۷ "	۱۳۲۰	" شیخ محمد یعقوب وزیر محمد صاحب "			۵۰
"	۱۳۲۱	" عباس صاحب			۱۵
"	۱۳۲۲	" محبوب عالم صاحب ۱۲ وصول جن میں ۴ روپے زکوٰۃ اور ۵ روپے برائے مفت تقسیم اسلامک ریویو باقی ۳ روپے آٹھ آنے چندہ اشاعت اسلام۔			
		زکوٰۃ			۴
"	۱۳۲۳	کے ایچ منیار مشن			۲
"	۱۳۲۴	حاجی عبدالرحمن صاحب			۵
"	۱۳۲۸	واپسی پیشگی از مرزا عبدالحق اندراج سابقہ	۳	۲	۲۳۹
"	۱۳۲۹	" " "	۳	۹	۱۴۹
۸ نومبر	۱۳۳۷	" عبدالحق مشن			۵
"	۱۳۳۹	واپسی پیشگی از سکرٹری صاحب اندراج سابقہ	۶	۱۱	۱۸
۱۰ "	۱۳۴۰	جناب محمد ہاشم گدور مشن			۲۰
"	۱۳۴۱	" ملک سمیع اللہ صاحب مشن			۵
"	۱۳۴۴	" علی احمد خانصاحب "			۵
"	۱۳۴۳	" ایس ایم اے۔ خراسانی "			۲
۱۱ نومبر	۱۳۵۰	" یعقوب علی اینڈ سنز "			۵۰
"	۱۳۴۶	" ڈاکٹر راجہ خانصاحب "			۲۰
"	۱۳۵۳	" خانبہادر جی آئی قریشی "			۱۰
"	۱۳۵۲	" داؤ جی دادا بھائی اینڈ کو "			۱۰
"	۱۳۵۴	" ڈاکٹر برکت علی صاحب "			۵
"	۱۳۵۵	" سیٹھ بھائی عبد علی "			۷
"	۱۳۵۶	" آقا محمد ابراہیم "			۲
۱۲ نومبر	۱۳۶۵	" محمد عبدالحفیظ صاحب برائے مفت اشاعت کتب			۱۰۰
		بوساطت سکرٹری صاحب از کراچی			
		جناب جی ایچ آغا صاحب ۵ "			
		" کے ایچ حاجی فضل الٰہی صاحب ۵ "			
		" ڈاکٹر اے سعید صاحب ... "			
	۱۳۶۶	للعہ "			۴۰
	۱۳۶۷	محمد خلیل صاحب			۵۰
		عبدالرحیم صاحب ۵ "			
		سید زین العابدین صاحب ۵ "			

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۴ نومبر	۱۳۶۹	جناب شیخ سعدی صاحب ۱۵ "			
		" شہزادی بی بی صاحبہ ۵ "			
		للعہ "			۲۰
"	۱۳۷۰	" ایم عین الحق صاحب مشن			۵
"	۱۳۷۱	" محمد اسلم خانصاحب "			۵
"	۱۳۷۲	" عبدالکریم صاحب "			۵
"		" محبوب خانصاحب "			۳
۱۵ "	۱۳۸۱	" لفٹننٹ کرنل ایچ ایم سلامت اللہ "			۱۰
۱۶ "	۱۳۹۱	" مسٹر ایس سعید "			۱۵
۱۹ "	۱۴۰۷	" سید سراج الحق "			۲۵
"	۱۴۱۰	" شیخ ظفر احمد صاحب "			۵
"	۱۴۱۱	" علیم الدین احمد صاحب "			۲
۲۲ "	۱۴۱۸	" احمد یوسف خانصاحب "			۲۵
"	۱۴۱۹	" محمد بخش صاحب "			۲۵
"	۱۴۲۰	" سر عبدالحلیم صاحب غزنوی "			۱۰
"	۱۴۲۳	" ڈاکٹر محمد عبداللہ "			۵
"	۱۴۲۴	" پی احمد صاحب "			۳
"	۱۴۲۵	" ایم اے عزیز مرزا صاحب "		۸	۲
"	۱۴۲۶	" محمد فضل الرحمن صاحب "		۱	۱
۲۳ "	۱۴۲۲	" محمد الیاس "		۴	
۲۵ "	۱۴۳۹	" جمال محمد صاحب "			۲۵
"	۱۴۴۱	" عبدالکریم صاحب "			۱۰
۲۶ "	۱۴۴۳	" ایم۔ الیف منشی "			۵۰
"	۱۴۴۴	" کے ایس حاجی منشی انعام علی صاحب "			۲۰
"	۱۴۴۵	" دولت خانصاحب "			۱۵
"	۱۴۴۶	" حکیم ایس کے دیوان جی "			۱۰
"	۱۴۴۷	" عبدالمطلب صاحب "			۱۰
"	۱۴۴۸	" ڈاکٹر مشرف علی صاحب "			۱۰
"	۱۴۵۰	" حاجی محمد ابراہیم صاحب فطرانہ			۱
"	۱۴۵۱	" سید سلامت اللہ صاحب "			۱
"	۱۴۵۶	" علی محمد صاحب "			۲
"	۱۴۵۷	واپسی پیشگی از مسجد ووکنگ اندراج سابقہ	۳	۱۱	۱۵۷
"	۱۴۵۸	" "	۹	۱	۴۱
"	۱۴۵۹	ایس ایم فیض الحق صاحب مشن			۲۰
"	۱۴۶۳	" خواجہ نذیر احمد صاحب فطرانہ			۵
"	"	کے ایس محمود صاحب "			۴
"	"	کے ایس احمد صاحب "			۱
"	۱۴۶۵	ہز رائل ہائینس پرنس عمر توسن پاشا برائے مشن		۱	۶۶

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور - ماہ نومبر ۱۹۳۸ء

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲۶ نومبر	۱۴۶۶	جناب بی احمد اینڈ سنز کل ۴ پونڈ وصول ہوئے - جن میں سے ۲ پونڈ چندہ مشن ہے -		۸	۲۶
		فروخت اسلامک ریویو بابت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء		۶	۲۳۰
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام نومبر ۳۸ء		۱۵	۵۴
		,, ,, ووکنگ گزٹ			۷۵
		,, ,, کتب	۶	۱۰	۱۵۱
		میزان			۳۷۲۶ — ۳ — ۶

تفصیل آمد مفت تقسیم اسلامک ریویو نومبر ۳۸ء

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۷ نومبر	۱۳۴۲	جناب محبوب عالم صاحب			۵
۱۷ ,,	۱۴۰۰	ایس بی علی صاحب		۴	۴
۱۹ ,,	۱۴۰۹	,, ابو الخیر صاحب			۵
۲۲ ,,	۱۴۲۱	,, احمد میاں حمدو میاں صاحب		۸	۵
,,	۱۴۲۲	,, ,, ,,			۵
۲۳ ,,	۱۴۳۸	,, سید پیارے صاحب			۳۰
۲۶ ,,	۱۴۵۲	,, خانبہادر میرزا غلام صمدانی صاحب			۵
,,	۱۴۶۱	,, ایم عبد اللہ احمد بن احمد صاحب			۵

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ - لاہور بابت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۵ نومبر	۱۰۲	تنخواہ عملہ بابت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء	۶	۱۵	۲۵۶
	۱۰۳	اخراجات سفر سفیر مشن اندراج سابقہ	۳	۲	۲۳۹
	۱۰۴		۳	۹	۱۴۹
	۱۰۵	پیشگی سکرٹری صاحب برائے اخراجات سفر			۱۵۰
	۱۰۶	میسرز رین پرنٹنگ پریس طباعت ووکنگ گزٹ از نمبر ۱ تا ۱۴			۵۰
	۱۰۷	سفر خرچ سکرٹری صاحب	۶	۱۱	۱۸
	۱۰۸	پیشگی مسجد ووکنگ رقم حاصل کردہ از مشترکہ حساب	۶	۴	۳۲۴
	۱۰۹	پیشگی مسجد ووکنگ	۶		۵
	۱۱۰	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل محصول ڈاک از نمبر ۱۶۵۲ تا ۱۷۹۳ [illegible] کتب خرید کردہ برائے فروخت [illegible] کتابت اشاعت اسلام اکتوبر [illegible] ۴ ریم کاغذ برائے ریپرز اسلامک ریویو [illegible] سٹیشنری [illegible] متفرق [illegible] ۱۳۶ — ۱۳ — ۶	۶	۱۳	۱۳۶
	۱۱۱	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل محصول ڈاک از نمبر ۱۷۹۴ تا ۱۹۲۰ [illegible] کتب خرید کردہ برائے فروخت [illegible] بجلی کا بل [illegible]			
		۳ ریم کاغذ برائے اشاعت اسلام [illegible] کتابت اشاعت اسلام بقایا ماہ اکتوبر و مکمل بل ماہ نومبر ۱۹۳۸ء [illegible] تاریں [illegible] سٹیشنری [illegible] متفرق [illegible] ۱۴۱ — ۱ — ۶	۶	۱	۱۴۱
	۱۱۲	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل محصول ڈاک از نمبر ۱۹۲۱ تا [illegible] جلد سازی اسلامک ریویو و رسالہ اشاعت اسلام [illegible] کتابت اشاعت اسلام [illegible] ترجمہ برائے اشاعت اسلام [illegible] ۱۲ ریم کاغذ برائے ووکنگ گزٹ [illegible] سٹیشنری [illegible] متفرق [illegible] ۱۹۵ — ۱۳ — ۶	۶	۱۳	۱۹۵
	۱۱۳	کرایہ دفتر ووکنگ بابت ماہ اکتوبر ۳۸ء			۴۵
	۱۱۴	اخراجات در مسجد ووکنگ - اندراج سابقہ		۴	۳۴۵
	۱۱۵	اخراجات سفر در ووکنگ انگلستان	۶	۳	۱۳۱
	۱۱۶	,, ,, ,,	۹	۱	۴۱
	۱۱۷	,, ,, ,,	۹	۳	۷۸۱
					۶۴۵۱ — ۵

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبۂ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس ۲۱ سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس ۲۱ سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداری نہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں معہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام معہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے**

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پچھے اس وقت ہندوؤں نے پہلے (شدھی) کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہوگئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں بالکل ناکام رہے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لیے کسی سیاسی (جد وجہد کرنے کی) مطلقاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم نوا کریں یا اپنے حقوق کی بابت توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے**

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے،

(۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۱۲ مبلغ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۵ ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کر کے داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں سینکڑوں غیر مسلموں اور نئے مسلم بھائی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک واحتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے۔ نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس پر کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت رسول کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ۔ سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید پر اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتویٰ دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ رقم صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جائیگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ کفارہ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے۔ اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ جمع کیا جاوے اس دس لاکھ روپے کو بنک میں لانبور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ ورنہ آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی بیرونی امداد کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

( ) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلق دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں۔ (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

( ) ضروری ہدایات۔

(۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam, The Mosque, WoKing, Surrey, England.

(۵) بنکرس۔ لائڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندستان) فرمائیں

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اللہ اکبر — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیل مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہرماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہرماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دوبار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین۔ مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

Vivian Lewes-Parker.

Vivian Lewes-Parker, son of the Late General John Lewes-Parker, R.A , C.M.G. and Grand-son of the Late Lieut.-General Sir Thomas Whitehead, K.C.B. was educated at Harrow and Sandhurst. From Sandhurst passed into the Indian Cavalry, and saw war service in Egypt and Palestine. After the war returned to India and served with 20th Lancers. Retired under the Geddes Axe in 1922 and after spending some years in Kenya and Ugenda growing coffee returned to England with his family.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے کل اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے ؎

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۵ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء مطابق محرم الحرام سنہ ۱۳۵۸ھ نمبر ۳

... پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپ کر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء

شذرات

ڈیوین لیوئینر پاکر

رسالہ ہذا کو مسٹر ڈیوین لیوئینر پاکر کی پرشکوہ تصویر سے مزین کیا جاتا ہے۔ جناب موصوف حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ آپ انگلستان کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے خاندان نے مصر اور فلسطین میں بہت سی اہم جنگی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ بھی جنگی خدمات میں ہی گزرا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے حضور دعا ہے کہ اب وہ اسلام کی خدمات جلیلہ کے لئے سینہ سپر ہوں۔ اور انہیں اللہ تعالےٰ روحانی فتوحات عطا فرمائے۔

نیز اس امر کے لئے بھی بارگاہ الٰہی میں التجا ہے کہ مغرب میں وہ اپنے پسندیدہ دین اسلام کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اللھم زد فزد۔

ان تقاریر کا خلاصہ جو امام صاحب مسجد ووکنگ نے مسجد مذکور میں ارشاد فرمائیں

یوم یک شنبہ - ۲۷ نومبر ۱۹۳۸ء

امام صاحب نے مسیحی عقائد پر لیکچروں کے سلسلہ میں مصائب و ابتلاء کا فلسفہ بیان فرمایا۔ قرآنی فلسفہ یہ ہے کہ ابتلا کی بدولت انسانوں کی بعض بہترین صفات بروئے کار آتی ہیں اور زاویہ نگاہ میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص محفوظ زندگی بسر کرتا ہے وہ تو کالعدم ہے۔ اور زندگی سے اور اس کے مصائب سے کنارہ کشی کرنا کوئی خوبی نہیں ہے۔ زندگی کی مشکلات سے انسان کا باطنی جوہر نمایاں ہوتا ہے۔ اور روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تن آسانی کی زندگی سے اخلاقی اور جسمانی کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر ایک شخص زندگی کے اصولوں سے واقف ہو تو روزمرہ زندگی کی مشکلات اس کی روحانیت کو استوار کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔

اور موت کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا کہ یہ ایک وقفہ ہے، جس میں روح مدرکہ اپنے اعمال سابقہ کا جائزہ لیتی ہے، اور بالاتر روحانی مرحلہ طے کرنے سے پہلے اپنی روحانی طاقت کا اندازہ کرتی ہے ہماری خواہشات ابدی ہیں۔ اور جو کچھ ہمنے روحانیت حاصل کرنے کے سلسلہ میں، اس مادی دنیا میں، اور اس مادی زندگی میں حاصل کیا ہے، وہ گویا آئندہ روحانی زندگی میں ہمارے لئے بطور سرمایہ کام دیگا۔ چونکہ ہمارا طبعی ماحول اور کامیابیاں، سب عارضی ہیں۔ اس لئے موت ایک مناسب مرحلہ ہے مادی اور عارضی پہلو کو ختم کرنے کا۔

مسیحی عقائد کے سلسلہ میں امام صاحب نے اتھانیسین عقائد اور کلیساء کے موجودہ عقائد میں فرق دکھایا۔ عام عیسائیوں کے نزدیک نجات کا انحصار، مسیحؑ کی صلیبی موت پر ہے۔ چنانچہ یہ قول کہ "یسوع میرے لئے مؤا" عیسائیوں کی زندگی اور ان کے لٹریچر میں سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ لیکن اتھانیسیئن عقیدہ کی رو سے "یسوع نے ہماری نجات کی خاطر دکھ اٹھایا" وہ یہ نہیں کہتا کہ یسوع

میرے لئے ہوا۔" دکھ اٹھانا ایک مسیحی اصطلاح ہے۔ اور ایک آدمی کے دکھ اٹھانے سے، دوسرے کی روحانیت میں کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ دکھ اور موت ایسے واقعات ہیں جن کا تعلق صرف فرد متعلق سے ہے نہ کہ دوسروں سے۔

سوال یہ ہے کہ خدا کو دنیا میں آکر دکھ اٹھانے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ اور دکھ اٹھانا خدا کی شان کے شایان بھی نہیں۔ کیونکہ وہ تو جملہ تدابیر کامیابی کا سرچشمہ ہے۔ کلیسا کی تعلیم یہ ہے کہ خدا دکھ اٹھا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو پھر خدا دکھ اٹھائے بغیر دنیا کی نجات کا انتظام کر سکتا ہے۔ خدا تو عالم الغیب ہے۔ اسے دنیا میں آنے اور ہماری حالت کا علم حاصل کرنے کے لئے دکھ اٹھانے کی مطلق ضرورت نہیں ہے دکھ اٹھانا یہ تو فطرت انسانی کا خاصہ ہے۔ اور اس کا فائدہ بھی انسان ہی کو مل سکتا ہے۔ خدا کو تکلیف اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

مکتوبات ووکنگ

گلاسگو - سکاٹلینڈ -

بخدمت امام صاحب شاہجہان مسجد -

جناب من! میں تحفہ کتب اور خط مورخہ ۱۵ رجون ۱۹۳۰ء کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ نہیں ہوں اور نہ میں نے دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے - آپ کی مرسلہ کتب نے مجھے بہت کچھ روشنی عطا کی ہے - میں اعتراف کرتا ہوں کہ اسلام کے متعلق میرے خیالات بالکل غلط تھے اور اب جبکہ میری عمر ۷۳ سال کی ہے میرے لئے یہ لکھنا بہت مشکل ہے - جرمنی سے میرے ایک دوست نے جو وہاں سکول ماسٹر ہے لکھا ہے کہ "میں حیران ہوں کہ امام صاحب تم پر اس وجہ مہربان ہیں -

میں آپ کی مرسلہ کتب مطالعہ کے بعد، اس دوست کو بھیجدوں گا تاکہ اسے یہ معلوم ہو سکے کہ اب اسلام کے متعلق میرے خیالات اس سے مختلف ہیں -

میں مختلف سوالات دریافت کر کے آپ کا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا - میرا دماغ بھی چنداں تیز نہیں اور یہ عمر بھی حصول علم کے لئے موزوں نہیں - فی الحال میں لائبریری سے آنحضرتؐ کے متعلق چند کتب حاصل کروں گا - اور جب مجھے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں گی تو پھر سوالات کروں گا -

میں آپ کا نام صحیح طور پر نہ پڑھ سکا - تاہم آپ کی اس عنایت کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں -

(آپ کا مخلص ، - گارڈن نیل)

وے برج - سرے -

جناب من! آپ کے خط مورخہ ۱۵ رماہ گزشتہ کے جواب میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں اولاً میں آپ کی اس گرمجوشانہ ملاقات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جسکی عزت مجھے مسجد دیکھنے کے سلسلہ میں حاصل ہوئی - اور جبکہ میں نے ایک صاحب سے یہ درخواست کی کہ مجھے مسجد دکھائی جائے -

میں نے بہت سا وقت مطالعۂ مذاہب میں صرف کیا ہے - نیز دہریت اور مسیحیت، اور قادیانیت کا بالتفصیل مطالعہ کیا ہے - علاوہ بریں صداقت کی تلاش میں اور مذاہب کا مطالعہ بھی کیا ہے -

میں آج کل شمالی انگلستان میں رہتا ہوں - اور یارک شائر کے قصبہ ویسٹ رائڈنگ کی لائبریری میں اسلامک ریویو کے پڑھنے کا اتفاق ہوا - چنانچہ اسی کو پڑھ کر میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اولین فرصت میں ووکنگ جانا چاہیئے - اور اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنی لازمی ہیں -

میں ابھی تک آپ کے مذہبی اصولوں سے پورے طور پر متفق نہیں ہوں - اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں خود قرآن کا مطالعہ کروں - اس کے ساتھ انگریزی ترجمہ ہو تو بہت اچھا ہے غالباً دس شلنگ میں ایسا قرآن مل سکے گا - اگر آپ کچھ رقم پیشگی طلب فرمائیں تو میں بھیجدوں - یا میں وصولی کتاب کے بعد پوری قیمت بھیجدوں گا -

(آپ کا وفادار :- آرتھر کلیگ)

حضرت الامام شاہجہان مسجد ووکنگ !

مجلس عاملہ نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں اس لیکچر کے لئے آپ کا شکریہ ادا کروں جو آپ نے گزشتہ شنبہ کو یہاں دیا تھا - آپ کے لیکچر کو ہماری جماعت کے ارکان نے جس گرمجوشی کے ساتھ سنا اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ آپ کے مذہب اور ہمارے مذہبی عقائد میں بڑی حد تک یگانگت اور ہمدردی پائی جاتی ہے - ہم سب لوگ اس امر سے بیحد مسرور ہوئے کہ اسلام بھی روحانی ترقی پر زور دیتا ہے اور اس کا طریقہ تقریباً وہی بتاتا ہے جسے ہم خود سب سے اعلیٰ سمجھتے ہیں -

(این - زرڈین - صدر مجلس)

ڈیر امام صاحب ! آپ نے ہماری لائبریری کو جو کتابیں تحفۃً ارسال فرمائی ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں - اور ان کی تفصیل ذیل میں درج ہے :- (۱) ترجمۃ القرآن مکمل (۲) نبی کامل (۳) حکمت قرآنیہ (۴) اسلام اور تمدن (۵) اسلام کا طرز عمل عورتوں اور یتامیٰ کے ساتھ -

(دستخط) لائبریرین - رائل ایشیاٹک سوسائٹی - لندن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن

مسٹر ایم اے۔ سی ایم۔ صالح (کولمبو)

عقلیت پسند فلاسفر اس دنیا کو محض دماغ کا ایک خیال سمجھتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں دیکھتے
کہ اس خیال کے پس پشت کونسی عظیم الشان قوت کام کر رہی ہے"

کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ عیسائیت اور اسلام دنیا کے دو بڑے مذاہب انسانی نسل کے کردار پر بہت زیادہ اثر انداز ہوئے ہیں۔ ان دونوں مذاہب میں جو تعلق ہے اس کا خلاصہ حضرت جعفر ابن ابی طالبؓ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ میں سنئے جو حضرت نے اس تاریخی موقعہ پر ارشاد فرمائے جبکہ بعض صحابہ رضوان اللہ نے مکہ کے قریش کے تعاقب سے بچنے کے لئے حبشہ کی عیسائی حکومت میں پناہ لی۔ آپؓ نے فرمایا:-

"ہم جہالت کی تاریکی میں گرفتار رہتے۔ ہم بت پوجا کرتے۔ ہم تو بی کے قانون کے تابع تھے ایسی حالت میں اللہ نے ہم میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمائے جنہے ہمیں ہدایت فرمائی کہ ہم ایک اللہ پر ایمان لائیں اور راہ ہام کی دنیا سے نکلیں۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم برائی سے بچیں اور نیک کام کریں۔ اور ساتھ ہی آپ نے ہمیں نیک نیت مخلص اور سخی بننے کی نصیحت فرمائی۔ آپ نے ہمیں نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن پر ایمان رکھتے ہیں"

اس پر عمر اور عبداللہ نے اپنی شکست کے اعتراف کی بجائے شاہ حبشہ سے فرمائش کی کہ وہ حضرت جعفر ابن ابی طالبؓ سے پوچھیں کہ حضرت مسیحؑ کے متعلق ان کا کیا عقیدہ ہے۔ حضرت جعفرؓ نے جواب دیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ روح اللہ ہیں اور حضرت مریم علیہا السلام کی کوکھ سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اس پر شاہ حبشہ نے زمین پر اپنے عصا سے ایک لائن بناتے ہوئے خوشی اور مسرت سے بے اختیار ہو کر کہا تم بالکل سچ کہتے ہو۔ تمہارے اور ہمارے عقیدے میں اس لائن سے زیادہ فرق نہیں ہے۔ مگر اب یہ چھوٹی سی لائن ایک

ناقابل عبور خلیج کی صورت اختیار کر گئی ہے۔

دور اول کے مسلمان جس قسم کے رواداری تھے۔ ان کی تعریف میں یورپین مصنفین رطب اللسان ہیں۔ عربیلا پارک کے ترجمہ میں، حجۃ الوداع کے باب میں مترجم نے عیسائی تعصب کی بہت زیادہ مذمت کی ہے۔ مترجم کہتا ہے۔ یہ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں عیسائیوں کی رواداری کی کیفیت یہ ہے کہ صلیبی جس وقت شہر میں داخل ہوئے اس وقت شہر میں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں سواروں کے گھٹنے اور گھوڑوں کی کاٹھیاں تک خون میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ عیسائی فوج ان تمام مسلمان مردوں کو ذبح کر دینے کے ارادہ سے اندر کی طرف بڑھ رہی تھی جو پہلی خونریزی سے بچ رہے تھے۔"

ربرٹسن ایک انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہی ایسے مذہبی لوگ ہیں۔ جنھوں نے مذہبی عقیدت کے باوجود کبھی رواداری کو ہاتھ سے نہیں دیا۔" ایسے میچن، افسوس سے کہتے ہیں کہ یہ عیسائی اقوام کے لئے بہت زیادہ رنج کا مقام ہے کہ انہیں مذہبی رواداری جو انسانوں کی باہمی ہمدردی کا ایک بہت بڑا اصول ہے۔ مسلمانوں نے سکھائی۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا۔ کہ وہ عیسائیوں کے مذہبی معاملات میں دخل انداز نہوں اور آپ نے لاٹ پادری کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ جب لاٹ پادری نے آپ کو گرجا میں نماز ادا کرنے کی دعوت دی تو آپ نے یہ کہہ کر اس دعوت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ مبادا بعد کے مسلمان اسے سنت نہ بنالیں اور عیسائیوں کی عبادت گاہ ان کے ہاتھ سے نہ چھن جائے۔

ہم برطانوی رعایا کی خواہش ہے کہ برطانیہ اور اسلام میں دوستی اور مودت کے تعلقات قائم ہو جائیں اور یہی دنیا میں امن و سلامتی پھیلانے کا واحد ذریعہ ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا حامی ہے۔ اور لوگ جتنی جلدی اسے سمجھ لینگے، دنیا میں اتنی ہی جلدی امن و سلامتی پھیل جائے گی۔ جیسے کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ دنیا کے مصائب کا بہترین حل اسی طرح ہو سکتا ہے کہ عوام کی ذہنیت کو بدلا جائے۔ ایسی صورت میں جبکہ دنیا ایک طرف تو مادیت سے بھری پڑی ہے اور دوسری طرف فرقہ دارانہ تعصبات اور قومی عداوتیں دنیا والوں کے دلوں میں گھر کر چکی ہیں۔ تو انہیں کیسے نجات مل سکتی ہے۔ مگر جو لوگ منظم ترقی و عروج کے خواہشمند ہیں انہیں چاہیے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور

تعلیمات کا مطالعہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر فعل اور ہر کام اپنے اندر دنیاوی حکومت کی مذہبی تعمیر کا مکمل سامان رکھتا ہے۔ حضورؐ نے زندگی کے ہر شعبہ کو کمال تک پہنچا دیا۔ یہ ہم لوگوں کا فرض ہے کہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی کی بنیاد نیک نیتی، سخاوت اور تقوے بنا لیں۔ اگر ہم میں یہ تین صفتیں پیدا ہو جائیں، تو ہم میں زمین آسمان کا فرق رونما ہو جائے۔ اگر آج ہم لوہا ہیں تو کل سونا بن جائیں۔

خواہ خدا تک پہنچنے کے راستے مختلف کیوں نہ ہوں، مگر مقصود سب کا ایک ہی ہے۔ غلط فہمی کی وجہ سے جس قسم کا غلط مبحث ہو جاتا ہے اور خیالات بدل جاتے ہیں۔ اس کی مثال میں سردار اقبال علی شاہ نے اپنی کتاب "اسلامی تصوف" میں مثنوی کی ایک حکایت بیان کی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح چار آدمی ایک ہی چیز اور ایک ہی نام کی خاطر آپس میں بحث کرتے رہے۔ حکایت کے الفاظ یہ ہیں۔

ایک شخص نے چار آدمیوں کو ایک درہم دیا۔ ان میں سے ایک ترک، ایک یونانی، ایک ایرانی اور ایک عرب تھا۔ اور ان سے کہا کہ وہ اس کے انگور خریدیں۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ ایک دوسرے کو دوسرے کے مطالبہ سے علم نہیں تھا۔ اسی لئے ایرانی کی ضد تھی کہ اس سے انگور خریدے جائیں۔ عرب بولے نہیں انگور نہیں عنب خریدے جائیں گے۔ ترک صاحب نے فرمایا عنب اور انگور نہیں ہم اس سے ازم خریدیں گے۔ یہ رقم ہماری ہے۔ اور ہم اسے جس چیز پر چاہیں خرچ کریں۔ یہ گفتگو سن کر یونانی کو بہت رنج ہوا۔ فرمانے لگے، عنب، انگور اور ازم نہیں خریدے جائیں گے میں تو اقفیل خریدوں گا۔ ہر ایک شخص کا مطالبہ جدا تھا۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ وہ ایک ہی چیز کی خاطر محض اس کے نام کے اختلاف پر لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی جہالت میں ایک دوسرے کو اپنے گھونسوں کا نشانہ بنایا۔ اس موقعہ پر اگر کوئی ان چاروں زبانوں کا جاننے والا موجود ہوتا تو وہ انہیں کہتا، میں تم سب کی خواہش پوری کر سکتا مگر شرط یہ ہے کہ تم سب اپنے آپ کو میری مرضی پر چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یہی ایک درہم تم سب کی خواہش کی تکمیل کا باعث بن جائے گا۔

دنیا کے اقتصادی اور دوسرے مسائل

اسلام ان کے حل میں کیا مدد دیتا ہے؟

(از میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹرایٹ لاء)

(میاں صاحب نے یہ خطبہ انڈو جاپانیز ایسوسی ایشن کوب جاپان کے ایک اجلاس میں پڑھا)

سب سے [illegible] عزت افزائی پر آپ لوگوں کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہئے جو آپ نے مجھے جاپان کے اس ترقی یافتہ اور بڑے شہر میں آنے پر استقبال کی صورت میں بخشی۔ یہ موضوع جس پر میں تقریر کرنا چاہتا ہوں بہت وسیع ہے۔ اور جو وقت مجھے دیا گیا ہے۔ اس میں صرف اس کے بیرونی مناظر زیر بحث لائے جا سکتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں اس موضوع پر ایک اجمالی نظر ڈالنا، تفصیلات اور تاریخی واقعات کے اعداد و شمار پیش کرنے سے بہتر ہوگا۔ اس لئے کہ تفصیلات میں جانے سے پیچیدگیاں بڑھ جائیں گی اور کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ دنیا کے اقتصادی مسائل میں اسلام کی امداد و اعانت زیادہ تر بالواسطہ ہے۔ یا جہاں کہیں بلاواسطہ ہے وہاں اسے ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ مختلف اسلامی ممالک کی اقتصادی حالت پر نظر ڈالئے تو آپ کو شروع ہی میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی دنیا کے اقتصادی ممالک کی صفِ اول میں نہیں ہے۔ اوّل تو ان میں سے اکثر خود مختار نہیں ہیں اور کسی نہ کسی بڑی مغربی حکومت کی قلمرو کا ایک حصہ ہیں۔

اس کے علاوہ ان کی موجودہ حالت کا جائزہ لیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہیں ابھی قدرت کی سوتیلی اولاد کی سی حیثیت حاصل ہے۔ مثال کے طور پر ان چند ممالک کو لیجئے جو شمال، وسطی شمال اور شمال مغرب کے بہت سے علاقوں پر محیط ہیں۔ یہ سب گھٹیا قسم کے ملک ہیں اور اس لئے اقتصادی نشوونما کے اعتبار سے بھی کچھ زیادہ ممتاز نہیں ہیں۔ ترکی سب سے بڑا اسلامی ملک بھی یقینی طور پر اپنے قدرتی ذرائع یا بہتر اقتصادی نشوونما کی بنا پر ممتاز نہیں ہے۔ بلاشبہ جب ہم نے ایران اور عراق کے تیل اور

ملایا کے ربڑ اور ٹین کا ذکر کیا تو اس وقت ہم اس تجارتی مال کی فہرست کو نظر انداز کر گئے جس کی رو سے اسلامی ممالک کو بین الاقوامی تجارت میں ایک اہم حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ شمالی نائیجیریا کو اس کے ٹین کی رو سے، افریقہ کی اسلامی نو آبادیات کو ان کی کان کنی اور زراعتی نشو ونما کی وجہ سے جو اہمیت حاصل ہے اگر اسے نظر انداز کر دیا جائے تو دوسرے ممالک اقتصادی اعتبار سے پسماندہ معلوم ہوں گے۔ اسلامی ممالک کی اقتصادی پستی کا ایک اہم سبب مناسب اور موزوں ذرائع کی کمی ہے۔ میرے خیال میں یہ ضروری نہیں کہ میں آپ کے سامنے ان مختلف ذرائع کی کیفیت بیان کروں جن کی وجہ سے اسلامی ممالک کے مسلمانوں نے اپنے اقتصادی حالات کو بہتر بنانے کی جد وجہد کی۔ گو اس وقت جبکہ ہم دنیا کے اقتصادی معاملات کے حل میں اسلام کی بلا واسطہ امداد کے مسئلہ پر غور کریں اصل صورت حال یہی ہے۔ تاہم اس صورت میں جبکہ ہم اسلام کی امداد و اعانت پر غور کریں جو اس نے دنیا کے دوسرے اہم معاملات کے حل میں دی ہے۔ صورت حال بالکل مختلف ہوگی۔ میں نے اقتصادی معاملات کو سیاسی اور سماجی معاملات سے جدا سمجھنے سے ہمیشہ انکار کیا ہے۔ کہ میرے خیال میں ان میں ہمیشہ بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ اور آج تو ہمیں یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ سیاسی اقتصادی اور سماجی بین الاقوامی مسائل آپس میں بہت زیادہ وابستہ ہیں۔ ہم پر دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کی ہر ایک حرکت نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے۔ پچھلے دس سال میں دنیا کی اصلاحی اور عام اقتصادی بین الاقوامی کانفرنسوں میں جو لفظ بھی کہا گیا اس سے ہمارے دعوے کی تائید ہوتی ہے ابھی حال ہی میں لندن میں جو بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس منعقد ہوئی اس کی کارروائی سے بھی مندرجہ بالا دعوے کی تائید ہوتی ہے۔

اس وقت دنیا کی جو اقتصادی حالت ہے وہ اس کے ماضی اور حال کے سیاسی تعلقات کا عکس ہے کیا یہاں کوئی ایسا شخص موجود ہے جسے یہ معلوم ہو کہ بین الاقوامی تجارت میں محصولات، کوٹوں اور تبادلے کی پابندیوں کی وجہ سے کس درجہ رکاوٹیں بڑھ رہی ہیں اور وہ اس چیز سے انکار کر دے کہ ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ اقتصادی اسلحہ کے زور پر لڑی جانے والی جنگ نہیں ہے۔ اور یہاں کون ایسا شخص ہے جسے اسلحہ پر پابندی عائد کرنے والی کانفرنس کی ناکامی کا علم ہو اور وہ اس سے انکار کر دے کہ دنیا کے سر پر جنگ کے بادل محیط نہیں ہیں ؟ یہ وہ چیز جو مختلف اقوام میں بین الاقوامی سیاسی تعلقات کی استواری و استحکام اور ایک دوسرے پر اعتماد کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ وہی چیز اقتصادی تعلقات میں استحکام کا موجب ہوتی ہے۔

اب میں عرض کروں گا کہ سیاسی اور دوسرے عام بین الاقوامی تعلقات کے سلسلہ میں اسلام نے بلاواسطہ اور بہت اہم حصہ لیا ہے۔ دنیائے اسلام پر اقتصادی حالات سے قطع نظر کر کے ایک نظر ڈالئے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ قطع نظر ان اسلامی ممالک سے جو کسی نہ کسی بڑی مغربی حکومت کا ایک حصہ ہیں اسلام از سر نو ابھر رہا ہے۔ ترکی۔ عراق اور افغانستان کی حکومت مضبوط ہاتھوں میں ہے اور حجاز جو آج سے بیس سال پہلے سابقہ حکومت کے زیر اثر بہت پسماندہ ملک تھا۔ اس وقت ایک زندہ قوم کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ اس کی حکومت بہت مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ اور وہ وسطی مشرق کے معاملات میں نمایاں حصہ لے رہا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے مشرق وسطےٰ کا تصور کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان نئے سرے سے زندہ ہونے والی مسلمان ریاستوں کی حکومت کا انداز کیا ہے۔ ان ریاستوں پر غور کرنے کے بعد آپ وسطی مشرق کے بیرونی علاقوں، روسی ترکستان پر ایک نظر ڈالئے کہ جغرافیائی اتحاد کے ہوتے ہوئے ان ملکوں کے باشندوں کے خود مختار اسلامی ریاستوں کے لوگوں سے کس قسم کے تعلقات ہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ان وسطی مشرقی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کی تہذیب اور مذہب وہی ہے جو خود مختار مسلمان ریاستوں کے مسلمانوں کا ہے۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اول الذکر مؤخر الذکر کے عزائم اور نئی زندگی سے متاثر نہ ہوں، یا ان کی قسمت میں تھوڑے بہت شریک نہ ہوں۔ اس طرح دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ، ایسا حصہ جس پر جنگ عظیم سے پہلے بین الاقوامی تعلقات کی استواری کا ایک گونہ دار و مدار تھا مسلمانوں کے قبضہ و اختیار میں ہے سنہ ۱۹۱۳ء کی حالت کا آج کی حالت سے موازنہ کیجئے۔ حجاز اور عراق ایک مردہ اور تباہ حال حکومت کی قلمرو میں شامل تھے۔ ترکی بذات خود مخالفین میں گھرا ہوا تھا۔ وہ بہت سی سیاسی پریشانیوں اور بیرونی فریب کاریوں کا شکار ہو رہا تھا۔ ایران کی قسمت ایک کمزور اور بے عنوان بادشاہ کے زیر حکومت ہونے کی وجہ سے برطانیہ عظمےٰ اور روس دو مختلف حکومتوں کے رحم و کرم سے وابستہ تھی۔ اور افغانستان ہندوستان کے ایک نیم وحشیانہ ضمیمہ سے کسی طرح بہتر نہیں تھا۔ یہ سنہ ۱۹۱۳ء کی تصویر تھی۔ اور اب ان ممالک کی جو حالت ہے میں اسے اوپر بیان کر آیا ہوں۔ ان میں اس وقت بعض بہت زیادہ قوی قدرتی اسباب کی وجہ سے تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اور یہ چیز بہت واضح ہے کہ اگر ان قدرتی اسباب کو کام کرنے دیا گیا اور ان کے رستہ میں رکاوٹیں پیدا نہ کی گئیں تو اس سے عام دنیا کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اسلام نے دنیا کے اہم ترین مسائل مثلاً صلح و امن اور بین الاقوامی تعلقات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے سلسلہ میں جو امداد دی ہے وہ کسی طرح بھی اس استحکام سے کم نہیں ہے جو اس کی وجہ سے ہمیشہ سے خراب رہنے والے بین الاقوامی تعلقات میں پیدا ہوا۔

تمام باقی دنیا کا بھی فرض ہے کہ وہ اس چیز کا اعتراف کرے۔ اور چونکہ اسلامی ممالک ہنوز ترقی و عروج کی طرف بڑھ رہے ہیں تو ایسی حالت میں طاقتور حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ ان کو ہر ممکن امداد دیں۔

جیسے کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام مسلمان ایک متحدہ برادری کے ارکان ہیں اور جن مسلمانوں کے متعلق میں گفتگو کر رہا ہوں مثال کے طور پر مسلمانان ہند، مسلمانان روسی ترکستان اور اسی طرح دوسرے بہت حد تک اس انقلابی تحریک میں شریک ہوں گے۔ جو کہ مشرق کے ان اسلامی ملکوں میں جاری ہے۔ اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اس مسئلہ پر پورا غور کریں۔

ان لوگوں کے جذبات و خیالات، ہمدردی اور اخلاق حسنہ یاد رکھنے کی چیزیں ہیں۔ اور ساتھ ہی ہمیں یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ان میں باہم ملکر کام کرنے کا کتنا پاکیزہ جذبہ موجود ہے۔

یہ لوگ دنیا میں امن عامہ قائم کرنے اور بین الاقوامی تعلقات کی استواری کے سلسلہ میں بھی بہت مفید ثابت ہوں گے۔ کہ ان کے حالات امن عامہ کے مقتضی ہیں اور نو آبادیات کے باشندوں کے مستقبل کو خوشگوار بنانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اور آئندہ بھی ان کے اثرات سے ان کے ہم مذہب ممالک کے خیالات اور جد وجہد پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔

کیا اسلام دوسرے مذاہب کا خوشہ چین ہے؟

(از خان بہادر الحاج بی ایم کے - لودی)

(مسلسل)

حصہ دوم (۲)، نقش مماثلت

جیسا کہ میں قبل ازیں دکھا چکا ہوں، نظریۂ اخذ کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ ناقدین نے، اسلام کا مطالعہ غلط زاویہ نگاہ سے کیا ہے۔ ان کا معیار یہ ہے کہ اسلام میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو دوسرے مذاہب میں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن اس نام نہاد نقش مماثلت کا جائزہ، اگر عقل صحیح کی روشنی میں لیا جائے تو ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ مماثلت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ فریب نظر ہے۔ آپ کوئی سی اسلامی تعلیم لے لیں اور دوسرے مذاہب کی مشابہ تعلیم سے اس کا موازنہ کریں۔ معلمین پر تبصرہ کریں۔ اور زمان و مکان کے فاصلہ پر غور کریں۔ جو ان کے درمیان واقع ہے۔ آپ کو صاف معلوم ہوگا کہ اسلامی تعلیمات، سابقہ مذاہب کی تعلیمات سے بالکل ممتاز اور مختلف ہیں لیکن تمام ایک مشترک اور اعلیٰ تر منبع سے نکلی ہوئی ہیں ذیل میں چند نمایاں مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں، چینی مصلح کنفوشس نے اپنے پیرؤوں سے کہا کہ "اس طرح عبادت کرو گویا تمہارا معبود تمہارے سامنے موجود ہے"۔ بس وہ اسی قدر کہکر رک گیا۔ اور اس کی تعلیم نے عامۃ الناس کو اپیل نہیں کی۔ اور اس کا نتیجہ خاطر خواہ برآمد ہوا۔ اس کا مذہب یہ تھا کہ "میں نہ ہستی باریتعالیٰ کا اثبات کرتا ہوں نہ انکار" اس کے برعکس آنحضرت صلعم نے خدا کی معرفت خود حاصل کی اور اپنے پیرؤوں کو نصیحت فرمائی کہ "تمہیں اس طرح عبادت کرنی چاہئے گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر اس طرح گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ اب اس ارشاد کی جامعیت پر غور کریں کیا یہ نکتہ، عرب کے ایک امی کے دماغ سے چھٹی صدی عیسوی میں نکل سکتا تھا، اگر اس پر وحی کا نزول نہ ہوتا؟ مزید برآں، کیا اس ارشاد سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے محض کنفوشس کی تقلید کی ہے اور اس کی تعلیم کو ذرا وضاحت کے ساتھ پیش کر دیا ہے؟ ذرا ان کے زمانوں پر تو غور کیجئے! آنحضرت صلعم تو

کنفوشس سے ۱۲۰۰ برس بعد پیدا ہوئے۔ غور فرمائیے کہاں عرب اور کہاں چین؟ علم کی قدر و منزلت ذہن نشین کرنے کے لئے آنحضرت صلعم نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا، علم حاصل کرو خواہ وہ چین ہی میں کیوں نہ ملے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ اس زمانہ میں عرب اور چین کے مابین جو دشواریاں فی الواقع آمد و رفت میں موجود تھیں وہ پیش نظر ہو جائیں۔

بفرض محال اگر آمد و رفت میں کوئی دشواری حائل نہ تھی، تو کیا آنحضرت صلعم کبھی چین تشریف لیگئے یا کبھی کوئی چینی عرب میں آیا اور اس نے اپنی زبان اور اپنا مذہب عربوں کو سکھایا؟ تاریخ ان دونوں سوالوں کا جواب نفی میں دیتی ہے۔

(۲) ویدک زمانہ میں سندلیہ نے سب سے پہلے یہ نظریہ پیش کیا کہ انسان کے اندر جو خودی ہے یہی تو برہمہ ہے۔ اس کے صدیوں بعد آنحضرتؐ نے جو ویدک لٹریچر سے مطلق ناآشنا تھے، فرمایا، "انسان کا دل مسکن الٰہی ہے" دیکھ لیجئے کیا یہ قول پہلی آواز کی صدائے بازگشت نہیں ہے؟

(۳) مشہور یونانی فلسفی سقراط نے (مابین قبل مسیح صدی پنجم و چہارم) یہ کہا "اپنے آپ کو پہچان" اور یہ مقولہ ڈیفک اوریکل سے ماخوذ بتایا جاتا ہے۔ سقراط کی نظر میں "اپنے آپ کو جاننا" ایک امر مقصود بالذات تھا۔ لیکن پیغمبر اسلامؐ کی نظر میں یہ بات، معرفت الٰہی کا ایک ذریعہ ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ یعنے جس کو اپنی ذات کی معرفت حاصل ہوگئی اسے خدا کی معرفت حاصل ہوگئی۔ ناظرین خود آنحضرتؐ کے ارشاد کی کاملیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے۔ سقراط ایک زبردست لاادری تھا۔ اس قول کا حسب ذیل ویدانتی مقولوں سے موازنہ کیجئے:-

الف - جو شخص اپنی خودی کی معرفت حاصل کرلیتا ہے وہ غم پر فتح حاصل کرلیتا ہے۔

ب - جو برہما کی معرفت حاصل کرلیتا ہے۔ وہ بلند ترین مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

ج - جو شخص اعلیٰ ترین برہما کی معرفت حاصل کرلیتا ہے وہ خود برہما بن جاتا ہے۔

عارف کا خدا کی ذات میں اور ایک پابند قانون ادنےٰ نفس کا، عالمگیر نفس میں واصل ہو جانے کا ویدانتی نظریہ یہ صاف طور پر اپنشدوں میں سکھایا گیا ہے۔ لیکن آنحضرتؐ کے محتاط، پیچیدہ اور بلیغ انداز میں

اس حقیقت کو عامیوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ تاکہ صرف وہی شخص مقصود کو حاصل کرسکے جو معرفت نفس حاصل کرسکے۔ علاوہ بریں یہ سوال کہ معرفت نفس عمل اور قربانیوں کے ماتحت ہے یا ذات باری تک پہنچنے کا ایک مستقل بالذات راستہ ہے۔ خود ویدانیتوں میں محل نظر بنا ہوا ہے اور اس کے بالمقابل، آنحضرتؐ کے ارشاد میں کسی بحث کی گنجائش مطلق نہیں ہے۔ پس کیا آنحضرتؐ کا ارشاد ان اقوال سے ماخوذ قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا عرب کے نبی اُمیؐ نے یہ بات ہندوستان کے قدیم سنسکرت لٹریچر سے اخذ کی تھی یہ سوال ہی اگر مہمل نہیں تو کم از کم خلاف عقل ضرور ہے۔

(۴) امتھو بندو اپنشد کے مصنف نے صرف یہ کہا ہے کہ "بلاشبہ برہما، وراء عقل و قیاس ہے" لیکن قرآن مجید نے اس کو واضح طور پر بیان کیا "لیس کمثلہ شیئ"، یعنی کوئی مخلوق اس کی مثال کے مانند بھی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ بلند اور فیصلہ کن بات نہ تو قدیم مذاہب کے لٹریچر میں موجود ہے اور نہ انسانی تصور میں آسکتی ہے۔ یہ بلاشبہ نہایت خالص اور بے نظیر تصور ہے جو خدا کے متعلق پیش کیا جاسکتا ہے۔ کہ وہ استعارہ کی حدود سے بھی بالاتر ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ تشبیہ کا تصور اس آیت میں مکرر بیان ہوا ہے۔ کَ اور مِثْل، اور دونوں کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مخلوق اس کی مثل سے بھی نسبت نہیں رکھتی یعنی دراصل قرآن کا منشا یہ ہے کہ نہ صرف کوئی مخلوق اس کی مثل نہیں بلکہ یہ کہ کوئی مخلوق اس کی مثل سے بھی مشابہ نہیں پس مماثلت ذات ہی کی نفی نہیں ہوئی بلکہ مثل ذات کی مشابہت کی بھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی طرح یہ ممکن ہوسکتا کہ تصور انسانی کی مدد سے یہ بات کہی جاسکتی کہ خدا فلاں شے کے مثل ہے تو یہ موازنہ بھی خارج از بحث ہے کیونکہ کوئی مخلوق اس کی مثل سے بھی مشابہ نہیں ہے، خدا کی بے نظیر، یکتا، ارفع، کامل اور فقید المثال صفات کا یہ کسقدر اعلیٰ کامل اور واضح تصور ہے۔ اپنشدوں کی فلسفیانہ عظمت کا واقعی احترام کرتے ہوئے یہ کہنا لازمی ہے کہ انہوں نے خدا کی ناقابل موازنہ صفات کا جو تخیل پیش کیا ہے وہ جامع اور مانع نہیں ہے۔ اور وہ اس شاندار اور عظیم المرتبہ تخیل سے بہت پیچھے ہے جو قرآن مجید کے ایک لفظ "کمثلہ" سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنشدوں کے الفاظ رشیوں کے دماغ سے نکلے ہیں۔ اور انہوں نے یہ باتیں اپنے شاگردوں کو سمجھائی تھیں۔ لیکن ان کو وحی الٰہی نہیں کہہ سکتے۔ اور قرآنی الفاظ، خدا تعالیٰ کا کلام ہیں۔ آرٹسٹ خود اپنی تصویر میں بہترین رنگ آمیزی کرسکتا ہے۔ مشک آنست

کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید" پس ثابت ہوا کہ اسلامی عقائد دیگر مذاہب سے ماخوذ نہیں ہیں۔

(۵) لفظ تام جن معنوں میں مستعمل ہے ان میں خدا کا کوئی نام نہیں ہے۔ اس کی ذات غیر معلوم تھی لیکن تخلیق آدم کے بعد ظاہر ہو گئی۔ تاہم بعض قدیم حکما ر اور عقلا نے اس کی ذات کے متعلق مبہم اور غیر واضح الفاظ میں اشارہ کرنا پسند کیا۔ مثلاً کاتھا اپنشد میں " وہ ہے " اور بھگوت گیتا میں " وہ یا وہ ذات " اور بائیبل میں ہے " خدا نے، خدا نے موسیٰ سے کہا " میں ہوں جو ہوں " جرمن زبان میں ایک قدیم اصطلاح ہے " وہ "۔ ان تمام مبہم الفاظ میں ایک مخفی غیر مشہود غائب ہستی کا تصور پایا جاتا ہے۔ اور یہ تصور عربی لفظ ھو سے مشابہ ہے جسکے معنے ہیں " وہ " یا وہ جو موجود ہے یعنی خدائے ازلی۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ بقیہ مخلوق، غیر موجود، عارضی اور ہالک ہے اسی لئے لفظ ھو کے معنے خدا کے ہو گئے ہیں۔ اور اسی معنے میں کئی جگہ قرآن مجید نے اسے استعمال کیا ہے۔ اسی معنے میں سری کرشن نے بھگوت گیتا ۲ : ۴۲ میں لفظ " وہ " کو استعمال کیا ہے۔ پس کیا یہ لفظ جو قرآن مجید نے استعمال کیا ہے۔ گیتا سے مستعار لیا گیا ؟ کیا کوئی شخص یہ دعوے کرنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس لفظ کو ہند، مصر، یا جرمنی سے حاصل کیا ؟ کیا وہ خدا کا ایک مخصوص تصور نہیں ہے اور مذکورہ بالا تمام تصورات سے جداگانہ۔ اس کا جواب ہم ناظرین ہی پر چھوڑتے ہیں۔

(۶) یہ بات کہ پانی عنصر اولین ہے۔ اور قوت تخلیقی کا پہلا کارنامہ ہے اب فلسفہ کے مسلمات میں سے ہے۔ اگرچہ پارسیوں کے نزدیک اولین مخلوق آسمان ہے۔ پانی دوسرے نمبر پر ہے طالیس پہلا یونانی فیلسوف ہے جس نے پانی کو جملہ اشیا کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اپنشدوں کے مصنفوں کا خیال بھی ہے کہ پانی علت ہے اور کائنات معلول۔ (ملاحظہ ہو ایتریا اپنشد) پرانوں کی تعلیم یہ ہے کہ برہما کو پیدا کرنے سے پہلے نارائن کا تخت پانی پر تھا۔ برہما کی پیدائش نارائن کی ناف سے ہوئی اور نارائن نے برہما کو کائنات کی تخلیق کی قوت عطا فرمائی۔ پانی سے مراد ہے وہ رقیق فضا جو ہماری ٹھوس زمین کا ماخذ ہے۔ یہ بات کہ خدا نے کہا پانی سے متحرک حیوانات پیدا ہوں۔ جن میں زندگی ہے اور پرندے جو اڑ سکتے ہیں، صاف طور سے بائیبل میں مندرج ہے۔ ان قدیم نظریوں کے ساتھ اسلامی نظریہ کا موازنہ کیجئے " ہم نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا " (قرآن ۲۱ : ۳۰)

یہ بات کہ غیر عضوی مخلوقات میں بھی زندگی ہے اور ہر مخلوق خاموشی کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف ہے۔ قرآن مجید میں اکثر بیان کی گئی ہے۔ اور یہ بات بھی کہ تخلیق کائنات سے پہلے خدا کا عرش پانی پر تھا قرآن میں مذکور ہے (۱۱: ۷) جب ایک بدوی نے حضور سے پوچھا کہ تخلیق کائنات سے پہلے خدا کہاں تھا تو آنحضرت نے فرمایا "عمیٰ میں"۔ عمےٰ کے معنے ہیں سیاہ، لطیف اور ہلکی قسم کا بادل جسکو صدیوں کی کوشش کے بعد سائنسدانوں نے اب "ایتھر" کا نام دیا ہے۔

یہ صداقتیں عالم طبیعات میں مخفی تھیں جن کو آنحضرتؐ کے صدیوں بعد سائنسدانوں نے دریافت کیا پس یہ ظاہر ہے کہ چھٹی صدی عیسوی کے جاہل عربوں کو ان حقائق کا علم کسی طرح نہیں ہوسکتا تھا۔

قرآنی تصریحات اور ارشاد نبویؐ، مندرجۂ بالا۔ آرین لٹریچر کی تصریحات سے زیادہ مطابق ہیں بہ نسبت بائبل کے جس کا بیان نہایت مبہم ہے۔ ایسا کہ ایک بدوی اُس سے کوئی فائدہ نہیں حاصل کرسکتا۔ لیکن کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدیم ہندو لٹریچر کا مطالعہ فرمایا تھا؟ ہرگز نہیں!

(۷) خدا کا نظام کائنات میں مداخلت کرنا تاکہ مخلوقات کی ہدایت کا سامان کیا جاسکے، قدیم ترین تخیلات انسانی میں سے ہے۔ چنانچہ سری کرشن فرماتے ہیں "اے بھرت جب صداقت دُنیا سے اٹھ جاتی ہے اور بدی پھیل جاتی ہے تو میں خود انسانی شکل میں ظاہر ہوتا ہوں"۔ اوردساتیر میں جسے ہم پارسیوں کا عہدنامہ عتیق کہہ سکتے ہیں (ژندواستان کی عہد جدید ہے) پندرہ قدیم پارسی انبیا کا تذکرہ ہے ان میں زرتشت بھی شامل ہے۔ اور یہ آخرالذکر نبی خدا کا اٹھارہواں مظہر ہے جو شہنشاہ ہرقل کا ہمعصر تھا۔ بدھوں کے یہاں بھی یہ عقیدہ موجود ہے کہ بودھ وقتاً فوقتاً پیدا ہوتا رہتا ہے تاکہ گمراہوں کو راہ راست دکھائے۔ اور خود گوتم بدھ نے کہا ہے کہ مجھ سے پہلے کئی بدھ گزر چکے ہیں۔ اگرچہ ان کے نام مصرح طور پر بیان نہیں ہوئے۔ اور ابھی کئی بدھ اور بھی پیدا ہوں گے۔ اس کے بعد مذہبی لٹریچر میں عہد عتیق کا درجہ ہے جس میں اکثر انبیائے قدیم کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اور سب سے آخری کتاب قرآن مجید ہے جو مظہر نبوت پر خصوصیت کے ساتھ زور دیتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا میں آدمؑ سے تا ایندم ۱۲۴۰۰۰ انبیاء گزر چکے ہیں۔ ان کی تعلیمات کا منبع ایک ہی ہے اور مقصد تعلیم بھی ایک ہی ہے یعنی گمراہوں کو ہدایت کرنا۔ اور آنحضرتؐ کے دل میں اور زبان پر یہی مقصد تھا سوال یہ ہے کہ کبھی آپؐ نے ان مذاہب کا لٹریچر مطالعہ کیا؟ اگر نہیں تو یہ کیا بات ہے کہ یکلخت یہ

صداقتیں آپؐ پر جلوہ گر ہو گئیں ؟ حالانکہ آپؐ کو نہ ان مذاہب کا علم تھا نہ ان اقوام کا۔ آپؐ تو ایسے ملک میں رہتے تھے جو عملاً تمام ممالک عالم سے منقطع تھا۔ اور آپؐ کی زبان وہ تھی جو ملک کی چار دیواری کے باہر کہیں مروج نہ تھی اور خود آپؐ بھی اپنی مادری زبان کے علاوہ اور کسی زبان سے آگاہ نہ تھے۔ یقیناً آپؐ خدا کے رسول تھے۔

(۸) اپنشدوں میں جن کو سنہ ۱۰۰۰ قم اور سنہ ۳۰۰ قم کے مابین ہندی حکمار نے تصنیف کیا، بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا رسی کا راستہ اس قدر دشوار گزار ہے جیسے استرے کی دھار۔ یونانیوں کے ہاں جنت میں پہنچنے سے پہلے ہیڈیز، اور چینیوں کے یہاں ووگو، اور اہل سکنڈینویہ کے یہاں گیسل، اور یہود کے یہاں جہنم کا پل، اور مسلمانوں کے یہاں "پل صراط" کو عبور کرنا ہوگا۔ اس کے بعد جنت میں داخلہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تصور کہاں سے اخذ کیا ؟ کیا آپؐ نے زرتشت کی تقلید کی جیسا کہ بعض نقاد سمجھتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو کیونکر ؟ اس کا جواب آج تک کسی نے صحیح طور پر نہ دیا۔

(۹) بدھ مذہب کے لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ بدھ نے اپنے پیروؤں سے کہا کہ اپنی آمدنی کا چالیسواں حصہ محتاجوں کو دو۔ اور اسلام نے اس رقم کا ادا کرنا، دولتمندوں کے لئے فرض قرار دیا ہے۔ اور اسی کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ جو ایک طرح کا ٹیکس ہے جو دولتمندوں پر لگایا جاتا ہے۔ تاکہ محتاجوں کی امداد ہو سکے۔ اور مسلمانوں میں جذبۂ اخوت پیدا ہو سکے۔ درحقیقت زکوٰۃ ہی نے جذبۂ اخوت کو عملی جامہ پہنایا۔ یہ محض جذباتی اور تخیلی چیز نہیں جو کہ مسیحیت میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جو خیرات کی تعلیم نہیں دیتا۔ اور فطرت انسانی بھی خیرات کی طرف مائل ہے۔ لیکن اسلام میں زکوٰۃ مثل نماز کے ایک اہم مذہبی فریضہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مہاتما بدھ اور آنحضرت صلعم دونوں بلحہ پرکس طرح متفق ہو سکے۔ ان کا زمانہ حیات تو بہت مختلف ہے۔ اول الذکر تو سنہ ۵۰۰ قم اور آخر الذکر سنہ ۶۱۰ مسیحی۔ پس ثابت ہوا کہ دونوں کا ماخذ ایک ہے یعنی الہام ربانی۔

(۱۰) غیر متجسد مخلوق میں اعتقاد رکھنے کی تلقین پارسی، یہودی، مسیحی اور اسلامی جملہ مذاہب میں موجود ہے۔ بایں معنے کہ فرشتے خدا کے پیغامبر ہیں اور انسانوں کے مددگار۔ چین کی ٹاؤیت نے بھی اسی قسم کی تعلیم دی ہے۔ اب آپ اس یکسانیت کی کیا توجیہ فرمائینگے ؟ حتی کہ مہاتما بدھ بھی جب ہندو دھرم کے خلاف احتجاج کیا، اور خدا کی ہستی کا انکار نہیں کیا تو اثبات بھی نہیں کیا۔ اور حالانکہ آسمانی ارواح کی

ہستی پر یقین رکھتا تھا - اور لکھا ہے کہ مرنے سے پہلے اس نے ان ارواح کا مشاہدہ بھی کیا - کیا یہ بات ثابت نہیں کرتی کہ بدھ نے تخلیق کے اسرار کو سمجھ لیا تھا - پس ان دریں حالات، نقاد، آنحضرت صلعم کی اس قسم کی کامیابی سے کیوں انکار کرتے ہیں ؟

مسلمان عورتوں کے بہادرانہ کارنامے

(از جناب سید سلیمان صاحب ندوی)

(مسلسل)

صلیبیوں کی دیوانگی کا اثر نہ صرف مغربی مردوں پر ہوا - بلکہ اس سے عیسائی عورتیں بھی متاثر ہوئیں احمد کاتب نے لکھا ہے کہ ہمیشہ سینکڑوں عورتیں میدان کارزار میں موجود رہتی تھیں مسلمان مجاہدوں کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور شدت پسندیوں کا اثر مسلمان عورتوں پر بھی پڑا جب اثامہ ایک مسلمان امیر جنگ صلیبی میں شریک ہوئے تو ان کی والدہ اور بہن نے بھی ان کا ساتھ دیا - اور ہتھیاروں سے لیس ہو کر اثامہ کو لڑائی میں مدد دی -

مسلمان ماؤں کے مذہبی ماحول نے ان کے بچوں پر بھی خاطر خواہ اثر کیا عکاکہ کے طویل محاصرہ سے عیسائی بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے ایک موقعہ پر عیسائی اور مسلمان بچوں میں جھڑپ کرا دی بچے دونوں طرف سے ایک دوسرے پر جھپٹے اور دست و گریباں ہو گئے - مسلمان شیر بچوں نے عیسائی بھیڑوں کے بچوں کو گھیرے میں لے لیا - اور رسیوں میں جکڑ دیا -

تاریخ میں اسلام کی عظمت و شان و شوکت کے تذکرہ کے وقت عام طور پر ہندوستان کا ذکر نہیں کیا گیا - مگر ہمارا خیال ہے کہ ہندوستان کو بھی زیر بحث لے آئیں - ہم ہندوستان کے اسلامی دور حکومت میں بہت سی ایسی مسلمان عورتیں پاتے ہیں جو اپنی بہادری اور جرأت و دلیری کی وجہ سے بہت ممتاز تھیں -

رضیہ سلطان، بشاہ التمش کی بیٹی نے گو بہت تھوڑی مدت حکومت کی - مگر اس کی حکومت کا انداز

تمام مسلمان عورت فرمانرواؤں سے بہت بہتر تھا۔ ابن بطوطہ جو ہندوستان میں محمد تغلق کے عہد میں وارد ہوا۔ لکھتا ہے "رضیہ سلطان مردوں کے بھیس میں ہتھیاروں سے سج کر باہر نکلا کرتی ہے" یہ مسلمان بادشاہوں کی عادت تھی کہ وہ جب کبھی شکار پر روانہ ہوا کرتے تو ان کے گھروں کی عورتیں اور خادمات ان کے ساتھ ہوتیں۔ ایک بار التمش شیر کے شکار کو چلا اور اس کے گھر کی عورتیں کچھ فاصلے پر اس کے پیچھے پیچھے آرہی تھیں۔ اتنے میں ایک شیر دفعتاً اپنے غار سے نکلا اور بڑے جوش سے بادشاہ پر حملہ آور ہوا۔ یہ دیکھ کر رضیہ بڑی پھرتی سے موقعہ پر پہنچی اور بڑی ہوشیاری سے شیر پر ایسے وار کئے کہ وہ نیم بسمل ہو کر زمین پر آرہا۔

جب وہ تخت پر قابض ہوئی تو اس نے بڑی عقلمندی، سمجھداری اور پوری ذمہ داری سے حکومت کی۔ امراء بے اختیار کر دیئے گئے۔ اور ان کی ذاتی اغراض کی تکمیل کے راستے بند ہو گئے۔ نظام الملک وزیر حکومت، ملک عزالدین، ملک سیف الدین، ملک علاؤ الدین اور دوسرے امراء جو مدت مدید سے دفعتاً چلے آتے تھے باغی ہو گئے۔ دہلی کا محاصرہ کیا اور اس فوج کو شکست دیدی جو رضیہ کی امداد کو آئی تھی۔ اس کے باوجود رضیہ نے یک وتنہا مقابلہ کیا اور اپنی غیر معمولی حربی قابلیت کی بنا پر محاصرین کو پراگندہ کر دیا۔ ۶۳۷ھ میں وہ گورنر لاہور کے خلاف بذات خود فوج لے کر آئی۔ اس کے بعد اس نے فوج کو اس وقت طلب کیا جبکہ بھٹنڈا کا گورنر باغی ہوا۔ مگر رضیہ کو اس کے خدام کی بے ایمانی اور دغابازی کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا۔ اور اس کے بھائی معزالدین کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ قید سے رہائی کے بعد اس نے اپنی فوجی قوتوں کو از سر نو مرتب کیا۔ اور دہلی کے تخت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے تین بار لڑائی لڑی مگر چونکہ اس کی فوج نو آموز اور غیر تربیت یافتہ تھی اس لئے ہر بار شکست کھائی۔

اسی سلسلہ میں ہم علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت میں ایک عجیب وغریب واقعہ سے دوچار ہوتے ہیں۔ علاؤ الدین غیر معمولی جرات، بڑی بڑی آرزوؤں اور شاہانہ عظمت کا سپاسدار تھا۔ علاؤ الدین اپنی انہی خصوصیات کی وجہ سے ہندوستان کے اسلامی دور حکومت میں ایک غیر معمولی شخصیت کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ جب علاؤ الدین نے ان تاتاری حملہ آوروں پر فتح پائی، جنھیں خوارزم و بغداد کے قلعے اور چین کی بلند دیواریں روک نہ سکیں۔ اور جن کو روس اور فارس کی قومیں شکست نہ دے سکیں تو اسے سکندر اعظم کی طرح یہ جنون ہوا کہ وہ ساری دنیا کو فتح کرے۔ ایک دن اس نے اپنے دربار میں

گیا کہ اب ہندوستان میں کوئی قوت ایسی نہیں رہی جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ جلوار کا راجہ کنا ردیو بھی دربار میں حاضر تھا۔ اس نے تعلی میں کہا کہ جلوار تو اس کی قوت کو تسلیم نہیں کرتا۔ بادشاہ یہ سن کر بہت غصہ ہوا۔ مگر کہا کچھ نہیں۔ تین دن کے بعد اس نے راجہ کو دہلی سے باہر بھیج دیا۔ اور اسے اس بات کی اجازت دی کہ وہ مدافعت کا پورا اہتمام کر لے۔ تین مہینے کے بعد بادشاہ نے اپنی لونڈی گل بہشت کو ایک فوج کا سردار بنا کر جلوار بھیجا۔ گل بہشت نے راجہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور دشمنوں کو اپنے حملوں سے ہراساں کر دیا مگر بدقسمتی سے وہ دفعتاً بیمار پڑی اور موت کے ظالم ہاتھ نے اس کے عرصہ حیات کو کم کر دیا۔

گل بہشت کی موت کے بعد راجہ قلعہ سے باہر نکلا اور شاہی فوج کو پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ گل بہشت کا بیٹا شاہین بھی مارا گیا۔ لیکن نئے سپہ سالار کمال الدین نے آکر راجہ کو شکست دی اور جلوار فتح کر لیا۔

ساتویں صدی ہجری کے اختتام اور آٹھویں صدی ہجری کے آغاز پر دنیا میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا ہوا۔ امیر تیمور ترکستان کی سرزمین سے آندھی کی طرح اٹھا۔ ترکوں کی قوی حکومتوں کو کمزور اور دمشق و عرب کی قلمروؤں کو تہ و بالا کر دیا۔ اور ہندوستان میں تغلقوں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو بجھا کر ایسی مغل حکومت کی بنیاد رکھ دی کہ ہندوستان میں جس کے ہم پلہ اس وقت تک کوئی حکومت قائم نہیں ہو سکی۔ تیمور کی فتح ہندوستان کا نتیجہ اس شاندار مغل حکومت کی صورت میں نمودار ہوا جو یہاں ایک سو چھبیس سال تک قائم رہی۔ اور جس کا آغاز ظہیر الدین شاہ بابر سے ہوا۔

کیا ان فتوحات میں عورتوں کا حصہ نہیں؟ امیر تیمور کی جہانگیر فوجوں میں ان عورتوں کی بھی ایک تعداد تھی جو لڑائی میں شریک ہوئیں۔ دشمنوں کا بڑی پامردی سے مقابلہ کیا۔ بڑی ہنرمندی سے تلوار چلائی۔ اور بڑی ہوشیاری اور مہارت سے دشمنوں پر تیروں سے بارش کی۔ الغرض مردوں سے کسی اعتبار سے بھی پیچھے نہ رہیں۔

آنحضرت صلعم کی شخصیت اور رسالت

(از مسٹر اے ۔ ایم ۔ جے ۔ احمد صاحب)

تقریباً چودہ صدیاں گزریں ۔ جب آنحضرت صلعم کی ولادت ہوئی ۔ اس وقت تمام دُنیا عقلی اخلاقی اور روحانی تاریکی میں مبتلا تھی ۔ ہندوستان ، چین ، فارس اور یورپ کی عظیم الشان تہذیبیں سب اپنا زور عروج کر چکی تھیں ۔ اور کنفوشس ، کرشن ، بدھ اور زرتشت کی خالص تعلیمات ، غیر محتاط طریق پر ملوث ہو چکی تھیں ۔ ہر جگہ نیکی پر بدی غالب آچکی تھی ۔ ملک عرب جس پر کبھی تمدن کا سایہ نہیں پڑا تھا ۔ دُنیا میں بدترین خطہ تھا ۔ یہاں کے لوگ قتل ، لوٹ ، مار اور اطفال کشی پر فخر کرتے تھے ۔ نکاح ایک بے معنی اور غیر مقدس رشتے کا نام تھا ۔ بیٹے اپنی سوتیلی ماؤں کو بھی مثل آبائی ورثہ کے اپنے استعمال میں لاتے تھے ۔ غلاموں کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔ شرابخوری ، قماربازی اور زناکاری کا ہر جگہ بازار گرم تھا ۔ اور خدا کی جگہ پتھروں کی عبادت کی جاتی تھی ۔

اندریں حالات دنیا کو ایک سادہ ، باامن اور باعزت زندگی کے عالمگیر قانون کی ضرورت تھی ۔ اور ایک ایسے انسان ، حقیقی انسان نہ کہ خدا کے اوتار کی ضرورت تھی جو اس قانون پر ، فوق البشر طاقت استعمال کئے بغیر عمل کر کے دکھا سکے ۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کے لئے نمونہ بن سکے ۔ ایسا مطلوبہ قانون ، قرآن مجید کی شکل میں ، اور ایسا ہادی آنحضرت صلعم کی ذات میں اللہ تعالےٰ نے نازل فرمادیا ۔

آنحضرت صلعم سے قبل دُنیا کے مختلف حصوں میں اور مختلف اوقات میں خدا کے رسول ، بنی نوع آدم کی ترقی کے لئے ، خدا کی مشیت کے مطابق ، ہدایات لے کر مبعوث ہو چکے تھے ۔ ان رسولوں نے بہبود انسانی کے لئے ایک ہی سے قوانین نافذ فرمائے ۔ کیونکہ فطرت انسانی ہر جگہ یکساں ہے ۔ اور الہام کا سرچشمہ بھی ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے ۔ لیکن چونکہ تاریکی کی نوعیت ، جس کا دور کرنا مقصد تھا ، ہر جگہ مختلف تھی ، اس لئے ، پیغمبروں کے لئے ان قوانین کے نفاذ کے موقعے بھی مختلف تھے ۔ علاوہ بریں مختلف اسباب کی بنا پر ، خصوصاً اس لئے کہ نوشت و خواند کے معاملہ میں سہولت

* یہودیت اور عیسویت میں شراب کا مذہبی رسوم ادا کرنے میں استعمال ہوتا ہے ۔

موجود نہ تھی اور حفظ وقائع کے ذرائع بھی ناقص تھے۔ ان رسولوں کی تعلیمات اور ان کی سوانح حیات محفوظ نہ رہ سکے۔ تاکہ آئندہ نسلوں کی ہدایت کے لئے کام آسکتے۔

قرآن مجید جو کہ آنحضرت صلعم پر تاریخی زمانہ میں بشکل وحی نازل ہوا ہے۔ جملہ الہامات سابقہ کا مصدق ہے اور صحت متن اور اصلیت کے لحاظ سے دنیا میں بے نظیر ہے۔ اس کی صحت اور اصلیت ابتداً سے برقرار رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کی زندگی کے جملہ سوانح ہمارے پاس مکمل اور صحیح اور لایق اعتماد صورت میں موجود ہیں۔

قرآن مجید زندگی کا ایک مکمل قانون ہے اور ہر زمانہ اور ہر تہذیب کے لئے موزون ہے۔ اس کی تعلیمات کا خلاصہ لفظ اسلام میں ملتا ہے۔ جسکے معنے ہیں امان اور اطاعت۔ انسانی زندگی، انفرادی خانگی اور شہری، کا مقصد امن وامان ہے۔ اور اس کے حصول کا آسان طریقہ، جس سے انسان کو باطنی اور خارجی دونوں پہلوؤں سے امن نصیب ہو سکے۔ یہ ہے کہ انسان مشیت ایزدی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ یعنی غیر متبدل الٰہی قوانین سے کامل مطابقت کا رنگ پیدا کرلے۔ جو خدا کی مرضی کے مظہر ہیں۔ جو غیر محدود زندگی کا مالک ہے۔ اور ھوالاول ھوالاخر ھوالظاھر ھوالباطن کا مصداق ہے جو صانع اور ماحی ہے، خالق اور مدبر ہے۔ اور اپنے قوانین جزا، وسزا وفلاح کے مطابق کائنات کی ہر شے کو عالم وجود میں لاتا ہے۔ اور جسکی دانائی، طاقت اور محبت کامل ہیں اور ہر جگہ مشہود۔ قرآن مجید ایسے خدا کی عبادت کا حکم دیتا ہے۔ اور ہر حال میں اور ہر آن میں اس کی یاد کے وسیلہ سے اپنے اندر رنگ وحدت پیدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلسل یاد الٰہی، انسان کے اندر رنگ ایمانی پیدا کر دیتی ہے۔ جو مضبوط اور قایم بالذات ہوگا۔ اور اس کی بدولت انسان میں کامل اور غیر متزلزل اعتماد علی اللہ پیدا ہوگا۔ جو رنج وراحت میں یکساں رہے گا۔ لیکن خدا تعالےٰ کی دانائی، طاقت اور محبت پر یہ ایمان جامد نہیں۔ بلکہ فاعل ہونا لازمی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہماری فعالیت کی نوعیت کیا ہوگی ؟ باطنی اور خارجی پاکیزگی، اور ہر شخص کے ساتھ بھلائی، تصوری، قولی اور عملی، اور ہر شخص کے ساتھ انصاف، خواہ وہ اپنے خلاف ہی کیوں نہ پڑے۔ اور ہمیشہ امن وصلح کے مقصود کو مدنظر رکھنا جسم، لباس، ماحول، اکل وشرب، خیالات، جذبات، الفاظ اور اعمال سب میں پاکیزگی اختیار کرو۔ اور والدین، ازواج، اطفال، اقربا، خدام، ہمسایہ، یتامیٰ، مساکین، محتاج،

احباب، اعداء، حیوانات اور جملہ مخلوقات کے ساتھ بھلائی کرو اور ہر شخص کے ساتھ عدل کرو۔ اس میں تعلقات، رنگ، نسل، اور طبقات کا کوئی امتیاز نہ ہونا چاہئیے۔ تمہاری بھلائی عدل پر مبنی ہو جس میں انعام یا شکریہ حاصل کرنے کی آرزو نہ ہو۔ اور یہ عدل سب کے ساتھ نیکی کرنے کی غرض سے ہو۔ اس میں نہ کسی قسم کا خوف اور نہ کسی کی پاسداری مدنظر ہو۔

زندگی اور طرزِ عمل کے ان لاثانی اصولوں کو عملی شکل دینے کے لئے قرآن مجید نے چار سادہ ارکان مقرر فرمائے ہیں جن کے طریقوں میں ایسی لچک ہے کہ وہ ہر موقعہ پر مستقل ہو سکیں۔ اولاً نماز یعنے مقررہ اوقات پر خدا کے ساتھ روحانی اتحاد، خصوصاً طمانیت قلبی اور دفع وساوس شیطانی کے لئے، اور اس کی دانائی، طاقت اور محبت پر ایمان میں ترقی کے لئے۔ ثانیاً زکوٰۃ، یعنے اپنی بہترین ملکیت میں سے فی سبیل اللہ، مستحق افراد کی امداد کرنا۔ ثالثاً روزہ۔ دماغی، جذباتی، جسمانی اور روحانی تصفیہ کی خاطر۔ رابعاً حج یعنی خانہ کعبہ کی زیارت، جو اسلام کا مولد ہے، وحدت مقاصد، بین الاقوامی اخوت، اور حصول تجارب عالم کے لئے۔ یہ ہیں مختصر طور پر اسلام کی بنیادی تعلیمات۔

آنحضرت صلعم ہر وقت، قرآنی احکام کے مطابق، اپنی دنیاوی زندگی بسر فرماتے تھے۔ ہدایات ربانی کے ماتحت آپ کی غیر معمولی گوناگوں زندگی بنی نوع آدم کے لئے، زندگی کے ہر شعبہ میں کامل نمونہ بن گئی۔ بحیثیت اولاد آپ نہایت فرمانبردار تھے۔ بحیثیت برادر نہایت شفیق۔ بحیثیت شوہر نہایت ہمدرد۔ بحیثیت باپ نہایت مہربان۔ بحیثیت خانہ دار نہایت جفاکش۔ بحیثیت تاجر نہایت دیانتدار، بحیثیت واعظ نہایت کامیاب، بحیثیت خادم قوم نہایت مخلص، بحیثیت مظلوم نہایت روادار، بحیثیت سپاہی نہایت بہادر، بحیثیت فاتح نہایت فیاض، بحیثیت مقنن نہایت عملی، بحیثیت ناظم نہایت ہوشیار اور بیدار مغز، بحیثیت قاضی نہایت عادل، بحیثیت بادشاہ نہایت صاحب جبروت مگر غیر متکبر، بحیثیت یتیم نہایت قانع، بحیثیت حکمراں نہایت رحمدل، بحیثیت افلاس زدہ نہایت صابر اور مستقل مزاج۔ بحیثیت دولتمند نہایت شکرگزار تھے۔

الغرض آنحضرت صلعم اس سے بھی بڑھ کر ہر حیثیت میں ایک بے نظیر انسان تھے اور دنیا کے کسی ہادی کو آپ سے زیادہ مختلف النوع حالات میں، دنیا کے سامنے نمونہ پیش کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ابتدا سے تا انتہا آپ نے بالکل انسانوں کی سی زندگی بسر فرمائی۔ زندگی کے کسی معاملہ میں فوق البشر ہونے کا دعویٰ

فرمایا۔ اور صداقت کے باب میں آپؐ نے وہ ثبات قدم دکھایا کہ کبھی خوف یا ناکامی کا اظہار نہیں ہوا۔ اور اپنی سادگی اور بے ریائی کو رنج و راحت دونوں میں یکساں حالت رہی۔ گویا آپؐ نے انسانیت کو الوہیت کی سرحد تک پہنچا دیا۔ آپؐ نے اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ دُنیا میں رہ کر بھی ایک انسان کس قدر خدا پرست اور پر جوش مذہبی انسان ہو سکتا ہے۔ آپؐ کی تمام زندگی کامل اطمینان اور محبت کا نمونہ تھی اور بنی نوع آدم کے حق میں سراسر رحمت۔ اور آپؐ نے دوسروں کو بھی پاکیزہ زندگی بسر کرنے میں امداد دی۔ بیس۲۰ بائیس۲۲ سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے اپنے مقصد میں شاندار کامیابی حاصل کی اگرچہ اس عرصہ میں آپؐ نے بہت سی مشکلات کا مقابلہ بھی کیا۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ کی وفات ہوئی۔

اگرچہ آپؐ کی وفات ہوگئی لیکن آپؐ کا پیغام ہنوز زندہ ہے۔ اور آپؐ کا اسوہ آج بھی ہمارے سامنے ہے۔ جب تک آپؐ کے پیرؤوں نے آپؐ کی تعلیمات پر عمل کیا۔ دُنیا کی کوئی طاقت ان کی ترقی میں مزاحم نہ ہوسکی۔ اور نہایت قلیل عرصہ میں دنیا کی ایک گمنام قوم تمام دُنیا میں مشہور ہوگئی اور ادنٰی مرتبہ سے نہایت اعلےٰ مرتبہ پر فائز ہوگئی۔

صَلَّی اللہ علیہ وسلم دائماً ؕ

عیسائیت کی ناکامی

(سر جلال الدین لاڈر برونٹن بارٹ مرحوم ایم اے۔)

چونکہ میں نے عیسائی والدین کے زیر اثر ابتدائی تعلیم و تربیت پائی۔اس لئے میں بچپن ہی میں مذہب اور روحانیات سے دلچسپی لینے لگا۔ اور عیسائی تعلیمات کی اتباع خود پر لازم کر لی۔ مگر میں اس بات پر آمادہ نہیں تھا کہ ان عام اصولوں کو مثلاً اللہ سبحانہ و تعالےٰ اپنے بندے پر وحی نازل کرتا ہے تسلیم کروں یہی وجہ تھی کہ میں نے تمام چیزوں کو غیر تسلی بخش پاکر اپنی توجہ صرف کلیسا کی ہدایات پر منعطف کر دی۔ عیسائیت کی ناکامی کے بیان سے اس وقت اور کوئی دوسرا موضوع زیادہ آسان نہیں ہے لیکن تاہم ہمیں غور کرنا ہے کہ عیسائیت پر لفظ ناکامی کا اطلاق کس طرح ہوتا ہے۔ عیسائیت حقیقت میں کیا چیز ہے۔ اس کے مقصد کیا ہے اور یہ کیا چاہتی ہے؟ جب تک ہم ان چیزوں کو پیش نظر نہیں رکھینگے۔ ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے

غالباً عیسائیت کے متعلق بقول عام نظریہ ہبرٹس جرنل کے ایک مضمون نگار نے جنوری ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں خوب بیان کیا ہے۔ اس لئے میرے لئے یہی مناسب ہے کہ میں پروفیسر براؤن کے مضمون کے اس حصہ کو یہاں دہرا دوں۔

" عیسائیت بہت بری طرح تباہی میں گرفتار نظر آتی ہے۔ خواہ کوئی شخص بھی اس میں جتنا چاہے اضافہ کر دے مگر یہ انہی لوگوں کے لئے تسلی بخش ہوگی جو اسے گزشتہ زمانہ میں قبول کر چکے ہیں۔ خدا کی پدریت انسانی اخوت۔ حضرت مسیح کے ذریعہ نجات اور کلیسا کی حکومت و رہنمائی، یہ سب چیزیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ مگر ہم جب ان کا مقابلہ موجودہ زمانہ کے حقائق سے کرتے ہیں تو یہ حد درجہ غیر فطری اور مصنوعی نظر آتی ہیں۔ ایک وہ شخص جو تمام دنیا میں بے شمار انسانوں کو انتہائی مصائب اور مشکلات میں گھرا ہوا دیکھ رہا ہے وہ خدا کی ہمہ گیر پدریت کا کیسے ذکر کر سکتا ہے؟

ایک وہ شخص جو انتہائی رنج و غم مصیبت اور موت کی تلخی کو محسوس کرتا ہے اس سے یہ توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے کہ وہ خدا کی پدریت پر ایمان رکھے؟

عیسائیت کا دوسرا اہم اصول۔ انسانی اخوت ہے اس سے زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ موجودہ حال

یہ ہے کہ دنیا نے عیسائیت میں کہیں بھی عملی مساوات نہیں پائی جاتی اور عیسائیت کے زیر اثر جو نسل انسانی آباد ہے اور جو خود کو عیسائی اور صرف عیسائی کہتی ہے اسے بھی مساوات کا اقتدار نہیں سمجھا جا سکتا۔ خواہ عیسائیت کچھ اور ہو یا نہ ہو، یہ بین الاقوامی مذہب ضرور ہے۔ اس نے اس نظریہ واصول کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جو اللہ کے انعام واکرام کا مستحق صرف ایک قوم کو سمجھتا تھا۔ اس نے یہودیوں، اور یونانیوں کے مابین جو خلیج حائل تھی اسے پاٹ دیا اور ایک ایسے اجتماعی نظام کی بنیاد رکھی جس میں دونوں کا لحاظ رکھا گیا۔ مگر اس دور میں خود عیسائیت میں وہ خرابیاں انتہا کو پہنچ گئی ہیں جنھیں دور کرنے کے لئے حضرت مسیحؑ تشریف لائے تھے"۔

مجھے یہ بھی بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا اقتباس میں جہاں اس بات کی کافی صراحت موجود ہے کہ عیسائیت کا مقصد ومنہاج کیا ہے وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا عیسائیت کا مقصد یہی سمجھتی رہی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عیسائی عقیدہ کو روحانی اور ذاتی طور پر محترم سمجھنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سے لوگ محض رقابت کی بنا پر عالمگیر ہمدردیٔ انسانی اخوت کے مرکزی نظریہ کے قائل ہوئے ہیں۔ خواہ یہ عقیدے انسان کے عملی تجربہ سے کتنے بھی ناقص کیوں نہ ہوں مگر اس چیز سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے انسان کی سرشت پر مفید اثرات ڈالے۔ بہت سے عیسائیوں کے نزدیک عیسائیت سے مفہوم نیکی اعتقاد رکھنا ہے۔ مگر اس اعتقاد نے عام رائج الوقت عیسائی عقیدہ میں کچھ اصلاح نہیں کی۔

اس وقت تک انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو قبول عیسائیت کے وقت کچھ ابتدائی روحانی اصول وضوابط کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی چیزیں عقیدے کے مرکزی خدوخال ہیں۔ مگر اس کے برعکس عام رائج الوقت عیسائیت میں یہی روحانی اصول وضوابط قطعی طور پر ضمنی چیزیں بن گئے ہیں جن کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ محض مذہبی رسوم، جذباتی عقائد پر زور دینے اور مذہبی مسائل تثلیث میں ذہنی موشگافیاں کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر اگر ہم عیسائیت کی ناکامی پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ انسانوں کے دلوں میں گھر کرنے اور زندہ بجا دینے اصول وضوابط کی صورت اختیار کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اب تک دنیا کی روز مرہ کی ضروریات اور

زندہ مقاصد سے بے تعلق رہی ہے اور اسے زیادہ تر نظری حیثیت حاصل رہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس کی نظری حیثیت بہت خوشنما ہے مگر ناقابل عمل اور انسانوں کی پہنچ سے بالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سے کچھ دن پہلے پادری یہ شور مچا رہے تھے کہ عیسائیت عوام پر اپنا اثر کھو چکی ہے۔ اور یہ کہنا بے فائدہ ہے کہ پادریوں کا یہ عقیدہ کہ دنیا گناہوں سے بھری پڑی ہے۔ عوام میں روحانیت پیدا کرنے کی بے معنیٰ خواہش کی تکمیل کے لئے مفید ثابت نہیں ہوا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ لوگ مذہب سے کٹ گئے ہیں اور مذہب کو ان کی زندگی میں کچھ زیادہ دخل نہیں رہا۔ اور اس کے نتیجہ کے طور پر صورت حال کا اور زیادہ خراب ہونا یقینی ہے۔

اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس صورت حال کو کسی بالکل مختلف چیز سے تعبیر کیجئے یا یہ مان لیجئے کہ انسانی عقائد میں زوال کے آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ اور اب انسان پرانی قسم کی دفتری عیسائیت کے دوبارہ خواہشمند نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اب تو انہیں ایک لطیف ترین اور اٹل عقیدہ کی ضرورت ہے۔ مگر اس ضرورت کو بہت کم محسوس کیا جا رہا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص موضوع زیر بحث پر بحث کرتے وقت دفتری قسم کی عیسائیت کو برا بھلا کہنا شروع کر دے۔ کیونکہ دفتری قسم کی عیسائیت پورے طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ اور یہ صرف دنیا کے حد سے زیادہ مصائب و آفات کو دور کرنے کے سلسلہ میں ہی ناکام نہیں رہی بلکہ اس سے یہ بھی نہیں ہو سکا کہ یہ انسان کو ترغیب دے سکے کہ وہ اپنی روزمرہ کی ضروریات میں اس کے معلوم و ظاہر اصول و ضوابط کے ساتھ اتحاد کرے۔ اور نہ ہی اس نے اپنے ماننے والوں کی کبھی اس قسم کی حوصلہ افزائی کی۔ کہ وہ یہ امید رکھ سکیں کہ آیا ان اصول و ضوابط کو عملی جامہ پہنانا انسانی بس کی چیز ہے یا نہیں۔ اس کے برعکس اس کا نظریہ امن و سلامتی اور کمال دوسری دنیا کے لئے مخصوص ہے۔ اور یہ دنیا اس کے اظہار کے لئے موزوں مقام نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ عیسائیت نے دنیا کے سامنے کوئی دلنشین تعلیم پیش نہیں کی، وہ ناکام رہی ہے۔ اور اسے ناکام ہونا ہی چاہئے۔ اور بعض نے یہ انسانی طبیعت سے کچھ بالا بالا چیز ہے۔ بلکہ اسے قطعی طور پر دنیا کا اعتماد بھی حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے عوام کی مرضی اور منشا کے خلاف ایک مخصوص جماعت کو پورے نظم ونسق کا اجارہ دار بنا دیا ہے۔ اور یہ جماعت وہ ہے جس نے عوام کے ضمیر کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر پورے نظام پر قبضہ کر لیا ہے۔

پادریوں نے جو پادشاہت قائم کر رکھی تھی، کچھ دنوں سے اس کے خلاف بہت قوی رد عمل ہو رہا ہے۔ اس رد عمل نے آزادی فکر اور خوش کن اور قوی آزادی خیال کی صورت اختیار کر لی ہے۔ گو یہ تحریک ہر اعتبار سے ان بے قاعدیوں کو ختم کرتی معلوم ہوتی ہے جو پادریوں کے تسلط کی وجہ سے دنیا میں رونما ہوئیں۔ اور لوگوں کو روایات پارینہ کی اندھا دھند اطاعت سے نجات دلا رہی ہے۔ مگر یہ اپنے مقاصد میں کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہوئی جن کے پیش نظر بانیان تحریک نے اسے شروع کیا تھا۔ قطع نظر اس سے کہ زندگی کا مقصود و منتہا محض انکار نہیں ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے مذہبی آزادی حاصل کرنے کے لئے عقلیت پر نظر رکھی، وہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں انسانوں کی جذباتی معاشرتی اور اجتماعی ضروریات کے بہتر حل تجویز نہ کر سکے۔ اور نہ ہی انہوں نے انسانی تسکین کا کوئی بند و بست ہی کیا ہے۔

موجودہ دور کے انسانوں کی مذہب سے بے تعلقی سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدیم عیسائی مذہبی اصلاحات سے دور بھاگ رہے ہیں بلکہ ایک ایسے مکمل اور تسکین بخش اصول حیات کی تلاش میں ہیں جو عقل کے مطابق ہونے کے علاوہ اپنے اندر اس بات کی صلاحیت بھی رکھتا ہو کہ دلوں کی گہرائیوں میں اتر جائے اور انسانوں کے مابین ایک محکم رشتہ مودت و اتحاد قائم ہو جائے۔

یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے کہ اسلام نے چودہ سو سال ہوئے اس قسم کی مکمل اور حقیقی مودت و اخوت مہیا کر دی ہے، اور یہ اخوت اب بھی ہمارے سامنے ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے مذہب کو دنیائے انسانیت میں ایک قوی عنصر بنانے کی ضرورت ہے۔ اور صرف اسلام کے زندہ اصول ہی اس کے مستحق ہیں کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے۔ اسلام، دنیا کے سچے مذہب کے متعلق لوگ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ صرف یہی انسان کو زندگی کی تمام تر آسائشیں عطا کر سکتا ہے۔ اور جو مذہب ایسا نہیں کرتا وہ لازمی طور پر ناقابل ثابت ہوگا۔ اور دنیا اسے اور اس کی ضرورت کو فراموش کر دے گی۔ اس لئے دنیا کی امیدیں صرف اسلام سے وابستہ ہیں۔ اور یہ وہ مذہب ہے جسے خود خداوند تعالیٰ نے مکمل کیا۔

میرے لئے ضروری ہے کہ میں ناظرین کرام سے سفارش کروں کہ وہ انگریزی رسالہ اسلامک ریویو کے مضمون "اسلام کیا ہے" کو پڑھیں۔ اس مضمون سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ مذہب کی حیثیت اور اس کا مقصود کیا ہے اور کس طرح اسلام اس مقصد کو پورا کرتا ہے۔

سنہ ۱۹۱۴ء [illegible] جرمنی کے ساتھ جو جنگ ہوئی اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ لوگوں کے اپنے

رجحانات سے متعلق ایک بالکل نئی قسم کی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوا۔ عیسائی مذہبی علما نے اس خوفناک جنگ کے مقصود کو واضح کرنے کے سلسلے میں جو کوششیں کیں اس سے دُنیا کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا۔ جب دنیا جنگ کے خلاف شدید غصہ محسوس کر رہی تھی تو یہ پادری صرف اس چیز پر اکتفا کیے بیٹھے تھے کہ ہر روز وعظ کہتے جس میں اللہ سے اپنی ملاقات کے حالات بیان کرتے۔ اسی رسالہ ہبرٹس جنرل میں، جس سے ہم نے شروع مضمون میں ایک اقتباس نقل کیا ہے، مس رابنسن ایک دوسری مضمون نگار نے اس بات کی پوری وضاحت کی ہے کہ کس طرح عیسائی پادریوں نے پوری دلجمعی کے ساتھ اپنی تقریروں میں بیان کیا کہ جنگ عظیم طبعی نظام حیات کا ایک لازمی جزء ہے۔ گو یہ صورت حالات پہلی حالت سے مختلف ہے مگر اسی طرح ناگزیر ہے جس طرح کہ غربت۔

کچھ مدت ہوئی یہ تمام خیالات ایک عجیب وغریب عنوان والی کتاب "اللہ کا ایک دن" میں خاص طور پر ظاہر کئے گئے۔ لندن کے لشپ اس کتاب کے مصنف تھے۔ اس کتاب سے بہت عجیب وغریب قسم کے نتائج برآمد ہوئے۔ ایک اور پادری نے اعلان کیا کہ لڑائی اللہ کا وہ خطبہ ہے جس میں اس نے انسانیت کو مخاطب کیا ہے۔ اور یہ اسی خدا کا خطبہ ہے جو مصیبت اور پریشانی کے موقعہ پر طویل اور مذہبی خطبے دیا کرتا ہے۔

ڈاکٹر گور نے اپنی تازہ ترین تصنیف "دی وار اینڈ دی چرچ" میں بلا تامل اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ:

> "اللہ تعالیٰ نے یورپین اقوام کے گناہوں کی سزا میں ان پر جنگ کا دیوتا مسلط کر دیا ہے۔ خدا ان قوموں کو جنھوں نے اس دنیا کی چیزوں سے متعلق اپنی خواہشات پوری کرلی ہیں اجازت دیتا ہے کہ وہ اس حقارت آمیز سلوک کی بنا پر جو انھوں نے اللہ سے روا رکھا، ایک دوسرے کو سزا دیں۔
>
> اسی طرح اور اس قسم کے واقعات بھی ظہور میں آتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسان کو ذلیل وحقیر کرتا ہے۔"

ایک طرف تو ہم کلیسا کے یقین پر اپنی آنکھوں پر وہ عجیب وغریب چشمہ لگا لیتے ہیں جو اس کی طرف سے ہمارے لیے مہیا کیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف کلیسا انسانیت کے ساتھ یہ شرمناک مذاق کرتا ہے کہ

سکتا ہے کہ ان حالات میں کلیسے اور انسانیت ایک دوسرے سے آنکھ ملا سکتے ہیں؟ کیا لوگوں کا ایمان ہے کہ وہ اللہ کے منشا کی خاطر لڑتے اور مرتے ہیں؟ اور کیا یہ ہمارا ایمان ہے کہ پچھلی جنگ جو جرمنی سے لڑی گئی وہ ہمارے گناہوں کا نتیجہ تھی؟ کیا سپاہیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انہیں میدان جنگ میں لانے کا باعث ان کے گناہ تھے؟ اور یہی ان کی تکلیف وہ موت کا باعث بنتے ہیں؟ اور کیا یہ کسی طرح بھی ممکن ہے کہ ہم کسی ایسے اصول کو صحیح مان لیں جس میں اس قسم کا دعوے کیا گیا ہو؟ اور کیا رحیم و کریم اللہ اس قسم کے خوفناک اور سفاکانہ مظاہر کو دیکھ کر خوش ہو سکتا ہے؟

اس تمام اختلاف کے ساتھ جو مجھے مذکورہ بالا خیالات کے ساتھ ہے میں کہونگا کہ پادریوں کی طرف سے اس قسم کے بیہودہ خیالات کا اظہار ایسے گھ وہ ترین اور قابل نفرت کفر کی اشاعت ہے۔ جو انسان کو گناہگار بنا دیتی ہے۔

اپنی حکمت عملی کے عین مطابق، مغربی اور مشرقی کلیسا نے خود کو ہمیشہ دور کھڑے رہ کر تماشہ دیکھنے کی حکمت عملی پر عمل کرنے کے لئے تیار رکھا ہے، بجائے جرأت سے سامنے آنے کے اور یہ اعلان کرنے کے کہ مختلف حالات میں ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن سے عیسائیت کا نظام ٹوٹ جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح کی تعلیمات کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح کے یہ پیروکار، خود کو ساری عیسائی دنیا کے روحانی مفاد کی حفاظت اور نگہبانی کے دعویدار ظاہر کرتے ہیں۔

پوپ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے جو اس نے رومن نظام کے متعلق کہے ہیں۔ عیسائیوں کے اس طریق کار کا انداز ظاہر ہوتا ہے۔ رومہ کا بڑا پادری ایک طرف تو حضرت مسیح علیہ السلام کا نائب ہے جنھوں نے ساری دُنیا اور ہر ایک فرد کے لئے اپنی جان دی اور دوسری طرف وہ تمام کیتھولک عقیدہ کے عیسائیوں کا مشترکہ باپ ہے اور تمام جنگ آزما اشخاص پر یکساں مہربان ہے کیونکہ ہر طرف اس کے کثیر فرزند ہیں۔ اور ان تمام کی نجات اس کے لئے ایک سی اہمیت رکھتی ہو یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے مختلف مفاد کو پیش نظر نہیں رکھے گا بلکہ ان کے اس عام عقیدہ پر نظر کرے گا جو ان سب میں مشترک ہے۔ اور جو ان سب کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ اور اگر وہ اس کے برعکس چلے گا تو اس طرح نہ صرف وہ صلح و امن قائم کرنے میں ناکام رہے گا بلکہ سب سے زیادہ بڑی چیز یہ ہے کہ وہ مذہب سے متعلق نفرت و حقارت پیدا کر دے گا۔ اور اس کی وجہ سے حقیقی

امن جاتا رہے گا اور کلیسا ایک بہت بڑی دقت میں مبتلا ہو جائے گا۔"

اس قسم کے اعلان سے ہمیں یہ یقین ہو جاتا ہے کہ پوپ غیر جانبدار شخصیت کا مالک ہے۔ وہ ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہتا جس سے عدم مساوات کا شائبہ تک ظاہر ہو۔ جو اس کے نزدیک قابلِ نفرت چیز ہے۔ اس کی طرف سے ظلم وستم کے خلاف ایک حرف بھی نہیں کہا گیا۔ اور نہ ہی اس نے اقوام عالم کے اس نقصان پر افسوس ہی ظاہر کیا جس پر ان کے جوانمرد اور بہترین افراد مارے گئے اور نہ ہی اس نے اس بہیمیت اور بے انصافی کے خلاف آواز بلند کی۔ جس نے غیر جانبدار بھولے بھالے اشخاص کو مجبور کیا کہ وہ خود پر حملہ آور ہونے والوں کی رضا پر رضامند ہو جائیں اور ایک دوسرے کی گردن کاٹنے پر تیار رہیں۔

پوپ کا یہ فرض تھا کہ وہ تمام دنیا کے لوگوں کے ضمیروں سے اپیل کرتا۔ اس کی بجائے اس نے اپنے پادریانہ دماغ کی اختراع کی طرف اشارہ کر دینے کو کافی سمجھا۔ اس صورت حال کی موجودگی میں ہم پوچھ سکتے ہیں کہ لوگ عیسائیت کے اس تاریک پہلو کو کیا کریں؟

اگر عیسائیت سے عدم مدافعت اور عدم تشدد کے غیر موثر اصول کے سوا اور کچھ مراد نہیں جو آزمائش اور ابتلا کے وقت اپنے پیروکاروں کو قطعی بزدل اور ناکارہ بنا دے۔ تو پھر کیا آج کل کا انسان اگر وہ انسان ہے جو اپنے آپ کو عیسائی کہنے کے لئے تیار رہو گا؟ یا وہ شخص کون ہے جو ایسا کرنے کے بعد خود کو حساس کہہ سکے؟ عیسائیت لازمی طور پر ختم ہو جائے گی۔ اور ایک ایسے مذہب کے لئے جگہ خالی کر دے گی جو سچا مذہب ہے۔ اور جسے اللہ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے بنایا ہے۔ اور یہ مذہب اسلام ہے۔ یہ سچ اور نیک نیتی اور رواداری کا حامل ہے۔ یہ انسان کے رجحانات کا پورا پورا خیال رکھتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام ہی تمام دنیائے انسانیت کو اطمینان اور تسکین بخش سکتا ہے۔ اور مسلمان ہی دنیا کی ایک ایسی قوم ہیں جن میں صحیح معنوں میں اخوت اسلامی پائی جاتی ہے۔ عیسائیت کی طرح اسلام کی اخوت محض زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔

عیسائیت کی ناکامی پر جلدیں لکھی جا سکتی ہیں۔ مگر کمی وقت اور جگہ اس کی اجازت نہیں دیتی۔

اسلامی تہذیب و تمدّن

اس کی مساوات، عالمگیریت، اور مناسبت وقت

اسلامی تاریخ کے عربی، ایرانی اور ترکی دور

عروج و زوال اور ازسرِ نو زندگی حاصل کرنے کی داستان

(علامہ محمد مارماڈیوک پکتھل مرحوم کے قلم سے)

اس دور کی عام حالت، مرفہ الحالی اور اقتصادی برتری

یوں تو بنو عباس کی بغداد کی خلافت پانچ سو سال تک قائم رہی مگر آخر کے تین سو پچاس کے دوران میں حقیقی حکمران ترک تھے اور ریاست کی سیاسیات ترکی سرداروں ہی کے زیر اثر تھیں۔ پہلے سلجوقی دور میں تغرل بیگ، الپ ارسلان اور ملک شاہ پیش پیش تھے۔ پھر زنگیوں کا دور آیا۔ اور عمادالدین، نورالدین، آگے آئے۔ پھر ایوبیوں کی باری آئی تو صلاح الدین ایوبی، ملک عادل، ملک کامل، اور اس کے جانشینوں کا سکہ چلا۔ گو حکمرانوں میں تبدیلی ہوتی رہی لیکن تمدن عباسیوں ہی کا باقی رہا۔ حکمرانوں کی اس تبدیلی کا اثر عام رعایا پر بھی کچھ زیادہ نہیں پڑا۔ عوام کسی حد تک متاثر تو ہوئے مگر تمام اسلامی قلمرو میں عوام تعلیمی اور دیگر ضروریات زندگی کے اعتبار سے تمام دوسرے ممالک سے اب بھی بہت بہتر تھے۔

اسلامی ممالک کی مالی حالت پر مغربی دُنیا کو ہمیشہ رشک رہا۔ مغربی تجار اسلامی ممالک سے تجارتی تعلقات قائم کرنے کے سلسلے میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے رہے۔ عیسائی ہسپانیہ کے مقابلہ میں اسلامی ممالک کے مالی عروج و بلندی کا اندازہ ایک موجودہ انگریز ادیب کے اس جملہ سے بخوبی ہو سکتا ہے قطع نظر اس کے کہ اسلامی مورخین نے اس کے متعلق کیا لکھا ہے۔ یہ انگریز ادیب لکھتا ہے: "ہسپانیہ اپنی فارغ البالی اور نئی دنیا سے تجارت کرنے کی مخصوص مراعات کے باوجود سولھویں صدی عیسوی میں عیسائی بادشاہوں کے زمانہ میں اپنی مصنوعات اور فارغ البالی کے اعتبار سے دن بہ دن زوال کی طرف بڑھ

رہا تھا۔ اور درحقیقت اس کی مالی حالت بہت خراب ہو رہی تھی۔ گو بظاہر ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ حالت مسلمانوں کے آنے تک باقی رہی۔ ایسابل کے ہاتھوں مذہبی رجحانات کے باعث جو تخریب عمل میں آئی تھی اس کی تکمیل فلپ سوم کے دور میں ہو گئی۔

دوسرے ممالک میں حتٰے کہ یورپ میں یہ دور بہت ہی مایوس کن تھا۔ کسان اور زمیندار ان ہی زمینوں میں الجھے ہوئے تھے جن میں وہ کاشت کر سکتے تھے۔ صناعوں کی حالت اس سے بھی خراب تھی۔ تجارتی حلقوں کا ابھی آغاز ہوا تھا۔ اور وہ رشوت اور خوشامد کے ذریعہ مخصوص قسم کی مراعات حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اس کے مقابلہ میں اسلامی قلمرو میں تاجر، کسان، اور صناع تمام کو آزادی کی نعمت میسر تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہاں کچھ غلام بھی موجود تھے۔ مگر یہ غلام بہت زیادہ خوش قسمت لوگ تھے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی پوری تعمیل کی جاتی تھی کہ "انہیں وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ اور انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔"

اسی طرح حضور کا یہ بھی ارشاد تھا کہ انہیں اظہار شکریہ کے طور پر آزاد کیا جائے۔ اور اسی طرح اسلامی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس طریق سے غلامی کا خاتمہ بہت پہلے ہو گیا ہوتا۔ مگر جنگ کے غنائم کی صورت میں یہ سلسلہ ختم نہیں ہو سکا تھا۔ تاہم یہاں کوئی ایسا قانون نہیں تھا کہ غلامی کا اثر نسلوں تک پہنچے یعنی غلام باپ کا بیٹا بھی غلام ہو۔ غلام کو بیٹے کی طرح سمجھا جاتا حتٰے کہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں غلام ہی آقا کی جائداد کا وارث قرار دیا جاتا، اسی طرح بادشاہوں کے غلام اکثر بادشاہوں کے بے اولاد مرنے پر سلطنت کے وارث ہوئے۔ یہ کوئی غیر معمولی یا خلاف عادت بات نہ تھی۔ کہ کوئی شخص اپنی لڑکی کا نکاح اپنے ایسے غلام سے کر دیتا جو اس کے کام کو جاری رکھتا۔ اور اس کے گھر کی عزت کا محافظ ہوتا۔ غلاموں کو اپنے آقاؤں سے جو عقیدت تھی۔ اور آقا اپنے غلاموں سے جس محبت اور انس سے پیش آتے تھے اسے کہاوتوں کی صورت حاصل ہے۔ اور جبکہ بعد کے دنوں میں بعض حصوں میں جنگ کے ذریعہ غلاموں کی فراہمی رک گئی اور ان کے خریدنے اور بیچنے کو ناجائز قرار دے دیا گیا تو بہت سے مسلمانوں کو خیال پیدا ہوا کہ جبکہ قرآن حکیم میں انہیں غلاموں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا تھا تو ایسی صورت میں جبکہ غلام موجود نہیں ہیں اس حکم کی اطاعت کیسے کی جائے۔ یہ خیال بلاشبہ غلط فہمی کا نتیجہ تھا کہ اسلام غلامی کے انسداد کے لئے آیا تھا۔ اور اس کا کام غلامی کا خاتمہ کرنا تھا۔ پھر بھی یہ ایک بحث ہے جسے میں نے خود ان لوگوں کی زبانی

سنا جو سوڈان سے غلاموں کی تجارت کا مکروہ سلسلہ جاری رکھنا چاہتے تھے۔ غلاموں کی تجارت ایک بہت بڑا ظلم ہے اور اسلام اس ظلم کی اجازت کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتا۔ میرا دعوےٰ یہ نہیں ہے۔ کہ اسلامی دنیا میں کوئی عیب نہیں ہے۔ البتہ میرا یہ دعوےٰ ضرور ہے کہ اسلامی دنیا میں وہ معائب نہیں ہیں جو مغربی لکھنے والوں نے اس کی طرف منسوب کئے ہیں۔ ان معائب کو ان عیبوں سے کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہے جو عیسائی دنیا میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر اسلام میں جس قسم کی غلامی کا وجود ہے اس کو امریکہ کے غلاموں سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

جماعتی امتیاز اور تفوق سے مبرا سماج

اسلام میں رنگ اور نسل کا کوئی امتیاز موجود نہیں ہے۔ اسلامی مساجد، محافل، تقاریب اور محلات میں گورے، کالے اور سرخ سب ایک ہی جگہ اور ایک ہی صف میں بلا کسی امتیاز کے شریک ہو سکتے ہیں۔ اسلام میں بہت سے بڑے بڑے بادشاہ، مذہبی رہنما اور علما، انتہا سے زیادہ سیاہ رنگ کے تھے۔ مثال کے طور پر عباسیوں کی خلافت کے زمانہ میں جیاش حاکم مین، محمد علی پاشا کے زمانہ حکومت میں احمد الجبرانی مصر کا بہت بڑا مورخ جاحظ، دنیائے ادب کا بہت بڑا فرمانروا یہ سب سیاہ رنگ کے تھے۔ اور اگر کسی کو یہ خیال پیدا ہو کہ اس عظیم الشان اسلامی برادری میں سفید رنگ کے افراد شامل نہیں تھے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ سرسیٔن اور اناطولیہ کے پہاڑی علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں سے زیادہ دنیا کی کوئی قوم سفید رنگت نہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے بہت ابتدا میں اسلام قبول کر لینے پر مسلمانوں میں اہمیت حاصل کر لی تھی۔ یہ تہذیب و تمدن تھے جہاں مراتب اور دولت کا فرق موجود تھا مگر یہ فرق یورپ کی طرح جماعتی امتیاز کا ہم معنےٰ نہیں تھا۔ اور نہ ہی اسے ہندوستان کی چھوت چھات سے کوئی نسبت ہے۔ اس وقت جبکہ یورپ نام و نمود کے فریب میں مبتلا تھا اسلامی تہذیب کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی سادگی اور پاکیزگی تھی۔ ہر ایک شہر میں عوام کے غسل کے لئے نہایت عمدہ اور آرام دہ ٹھنڈے اور گرم حمام تھے۔ عوام کے استعمال کے لئے جگہ بہ جگہ پانی کے چشمے موجود تھے۔ جہاں کہیں بھی اسلامی ریاست تھی وہاں سب سے پہلے عمدہ اور صحت بخش پانی کی فراہمی ضروری سمجھی جاتی تھی۔ اور آزادانہ غسل کو مسلمانوں کے مذہب کے ساتھ کچھ اس قسم کا تعلق پیدا ہو گیا۔ کہ اندلسیہ میں ۱۵۶۶ء میں حماموں میں غسل کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ اور جو اس حکم کی خلاف ورزی کرتا

اسے سخت سزائیں دی جاتیں۔ کیونکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کی یاد تازہ کردی جائے۔ اور سول کے ایک بدقسمت مالی کو تو اس گناہ کی پاداش میں کہ اس نے اپنے کام پر کیوں غسل کیا قتل کردیا گیا۔ میں نے خود اناطولیہ میں ایک یونانی عیسائی کو یہ کہتے سنا ہے کہ یہ آدھا مسلمان ہے۔ کیونکہ یہ اپنے پاؤں دھوتا ہے۔

تمام اسلامی ممالک میں لوگوں کے کھانے اور پینے کے سامان کی بہت سخت نگرانی کی جاتی تھی گوشت اور اسی قسم کی چیزوں کے لئے یہ حکم تھا کہ انہیں نہایت احتیاط سے ڈھکا جائے۔ تاکہ مکھیوں اور گرد و غبار سے بچی رہیں۔ ہر قسم کی جماعتوں اور طبقوں میں باہم ملنے جلنے کی پوری آزادی تھی۔ اسی طرح باہمی نکاح پر بھی کسی قسم کی پابندی نہیں تھی۔ ہر شخص دوسرے شخص سے آزادی کے ساتھ گفتگو کرسکتا تھا۔ میں اس وقت وہی باتیں عرض کر رہا ہوں جو میں نے خود معلوم کی اور دیکھی ہیں۔ میں جب پہلی بار مصر، شام اور اناطولیہ گیا تو میں نے دیکھا کہ یہ تہذیب اب تک وہاں موجود ہے۔ میں نے الف لیلہ پڑھی۔ گو یہ کتاب مصر میں چھپی اور وہیں سے شائع ہوئی ہے مگر اس کی زیادہ تر کہانیاں بنو عباس کے عہد کی ہیں۔ اور پھر دمشق، مصر، اور بیت المقدس کی روزمرہ کی زندگی کا بنظر خود مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ پہلے کی شان و شوکت، اور رونق اب موجود نہیں ہے۔ مگر اس بے رونقی اور غربت و افلاس کے باوجود یہاں کے لوگوں میں ایک قسم کی ایسی خوشی پائی جاتی ہے جو یورپ میں کہیں نظر نہیں آتی۔ یہ لوگ زندگی کے ان مصائب سے قطعاً آزاد معلوم ہوتے ہیں جو ہمیں آئے دن گھیرے رہتے ہیں۔ انہیں دولت کی حرص نہیں اور نہ ہی انہیں ہماری طرح موت کا ڈر ہے۔ اور پھر ان لوگوں کی سخاوت اور دریا دلی کا تو یہ عالم ہے کہ اسلامی قلمرو میں کوئی شخص بھی بھوک کی وجہ سے اپنے ہمسایہ کے دروازہ پر مرا ہوا نہیں پایا گیا۔

بلاشبہ ان میں چند ایسی صفات موجود تھیں جو مغربی یورپ والوں کی زندگی میں موجود نہ تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ان میں وہ بہت کچھ نہ تھا جو مغربی لوگوں میں پایا جاتا تھا۔ یہ بعد کی چیز تھی کہ مجھے معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں ان کے پاس وہی دولت تھی جس پر آج یورپ فخر کرتا ہے۔ اسی فراوانی دولت کی وجہ سے یورپ کو اندرونی سکون بھی حاصل ہوا۔ اور میں یورپ کی اسی چیز پر رشک کرتا ہوں۔ یہ مجھے کافی دیر بعد میں یعنی بیس سال کے بعد معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی مالی خوش حالی محض اس لئے چھنی کہ انہوں نے آدھی نصرانیت سے غفلت برتی۔ تاہم مسلمان اندرونی سکون و خوش حالی اس صورت میں بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ کہ اگر وہ

اس آدھی شریعت کے جبکے وہ اس وقت پابند ہیں پورے طور پر متبع بن جائیں ۔
مجھے اپنی داستان کو جاری رکھنا چاہیئے اور آپ کو بتانا چاہیئے کہ اسلامی تمدن کیسے اور کس طرح زوال پذیر ہوا ۔
ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ کس طرح عباسیوں کی حکومت زوال پذیر ہوئی ۔ اور کس طرح ترک غلاموں کے مضبوط ہاتھوں نے اسے تھامے رکھا ۔ ترک جس وقت خلیفہ کی ملازمت میں آئے اس وقت وہ غلام تھے ۔ البتہ بعد میں ان کے سرداروں نے امیر الامرا، سلطان اور ملک کا خطاب حاصل کرلیا ۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ یہ کیسے ہوا کہ صدیوں تک اسلامی تہذیب مہذب ہاتھوں سے منتقل ہو کر نسبتاً بربر حکمرانوں کے ہاتھوں میں رہی لیکن اس پر کوئی بڑا اثر نہ ہوا ۔ بلکہ یہ کسی قدر ترقی ہی کرتی رہی ۔ یہ نسبتاً بربر حکمران سخت قسم کے مسلمان تھے ۔ انہوں نے اکثر خلیفہ کی اہانت کی ۔ انہیں خلیفہ کی ذلیل ذات سے دلی نفرت تھی ۔ ان کے اس حقارت آمیز رویہ کی بنا یہ نہیں تھی کہ انہیں خلیفہ سے بحیثیت خلیفہ عناد تھا ۔ بلکہ اس لئے کہ اس جیسا مجرم اور بدکردار انسان اس قابل نہیں تھا کہ اسے مسلمانوں کا بادشاہ بنایا جائے ۔
ابن خلدون مشہور مسلمان مورخ نے اپنے مشہور مقدمہ میں خلیفہ کی ذات سے متعلق ایک شعر نقل کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے :۔
" خلیفہ ایک ایسے قفس میں بند ہے جسکے چاروں طرف لونڈی غلام ہیں اور وہ طوطے کی طرح وہی کہتا ہے جو اس کے حواری اسے سکھاتے ہیں ۔

تیس اسلامی یونیورسٹیاں

مگر صرف خلیفہ کی ذات پر خلافت کا انحصار نہیں تھا ۔ گو وہ نا اہل تھا ۔ مگر خلافت ایک ادارہ کی حیثیت سے اب بھی اہمیت رکھتی تھی اور ہر مسلمان اسے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا ۔ اور یہ ان پچاس یونیورسٹیوں کے فضلا اور علماء کی آواز تھی جہاں ضرورت کے وقت یہ سب لوگ مشورہ کے لئے جمع ہوتے ۔ آپ ان فضلاء کو ان معنوں میں علماء نہیں سمجھ سکتے جن معنوں میں آج کل ہم انہیں بطور احترام علماء کہتے ہیں ۔ آخر الذکر کے لئے اس وقت مناسب عربی لفظ فقہا استعمال کیا جاتا تھا ۔ اور یہ لفظ ان دنوں میں جبکہ فقہ ابھی اپنے آغاز میں تھی ۔ عام استعمال میں نہیں آیا تھا ۔
اس دور کی اسلامی یونیورسٹیوں نے علم و فضل اور تحقیقات کے سلسلہ میں دنیا کی رہنمائی کی ۔

ان یونیورسٹیوں میں ہر قسم کے فن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ انہوں نے ہر اس فن کی تعلیم کی ذمہ داری لے لی تھی جس کا اکتساب اس دور میں ممکن تھا۔ بلاشبہ اس دور کی یونیورسٹیاں آج کل کی یونیورسٹیوں سے بہت مختلف تھیں۔ لیکن یہ اس وقت کی دنیا میں سب سے بہتر اور بلند تعلیم گاہیں تھیں اور غالباً دنیا کی ان تمام تعلیم گاہوں سے ارفع تھیں۔ جنہیں مذہب سے تعلق رہا ہے۔

(باقی آئندہ)

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

(بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۸ء)

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۳/۱۲/۳۸	۱۴۷۵	جناب سید اصغر حسین صاحب مشن			۲۵	۱۳/۱۲/۳۸	۱۶۴۴	واپسی پیشگی از بل ۱۲۲ اندراج سابقہ	۶	۴	۸۳
"	۱۴۷۶	" مسٹر انور حسن صاحب "			۱۰	۱۴ "	۱۶۴۵	جناب ایم فخر الدین صاحب مشن			۱۰
"	۱۴۷۷	" محمد ابو الناصر صاحب "			۱	"	۱۶۴۶	" مجیب الرحمن صاحب "			۲
۲ "	۱۴۸۰	" خان بہادر شیخ منہاج الدین صاحب "			۱۰	"	۱۶۴۳	" ایس ایم اے خراسانی "			۲
"	۱۴۸۱	" اے۔ ایچ باعکظہ صاحب "			۵	۱۵ "	۱۶۵۳	" محبوب خان صاحب			۳
۳ "	۱۴۸۵	" ایچ آئی قاضی صاحب "		۱۳	۲۷	۱۶ "	۱۶۵۴	" لفٹنٹ میجر ایم اے جعفری "			۳۰
۵ "	۱۴۸۸	" سیدہ خیر النسا رخاتون صاحبہ "			۲۰	"	۱۶۵۵	" قادر محی الدین صاحب "			۳
"	۱۴۸۹	" ایم سید علی صاحب "			۲۵	۲۱ "	۱۶۹۳	" آغا محمد ابراہیم صاحب "			۲
"	۱۴۹۰	" رحمت اللہ صاحب "			۲۵	۲۲ "	۱۶۹۹	" رسالدار میجر نذیر علی صاحب "		۸	۱
۶ "	۱۴۹۴	" ای یو حاجی محمد صاحب "			۱۰	۲۳ "	۱۷۰۷	" محمد احمد اینڈ برادرز		۸	۲
۷ "	۱۵۱۲	" عبد الحق صاحب "			۵	"	۱۷۱۱	" ایم اے داؤد ماریکار		۱۰	۷
۸ "	۱۵۲۴	" نواب غلام احمد صاحب کلامی "			۴	"	۱۷۱۵	" واپسی پیشگی از بل ۱۳۲ اندراج سابقہ	۹	۷	۴۰
"	۱۵۳۵	" کرم الٰہی صاحب قریشی "			۵	۲۴ "	۱۷۱۶	" ایس ایس احمد صاحب مشن			۵
۹ "	۱۵۳۷	" علی احمد خان صاحب واثمین "			۵	۲۶ "	۱۷۲۲	" عبد الشہید خاں صاحب "			۱۵
"	۱۵۳۸	" محمد ایوب صاحب "			۵	"	۱۷۲۳	" خانبہادر یٰسین صاحب		۸	۲
۱۰ "	۱۵۵۸	" ایم خان اسکوائر "		۳	۲			فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۸ء		۱۳	۹۴۷
۲۰ "	۱۵۸۵	" کے ایچ منیار "			۳			فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ دسمبر ۳۸ء		۴	۷۴
۲۳ "	۱۶۰۸	" زبیدہ خاتون صاحبہ "			۲۵						
"	۱۶۰۹	" چودھری محمد نور الزمان صاحب "			۵						

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

بابت ماہ دسمبر ۳۸ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
		فروخت ووکنگ گزٹ بابت ماہ دسمبر ۳۸ء		۴	۵۰
		فروخت کتب	۶		۱۸۱
۳/۱۲/۳۸	۱۸۵۳	جناب محمد اظہر الحق			۴
		,, عاشق علی صاحب			۲
		میزان	۹	۳	۱۶۸۷

تفصیل آمد مفت اشاعت اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۲/۳۸	۱۵۴۴	جناب نواب غلام احمد صاحب کلاچی			۱۰
۱۵ ,,	۱۶۵۰	,, سید محمد سعید الحق صاحب			۵
۱۶ ,,	۱۶۵۶	,, ظفر اللہ صاحب			۵
۲۲ ,,	۱۶۹۹	,, رسالدار میجر تدیر علی صاحب			۵
۳۱ ,,	۱۶۱۶	,, الیس الیس احمد صاحب			۱۰
		کل میزان	۹	۳	۱۷۲۲

تفصیل اخراجات ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

بابت ماہ دسمبر ۳۸ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۱/۱۲/۳۸	۱۱۸	تنخواہ عملہ بابت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء	۳	۱۰	۲۶۹
	۱۱۹	Conveyance allowance سکرٹری صاحب ٹرسٹ بابت ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۳۸ء			۶۰
	۱۲۰	کرایہ گودام ماہ اکتوبر و نومبر ۳۸ء			۳۰
	۱۲۱	طباعت اسلامک ریویو بابت ماہ اگست و ستمبر ۱۹۳۸ء			۲۰۰
	۱۲۲	سفر خرچ سفر مشن برائے روانگی مسجد ووکنگ	۶	۴	۸۳
	۱۲۳	میسرز نیشنل ٹریڈنگ کمپنی ۴ ریم کاغذ برائے اشاعت اسلام ۳ ریم کاغذ برائے انگریزی اپیل		۴	۳۸
	۱۲۴	امپریسٹ بل بہ تفصیل ذیل: محصول ڈاک از نمبر ۲۰۰ تا ۲۲۳؛ خرید کتب برائے فروخت؛ سٹیشنری؛ طباعت ووکنگ گزٹ نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷؛ طباعت ضمیمہ اسلامک ریویو ستمبر ۳۸ء؛ بجلی کا بل			

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
		واپسی از آر آر نمبر ۱۱۷۹؛ تار ۱۲؍؛ متفرق	۹	۴	۲۹۳
	۱۲۵	میسرز رپن پرنٹنگ پریس لاہور طباعت ووکنگ گزٹ نمبر ۱۶ و ۱۷			۳۱
	۱۲۶	پروف ریڈنگ اسلامک ریویو از جنوری ۳۸ء تا دسمبر ۳۸ء			۱۲۸
	۱۲۷	میسرز عمر حیات خرید کتب برائے فروخت	۹	۱۲	۲۱
	۱۲۸	پیشگی امام مسجد ووکنگ ۲۵ پونڈ	۳	۵	۳۳۳
	۱۲۹	تنخواہ اکونٹنٹ ٹرسٹ بابت ماہ ستمبر، اکتوبر اور نومبر ۳۸ء			۲۴۳
	۱۳۰	میسرز نیو یونین پریس لاہور بقایا بل طباعت اسلام ٹو ویسٹ اینڈ ویسٹ			۶۰
	۱۳۱	تنخواہ سکرٹری صاحب ٹرسٹ ماہ اگست ۳۸ء		۵	۱۵۲
	۱۳۲	اخراجات سفر سکرٹری صاحب ٹرسٹ	۹	۷	۴۰
		میزان	۳	۶	۱۹۵۴

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبۂ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) مشن کے آرگن — اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) مشن کے تاثرات — (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنانِ اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار۔ اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آزار کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں **اشاعتِ اسلام** ہمارا اوّلین نصب العین ہونا چاہئیے۔

(۸) ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلادِ اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (ہندی) سالانہ — قیمت پانچ روپے ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ **اللہ اکبر** نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کُل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیلِ مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں پر مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین و نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم پبلک لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین۔ مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

GHULAM ALI

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ۱/۲ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے ؂

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۵ — بابت ماہ مئی ۱۹۳۹ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ — نمبر ۵

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپ کر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ مئی ۱۹۳۹ء

شذرات

رسالہ ہذا کو جناب غلام علی صاحب نومسلم کے نوٹو سے زینت دی جاتی ہے۔ صاحب موصوف نے عیسائیت سے تنفر اور اسلام سے ابتدائی دلچسپی اور قبولیت اسلام کے حالات کو ذیل کی سطور میں تحریر فرمایا ہے۔ جو امید ہے کہ قارئین کرام کی دلچسپی کا موجب ہونگی۔

"میری پیدائش سویڈن کے عیسائی ماحول میں ہوئی۔ اوائل عمر ہی سے میں مذہبی معاملات پر غور و فکر کرنے لگ گیا۔ لیکن کلیسا کی تعلیم کبھی بھی میرے اطمینان قلب کا موجب نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ میں نے ایک مسلمان کی فوٹو کو دیکھا جس میں وہ نماز ادا کر رہا تھا جس نے مجھے بہت ہی متاثر کیا۔ اس کے بعد جہاں کہیں سے بھی مجھے اسلامی لٹریچر میسر آتا۔ میں اس کا گہری دلچسپی اور شوق سے مطالعہ کرتا۔ یہانتک کہ عیسائی مشنری لٹریچر کو بھی پڑھ لیتا۔ متلاشی حق ہونے کی وجہ سے مجھے تاریک اور رنگ آمیز تحریرات کے کذب و فریب کے باوجود بھی نور ہدایت مل گیا۔ اور میں آہستہ آہستہ اسلام کے قریب تر ہوتا گیا۔

گزشتہ واقعات پر ایک نظر ڈالنے سے میں کہہ سکتا ہوں کہ گو میں ایک عیسائی ملک میں پیدا ہوا لیکن میں کبھی بھی عیسائی نہیں تھا۔

اسلام میں عالمگیر اخوت کا وہ عظیم الشان جذبہ پایا جاتا ہے جسے دنیا کے دیگر مذاہب نے بالکل نظر انداز کیا ہے۔

آخر میں، میں رب عزوجل کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

غلام علی

اخبار مسجد ووکنگ

اُس لیکچر کا خلاصہ جو امام صاحب مسجدِ ووکنگ نے ۴ ستمبر ۳۸ء کو دیا

مسیحی مذہب اور اسلام سے اس کے روابط کے متعلق مسلسل لیکچروں کے سلسلہ میں اس مرتبہ امام صاحب نے بعض دلچسپ نکات بیان کئے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مسیحؑ نے توحید الٰہی کی تلقین کی تھی۔ اور موجودہ مسیحی تصور، زمانۂ مابعد کی پیدائش ہے۔ جناب یسوع کے شاگردوں نے ان کی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر، اپنے ذاتی حالات کے مطابق بنا لیا۔ اور اس طرح ان لوگوں میں اس کو ہر دلعزیز بنایا جو حضرت مسیحؑ کی حقیقی تعلیمات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ الغرض مرورِ ایام سے جناب مسیحؑ کو خدا کا درجہ مل گیا۔ جناب مسیحؑ نے یہ تعلیم نہیں دی بلکہ مسیحی عقائد سے یہ تعلیم مستنبط ہوتی ہے۔ اسی طرح گوتم بدھ نے، اگرچہ اپنی شخصیت کو پیرؤوں کے دماغ سے ہٹانے کی بہت کوشش کی۔ مگر اس وقت ہزاروں جگہ اس کے مجسموں کی پرستش ہو رہی ہے۔

مسیحی عقائد میں، نزول دوزخ کے متعلق جو تعلیم ہے اس کے متعلق امام صاحب نے بتایا کہ یہ بالکل غیر ضروری چیز ہے۔ یعنی جناب یسوع کو بحیثیت یسوع یا خدا، دوزخ میں جانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ خدا کے لئے یہ فعل بے سود ہے۔ کیونکہ خدا بغیر دوزخ میں جا کر تجربہ کرنے کے بذات خود انسان کی تکالیف کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اور بحیثیت یسوع یہ چیز تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ یسوع تو آزمائش میں پڑا اور پورا اُتر چکا۔

ایک امکانی جواب یہ ہے کہ اولاً یسوع کے دشمنوں کو اس بات سے خوشی ہوئی کہ یسوع کو صلیب پر ایک عام بدمعاش کی طرح موت دی گئی۔ اور اس کی ذلت کو بڑھانے کے لئے انہوں نے یہ افسانہ تراشا کہ وہ دوزخ میں بھی گیا۔ جب یسوع کے شاگرد اس صلیبی حادثہ سے کچھ سنبھلے تو انہیں دوسرا صدمہ درپیش ہوا۔ یعنی یسوع کی نعش غائب ہو گئی۔ اور اس کا جواب یسوع کے دوستوں نے یہ دیا کہ وہ آسمان پر چلا گیا۔ اور دشمنوں کی تردید کے لئے انہوں نے یہ بھی مشہور کیا کہ ہاں یسوع دوزخ میں بھی گیا مگر اپنی طاقت

سے وہاں سے باہر نکل آیا - اور پھر بہشت میں چلا گیا - اور اب خدا کے دہنے ہاتھ پر بیٹھا ہوا ہے - لیکن اگر . . . . یسوع، خدا تھا تو پھر وہ خدا کے دہنے ہاتھ پر کس طرح بیٹھ سکتا تھا؟

اور یہ تخت نشینی کا تصور تو بہت ابتدائی زمانہ کا تصور ہے - اور یہود کے لئے، جو عرصہ دراز سے ظلم وستم سہ رہے تھے، خدا کا یہ تصور کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے بہت اہم تھا۔ کیونکہ جب کبھی انہیں اپنی قومی بادشاہت نصیب ہوگئی تو ان کی حالت بہتر ہوگئی - اس لئے وہ خدا کا تصور بھی ایسا ہی کرتے تھے، جو ان کے خیالات کے عین مطابق تھا -

اس طرح تخت پر بیٹھنے کا تصور، خوشحالی کا مظہر بن گیا - اور آج جس بات کو مسیحی لوگ عقیدہ بنائے ہوئے ہیں - یہ دراصل قدیم لوگوں کی آرزو کا ثمرہ ہے - اس کے بعد امام صاحب نے جناب مسیح کی مزعومہ صلیبی موت کے متعلق اسلامی نظریہ پیش کیا - اور بتایا کہ کس طرح انہوں نے اس موت سے اپنا بچاؤ کیا، مرور ایام سے، جو لوگ کہ اشاعت مسیحیت کے ذمہ دار تھے وہ کسی بہتر دلیل کے منتظر تھے جس سے یسوع کی الوہیت ثابت کی جائے۔ چونکہ وہ خود بھی غیر مطمئن تھے اور چونکہ انہیں یہ یقین تھا کہ ہم اعلیٰ طبقہ کے افراد میں اپنے مذہب کی اشاعت نہ کر سکیں گے اس لئے انہوں نے قدیم بت پرستوں سے بہت سے خیالات اخذ کر لئے کیا جناب یسوع سے قبل دنیا میں متعدد خدا صلیب پر مصلوب ہو کر بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو گئے مثلاً بعل، بودھ، متھرا، وغیرہ - الغرض ان مشرکانہ خیالات سے اپیل کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مشرکوں میں عیسائیت کو ہر دلعزیزی حاصل ہو - افسوس کہ موجودہ مسیحی جو حقائق سے بے خبر ہیں، ان تمام مشرکانہ روایات کو حقیقی مذہب سمجھتے ہیں -

مسیحی رسوم کے متعلق ذکر کرتے ہوئے امام صاحب نے بتایا کہ مثلاً رسم استحکام کو لیجئے - اس رسم کے لفظی معنے ہیں، مذہبی عقائد میں پختہ کرنا، یہ رسم بپتسمہ کی تصدیق ہے - اور عموماً سن بلوغ کو پہنچنے پر ادا کی جاتی ہے - اصطباغ اور استحکام کے زمانہ کے درمیان، ایک مسیحی کو مذہبی امور سے خوب واقفیت کرائی جاتی ہے اور استحکام کے معنے یہ ہیں کہ اب وہ شخص شیطان کے پھندے میں گرفتار نہیں ہو سکتا اور مستحکم ہو جانے کے بعد یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ انسان خدا کی محبت میں بہت استوار ہو گیا ہے - اور اسے کلیسائی عقائد کا صحیح علم ہے - لیکن عمل میں چونکہ تحکمانہ طریق مستعمل ہے - اس لئے یہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے - اگرچہ عام عیسائی مذہبی سوالوں کے جوابات دے سکتے ہیں۔ لیکن اس کی بنا پر ان کے

اندر کسی قسم کی روحانیت پیدا نہیں ہو سکتی۔

اسلام میں استحکام کا تصور، کلیسائی رسم کے مقابلہ میں بہت عمیق ہے یعنی روحانی افراد کی صحبت سے استفادہ کرنا۔ تاکہ کوئی اخلاقی کمزوری ہو تو دور ہو جائے۔ اس قربت سے انسان کے اندر مشیت الٰہی کو تسلیم کرنے کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس تربیت کے لئے کسی ظاہری رسم کے ادا کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

راسخ العقیدہ مسیحی کلیسا اور مسیحی حلقوں میں، رسم استحکام ایک خاص عزت کا نشان ہے۔ اور یہ رسم بہت اہم تصور کی جاتی ہے۔ گویا یہ ایک طرح کی ڈگری ہے جو عیسائی نوجوان کو ملتی ہے۔ لیکن اسلام میں کسی شخص کے روحانی ہونے کی شناخت یہ نہیں کہ اسے کلیسا نے مستحکم کر دیا ہے۔ بلکہ یہ کہ وہ شخص مشکلات زندگی پر کس حد تک غالب آسکتا ہے؟

روحانی زندگی، روحانی اقتدار کے علم سے شروع ہوتی ہے اور حقیقی روحانی علم حاصل نہیں ہو سکتا، تاوقتیکہ ہم روحانیت میں راسخ نہ ہوں اور دنیاوی امور کا تجربہ نہ ہو۔ اور ایک بچہ میں یہ صفات نہیں ہو سکتیں۔

اسلام میں روحانی بزرگوں کی صحبت سے استفادہ کے معنے دراصل جناب یسوع کے اس طریق کار سے بہت مشابہ ہیں جو وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ملحوظ رکھتے تھے۔ اور ان کے استحکام کے معنے دراصل یہ تھے کہ انہیں جناب یسوع سے مسلسل استفادہ کرنے کے مواقع حاصل تھے

استحکام کی کلیسائی رسم تو دراصل کلیسا سے وابستہ بہت سے امور کی طرح ہے۔ یعنی حقیقت کی جگہ مجاز۔ اور جب کسی مذہب میں روحانی قوت نہیں ہوتی تو وہ خارجی اشیاء کی بدولت اپنے پیرؤوں پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

مسلمان اور جنگ

امام صاحب نے "مسلمان اور جنگ" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ سامعین میں سے بعض کی یہ توقع تھی کہ میں اس موضوع پر چند ماہ پیشتر اظہار خیالات کرتا۔ جبکہ یورپ میں جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس وقت یہ چیز کچھ موزوں نہ ہوتی۔ لیکن اب جبکہ وہ خطرہ دور ہو چکا ہے تو ہمیں واقعات

کا علم بہت زیادہ صحیح حاصل ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جنگ ایک ہتیار ہے جسے بعض موقعوں پر خدا کے احکام کی تعمیل میں استعمال کرنا پڑتا ہے۔ مسیحی تعلیمات میں جنگ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن مسیحیوں نے از ابتدا تا ایندم مسلسل جنگ وجدل کی ہے۔ اور مختلف مقاصد کے حصول کے لئے۔ اور بلاشبہ عیسائیوں نے مقاومت مجہول کے اصول کو آج تک استعمال نہیں کیا۔

اسلام نے جنگ کی ضرورت کو تسلیم کرکے، اس کے لئے قوانین وضع کر دیئے ہیں یعنی اسلام حقایق حیات کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اس کی تعلیم یہ ہے کہ بدی کا مسلح ہو کر مقابلہ کرنا، کوئی بری بات نہیں ہے۔ اسلام کی نظر میں یہ فرض کرنا غلطی ہے کہ عدم تشدد سے تشدد کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ جناب یسوع نے اپنی عدم مقاومت سے اس قوم کی کوئی اصلاح نہیں کی جس نے انہیں مصلوب کیا۔

قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ "خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو، جو تم سے جنگ کریں" اور خدا کی راہ میں جنگ کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اس جنگ سے مسلمانوں کا ذاتی فائدہ یا ذاتی اغراض وابستہ نہ ہوں۔

(۲) اور کسی انتقامی جذبہ کے ماتحت صلح نافذ نہ کی جائے۔

انسان کا مستقل رجحان طبع یہ ہے کہ وہ اپنے خیالات کے جواز کے لئے دلائل مہیا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن قوانین فطرت اس رنگ میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے۔ انسان کی کامیابی اس میں ہے۔ کہ وہ ان کی اتباع کی کوشش کرے۔ خواہ وہ اس کے مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ خودغرض لوگ آسان راستہ اختیار کرتے ہیں۔ اور اپنے افعال کے متعلق یہ رائے رکھتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن سچا مسلمان، اپنے اندر صحیح شعور پیدا کرتا ہے اور ابتلا میں مشیئت ایزدی کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگ موجب آلام ہوتی ہے۔ اور جس قوم میں خدا کے احکام کی پابندی کا دستور نہ ہو اس کو سچی راحت نصیب نہیں ہو سکتی۔

اسلام میں جنگ کا مقصد یہ ہے کہ جنگ کو ختم کیا جائے۔ ایک شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ گزشتہ جنگ عظیم نے، جنگ کا خاتمہ کیوں نہیں کیا؟ اسلامی زاویۂ نگاہ کو مدنظر رکھ کر یہ سوال بہت معقول ہے اور ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جنگ کے نتائج پر غور کرتے وقت ہم دو باتوں کو مدنظر رکھیں۔

اولاً جو فریق تصفیہ کرے وہ پاک ہو یعنی اس پر کسی قومی یا انفرادی غرض کا تسلط نہ ہو۔ ثانیاً اس کے دل میں انتقام کا کوئی جذبہ نہ ہو۔

جنگ قومی یا شخصی مفاد کے لئے نہیں۔ صرف اعلیٰ اخلاق والی قوم، صداقت کی خاطر جنگ کر سکتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جنگ کے متعلق اسلامی نظریہ، قوم کے تصور سے بالاتر ہے۔ اور حدود و غنیمت سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ وہ طریق ہے جسے خدا اپنی مشیئت کی تکمیل کے لئے استعمال کرتا ہے۔

اس کے بعد امام صاحب نے قرآن مجید سورت ۲۲ کی آیات ۳۹ تا ۴۱ تلاوت کیں اور بتایا کہ جناب مسیح کے اولین شاگردوں کا طرز عمل یہ تھا کہ صداقت کے لئے مصائب برداشت کریں لیکن جب مسیحیوں کو طاقت حاصل ہوئی۔ تو وہ جنگجو بن گئے۔ اور انتہائی غیر روادار۔ انہوں نے بائبل سے چند حوالے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے۔ کہ جب مسیح نے تبلیغ شروع کی تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ میں یہود کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ اور یسوع کا شاگردوں سے یہ کہنا کہ اسلحہ فراہم کئے جائیں اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ عدم تشدد کے عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

اگر مقابلہ نہ کیا جائے تو دنیا میں جسقدر نیکی ہے سب فنا ہو جائے گی۔ آزادی صرف مقابلہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے بغیر بقائے اصلح ناممکن ہے۔ توازن قائم رکھنے ہی سے دنیا ظلم و ستم سے نجات پا سکتی ہے۔

مقابلہ کے لئے دو اصول ہیں۔ اولاً مقابلہ کرنے والی طاقت، حملہ کرنے والی طاقت سے افضل ہو۔ ثانیاً مقابلہ کرنے والی جماعت میں اخلاقی تربیت اس پایہ کی ہو کہ جب فتح حاصل ہو جائے تو حملہ آور کو معاف کیا جائے۔ مقابلہ کرنے سے پہلے اس مسئلہ کو مذہبی بنانا ضروری ہے۔ بدی کا قیام کسی حالت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ بدی کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا۔ جارحانہ مذہبی عقائد کا نتیجہ ضرور جنگ کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ لہذا مسلمانوں کا نظریۂ جنگ، یہ ہے کہ سیاسی، قومی اور اقتصادی اسباب کو مذہبی اسباب کے ماتحت لانا چاہیئے۔ اس کے بعد جنگ کے لئے وجہ جواز پیدا ہو سکتی ہے آنحضرت صلعم نے جنگ کے آغاز سے پہلے صلح کے لئے کوشش کی۔ اور تاریخی شہادت موجود ہے۔ کہ آپؐ نے اپنی تمام جنگوں میں اس اصول کو مدنظر رکھا۔ اور جب تک اسلامی ممالک نے اس اصول کی پیروی کی وہ سرسبز رہے۔

انسان کی زندگی میں، مقابلہ اور عدم مقابلہ دونوں صورتیں پیدا ہوتی ہیں - اور اس حقیقت کو حضرت مسیحؑ اور آنحضرت صلعم دونوں نے تسلیم کیا ہے - خدا سب کا خالق ہے - ہر چیز خدا ہی کی طرف سے ہے اور اسی کے قوانین میں انسان کے جملہ معاملات کا حل دستیاب ہو سکتا ہے -

ہز ہائنیس امیر فیصل کی مسجدِ ووکنگ میں تشریف آوری

برطانیہ کی مسلم سوسائٹی اور مسجد ووکنگ دونوں کے لئے ۱۹ ر فروری، یوم یکشنبہ، ایک مبارک دن تھا جبکہ ہز رائل ہائنیس امیر فیصل وائسرائے حجاز نے اپنی تشریف آوری سے ارکان سوسائٹی کو عزت عطا فرمائی -

اگرچہ اس سے پہلے بھی ہز رائل ہائنیس، مسجد اور اس کی سرگرمیوں کو ملاحظہ کرنے کے لئے تشریف لا چکے ہیں، لیکن اس موقعہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے - کیونکہ آج کل آپ سعودی عرب کے نمائندہ ہو کر فلسطین کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں - اور اس کانفرنس کے فیصلہ پر ہمارے فلسطینی بھائیوں کی قسمت کا انحصار ہے - چونکہ بڑے آدمیوں کی مصروفیات اس ملک میں بہت زیادہ ہوتی ہیں - اس لئے اگر اتوار کا دن آنجناب اپنے آرام کے لئے مخصوص فرما لیتے تو بالکل مناسب تھا لیکن آپ نے پسند کیا کہ ووکنگ جا کر اپنے برادران اسلامی کو مسرت بخشیں -

اس تقریب پر دو سو سے اوپر مہمان تشریف لائے تھے جو شامیانہ میں اپنے معزز شہزادہ کا انتظار کر رہے تھے - ٹھیک ۳½ بجے شاہی موٹر کار مسجد کے دروازہ پر آ کر رکی - اور امام صاحب نے بڑھ کر شہزادہ کا استقبال کیا - پریس فوٹو گرافروں نے آگے بڑھ کر تصاویر لیں - جب شاہزادہ صاحب موٹر سے باہر نکلے - امام صاحب انہیں لے کر شامیانہ میں داخل ہوئے -

بہت سے مہمانوں کا حضور شاہزادہ صاحب سے تعارف کرایا گیا - اور تمام لوگ آنجناب کی سادگی اور خلوص اور بے تکلفی سے بہت متاثر ہوئے - جب سب لوگ بیٹھ گئے تو مسٹر اسمعیل ڈی یارک صدر مسلم سوسائٹی نے خوش آمدید کا خطبہ پڑھا جس میں انہوں نے کہا کہ تمام مسلمانوں کو جناب کی تشریف آوری

ہے بیحد مسرت ہوئی ہے۔ اور برطانیہ کے مسلمان آپ کے والد محترم سلطان ابن سعود کی اسلامی خدمات کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ نے ہمیشہ برطانی مسلم سوسائٹی اور ووکنگ مسجد کی سرگرمیوں میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اور آپ کی اس اسلام نوازی کا ہمارے دلوں پر بہت گہرا اثر پڑا ہے نیز ہم تمام ارکان مسلم سوسائٹی خدا سے دعا کرتے ہیں کہ فلسطین کانفرنس کا نتیجہ عربوں کے لئے مفید ہو اور ان کے مطالبات لفظاً اور معناً دونوں طرح پورے ہوجائیں۔

اڈریس کے جواب میں، جو سعودی عرب کے وزیر کی معرفت دیا گیا، ہز ہائنس نے فرمایا کہ جو کچھ اسلامی خدمات میرے والد محترم نے انجام دی ہیں، وہ ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ علاوہ بریں ہم اس کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں کہ حج آسان ہوجائے۔ تاکہ تمام مسلمان امیر اور غریب اس مقدس فریضہ کو، اقل تکلیف اور دشواری کے ساتھ انجام دے سکیں۔ بعدازیں ہز ہائنس نے مسجد ووکنگ اور سوسائٹی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ یہ دونوں اسلامی خدمات میں پوری انہماک کے ساتھ کام کررہی ہیں اور مسجد ووکنگ کی تبلیغی خدمات سے اپنی پوری دلچسپی کا اظہار فرمایا۔

حاضرین میں ہز ایکسلنسی جنرل نوری السعید، وزیر عراق، ملک سر فیروز خاں نون، لیڈی ہیڈلے، ڈاکٹر اور بیگم محمدی، اور نواب زین یار جنگ کے اسمائے گرامی لائق تذکرہ ہیں۔

خطبۂ خوش آمدید

بخدمت

ہز رائل ہائنس، امیر فیصل وائسرائے حجاز، و ہز رائل ہائنس امیر خالد، آف سعودی عرب

خلد اللہ تعالیٰ ملکھما۔

یور رائل ہائنس

اگرچہ یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ آپ حضرات اس ملک اور اس مسجد میں رونق افروز ہوئے ہوں لیکن ہم ارکان مسلم سوسائٹی کے لئے یہ پہلا ہی موقع ہے کہ ہم آپ کو اس تقریب سعید پر خوش آمدید کہہ رہے ہیں اور آپ کے خاندان عالی شان کی نسبت اپنے جذبات خلوص کا اظہار کررہے ہیں۔ ہم آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ایک تبلیغی جماعت ہونے کی حیثیت سے ہم آپ کے والد محترم کی اسلامی خدمات کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہز میجسٹی اسلام کی مقدس روایات پر بہت پابندی کے ساتھ

عامل ہیں اور انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ حج جو کہ اسلام کا اہم فریضہ ہے بہت دلچسپ اور آسان ہو جائے - اور تمام دنیا کے مسلمان نہایت آرام اور حفاظت کے ساتھ اس فرض کو ادا کر سکیں چنانچہ ہم آپ کی وساطت سے اعلیٰحضرت سلطان ابن سعود کی خدمت میں ان کی اسلامی خدمات پر اپنے جذبات تشکر و امتنان کا ہدیہ پیش کرتے ہیں - اور ہم اس حقیقت کا احساس بھی کرتے ہیں کہ بحیثیت وائسرائے ملک حجاز اس کامیابی میں آپ کا حصہ بھی ہے - خدا آپ دونوں صاحبوں کو اس کے لئے اجر عظیم عطا فرمائے -

جیسا کہ آپ کو قبل ازیں معلوم ہو چکا ہوگا ، حج کے سلسلہ میں جو سہولتیں مہیا کی گئی ہیں ، ان کی تحسین ہمارے لئے خاص معنے رکھتی ہے - کیونکہ برطانی قوم بھی اپنی تعداد کے تناسب کے لحاظ سے فریضہ حج ادا کرتی ہے - چنانچہ جو انگریز خواتین اور اصحاب زیارت مقامات مقدسہ کے لئے جاتے ہیں - انہوں نے اس امداد کا ، نہایت عمدہ الفاظ میں ذکر کیا ہے - جو ان کو سعودی سفارتخانہ لندن سے اور بعد ازاں عرب پہنچکر ، سعودی حکومت کی طرف سے حاصل ہوئی -

عالی جاہا !

اگرچہ ہمارے ذرائع محدود ہیں لیکن اپنی استطاعت کے مطابق ہم بھی وہی خدمات انجام دے رہے ہیں جو آپ کے والد محترم کی نظر میں اس قدر محبوب ہے - اور ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ مستقبل قریب میں ہماری کوششوں کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اسلام کا مغرب سے رشتۂ اتحاد استوار ہو جائے گا -
پچیس سال ہوئے کہ مرحوم مسلمان امیر عالیجناب لارڈ ہیڈلے الفاروق نے اس سوسائٹی کی بنیاد رکھی تھی اور اس معاملہ میں مرحوم مسلمان مبلغ اسلام حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ان کے ساتھ تعاون کیا تھا - انہوں نے ہی ووکنگ میں یہ اسلامی تبلیغی مشن قائم کیا تھا - جو مذہبی اور معاشرتی خدمات اس سوسائٹی نے مسجد ووکنگ کے اشتراک عمل سے انجام دی ہیں وہ اس کے لئے موجب صد آفریں ہیں - جیسا کہ تمام دنیائے اسلام کو اس کا علم ہو چکا ہے - خدا کرے ہماری سوسائٹی کو ہمیشہ آپ کے والد محترم کی طرف سے امداد حاصل ہوتی رہے - اور اگر ہم اس حقیقت کا اعتراف نہ کریں کہ جب کبھی آپ کے برادر کرم ہز رائل ہائنس پرنس سعود اس ملک میں تشریف لائے ہیں تو انہوں نے ہماری حوصلہ افزائی کی ہے - تو یقیناً ہم اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرینگے -

یور رائل ہائنیس!

ہم لوگ پورے طور سے اس معاملہ کی اہمیت کا احساس کرتے ہیں جو آپ کے یہاں تشریف لانے کا موجب ہوا ہے۔ اگر ہم آپ کو اس ملک میں تشریف آوری کے موقعہ پر نہایت خلوص قلب کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی ہم آپ کی اس تشویش خاطر میں بھی حصہ لیتے ہیں جو آج کل آپ کے دل پر طاری ہے۔ اور آپ ہی کے کیا بلکہ دنیائے اسلام کے دل پر طاری ہے مغرب اقصےٰ سے لے کر مشرق اقصےٰ تک، خدا جانے فلسطین کے مسئلہ پر اس کانفرنس کی رائے کیا ہو؟

پس ہم نہایت خلوص کے ساتھ خدا کی جناب میں دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ اس طرح اس معاملہ میں رہنمائی کر سکیں کہ عربوں کے مطالبات کی صحت، ان کے مخالف انگریزی مدبرین کے قلوب پر منکشف ہو جائے۔ اور فلسطینی مسئلہ کا ایسا حل دستیاب ہو سکے جو عربوں کو مطمئن کر سکے۔ جن کے رہنماؤں میں سے آپ کے والد ماجد ایک امتیازی درجہ رکھتے ہیں اور اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دنیائے اسلام میں ایک امتیازی درجہ کے مالک ہیں۔

ہم ارکان سوسائٹی، آپ کو اپنی نیک نیتی اور ہمدردی کا پورا پورا یقین دلاتے ہیں۔ اور اسلام کی تائید میں جو خدمات آپ انجام دے رہے ہیں۔ ان کے لئے ہم سب آپ کے لئے شکر گزار ہیں۔

ہم ہیں آپ کے برادران اسلامی:۔

(ارکان مسلم سوسائٹی در ملک انگلستان۔ شاہجہان مسجد، ووکنگ)

(مورخہ ۱۹۔ فروری ۱۹۳۹ء)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ایک کامل انسان کی حیثیت سے

قرآن حکیم کا ارشاد ہے :-

"اس دنیا میں جب کبھی بھی کوئی پیغمبر آتا ہے تو لوگ اس کے ساتھ استہزاء اور طعن و تشنیع سے پیش آتے ہیں - ان لوگوں کا اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک انسان کو انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کیوں انتخاب فرمایا ہے - اور آسمان سے کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟"

قرآن حکیم نے ایک اور جگہ اسی مفہوم کو پیش کیا ہے -

"کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم انہی میں سے ایک آدمی پر وحی نازل فرماتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو اللہ اور اس پر ایمان لاتے ہیں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں نے بھی اسی قسم کے تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسا آدمی جو مکہ کے بازاروں میں چلتا ہے - جو کھاتا ہے - جس نے شادی کی اور جس کی دوسری عادتیں عام انسانوں کی سی ہیں کیا اس قابل ہے کہ وہ دعوےٰ کرے کہ اسے اللہ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے - ایک یتیم جسے بہت سے لوگوں نے اس کے بچپن کے لباس میں دیکھا ہے - کیسے ملہم من اللہ ہو سکتا ہے ؟ عربوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزا کے طور پر کہا :-

"ہم تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ نہ جاری کر دو - جب تک تمہارے پاس کھجوروں اور انگوروں کے درختوں سے بھرا ہوا ایک ایسا باغ نہ ہو جس میں نہریں جاری ہوں - جب تک تم آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا نہ دو - یا تم خدا اور اس کے فرشتوں کو زمین پر اتار نہ لاؤ - یا جب تک تمہارے

پاس سونے کا ایک مکان نہ ہو یا تم جب تک آسمان پر نہ پڑھ جاؤ۔ اور اس پر بھی ہم تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم ہمارے سامنے آسمان سے اس حالت میں نہ اترو کہ تمہارے ہاتھ میں کتاب اللہ ہو جسے ہم پڑھ سکیں۔" (قرآن حکیم)

مختصر یوں سمجھئے کہ عربوں نے حضورؐ کی بعثت پر ہر قسم کے محیر العقول اور غیر ممکن معجزوں کی فرمائش کی جسکے جواب میں حضورؐ نے بس اسی قدر فرمایا "میں صرف ایک ایسا انسان ہوں جسے نبوت عطا کی گئی ہے" بلاشبہ ایک انسان ہی انسانیت کی ایک مفید مثال کے طور پر خدمت انجام دے سکتا ہے۔ اگر ایک فرشتہ ہماری رہنمائی پر مامور ہوتا تو ہم قطعی اس کی ہدایات کے ماننے سے انکار کر دیتے۔ ہم خود فرشتے نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارے رہنے سہنے کے طریقے فرشتوں کے سے ہیں۔ اس لئے ہم فرشتوں کے سے کام نہیں کر سکتے۔ انسان اپنے افعال میں وقت اور مقام کا پابند ہے۔ وہ بہت سی انسانی خواہشات اور جسمانی پابندیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ میں فرشتے ان سب کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہیں جو انسان کو وراثت میں ملی ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ ہم ایک ایسے راستے پر چلیں جسکی رہنما ایک ملکوتی قوت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر انسان ہوتے ہیں۔ اگر ایک آدمی مختلف قسم کی پابندیوں، اور انسانی خواہشات کے باوجود اللہ کی عبادت کے لئے وقت نکال سکتا ہے اور تمام مذہبی رسوم ادا کر سکتا ہے تو پھر ہم اسی جیسی قوتوں کے مالک ہونے کی صورت میں کیوں ایسا نہیں کر سکتے؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مکمل انسان تھے۔ حضورؐ نے اپنی تمام جسمانی ضرورتوں کو پورا کیا حضورؐ اپنی تمام انسانی قوتوں اور صلاحیتوں کو اس انتہائی موزون اور مناسب طریق پر عمل میں لائے۔ کہ تمام دنیا کے لئے ایک بہتر اور روشن اسوہ چھوڑ گئے۔ حضور کی روحانی عظمت، حضورؐ کے مشن کی وسعت و بلندی اور حضورؐ کی بے نظیر انقلابی اصلاحات میں حضورؐ کی جسمانی ضروریات اور انسانی پابندیوں کی وجہ سے ذرہ برابر فرق نہیں آیا اور نہ ہی حضورؐ کی ازدواجی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن پر کسی طرح اثر انداز ہوئی۔

رہبانیت اور دنیا سے قطعی طور پر بے تعلقی کی زندگی اسلام کے نزدیک مردود ہے۔ اسلام میں اس چیز کی اجازت نہیں ہے کہ رہبانیت کی زندگی گزاری جائے۔ یا اس دنیا کی سرگرمیوں اور جد وجہد

سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔ وہ لوگ بزدل ہیں جو جسمانی اور مادی ضروریات کی پابندیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور جو زندگی کی کشمکش سے گھبرا کر تنہائی یا غاروں میں دن گزارتے ہیں۔

وہی لوگ بہادر اور جری ہیں جو زندگی کی کشمکش سے دوچار بھی ہوتے ہیں مگر پھر بھی خود کو دنیا سے آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ جو اپنے گرد و پیش سے مقابلہ بھی کرتے ہیں۔ اور اپنے خالق کے حضور عجز و نیاز کا مظاہرہ کرنے کے لئے وقت بھی نکال لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم جسمانی زندگی بھی گزاریں۔ دنیاوی ضرورتیں بھی پوری کریں اور ساتھ ہی عبادت و ریاضت کے ذریعہ متقی اور پرہیزگار انسان بننے کی ویسی ہی کوشش کریں جیسی کہ لوہے کا ایک ٹکڑا جلتی بھٹی میں پڑ کر اپنے قدرتی وجود کو محفوظ رکھتا ہے گو وہ بھٹی کے انگاروں کی طرح پوری طرح سرخ اور گرم ہو جاتا ہے۔ مگر اپنا آپ نہیں کھوتا۔

ہم پانچ وقت خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے۔ اور مغضوب الیہ اور گمراہوں کے رستے سے بچائے۔ ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہؓ کے حد سے زیادہ عبادت و ریاضت کے لئے عہد کرنے کا علم ہوا۔ ان میں سے ایک کا عہد تھا کہ وہ رات بھر بغیر کسی آرام کے عبادت کرتے رہیں گے۔ دوسرے نے کہا کہ وہ سال بھر متواتر روزہ رکھینگے۔ اسی طرح دوسروں نے بھی عبادت و ریاضت کے متعلق عہد و پیمان کئے۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا کہ ان کی اس قسم کی ریاضت انہیں دوزخ میں لے جائے گی۔ اس لئے کہ ان پر ان کے جسم کا بھی کچھ حق ہے۔ ان پر ان کے بیوی بچوں کا بھی کچھ حق ہے۔ لہذا ان کا فرض ہے کہ وہ ان ضروریات کو پورا کریں۔

دوسری طرف اسلام نے انتہائی مادہ پرستی اور دنیا داری کو بھی ناپسند فرمایا ہے کہ ہمیں اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے بھی کچھ کرنا ضروری ہے۔

انسان کو اپنی کسی قسم کی قوت کو بیکار یا غلط طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ ہر ایک صحت مند آدمی کا اپنی جسمانی ضروریات کو پورا کرنا اور اپنے تمام قوتوں کو یکساں طور پر استعمال کرنا ضروری ہے۔ اسے یہ خیال خام اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ روحانی زندگی کے لئے انسانی ضروریات و خواہشات کا ترک کرنا ضروری ہے۔ ہمارے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت کے انتہائی مدارج پر فائز تھے۔ مگر پھر بھی ایک انسان کی حیثیت سے حضورؐ پر جو فرائض عائد ہوتے تھے یا جو پابندیاں لاحق تھیں ان تمام کا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ حضورؐ کی زندگی پر ایک سرسری نگاہ بھی ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ حضورؐ ایک

انسان کی حیثیت سے کس درجہ بلند تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی طرح ذی حس اور خواہشات رکھنے والے انسان تھے (البتہ ہم میں اور حضور میں اتنا فرق تھا کہ حضورؐ کو اپنی خواہشات پر پورا قابو تھا) حضورؐ کو بھوک اور پیاس دونوں محسوس ہوتی تھیں اور ان کی تسکین کے لئے حضور کھاتے اور پیتے تھے حضور انسانوں کی طرح آرام بھی فرماتے تھے اور سوتے بھی تھے۔ حضورؐ کی ازواج مطہرات بھی تھیں اور حضورؐ ان سے محبت بھی فرماتے۔ حضورؐ کو اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد سے بھی محبت تھی۔ مختصر یوں سمجھئے کہ حضورؐ مکمل انسان تھے اور حضورؐ نے ہمیں اپنی خواہشات انسانی اور جذبات کی تکمیل کے لئے عملی تعلیم دی۔ ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ حضور اپنی ذات بابرکات کو پہچانتے تھے اور حضور کو خود پر پورا قابو حاصل تھا۔

ایک بار آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ "ہر ایک انسان کے اندر ایک شیطان ہے مگر میرا شیطان میرا مطیع و منقاد ہو چکا ہے۔"

ایک دوسرے موقعہ پر آپؐ نے ارشاد فرمایا :۔ "میرا نفس میرے قابو میں ہے اور اسے مجھ پر اختیار نہیں ہے۔"

خود پر اختیار انسان کی بہت بڑی معراج ہے اور جو اسے تربیت نفس اور ریاضت سے حاصل کر لے اسے وہی چیز حاصل ہو جاتی ہے جسے اسلام میں نفس مطمئنہ کہا گیا ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان مگر مکمل ترین انسان تھے اور حضورؐ نے انسانوں کے تمام کام اور تمام فرائض پورے کئے تاکہ آپؐ کا عمل ہمارے لئے روحانی زندگی کی طرح دنیاوی زندگی میں بھی اسوۂ حسنہ بنے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جہاں حضورؐ کا اسوۂ حسنہ ہماری رہنمائی نہ کرتا ہو۔

حضورؐ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم پاک اور پوری خوراک کھائیں۔ ہر چیز میں صفائی کو پسند کریں اچھی عادات و اطوار اختیار کریں۔ سماج سے اچھے تعلقات رکھیں۔ لوگوں پر غیظ و غضب کا اظہار نہ کریں اور ان سے خندہ پیشانی سے ملیں۔ اللہ سے ڈرنے والی عورتوں کو بیویاں بنائیں اور ان کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کریں۔ بزرگوں سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آئیں۔ بچوں سے محبت کریں غریبوں اور محتاجوں کی مدد کریں۔ اپنی صحت کا خیال رکھیں۔ ذمہ دار لوگوں کی اطاعت کریں مختصر

یوں سمجھئے کہ حضورؐ نے ہمیں بہترین سماجی اور اقتصادی زندگی گزارنے کی تعلیم دی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ حضورؐ نے ہمیں ہر موقعہ اور ہر ضرورت پر اللہ کی امداد و اعانت طلب کرنے کی تعلیم دی ہے۔ حضور فرماتے ہیں تمہارے ازدواجی تعلقات، تمہاری دنیاوی حاجتیں تمہیں اللہ سے غافل نہ کردیں۔ کیونکہ اس دنیا کی تمام چیزیں فنا ہوجائیں گی۔ اور صرف اللہ کی ذات باقی رہے گی اور اللہ کی ذات بڑی قدرت والی اور قوی اور غالب ہے۔" (قرآن حکیم)

تنہا یہ زندگی ہی انسان کا منتہئے اور مقصود نہیں ہے۔ یہ دنیا تو تیاری کی جگہ ہے۔ یہاں ہم خود کو دوسری دنیا کے لئے تیار کرتے ہیں۔ یہ تو ایک ایسی زمین ہے جہاں ہم اچھائی کے بیج بوتے ہیں اور ان کا ثمر ہمیں دوسری دنیا میں ملے گا۔ یہ ذریعہ ہے۔ منتہئے نہیں ہے۔ یہ تو دوسری ابدی دنیا کو جانے کے لئے ایک سیڑھی ہے۔ اور اس شخص کی حماقت میں کیسے شبہ کیا جاسکتا ہے جو پہلی ہی سیڑھی پہ بیٹھ جائے اور آگے کی فکر نہ کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت احسن طریق پر سماجی اور اقتصادی زندگی گزاری۔ اگر ہم یہاں حضورؐ کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی زندگی کی مثالیں پیش کریں تو ہم اس مختصر مضمون کے دائرہ سے نکل جائیں گے۔ اس لئے یہی کہنا کافی ہے کہ حضورؐ اس واقعات وحالات کی دنیا میں رہے۔ اور ہمیں بتایا کہ اس میں کیسے رہا جاتا ہے۔ حضورؐ نے اپنے متبعین کے لئے کسی فرضی دنیا کا خواب نہیں دیکھا اور نہ ہی حضورؐ نے ہوائی قلعے تعمیر کرنے کے خواب دیکھے۔ حضورؐ نے زندگی بھر کسی قسم کی بیکار تجویز نہیں سوچی۔ آپؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم پورے طور پر اپنی زندگی سے لطف اندوز ہوں۔ اور اپنی تمام صلاحیتوں کا مکمل استعمال کریں۔ اور ہمیشہ اس اللہ کا شکر یہ ادا کرتے رہیں جس نے ہمیں تمام انسانی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ حضورؐ کی تعلیمات تمام تر عملی ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے کہ "پہلے اپنے اونٹ کی پوری نگرانی کرو، اسے اچھی طرح باندھ دو اور پھر اللہ سے دعا کرو کہ وہ اس کی حفاظت کرے۔" جسکے معنے یہ ہیں کہ "اپنی مدد آپ کرو، اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔" اپنی طرف سے پوری کوشش کرو اور بقیہ اللہ پر چھوڑ دو۔" پہلے ہمیں پوری کوشش کرلینی چاہیئے۔ پھر اللہ اس میں برکت دے گا اور اسے کامیابی وکامرانی کا شرف بخشے گا۔ بچہ کو پہلے چلانے کی ضرورت پڑتی ہے تو پھر اس کی ماں کی چھاتیوں میں دودھ اترتا ہے۔ اور اگر ہم بے کار اور بے عمل پڑے رہیں تو قدرت ہماری امداد نہیں کرے گی۔ حضورؐ نے

ہمیں سکھایا ہے کہ کس طرح روحانی اور مادی دنیا میں صحیح نسبت اور ہم آہنگی پیدا کی جاتی ہے۔ خود حضورؐ کی ذات بابرکات قدرت اور انسان کے درمیان سب سے بڑا واسطہ ہے۔ ایک طرف حضورؐ ایک ایسے آدمی ہیں جو زندگی کے لئے پوری جدوجہد کرتے ہیں۔ اور جنہیں اپنے ہم جنس بھائیوں سے پوری محبت ہے۔ دوسری طرف آپ کی روحانی عظمت کا یہ عالم ہے کہ عرش معلیٰ کی بلندیوں تک اس کی رسائی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسے قرآن حکیم نے قعب قوسین قرار دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضورؐ کا اسم گرامی کلمہ میں موجود ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"نہیں کوئی معبود مگر اللہ محمد اس کے رسول اور پیغمبر ہیں"

اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر ہم اللہ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔ حضورؐ ہی ہمیں سکون وراحت اور اطمینان و آرام کی دولت عطا فرما سکتے ہیں۔

انسان کو اپنے فرائض، قدرتی پابندیوں اور ذمہ داریوں کا پورا خیال رکھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اللہ سے قریب ہو سکے۔ اسے ان تمام کی بجا آوری کرتے وقت اپنے دماغ میں اللہ کا تصور رکھنا چاہیئے۔

یہ زندگی اللہ کی دین ہے۔ یہ ایک قسم کی امتحان گاہ ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اس سے کامیاب ہو کر دوسری دنیا کے کالج میں داخل ہوں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام میں عورت کی حیثیت

(محترمہ بیگم صاحب سلطان میر امیر الدین)

(یہ تقریر محترمہ موصوفہ نے ووکنگ مسجد لندن میں فرمائی)

موضوع زیر بحث پر بحث کرنے سے پہلے میری خواہش ہے کہ میں زمانہ قدیم میں عورت کی عام حیثیت کی مختصر سی کیفیت بیان کردوں۔ جیسیکہ آپ جانتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں سوسائٹی کی بنیاد قوت پر تھی۔ انسانی جماعتوں کے افراد کی زندگی، املاک اور دنیاوی خوشی کی قدر و منزلت کا دارومدار اس قوت پر تھا جس کے وہ مالک ہوتے۔ قانون کی نگاہ میں کمزور کی زیست، اجتماعی اعتبار سے گناہ سمجھی جاتی۔ قانون اور نظم ونسق میں زیادہ اسی کا لحاظ رکھا جاتا جس میں جان ہوتی۔ یہی وجہ ہوئی کہ عورت پر مرد کی جسمانی فضیلت ایک مسلم حقیقت بن گئی۔

اگر ہم دنیا کی اجتماعی اور معاشرتی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ماضی میں عورت سے ہر جگہ حتے کہ مہذب اور ترقی یافتہ ممالک میں بہت بُرا سلوک روا رکھا جاتا۔ یونانی تہذیب وذہنیت اپنے دور میں نظیر نہیں رکھتی تھی۔ لیکن پھر بھی یونانی فلسفیوں نے بار بار عورت کو محض گناہ قرار دیا۔ اور اس سے گھر کے ایک مفید سامان کی طرح استعمال کرنے کی نصیحت کی۔ یونانی عورتوں کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے گھروں میں بند رہیں۔ وہ اپنی پوری زندگی میں نگرانی میں رکھی جائیں۔ بچپن میں وہ اپنے باپ کی نگرانی میں ہوتیں۔ شادی کے بعد شوہر کی نگرانی میں، اور بیوگی کے عالم میں اپنے بیٹوں، یا دوسرے مرد رشتہ داروں کی نگرانی میں رہتیں۔ رومن شاعروں اور ڈرامہ نویسوں نے یقیناً عورت کی تعریف کے گیت گائے ہیں۔ مگر یہ محض اس وجہ سے کہ عورتیں ان کی مائیں تھیں۔ مگر قانونی طور پر رومن عورت کی حیثیت بھی یونانی عورت ہی کی سی تھی۔ شادی سے پہلے وہ قطعی طور پر باپ کے قبضہ میں ہوتی اور شادی کے بعد شوہر کی ملکیت ہوجاتی۔ یورپ کے وسطی دور میں عورت مغربی مذہبی عالموں کے نزدیک ہبوط آدم کی ذمہ دار سمجھی جاتی اور اس وجہ سے اسے پابندیوں میں جکڑ کر رکھا جاتا اسے بُرا بھلا کہا جاتا۔ اور تمام حقوق سے محروم کردیا گیا۔ اٹھارہویں صدی تک یہی کیفیت رہی۔ حتے کہ

روسو نے جو اپنے دور کا کامل مصلح تھا۔ عورت کو فطرت انسانی کے ضمیمہ کی حیثیت دی۔

جب ہم اسلام سے پہلے کے عرب کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عورت کی حالت سب سے زیادہ تباہ تھی۔ انہیں سوسائٹی کے ایک بہت بُرے طبقہ کی حیثیت حاصل تھی۔ عربوں کو عورت سے اس درجہ نفرت تھی کہ وہ لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے اور عورت کو وراثت میں شریک کرنا تو کجا رہا، خود عورت منقولہ موروثی سامان کی حیثیت رکھتی تھی۔ اور مرد کی وفات کے بعد جس طرح دوسرا سامان اور حیوانات ورثا میں تقسیم ہوتے اسی طرح بیوہ عورتیں بھی ورثا کو وراثت میں دی جاتیں۔ عورتوں کی نہ تو کوئی انفرادیت تھی نہ ہی کوئی معیار زندگی تھا اور نہ ہی انہیں حقوق حاصل تھے۔ الغرض ان کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا جاتا۔

اسلام سے پہلے عورت کی یہ حیثیت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قوم کے اس طبقہ نصف کے مصائب اور تکالیف پر کسی پیغمبر کا دل نہ پسیجا۔ تمام انبیاء علیہم السلام میں جو اس دنیا میں مبعوث کئے گئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف وہ تنہا نبی ہیں جنھوں نے محسوس فرمایا کہ معاشرتی عدل و انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ سماج کا یہ نصف طبقہ نظر انداز نہ کیا جائے۔ اور حضورؐ نے اپنے عمل سے یہ ثابت فرما دیا کہ وہ عورت کے حقوق کے محافظ ہونے کے اعتبار سے دنیا کی تمام شخصیتوں سے بڑے ہیں۔ حضورؐ نے جادو کی سی سرعت عمل سے عورت کی حیثیت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ اور اسے انتہائی پستیوں سے نکال کر زندگی کے تمام معاملات میں مرد کے شانہ بشانہ کھڑا کر دیا۔ عورت کی اصلاح کے سلسلہ میں اسلام کی طرف سے جو پہلا قدم اٹھایا گیا وہ اسے ہبوط آدم کے گناہ کی آلائش سے پاک کرنا تھا۔ اسلام کا نظریہ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ آدم اور حوا علیہما السلام دونوں مساوی طور پر راہ راست سے بھکائے گئے۔ اور اس کی ذمہ داری ان دونوں پر یکساں عائد ہوتی ہے۔ قرآن حکیم، سینٹ پال کی طرح جسے عورت سے شدید نفرت تھی یہ نہیں کہتا کہ آدم دھوکے میں نہیں آئے۔ یہ حوا تھی جس نے دھوکا کھایا" بلکہ قرآن حکیم کی رو سے حضرت آدم علیہ السلام پوری جرات سے اپنے گناہ کا اعتراف یوں فرماتے ہیں۔" ربنا ظلمنا انفسنا۔ اے رب ہم دونوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا" حضرت آدم علیہ السلام یہ نہیں فرماتے کہ یہ حوا تھی جس نے انہیں بھکایا۔ قرآنی الفاظ ہیں وازلھما الشیطن اور ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان نے ان دونوں کو بھکایا۔

اس سلسلہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا کام یہ کیا کہ عورت کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے چند اصلاحات کیں - یہ قانونی اور سماجی ہونے کے ساتھ ساتھ بہ ترتیب بھی تھیں - قانونی اصلاح کی صورت میں ہم پاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو وراثت کا حق دیا - جس کی بنا پر وہ اپنے بھائی کی طرح باپ کی وراثت میں شریک کی گئی - اس سلسلہ میں اسلام کا یہ قانون کہ لڑکی کو لڑکے سے نصف حصہ دیا جائے، اس زمانہ کے لڑکی اور لڑکے کے باہمی تعلقات کی بنا پر تھا - کیونکہ مرد پر اپنے بیوی اور بچوں کے لئے ضروریات زندگی کی فراہمی ضروری ہے - اس کے مقابلہ میں عورت کو جو کسی نہ کسی مرد سے بیاہی جائے گی اس قسم کا کوئی بوجھ برداشت کرنا نہیں پڑتا - سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی بڑھ کر یہ اعلان فرمایا کہ عورت کی بھی ذاتی شخصیت ہے - شادی پر بھی عورت اپنی انفرادیت کھونے نہیں پاتی - اسے سماج کا کوئی علیحدہ حصہ تصور نہیں کیا گیا - اور اس کی شخصیت کو اس کے شوہر کی ذات میں ضم نہیں کیا گیا - اور اسے یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنی مکمل شخصیت کو برقرار رکھے اور اپنے کاروبار، اپنی جائداد اور نام سے فائدہ اٹھائے - اسے اپنی جائداد کے بقا یا خرید و فروخت کرنے کا حق دیا گیا - اسے اپنی ذات سے متعلق معاہدوں اور سمجھوتوں میں مختار سمجھا گیا - اور اسے اجازت دی گئی کہ وہ عدالت میں اپنے قرضداروں کے خلاف اپنے کسی واقف کار کی شرکت اور اپنے شوہر کے نام کے وسیلہ کے بغیر آزادانہ طور پر مقدمے لڑ سکے -

برخلاف ان حقوق کے جو صدیاں ہوئیں مسلمان عورت کو عطا کئے گئے - ایسنس لا آف کنٹرکٹ کی رو سے یہ معلوم کر کے تعجب ہوتا ہے کہ انگلستان میں ۱۵ رجنوری ۱۸۸۳ء تک یہ کہنا صحیح ہے کہ شادی شدہ عورت کا معاہدہ بالکل بے کار تھا - ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ آج سے چون سال پہلے برطانیہ عظمیٰ میں بسنے والی عورتوں کی حالت یہ تھی - حالانکہ ۱۸۷۰ء اور ۱۸۸۲ء میں شادی شدہ عورت کی ملکیت کے قوانین پاس ہو چکے تھے - مغربی تہذیب عورت کی اس درجہ حاسد تھی - کہ جب اور جس وقت بھی کوئی کنواری لڑکی شادی کر لیتی تو اسے نہ صرف اس کے نام سے محروم کر دیا جاتا بلکہ اس کی ملکیت کے تمام حقوق بھی چھین لئے جاتے - مذکورۂ بالا ایکٹوں کے پاس ہونے سے پہلے عورت کی اپنے شوہر سے علیحدہ کوئی انفرادیت نہ تھی - وہ قانون حفاظت شوہر کے تابع تھی وہ کسی جائداد کی مالک نہیں ہو سکتی تھی - اور نہ ہی اپنے شوہر یا دوسرے مرد دوست کے سوا کوئی

اور کام کر سکتی ہے - اس طرح عورت سے متعلق اسلامی طریق کار اور نظریہ مذکورۂ بالا رجحانات سے بہت آگے تھا - اور یقیناً یہ چیز ہم مسلمان عورتوں کے لئے قابل فخر ہے کہ ہم تیرہ سو سال پہلے سے اس جنسی حقوق اور مراعات سے فیضیاب ہیں جو مغربی عورت کو ابھی پچھلی صدی میں عطا ہوئیں اور وہ بھی زنانہ تحریکوں کے عالم وجود میں آنے کے بعد - آپ کو یہ یاد دلانا ضروری نہیں کہ یہ حقوق جو مغربی عورتوں کو اب نصیب ہیں یہ انہوں نے مردوں سے چھینے ہیں یہ حقوق انہیں ان کے مذہب کی طرف سے عطا نہیں ہوئے۔

شادی کے سلسلہ میں مسلمان عورت کو وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمان مرد کو نصیب ہیں - قرآن حکیم نے اس چیز کی بہت کافی وضاحت کی ہے کہ عورت مرد کے مساوی حقوق رکھتی ہے - اسلامی قانون کی رو سے شادی ایک معاہدہ ہے - ایسا معاہدہ جو ایک مرد اور ایک عورت کے مابین طے پاتا ہے اور اس میں مرد اور عورت کو ایک سے حقوق حاصل ہیں - اور ان دونوں پر ایک دوسرے کے فرائض عائد ہوتے ہیں سن بلوغ کو پہنچ جانے کے بعد عورت کا کوئی بھی ولی اس کی شادی . . . . . اس کی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا - اگر ایک لڑکی کی شادی سن بلوغ سے پہلے اس کے ولی نے کر دی تو وہ بلوغ کے بعد اس شادی کو فسخ کرا سکتی ہے - اس سے بھی زیادہ، عورت جب شادی کرتی ہے تو وہ مرد کی نسبت زیادہ فائدہ میں رہتی ہے - اسے شوہر کی طرف سے مہر ملتا ہے - اور یہ چیز بلا شرکت غیرے اس کی ملکیت ہوتی ہے - اسلام میں ایسی کوئی جہیز کی رسم نہیں ہے جیسی کہ ہندوؤں میں ہے - ہندو لڑکی کی شادی کے وقت اس کا باپ اس کے شوہر کے لئے ایک بہت بڑی رقم بطور جہیز کے لڑکے والوں کو پیش کرتا ہے اور یہ ہندو والدین کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت ہے - دوسری طرف ایک مسلمان لڑکی اپنے شوہر سے مہر کی ایک معین رقم وصول کرتی ہے - اور اس رقم سے اپنی شادی کی زندگی کو پورے مالی اطمینان کے ساتھ شروع کرنے کے قابل ہو جاتی ہے - اور مہر کا حکم اسلام میں اس قدر سخت ہے کہ فرض کیجئے ایک نکاح کے وقت مہر کی رقم متعین نہیں کی گئی تو اسلامی قانون خود بخود لڑکی اور لڑکے کی مالی حیثیت کے مطابق مہر کی رقم مقرر کر دیتا ہے -

اب میں موضوع کے اس حصہ پر بحث کرنا چاہتی ہوں جہاں اسلام کو مورد طعن و تشنیع بنایا گیا ہے اور یہ کثرت ازدواج کی اجازت کا قانون ہے - اس سلسلہ میں یورپ کے لوگوں کو سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہوئی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یا تو کثرت ازدواج کو اپنایا اور یا اسے

قانونی حیثیت دیدی۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی جھوٹی بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تمام پہلی قوموں میں کثرت ازدواج کا رواج تھا۔ بنو اسرائیل میں بھی یہ دستور موجود تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی بیویوں کی تعداد پر کوئی پابندی عائد نہ کی۔ اسی طرح دوسری بہت سی قوموں میں بھی کثرت ازدواج کا رواج تھا۔ یہانتک کہ رومن امپائر میں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے۔ کانسٹنٹائن شہنشاہ اعظم اور اس کے بیٹوں کی بھی متعدد بیویاں تھیں اور عوام کو اپنے بادشاہ کے تتبع کی ممانعت نہ تھی۔ تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ قدیم زمانہ میں کثرت ازدواج آج کی طرح بُری نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اس سلسلہ میں، میں اس بات کا اشارہ کردینا چاہتی ہوں۔ کہ ہر زمانہ کا معیار اس دَور کے مطابق ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی بہتر چیز نہیں ہے کہ ہم ماضی کو حال کے آئینہ میں دیکھیں۔ بنی اسرائیل کے مشہور بادشاہ حضرت داؤدؑ کی متعدد بیویاں تھیں اور ان کا یہ فعل اس زمانہ میں معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ بائیبل کی رو سے بھی کثرت ازدواج کی ممانعت نہیں ہے۔ سینٹ اگسٹائن نے بھی اس بات کا اعلان کیا ہے کہ جس ملک میں کثرت ازدواج کا رواج ہے وہاں یہ گناہ نہیں۔ نئے معیار زندگی اور رجحانات کے زیر اثر شہنشاہ جسٹینٹن کے دور میں اسکے مزید مشیر اعلیٰ کے مشورہ سے کثرت ازدواج ممنوع قرار دی گئی۔

عرب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کثرت ازدواج کی رسم حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے اور حالات ایسے نہ تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پورے طور پر اس رسم کو روک دیتے۔ اس لئے آپؐ نے بُرائی کو کم کرنے کے لئے بیویوں کی تعداد پر پابندی لگا دی۔ اور حکم دیدیا کہ شوہر اپنی تمام بیویوں سے یکساں سلوک کرے۔ اگر ہم قرآن حکیم کی اس آیت کو پڑھیں جہاں اس نے چار بیویوں سے نکاح کی اجازت دی ہے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس آیت کے آخری الفاظ میں اس عطا شدہ اجازت کو ختم کردیا گیا ہے۔

آیت یہ ہے:۔ "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃً" ، پس نکاح کرو عورتوں میں سے جنھیں کہ تم پسند کرو۔ دو۔ تین اور چار اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم ان میں انصاف نہیں کرسکو گے تو پھر ایک ہی بہتر ہے۔" لفظ "عدل" سے مراد نہ صرف کھانے پینے اور کپڑے میں مساوات ہے۔ بلکہ محبت میں بھی مساوات ضروری ہے۔ اور چونکہ محبت میں مساوات انسانی امکان میں ہے اس لئے اس اوپر کی اجازت کو ایک قسم کی ممانعت ہی سمجھنی چاہئے۔ یہ نظریہ تیسری ہجری کی پیداوار ہے اور معتزلی علما نے تو یہانتک کہا کہ قرآن میں ایک ہی بیوی سے نکاح کا حکم ہے۔ اور کثرت ازدواج کی عادت

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بد قسمتی سے خلیفہ المتوکل نے انہیں اپنے خیالات کی اشاعت سے روک دیا۔

یہ ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ قرآن حکیم نے قانوناً ایک ہی بیوی سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے اور کثرت ازدواج کی اجازت مخصوص حالات میں ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس وقت عرب کے حالات کیا تھے جبکہ اسلام نے یہ اجازت عطا فرمائی تھی۔ وہ آیت جس سے کثرت ازدواج کی اجازت ملتی ہے، وہ جنگ احد کے بعد اس وقت نازل ہوئی جبکہ بہت سے مسلمان جوانمرد اپنی مذہبی آزادی کی خاطر میدان کارزار میں شہید ہو گئے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ جنگ کی وجہ سے بہت سی عورتیں بیوہ اور بے شمار لڑکیاں یتیم ہو گئیں۔ ایسے دور میں جبکہ عورتیں اپنی روزی کا سامان نہیں کر سکتی تھیں جیسیکہ وہ آج اس صدی میں مغرب میں کر سکتی ہیں ان کے مصائب کو دور کرنے کا طریقہ محض یہ تھا کہ ان کا نکاح کر دیا جاتا اور انہیں مردوں کی سرپرستی میں دیدیا جاتا۔ اور اس قومی مصیبت کا حل محض کثرت ازدواج کی اجازت تھی۔ اس سلسلہ میں مغرب میں سب سے بڑی غلطی یہی ہوئی کہ وہ یہ سمجھ بیٹھا کہ ہر مسلمان مرد لازماً چار بیویوں سے نکاح کرنے پر مجبور ہے۔ اس غلط فہمی سے زیادہ افسوسناک اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جنوبی ہندوستان میں، جہاں میں تقریباً دس سال رہی ہوں کثرت ازدواج کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اور نہ ہی اعلیٰ سوسائٹی میں اس کا کوئی رواج ہے۔

عورت کی حالت سنوارنے کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصلاحات کیں ان میں ایک بات یہ بھی نظر آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی حرمت و عزت کو برقرار رکھنے کو بہت ضروری سمجھا۔ قرآن کریم میں النساء کے عنوان سے ایک مکمل سورۃ ایسی ہے جو صرف عورت اور اس کے حقوق سے متعلق ہے۔ حضورؐ نے عورت کی عزت بڑھانے کے لئے یہاں تک فرمایا کہ "جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے" حضورؐ نے مردوں کی طرح عورتوں کی تعلیم کو بھی بہت ضروری قرار دیا۔ اس طرح انسانی سماج کے اس بھولے بسرے نصف طبقہ کی عزت کو اس درجہ بڑھایا گیا اور اسے اتنا بلند کر دیا گیا کہ اسلام کی پہلی چند صدیوں میں مسلمان عورتیں علم اور زندگی کے ہر شعبہ میں بہت نامور ہوئیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اپنے علم و فضل، پاکیزگی اخلاق اور دوسری خوبیوں کی وجہ سے بہت ممتاز تھیں۔ سرکار دو عالمؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ تمام تر پاکیزگیوں اور عقل و فہم کی پیکر تھیں۔ حضرت فاطمہؓ کے حسن کردار اور عقلمندی کی مثالیں بہت ہیں۔ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ اپنے بلند کردار اور افعال و عادات حسنہ کی وجہ سے

الزہرا، اور خاتون جنت کے بلند خطابات کی بدرجہ اولی مستحق بھی تھیں حضرت زینبؓ، حضرت علیؓ کی صاحبزادی اور حضرت حسینؓ کی محترم بہن اپنی شجاعت، بہادری اور ناقابل تسخیر قوت عزم کے باعث بہت ممتاز تھیں آپ نے اپنے بھانجے کو کربلا کے ہولناک قتال کے بعد بنو امیہ سے جس عقلمندی سے بچایا اس پر یزید تک کو حیرت ہوئی حضرت سکینہ حضرت حسینؓ کی صاحبزادی اپنے دور کی عورتوں میں سب سے زیادہ طباع اور عالم تھیں۔ آپ ایسی باکمال شاعرہ بھی تھیں کہ اس دور کے مشہور شعرا، آپ سے اپنے کلام میں اصلاح لیتے تھے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات اور عورت سے متعلق اصلاحات کا اثر ہی تھا کہ ہمیں مسلمانوں کے دور ترقی و عروج میں مسلمان عورت تاریخ اور تہذیب اسلامی میں بہت بڑا حصہ لیتی نظر آتی ہے۔ زبیدہ ہارون الرشید کی بیوی اپنی دوسری صلاحیتوں اور خوبیوں کے علاوہ بہت بڑی شاعرہ بھی تھی۔ اس نے بہت سے کالج تعمیر کرائے۔ محتاج خانوں کی بنیاد رکھی۔ اور مکہ مکرمہ کا مشہور پل بنوایا۔ یہ پل اسی کے نام سے مشہور ہے۔ پانچویں صدی ہجری میں شیخ شہدا نے جامع بغداد میں ادب اور شعر پر ایک عام مجمع میں تقریر کی یہ مشہور مسلمان علما میں سے شمار کی جاتی ہیں۔ زینب، ام المعاویہ مشہور فقیہہ تھیں اور انہیں فقہ کی تعلیم کی قانوناً اجازت تھی۔ میں نے ان مسلمان عورتوں میں سے جنھوں نے علم اور تہذیب میں بہت بلند مقام پایا صرف چند کا ذکر کیا ہے۔

اسلام میں عورت کے اس درجہ بلند معیار زندگی کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کتنی بڑی غلط بیانی ہے کہ اسلام عورت کو ترقی یافتہ دیکھنے سے کڑھتا ہے۔ اس مہذب زمانہ میں یورپ کے بلند ترین حلقوں میں اس غلط بیانی کو عام دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے۔ میری پچھلی سیاحت یورپ اور پچھلے مہینہ کے جلسوں پر جن میں میں نے تقریریں کیں مجھ سے یہ بارہا پوچھا گیا کہ مجھے تقریروں کے بعد کہاں رکھا جائے۔ کیا یہ بات کسی کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ ایک ایسا مذہب جس نے عورت کو مرد کے مساوی درجہ عطا کیا عورت کو ایک بے روح طبقہ سمجھ سکتا ہے؟ یہ خیال محض فرضی اور بے بنیاد ہے اور اسلام دشمن اشخاص کی اسلام دشمنی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ کیونکہ اسلام کے پورے ادب میں اس قسم کے نظریہ کا کہیں وجود نظر نہیں آتا۔ قرآن کریم میں عورت اور مرد کو جنس واحد قرار دیا گیا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی مرد اور عورت کا مستقبل یعنی جزا و سزا کا ذکر کیا ہے وہاں مرد کے ساتھ ساتھ عورت کا ذکر بھی کیا ہے۔ قانونی کتابوں میں جہاں کہیں لفظ انسان کا ذکر کیا ہے وہاں گو مرد اور عورت دونوں مراد ہوتے ہیں۔ مگر قرآن حکیم نے مزید تصدیق کے لیئے جابجا عورت کا لفظ استعمال کر کے تمام ان امکانات

کو دور کر دیا ہے۔ جو صرف ایک طبقہ کو مراد ماننے سے متعلق ہو سکتے تھے۔

عیسائیوں میں اسلام سے متعلق جس قدر بھی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں یہ تمام متعصب عیسائی مبلغین کے دماغوں کی پیداوار ہیں۔ کیونکہ اسلام ایشیا اور افریقہ کے دلوں پر قبضہ کرنے کے بعد مغرب کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور چونکہ ان عیسائی مبلغین کے قبضہ میں روپیہ اور پریس دونوں چیزیں تھیں۔ اس لئے انہیں یورپ کے لوگوں میں اپنے خیالات پھیلانے کا خوب موقعہ ملا۔ اور انہیں ان لوگوں کے دماغوں میں اسلام سے متعلق مطلوبہ نفرت بٹھانے میں کامیابی حاصل ہو گئی۔

یہ صرف انیسویں صدی تھی جس میں کارلائل، گوئٹے اور گبن جیسے نیکدل مفکر پیدا ہوئے۔ انہوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی قدر وقیمت سے آگاہی حاصل کر لینے کے بعد تحریر کے ذریعہ بعض مخصوص غلط فہمیوں کو دور کرنا شروع کیا۔ اور اسلام سے متعلق یورپ کے طرز عمل کو کسی قدر بہتر بنا دیا۔

اس مضمون پر بحث کرتے وقت میں اسلام کے نظام پردہ کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس وجہ سے بھی اسلام پر بہت سے اعتراضات کئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ پردہ نشینی کوئی اسلامی چیز نہیں ہے۔ اسلام کے آفتاب رشد و ہدایت کے طلوع سے صدیوں پہلے قدیم قوموں میں یہ رواج عام تھا۔ یونانیوں میں معزز عورتیں پردہ میں بیٹھیں۔ اور مردوں سے جدا مکانات میں اقامت رکھتیں۔ یونانیوں سے یہ عادت بازنطینیوں میں آئی۔ یہاں سے روس میں پہنچی اور یہاں پیٹر اعظم کے دور تک عام رہی۔ کوریہ میں تو یہ انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اس کے علاوہ پردہ چین، جنوبی امریکہ کی ہسپانوی نو آبادیات اور ایران میں بھی موجود تھا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں پردہ کا رواج اموی خلیفہ ولید ثانی کے عہد میں ایرانی اثر کے ماتحت ہوا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسلمان عورتیں آزادانہ طور پر باہر آتی جاتیں اور ہمیشہ مساجد میں نماز باجماعت ادا کرتیں۔ کیونکہ حضورؐ کا ارشاد تھا کہ عورتوں کو مساجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکو۔ اور نہ صرف مساجد میں نماز باجماعت ادا کرتیں۔ بلکہ دوسرے مذہبی امور میں بھی حصہ لیتیں۔ ایک بار حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانیؓ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مجمع میں سے ایک غیر معروف خاتون نے ٹوکا کہ حضرت کا فلاں بیان صحت کا محتاج ہے۔ اپنی غلطی کی تحقیق کر لینے کے بعد بلند مرتبت خلیفہ نے اعلان فرمایا کہ "مدینہ کی عورتیں قرآن فہمی میں عمر سے بڑھ کر ہیں۔" اس اعلان کے بعد آپ نے اپنی غلطی کی اصلاح فرمالی۔ اس سے

زیادہ اسلام کے ابتدائی دنوں میں عورتیں مردوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتیں۔ بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جاتیں۔ اور خلفا کے انتخاب میں شریک ہوتیں۔ یہ تمام باتیں اس صورت میں ممکن نہ تھیں جبکہ وہ پردہ نشین ہوتیں۔ گو اسلام عورت کے لئے پردہ نشینی کا حکم نہیں دیتا۔ تاہم اس نے اس پر کچھ قیود عائد کردی ہیں۔ اور یہ شرائط عورت کے ساتھ ساتھ مردوں پر بھی عائد ہیں تاکہ ان میں پاکیزگی اور طہارت کے خیالات پرورش پائیں۔ قرآن حکیم میں مردوں اور عورتوں دونوں کو آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر عورتیں پردہ نشین ہوتیں یا نقاب میں رہتیں تو قرآن حکیم انہیں آنکھیں نیچی رکھنے کا کیوں حکم دیتا۔ اور ساتھ ہی مردوں کو بھی آنکھیں نیچی رکھنے کا کیوں حکم ہوتا قرآن کا عورت سے مخصوص حکم یہ ہے کہ وہ اپنی زینت غیر محرموں پر ظاہر نہ ہونے دے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جن کے نزدیک زینت کی چیزیں زیورات کے علاوہ عورت کے جسم کا حسن بھی ہے وہ بھی یہ فرماتے ہیں۔ کہ چہرہ اور ہاتھ زینت میں داخل نہیں ہیں۔ اور اس لئے پردہ سے خارج ہیں۔ اس سلسلہ میں ہدایہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب نے حسب ذیل تصریحات کی ہیں:۔

"مردوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ عورتوں کو دیکھیں بجز ان کے چہروں اور ہاتھوں کے کیونکہ عورتوں کو ہاتھ اور چہرے کھلے رکھنے کی اجازت ہے۔ تاکہ انہیں مردوں سے کاروبار کرنے میں آسانی ہو۔ اگر وہ ہاتھ اور چہرے کھلے نہ رکھیں تو انہیں کاروبار کرنے میں بڑی مشکلات پیش آئیں۔"

ان تصریحات سے یہ چیز بخوبی ظاہر ہوجاتی ہے کہ اسلام اس قسم کے پردہ کا حامی نہیں ہے۔ جو آج کل مشرقی دنیا میں عام ہے۔ اس رواج کی وجہ غالباً وہ احساس عزت و شرافت ہے۔ جو غیر مسلمانوں سے مسلمانوں میں پیدا ہوا۔

موجودہ مسلمانوں کی بدحالی عموماً اور عورتوں کی خصوصاً اسلام کی بلند اور مکمل ترین تعلیمات کا نتیجہ نہیں ہے جیسا کہ غلطی سے مغرب میں سمجھا جا رہا ہے۔ بلکہ یہ اسلامی تعلیمات سے غفلت و بے نیازی اور علم و تہذیب سے بے تعلقی کا نتیجہ ہے۔ خوش قسمتی سے اسلامی ممالک ایران، ترکیہ، مصر اور شام اپنے اندر حیات تازہ پیدا کر رہے ہیں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں ترقی کر رہے ہیں مسلمان عورت کی دنیا میں بھی آثار حیات نمودار ہو رہے ہیں۔ ترکی جدید کی عورتوں سے زیادہ کسی ملک کی عورتوں میں

زندگی کی روح کارفرما نظر نہیں آتی ۔ اس ملک میں عورتوں کی جدوجہد اور ترقی پسندی کے رجحانات و اعمال ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ ہائیکورٹ کی ججی، نمائندگی سیاست اور دفتروں میں اسی طرح عام نظر آتی ہیں۔ جس طرح کہ برطانیہ عظمٰی کی عورتیں ۔ آج کی مسلمان عورتوں میں تہذیب و تمدن اور علم و فنون کے علم کو بلند کرنے کا جذبہ محض اسلام کے پیغام ترقی و آگاہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند اور پاکیزہ تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

اس افضل الانبیاء اور عورت کے سب سے بڑے حامی و مددگار پر اللہ تعالٰے کی ہزاروں رحمتیں نازل ہوں ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

ایک حقیقی عالمگیر مذہب کا امکان

پادری جی مارس ایلیٹ (رکن کلیسائے انگلستان)

نوٹ منجانب مدیر ہم اپنے فاضل دوست کی یہ تقریر اس لئے شائع کر رہے ہیں کہ ہمارے مسلمان دوستوں کو اس حقیقت کا علم ہو جائے کہ کلیسائے انگلستان بھی موجودہ زمانہ کے تقاضوں سے مجبور ہو گیا ہے کہ مغرب میں مذہبی زندگی کا جو تخیل پایا جاتا ہے اس سے بہتر تخیل اختیار کرے ۔"

آج سے مدتوں پہلے جب لوگوں میں تعلیم کا رواج نہ تھا، اس وقت پادری لوگ، جو کچھ جہلا سے کہہ دیتے تھے وہ اسے صحیح تسلیم کر لیتے تھے۔ چنانچہ اس تک (انگلستان) میں عوام بائیبل کو از ابتدا تا انتہا "خدا کا کلام" سمجھتے تھے اور اس کے متعلق ان کا اعتقاد یہ تھا کہ صرف مشایخ کلیسا ہی اس کے مطالب کو سمجھ سکتے تھے اور جو کچھ کلیسا تعلیم دے اس پر بلا چون وچرا ایمان لانا چاہئے۔ اور منجملہ تعلیمات کلیسا یہ بھی تھا کہ کائنات ایک سہ منزلہ مکان کی مانند ہے۔ آسمان اور زمین اور دوزخ۔ کلیسائی تعلیمات کے پیرو تو جنت میں جائینگے اور منکرین ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلتے رہینگے۔

آج یہ تمام خیالات تبدیل ہو چکے ہیں تعلیم نے جہالت کی زنجیروں کو یکسر توڑ دیا ہے۔ اور اب لوگوں کی

عقول اس کے لئے تیار نہیں کہ غیر حقیقی جنت اور دوزخ پر یا بائبل کے لفظاً الہام الٰہی ہونے پر یا کلیسائی تعلیمات کی صحت پر یا اس تعصب آمیز تعلیم پر ایمان لائیں۔ کہ دنیا کے ما بقی تمام مذاہب یکسر غلط ہیں اور ان کے بانی یکسر دروغگو تھے۔

اور آج دنیا کے تعلیم یافتہ افراد صرف اس بات پر اکتفا نہیں کرتے کہ مختلف مذاہب کا باہمی موازنہ کرکے یہ معلوم کریں کہ ایک مذہب دوسرے مذہب پر کس حد تک فوقیت رکھتا ہے۔ تعلیم یافتہ لوگ جانتے ہیں کہ لوگ عموماً اس ملک کا یا اس حصۂ ملک کا مذہب اختیار کرتے ہیں جس میں وہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا میں تین مذاہب ہیں جو عالمگیر ہونے کے مدعی ہیں اور ان میں سے ہر ایک افضلیت کا بھی مدعی ہے۔ اور تعلیم یافتہ افراد اس حقیقت سے بھی آگاہ ہیں کہ یہ نام نہاد مذہب ہی ہے جسکی وجہ سے عالمگیر اخوت اسلامی ناممکن نظر آتی ہے۔ لہٰذا غیر متمدن اور نیم تعلیم یافتہ افراد پریشان ہیں کہ اندریں حالات کس امر پر ایمان لائیں۔ روس میں تو مذہب کا اتباع تقریباً ممنوع ہے۔ اور جرمنی میں اب لوگ آخرت اور روحانیات پر کوئی یقین نہیں رکھتے۔ اسی طرح ہمارے اس ملک میں بھی بہت سے افراد ہیں جو آخرت پر کوئی موثر ایمان نہیں رکھتے اور بعض اس کے بالکل منکر ہیں۔ وہ نیم مردوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں یہ خیال ہے کہ زندگی کا انجام فنائے مطلق ہے۔

اندریں حالات ان لوگوں کے لئے ہمارا پیغام یہ ہے:-

(۱) موت انسان کے لئے فنائے مطلق نہیں ہے۔

(۲) مرنے کے بعد بھی وہ زندہ رہیں گے خواہ وہ پسند کریں یا نہ

(۳) جزا و سزا اس پر مرتب نہیں ہوگی کہ ان کے عقائد کیسے تھے بلکہ اس پر کہ ان کا عمل کیسا تھا۔

اور یہ ایک بیدارکن اور زندگی بخش پیغام ہے۔ اس کی بدولت نیم مردہ انسانوں میں جن کو ابدیت روح کا احساس ہے دوبارہ زندگی پیدا ہو سکتی ہے۔

تمام اقوام میں ابتدائے آفرینش سے ایسے افراد پائے گئے ہیں، جنھوں نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ ہم فوق الفطرت طاقتوں کے مالک ہیں اور لوگوں نے ان کی تصدیق کی ہے۔ یہ طاقت ان کو خدا کی طرف سے ملی ہے ان کی ذاتی نہیں ہے۔ اور ان کو خدا کے رسولوں کی معرفت ملی ہے۔ اور موجودہ سائنسدان ان طاقتوں کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اور دنیا میں ہر مذہب کی بنیاد انہی طاقتوں پر ہے

مذہب سراپا الہام ہے۔ یعنی ورا، الکائناتی حقیقت ہے۔ پس وہ پیغام جسے ہم پیش کرتے ہیں اور جس کو دنیا کے لوگ قبول کر رہے ہیں، یہ ہے:۔

(۱) حیات بعد الممات ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

(۲) مرنے کے بعد بھی ہم زندہ رہیں گے خواہ ہم پسند کریں یا نہ۔

(۳) جزا، وسزا، ہمارے اعمال یعنی سیرت کی بنا پر مرتب ہوگی۔

(۴) خدا سب انسانوں کا باپ ہے۔

(۵) سب انسان بلا امتیاز نسل ورنگ، ملک وملت، آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(۶) اوراب وقت آگیا ہے کہ سب افراد ایک سلک میں منسلک ہوجائیں یعنے ایک عالمگیر مذہب کے پیرو ہوجائیں۔ جو ہم سب کی مشترکہ میراث ہے۔

اگرچہ اس کے معنے یکسانیت نہیں ہیں تاہم اس کے معنے اخوت، موالات، محبت اور امن کے ضرور ہیں۔ جو مختلف کلیساؤں اور مختلف مذاہب کے پیرؤوں کے اندر پیدا ہوسکتی ہے۔ ہم مختلف مکانوں میں رہتے ہیں تاہم اس پر متفق ہیں کہ رہنے کے لئے مکان ضروری ہے۔ ہمارا فرنیچر مختلف ہوتا ہے لیکن اس پر اتفاق ہے کہ فرنیچر ضروری ہے۔ ہم سب مختلف غذائیں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس پر اتفاق ہے کہ غذا جسمانی زندگی کے لئے ضروری ہے۔

اور ہم ایک دوسرے کے مکان پر جاکر، باہم ملاقات کرتے ہیں۔ ہم دوسروں کے فرنیچر کو استعمال کرتے ہیں اور باہم ملکر کھاتے ہیں۔ کیونکہ ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور باہم محبت کرتے ہیں۔ اور محبت اور دوستی کے معنے امن وامان کے ہیں۔

اور جب ہماری دنیا، دوستی، محبت اور امن سے متنفر دنیا یہ دیکھے گی کہ مختلف الخیال لوگ ابدی عالمگیر اصولوں پر متحد ہوگئے ہیں۔ اور باعتبار محبت، دوستی اور امن یکساں ہیں، تو دنیا کے مدبرین اور حکمران، ہماری مثال کی تقلید کریں گے۔ کیونکہ ہم نے ان کے اردگرد محبت اور دوستی اور امن کی فضا پیدا کردی ہوگی۔ کوئی حکومت ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو تمام مذہبی عقائد میں یعنی بنیادی اصولوں میں، جو کہ حیات بعد الموت اور اس کے لوازم ہیں متفق ہوچکے ہیں۔

سچا مذہب

(ایم، ایل، ایم، محمد حسین صاحب)

لوگوں نے کسی زمانہ میں، ایک مشہور تارک الدنیا فلسفی سے پوچھا کہ سچے مذہب کی شناخت کیا ہے
اس نے جواب دیا کہ میری رائے میں مذہب کی منطقی تعریف جس طرح عموماً لوگ کرتے رہتے ہیں۔ بہت ناکافی
ہے۔ لیکن اس نے حسب معمول پتہ کی بات یہ کہی کہ سچا مذہب وہ ہے جو زندگی کے متعلق جملہ امور میں رہنمائی
کرسکے۔ یہ بات کہ مذہب کے متعلق یہ نظریہ کس حد تک صحیح ہے، بادی النظر میں آشکارا نہیں ہوسکتا
ایک معمولی دماغ کے آدمی کے لئے یہ دشوار ہے کہ وہ تنازع للبقا یا زراعتی ترقی کے لئے ایک مفید آلہ کے
ایجاد کی کوشش، اور کسی خانقاہ میں روحانی ترقی کے لئے دعا، میں مطابقت پیدا کرسکے۔ اول الذکر
بات کو خالص مادی اور اس لئے غیر مذہبی قرار دیا جائے گا۔ اور آخر الذکر بات کو حقیقی مذہب کا سنگ بنیاد
اگرچہ دنیا کے اکثر مذاہب مثلاً مسیحیت، بودھ دھرم اور ہندو دھرم مذہب کی یہی تعریف کرتے ہیں
لیکن در اصل مذہب کے متعلق یہ تصور بالکل غلط ہے۔ وہ مذہب ہی نہیں جو ہم سے صرف روحانی
پہلو کی تربیت کا ذکر کرے اور مادی پہلو کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور نہ وہ نظام قابل وقعت
ہے جو اپنے پیرؤوں کو خلاف فطرت زندگی بسر کرنے کی تلقین کرے۔ کیونکہ فطرت انسان کے فائدہ کے
لئے ہے اور انسان کو فطرت کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ ہم اپنی صحت اور مسرت کے
لئے۔ فطری قوانین کی اتباع پر مجبور ہیں۔ اس لئے ان چیزوں کے حصول کے لئے ہمیں اس معاہدہ
کی پورے طور سے پابندی کرنی لازم ہے جو ہمارے اور فطرت کے مابین ہوچکا ہے۔ لیکن ہمارا علم، بلکہ
سائنٹفک علم اس درجہ محدود ہے کہ کسی نہ کسی مذہب کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ ہماری کشمکش حیات
میں رہنمائی کرسکے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایسا مذہب یا نظام، خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں پیدا
ہوا ہو، اپنے سامنے دوگونہ مقصد رکھتا ہو۔ اولاً وہ ہمیں ہمارے ماحول کی حقیقت سے آگاہ کرے۔
تاکہ ہم کو اس کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے میں آسانی ہو اور یہ بات بہت ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی
ذی روح، مطابقت کی زندگی بسر نہیں کرسکتا، جب تک اسے یہ نہ یقین ہو کہ وہ اپنے ماحول سے

مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بلحاظ تنظیم، حکومت، سوسائٹی، اور ان اقتصادی اصولوں کے جن سے صلح اور موافقت پیدا ہو سکتی ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ مذہب ہمیں غیر مشہود حقائق کے متعلق صحیح علم عطا کرے تاکہ ہم اس کی پیروی کر کے روحانی کمال حاصل کر سکیں۔ اور اس طرح کہ ہماری جسمانی زندگی کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

پس ایک سچے مذہب کے یہ دو بنیادی اصول ہیں اور ان روحانی اور مادی قوانین پر حاوی ہیں جو بنی نوع انسان کی اس دنیا اور آخرت میں کامیابی کے ضامن ہیں۔ اور ان قوانین کی شرط لازمی، الہام ربانی ہے۔ اب ہم بجا طور پر یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ایسا مذہب کونسا ہے۔ جو ہم کو زندگی کے متعلق سب کچھ تعلیم دیتا ہے؟ اس کا جواب ہمیں موازنۂ مذاہب عالم سے بآسانی مل سکتا ہے۔ مجوسیت اور یہودیت کی ثنویت نواز تعلیمات اسی بنا پر فرسودہ ہو چکی ہیں کہ وہ زندگی کے مسائل کا حل پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ اور ہندو دھرم کی عالمگیریت اس لئے فنا ہو گئی کہ اس میں کثرت آلہہ ہے اور یہ چیز ہماری عقلی اور روحانی ترقی میں حارج ہے۔ بودھ دھرم مذاہب کی فہرست سے اس لئے خارج ہے کہ اولاً بدھ نے انسان کی مادی زندگی سے بالکل اعتنا نہیں کیا۔ اس لئے اس کی تعلیم فطرت کے خلاف ہے۔ دوسرے اس کی تعلیمات میں باہمی ترقی کے امکانات بالکل نہیں ہیں، تیسرے خدا کے متعلق اس کا تصور ناقص اور پست تھا۔

مسیحیت کے نظام میں بھی ہمیں نقائص نظر آتے ہیں۔ کیونکہ برخلاف دیگر مذاہب کے نہایت غیر مربوط مذہب ہے۔ جناب یسوع نے نہ تو مادی ترقی کا راستہ دکھایا اور نہ روحانی ترقی کا طریقہ سکھایا انہوں نے اپنے الہامات کا بیان تو کر دیا۔ لیکن مادی زندگی کی پیچیدگیوں کا کوئی حل نہیں بتایا۔ اور جب تک ان کو حل نہ کیا جائے، روحانیت تک پہنچنا معلوم۔ علاوہ بریں روحانیت کے حصول کا جو طریق انہوں نے بتایا وہ ایک عام انسان کے لئے قطعاً ناقابل عمل ہے۔ جب تک وہ فطرت کے اصولوں سے جنگ نہ کرے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ان کی تعلیم کا یہ نقص، اور مادی اور روحانی قوانین میں وحدت کا فقدان، اب عالم آشکارا ہو چکا ہے۔ اور علمائے مسیحیت کا یہ دعوے کہ مسیحیت عالمگیر مذہب ہے، وقت اور تہذیب کے ہاتھوں، باطل قرار پا چکا ہے۔ اور اگر مسیحی یورپ کے بعض مشہور مفکرین کی رائے جو انہوں نے مسیحیت کے متعلق ظاہر کی ہے قابل وقعت قرار دی جائے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑیگا

کہ مسیحیت فنا ہو چکی ہے۔ اگرچہ کلیسائیت اب بھی زندہ رہنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہے۔

مشہور مسیحی فاضل، ڈین انج، اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ یورپین سوسائٹی پر اب مسیحیت کا کوئی اثر باقی نہیں ہے اور اگر سوسائٹی پر کوئی روحانی یا اخلاقی طاقت اثرانداز نہ ہوئی تو مسیحیت کا خاتمہ ہے۔ اور مسیحیت سوسائٹی پر اثرانداز ہونے میں ناکام رہی ہے۔ کیونکہ اس کے اندر یہ جوہر موجود نہ تھا۔ کہ دو ہزار سال انسانیت کی ضرورت کو پورا کرتی۔ اور اب اس کا نظام بدل دینا ناممکن ہے۔ جب تک اسکے بنیادی اصولوں کو نہ بدلا جائے۔ اور موجودہ مسیحیت کا قصر اپنی پوشیدہ حالتیں انہی بنیادوں پر مبنی ہے اور مسیحیت کے زوال کا باعث یہ ہے کہ وہ اپنے اندر شان عالمگیریت نہیں رکھتی۔

ان مذاہب کے بالمقابل دنیا میں ایک ایسا مذہب بھی ہے جو تمام بنی نوع آدم کو تسلی دے سکتا ہے اور موجودہ سوسائٹی کی روز افزوں ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ یعنی اسلام جو امن وصلح کا علمبردار ہے۔ اسلام کا یہ دعوے کہ میں دنیا میں اکیلا سچا مذہب ہوں، عقائد تحکمانہ اور رموز جذباتی پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ خالص عقلی تعلیمات پر۔ کیونکہ اسلام ایک روحانی روشنی بھی ہے اور اخلاقی بھی، جو بدنظمی کے سمندر میں گمراہ انسان کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ اسلام کی خوبی اس کی تعلیمات کی سادگی میں مضمر ہے۔ اس کی تعلیمات اس درجہ سہل اور قابل عمل ہیں کہ انسان بغیر کسی دشواری کے ان کو قبول کر سکتا ہے۔ عورتوں، مردوں اور بچوں کے فرائض اس درجہ صفائی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اور سوسائٹی میں ان کی ذمہ داریاں ایسی واضح کر دی گئی ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو مسرت اور کامیابی یقینی ہے۔ اسلام کی عظمت اس بات سے بھی ظاہر ہو سکتی ہے کہ اس کی تعلیمات عین فطرت کے مطابق ہیں۔ بلکہ وہ قوانین فطرت کی مؤید ہیں۔ اسلام میں جو رواداری حریت اور آسانی پائی جاتی ہے وہ اس کی عالمگیریت کا زندہ ثبوت ہے۔ جس عمدگی کے ساتھ اس نے روح اور مادہ میں توازن پیدا کیا ہے اس کی بنا پر اس کا حسن اور جمال بہت بے نظیر ہو گیا ہے۔ چنانچہ اسلامی نظام میں یہ خوبی ہے کہ وہ ہمیں بے ہمہ کے ساتھ باہمہ بھی بنا سکتی ہے۔ اور اسی طرح روحانی اور اخلاقی قوانین کا امتزاج بھی عدیم المثال ہے۔

دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کا حل اسلام میں موجود نہ ہو۔ اور کوئی ضرورت ایسی نہیں جسے پورا نہ کیا گیا ہو۔ کوئی سوال نہیں جس کا جواب نہ دیا گیا ہو۔ اسلامی نظام جو نہایت استوار، ہمہ گیر اور زندہ ہے۔ وہ قرآن مجید پر مبنی ہے جسکے متعلق بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کا

مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اور اس میں آج تک ایک شوشہ کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ۱۳۰۰ سو سال سے جوں کا توں موجود ہے۔ نہ کمی ہوئی ہے نہ بیشی۔ دنیا کی کوئی طاقت آج تک اسلام کو متزلزل نہیں کرسکی۔ اور زمانہ کی کسوٹی پر یہ مذہب کھرا ثابت ہوا ہے۔ محض اس لئے کہ اس نے "زندگی" کی اہمیت کو پورے طور پر سمجھ لیا ہے۔ اور اسے وہ حسن عطا کیا جو دنیا کے کسی دوسرے مذہب نے نہیں کیا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کلمہ طیبہ اسلام کی بنیاد ہے۔ جو شخص اللہ کی توحید اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے اور آپؐ کے ارشادات پر عمل کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ خواہ نسل کے اعتبار سے وہ آریائی ہو یا سامی یا ٹیوٹانک، اسلام میں قومیت کی بنیاد، وطن یا نسل نہیں بلکہ مذہب ہے۔ اور ہر شخص، جو اسلام قبول کرتا ہے وہ اسلامی عالمگیر اخوت کے دائرہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ جسکے حصول کے لئے بنی آدم، اس قدر کوشاں نظر آتے ہیں۔

مطالعہ فطرت

(بقلم اد، دی عبداللہ صاحب)

فطرت کسی زمانہ میں انسان کا معبود تھی۔ اور قدیم زمانہ میں انسان فطرت کے حیرت انگیز مظاہر کی پرستش کیا کرتا تھا۔ وہ ان کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اور اس کی نظر میں طبعی نتائج، فوق الفطرت نتائج تھے۔ اس کی نظر میں برق، رعد، قحط اور مرض، مختلف دیوتا تھے۔ جو اپنا غصہ ظاہر کرتے تھے۔

مدتوں تک انسان فطرت کا مطالعہ نہ کرسکا۔ اور اس نے اس کی مختلف طاقتوں کو معبود قرار دیا۔ کیونکہ وہ اپنی استعداد سے آگاہ نہ تھا۔ کہ وہ اسے اپنا خادم بنا سکتا ہے۔ اس نے فطرت کو الوہیت کا درجہ دے دیا۔ اور اس لئے اس کی ترقی رک گئی۔

لیکن فطرت کی عبادت، جو اس کی خادم تھی، اس کے لئے موزون نہ تھی اور نہ یہ ہو سکتا تھا کہ وہ ہمیشہ اپنی مخفی استعدادوں سے بے خبر رہے اور اپنی تقدیر، اور فطرت سے رشتہ، سے آگاہ نہ

آنحضرت صلعم کا ظہور مقدر تھا۔ چنانچہ آپؐ مبعوث ہوئے۔ آپؐ کی بعثت کی غرض یہ تھی کہ انسانی عقل کو توہمات اور جہالت کی قید سے رہا کردیں۔ آپؐ نے فطرت کے متعلق معقول تعلیم پیش کی اور انسان کو اس کی استعداد سے آگاہ فرمایا۔ آپؐ نے انسانی مطالعہ کا دائرہ وسیع فرمایا۔ اور مطالعہ فطرت کو بھی عبادت قرار دیا۔ چنانچہ آپؐ کا ارشاد ہے کہ "فطرت میں ایک ساعت تفکر کرنا ستر سال تک عبادت کرنے سے بہتر ہے۔" آپؐ ہی وہ ہادی ہیں، جنھوں نے اس زمانہ میں جبکہ دُنیا جہالت میں مبتلا تھی، اپنے پیرؤوں کو مطالعہ فطرت کا حکم دیا۔ جو کائنات میں ہر جا جلوہ گر ہے۔ ورڈسورتھ نے آپؐ ہی کی تعلیمات کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے:۔ "مبارک ہے وہ انسان جو نہ صرف اپنی فطرت کا مطالعہ کرتا ہے بلکہ کائنات کی فطرت ۔ تمام فطرتوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس قانون سے آگاہ ہو سکے، جو کائنات میں نافذ ہے۔" دراصل مذہب اسلام مطالعہ فطرت ہی پر مبنی ہے چنانچہ قرآن مجید جس موقعہ پر کسی صداقت کا اعلان کرتا ہے تو اس کو کسی موزوں منظر فطرت سے ضرور مؤید کرتا ہے اور وہ کبھی اپنے پیرؤوں کو یہ نہیں کہتا کہ کسی خلاف عقل بات کو تسلیم کرو۔ بلکہ وہ ہر معاملہ میں فطرت پر غور کرنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید بار بار مظاہر فطرت میں تدبر، تفکر اور تعقل کی تاکید کرتا ہے۔ اسی کتاب نے علم کا دروازہ انسان کے لئے کھولا۔ اور اسی کتاب نے انسان کو یہ بتایا کہ کائنات میں ہر شے کسی نہ کسی مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہے بیکار نہیں ہے، پس کسی کتاب نے فطرت کے متعلق انسان کے اندر وسعت نظر پیدا نہیں کی۔

فطرت کا تنقیدی مطالعہ اس بات کو ظاہر کرسکتا ہے کہ گھاس کا تنکا یا خاک کا ذرّہ بھی بیکار نہیں ہے ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ ہر ذرّہ میں کوئی نہ کوئی فائدہ مضمر ہے جو اپنے وقت پر ظاہر ہوتا ہے۔ ہر شے میں کچھ مخفی خواص موجود ہیں" دنیا ے سالمات اور اس کے مختلف امتزاجات دراصل بے شمار صلاحیتوں کے خزانے ہیں۔ جو مناسب حالات پر ظاہر ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کی مخفی قوتیں بار آور ہوں۔"

یہی بات فطرت میں سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے کہ جو چیزیں انسان کے لئے مضر معلوم ہوتی ہیں وہ دراصل اس کے حق میں مفید ہیں۔ اور انسان کا فرض ہے کہ وہ ان مضر اشیا کے فوائد معلوم کرے۔ اور اس کی فطرت کا مطالعہ کرے۔ کیونکہ قرآن مجید کا مقصد یہ ہے کہ انسان فطرت کو اپنا خادم بنائے۔ اور یہ قدرت ہمیں صرف ان توانین کے علم کی بدولت حاصل ہو سکتی ہے۔ جو

اسپر حاوی ہیں - اور اس میدان میں جو تحقیقات ہوئی ہے وہ حیرت انگیز انکشافات سے معمور ہے - مثلاً اب سب کو معلوم ہے کہ سانپ کا زہر، جس کی خاصیت خون کو منجمد کر دینے کی ہے - یہ زہر ان ھیموفیلیا* کے مریضوں کا خون بند کرنے میں بہت کار آمد ثابت ہوتا ہے اور پیسٹر انسٹیٹوٹ پیرس کے ڈاکٹر ہارز نے بیان کیا ہے کہ میں نے سانپ کے زہر سے مہلک قسم کی رسولیوں کا کامیاب علاج کیا ہے - چنانچہ اس کی تحقیقات، برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کی خدمت میں بغرض تنقید بھیجی گئی ہیں -

جن لوگوں کو کبھی شہد کی مکھی یا بھڑ نے کاٹ لیا ہو، اگر ان کو وجع المفاصل کی شکایت رہی ہو تو انہوں نے حیرت کے ساتھ محسوس کیا ہوگا کہ اس شکایت کا ازالہ ہو گیا ہے - بلاشبہ کائنات میں بہت سے بظاہر مضرت رساں حیوانات ہیں - مگر در اصل وہ انسان کے فائدہ کے لئے ہیں - اسی طرح کائنات میں ہر شے انسان کی خادم ہونی چاہیئے - اور انسان اس کائنات کو اپنا خادم بنا سکتا ہے - بشرطیکہ وہ اس کا گہرا مطالعہ کرے - اور اگر انسان ترقی کا آرزومند ہے تو اسے ایسا کرنا لازمی ہے - کیونکہ اسی صورت میں وہ پکار اٹھے گا:- ربنا ماخلقت ھذا باطلا - "ہمارے رب! تو نے اس کائنات کو بے کار نہیں پیدا کیا -"

(قرآن مجید ۳ : ۱۹۰)

اس طرح ہمکو معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا نے اس کائنات کو کیسی دانائی کے ساتھ خلق کیا ہے - تاہم مغرور انسان بعض اوقات بہت عاجلانہ طور پر نتائج اخذ کر سکتا ہے - اور کرتا ہے - بعض اوقات جب انسان بعض چیزوں کی افادیت کا اثبات نہیں کر سکتے - تو وہ ان اشیاء کو بیکار قرار دے بیٹھتے ہیں - لیکن یہ طرز عمل جہل ہے - بعض لوگ کہتے ہیں کہ "خود ہمارے نظام جسمانی میں، اسی قسم کے بیکار ابتدائی اعضاء موجود ہیں - مثلاً کان، پپوٹے، بھٹنی اور دیگر اجزائے جسمانی کے اعصاب میں بعض بناوٹیں، یا مردوں کے سینہ پر سرپستان کا نشان[۱]" معترض کو واضح ہو کہ وہ تو خود ایک مشہور ماہر علم الحیات ہے، اس کا فرض تھا کہ ان چیزوں کی افادیت

---

[۱] پروفیسر ہیکل کی مشہور کتاب "معمائے کائنات" صفحہ ۱۲

* نوٹ - وہ مرض جس میں کہ کسی مقام سے اگر خون جاری ہو جائے - پھر رکتا نہیں - مترجم

دریافت کرتا نہ یہ کہ اپنی جہالت کا اس طرح مظاہرہ کرتا۔

معترض مذکور (پروفیسر ہیکل) نے عالم فطرت میں ایک تحقیقات معقول بھی کی ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

میکانکی اور کیمیائی توانائی، روشنی اور گرمی اور بجلی یہ باہم متبادل ہیں۔ یہ دراصل ایک بنیادی طاقت کی مختلف صورتیں معلوم ہوتی ہیں اور اسی سے، تمام فطری طاقتوں کی وحدت طبعی کا نظریہ پیدا ہوتا ہے۔ جسے سائنس کی اصطلاح میں وحدت توانائی کہتے ہیں۔"

بلاشبہ، اختلاف میں وحدت پائی جاتی ہے۔ اور اس سے ایک خدا کی ہستی کا اثبات ہوتا ہے، اور توحید کا عقیدہ، الوہیت کے متعلق ایک معقول عقیدہ ہے۔ تیرہ سو سال ہوئے اسلام نے توحید الٰہی کا عقیدہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس توحید کے ثبوت میں قرآن مجید فطرت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور انسان اس فطرت کے عمیق مطالعہ کی وجہ سے، اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ اگرچہ دیر میں۔ واضح ہو کہ پروفیسر ہیکل، جس نے فطرت میں توانائیوں کی وحدت دریافت کی ایک دہریہ تھا۔ اس کی حالت پر افسوس! صد ہزار افسوس!! اگر وہ ذرا تعمق کے ساتھ فطرت کا مطالعہ کرتا تو ضرور خدا پر ایمان لے آتا۔ وہ خدا کی ہستی پر اس لئے ایمان نہ لاسکا کہ اس نے خدا کی ہستی پر دلائل تلاش کرنے کی تکلیف نہیں اٹھائی۔ جوزف میک کیب اگرچہ خود بھی دہریہ ہے۔ تاہم اعتراف کرتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں بمشکل تمام دس میں سے ایک انسان، خدا پر ایمان لانے کے دلائل تلاش کرنے کی زحمت گوارا کرتا ہے۔ لیکن انسان کو اس درجہ احمق ہونا بھی مناسب نہیں کہ وہ خدا کے وجود پر دلائل معلوم کرنے کی تکلیف نہ اٹھا سکے۔

بلاشبہ اگر ہم فطرت کا مطالعہ کریں تو خدا کی ہستی کا ثبوت مل سکتا ہے۔ پس لازم ہے کہ سائنسداں حضرات تعصب سے خالی ہو کر فطرت کا مطالعہ کریں۔ ان کو بہت جلد ایک عظیم الشان طاقت پر ایمان لانا پڑے گا۔ اگر ہم دنیا میں خدا کے متعلق مہمل تصورات، موجود پاتے ہیں تو ہمیں مایوس نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ دنیا میں ایک معقول مذہب اسلام بھی موجود ہے۔ اور صرف یہی مذہب ایسا ہے جو سائنس کے مقابلہ میں، کامیاب ہو سکتا ہے۔

اور چونکہ سابقہ زمانوں میں کامیاب رہ چکا ہے۔ اس لئے یقین ہے کہ آئندہ بھی کامیاب ہوگا۔ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس نے فطرت کے مطالعہ کو موجب شرف انسانی قرار دیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر بنی نوع آدم کو تاکید فرمائی کہ فطرت پر غور کرو۔ اپنی عقل کا استعمال سیکھو۔ آپ نے ہمیشہ عقل وضمیر سے کام لینے کی تلقین فرمائی۔ اور معجزات نمائی سے انکار فرمایا۔ حکومت آلہیہ کا تصور بالکل جمہوری رنگ میں پیش کیا۔ اور عالمگیر مذہبی اصولوں کی تبلیغ کی اور یہ وہ امتیازات ہیں جو آپؐ کو انبیائے ماسبق سے متمیز کرتے ہیں۔" اور "ٹیل مذہب" کا مولف لکھتا ہے:-

تمام اصول آپؐ کو موجودہ دنیا سے وابستہ کرتے ہیں۔ آپؐ کو مطالعہ فطرت سے جو شیفتگی تھی اس کا اندازہ اس دعا سے بخوبی ہو سکتا ہے، جو آپؐ اکثر خدا سے مانگا کرتے تھے۔ "اے اللہ مجھے حقائق اشیا کا علم عطا فرما۔"

فطرت کا علم ہمیں تقرب آلہی عطا کر سکتا ہے۔ کیونکہ فطرت خدا کے ارادہ کی تصویر ہے۔ اور فطرت کا علم دراصل سنت اللہ کا علم ہے۔ "جب ہم فطرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو دراصل ہم الیغوئے مطلق سے ایک قسم کا ارتباط پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ عبادت ہی کی دوسری شکل ہے۔" (مدراس لیکچرز از علامہ اقبالؒ)

قوانین فطرت، خدا کی مشیت کی مختلف اشکال ہیں۔ جب ہم علت اور معلول کے سلسلہ پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کس قدر عادل ہے! انسان خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ کالا ہو یا گورا، اسے اپنے اعمال کے نتائج ضرور بھگتنے ہوں گے۔ اگر وہ کسی قانون آلہی کی خلاف ورزی کرے گا تو سزا سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ حکومت ایزدی میں کسی کے ساتھ رعایت نہیں کی جاتی۔ اور اس حقیقت کا علم ہمیں اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب ہم فطرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مطالعہ فطرت سے ہمیں طریق خداوندی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کی بدولت ہماری سیرت کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ۔ یعنی اے مسلمانو! اپنے اندر اللہ ہی کے سے اخلاق پیدا کرو۔" اللہ اپنی مشیت کا اظہار فطرت کی معرفت کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ نبوی ہے کہ" اللہ فرماتا ہے

کہ اے مسلمانوں زمانہ کو بُرا مت کہو۔ کیونکہ میں ہی تو دہر ہوں۔"

یہ ایک عظیم الشان صداقت اور ناقابل تردید حقیقت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جملہ مظاہر فطرت، دراصل مشیت ایزدی کے مظاہر ہیں۔ بلکہ ان کو ذات باری کی خصوصیات سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

ہمارے لئے مطالعہ فطرت ازبس لازمی ہے۔ کیونکہ معرفت الٰہی صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے۔ اور خدا کا علم ہمارے لئے اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر سیرت کی تکمیل ناممکن ہے۔ اسی لئے تو اسلام ہمیں مطالعہ فطرت کا بار بار حکم دیتا ہے۔

نبوت کا ظہور اتم

المعروف بہ

نبی کامل صلعم

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی شہرۂ آفاق تصنیف دی آئیڈیل پرافٹ کا سلیس اردو ترجمہ معہ مقدمہ و تمہید لائق مطالعہ و قابل دید ہے۔ اس کے ابواب کی تفصیل یہ ہے (۱) کیا اوتار پیروی انسانی کے لئے کوئی نمونہ بن سکتے ہیں؟ (۲) انبیاء اللہ بہ شکل اسوہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا کی حالت (۴) بعثت عظمےٰ (۵) شخصیت کامل (۶) مکمل سیرت (کیریکٹر) (۷) حصول منتہائے کامیابی (۸) بہترین معلم دین (۹) عقائد مذہبی کا اعلےٰ ترین شارح (۱۰) اسوہ حسنہ (۱۱) اجتماع حسنات۔ قیمت مجلد ۳ م بے جلد عہ

ملنے کا پتہ یہ ہے:- مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

بابت ماہ فروری ۳۹ء

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۳/۲/۳۹	۲۱۴۰	جناب محمد امام الدین صاحب مشن	۰	۰	۳
،،	۲۱۴۱	،، محمد احمد اینڈ برادرز	۰	۰	۵
،،	۲۱۴۲	،، عبد الرحیم حاجی امیر علی صاحب	۰	۰	۱
،،	۲۱۴۳	،، خواجہ نذیر احمد صاحب قیمت کھال	۰	۰	۲
،،	۲۱۴۴	،، خواجہ عبد الغنی صاحب ،،	۰	۰	۱
۴/۲/۳۹	۲۱۴۳	،، خان بہادر شیخ منہاج الدین صاحب برائے مشن	۰	۰	۱۰
،،	۲۱۶۴	مس رضیہ طاہر صاحبہ ،،	۰	۰	۱۰
۶ ،،	۲۱۶۲	جناب نواب سر نظامت جنگ بہادر	۰	۰	۵۰
،،	۲۱۷۳	،، ایم فخر الدین صاحب	۰	۰	۱۰
،،	۲۱۷۵	،، کرم الٰہی صاحب قریشی ،،	۰	۰	۵
،،	۲۱۷۶	،، علی احمد خاں صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۱۷۷	،، سید علی صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۱۷۸	،، الحاج کے ایم اسمٰعیل صاحب	۰	۰	۵
،،	۲۱۷۹	،، عین الحق صاحب	۰	۰	۴
۷ ،،	۲۱۸۰	،، ایس اے کریم صاحب ایم اے ،،	۰	۰	۵
،،	۲۱۸۱	،، اے سعید خاں صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۱۸۲	،، مسٹر اے آر خاں صاحب ،،	۰	۰	۲
،،	۲۱۹۰	،، خواجہ جلال الدین صاحب ،،	۰	۱۲	۰
۸ ،،	۲۱۹۱	،، مسٹر ایم آر رحمٰن صاحب ،،	۰	۰	۵
۹ ،،	۲۱۹۶	،، سر عبد الحلیم صاحب غزنوی ،،	۰	۰	۱۰
،،	۲۱۹۷	،، مشتاق محمد صاحب ،،	۰	۲	۴
۱۰ ،،	۲۲۰۴	،، عبد الحق صاحب ،،	۰	۰	۱۰
،،	۲۲۰۵	،، نواب حبیب الدین صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۲۰۷	،، فضل محمد خاں صاحب ،،	۰	۰	۴
۱۱ ،،	۲۲۱۲	،، سید سراج الحق صاحب ،،	۰	۴	۷
،،	۲۲۱۳	،، سید حبیب الرحمٰن صاحب ،،	۰	۰	۷
،،	۲۲۱۴	،، راجہ سر محمد اعجاز رسول خاں صاحب	۰	۰	۵
،،	۲۲۱۵	،، اسد النساء خاتون صاحبہ	۰	۰	۳
۱۴ ،،	۲۲۴۴	،، ایس ایم اے خراسانی	۰	۰	۲
۱۵ ،،	۲۲۵۰	،، راؤ عثمان علی خاں صاحب	۰	۰	۵
۱۷ ،،	۲۲۵۳	،، محبوب خاں صاحب	۰	۰	۳
۱۶ ،،	۲۲۵۴	،، مس عقیلہ خانم	۰	۰	۵
۱۸ ،،	۲۲۵۵	،، اے باقر صاحب	۰	۰	۷
۲۱ ،،	۲۲۶۶	،، خدا بخش صاحب	۰	۰	۲۰
،،	۲۲۶۷	،، سید کشفی شاہ صاحب نظامی	۰	۰	۱۰

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲۱/۲/۳۹	۲۲۶۸	جناب اے سلیمان ابوبکر مشن	۰	۲	۶
،،	۲۲۶۹	،، عبد الکریم صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۲۷۰	،، ایم ایچ رحمٰن صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۲۷۱	،، ایم محمد اظہر الحق صاحب ،،	۰	۰	۴
۲۴ ،،	۲۲۸۷	،، خان بہادر محمد نواز خاں صاحب	۰	۰	۵
۲۷ ،،	۲۲۹۰	،، سید عبد الحکیم صاحب	۰	۰	۲
،،	۲۲۹۲	،، ای۔ یو۔ حاجی احمد صاحب	۰	۰	۱۰
۲۸ ،،	۲۳۰۱	،، ڈاکٹر این اکبر خاں صاحب	۰	۰	۱
،،	۲۲۹۹	واپسی پیشگی از مسجد ووکنگ			
		اندراج سابقہ	۱	۵	۱۸۴۹
،،	۲۳۰۰	آمد در مسجد ووکنگ از یکم اپریل ۳۸ء تا ۳۱ جنوری ۳۹ء	۱۰	۰	۵۸۰۴
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ فروری ۳۹ء	۰	۸	۴۰۴
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام ماہ فروری	۶	۶	۵۹
		فروخت ووکنگ گزٹ فروری	۰	۴	۳۸
		فروخت کتب	۰	۱۳	۲۱۹

تفصیل آمد برائے مفت تقسیم اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۳/۲/۳۹	۲۲۲۵	جناب ایس اسلام صاحب			۵
۱۸ ،،	۲۲۴۳	،، محمد بخش صاحب			۵

میزان کل ۸۶۹۲-۹-۵

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل

برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ ماہ فروری سنہ ۳۹ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۲/۲/۳۹	۱۵۰	تنخواہ عملہ لاہور بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۹ء	۶		۲۵۰
″	۱۵۱	کرایہ دفتر و بک ڈپو بابت ماہ دسمبر سنہ ۳۸ء اور جنوری سنہ ۳۹ء			۹۰
	۱۵۲	میسرز این سی گوئل ۴ ریم کرافٹ پیپر برائے ریپر اسلامک ریویو		۱۳	۳۶
	۱۵۳	میسرز لائیڈز بینک برائے ایسٹرن ایکسپریس کمپنی۔ کرایہ کاغذ از لندن تا کراچی		۳	۲۲۶
	۱۵۴	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۹،۵۲۵ تا نمبر ۹۱،۲۷۲ ۔ ماہ ۲/ خرید کتب برائے فروخت ۳/ سٹیشنری ۱/۱۴ بجلی کا بل ۵/ کتابت اشاعت اسلام بقایا ماہ جنوری سنہ ۳۹ء وعلی الحساب ماہ فروری سنہ ۳۹ء ۸/ ایک ریم سفید کاغذ ڈائپ کرائی اپیل ۱۵/۶/ ترجمہ برائے اشاعت اسلام ۱۲/ متفرق ۲/۶/ ۲۴۳-۱۰-		۱۰	۲۴۳
	۱۵۵	کرایہ ریل برائے کاغذ اسلامک ریویو از کراچی تا لاہور اور محصول چنگی در لاہور وغیرہ		۷	۹۳
	۱۵۶	پیشگی امام صاحب مسجد ووکنگ برائے اخراجات در مسجد ووکنگ	۳	۱۱	۰۷۳
	۱۵۷	″ ″ ″	۳	۱۳	۱۹۹
	۱۵۸	اخراجات در مسجد ووکنگ	۶	۷	۵۸
	۱۵۹	″ ″ ″	۵	۱۱	۸۱
	۱۶۰	″ ″ ″	۹	۰	۸۰
	۱۶۱	″ ″ ″	۸	۲	۸۲
		میزان	۵	۰	۴۵۱۷

ووکنگ مسلم مشن کی مالی امداد کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے۔

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبۂ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمٰے کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) مشن کے آرگن ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) مشن کے تاثرات ۔ (۱) مشن کی اکیس ۲۱ سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس ۲۱ سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنانِ اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں معہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام معہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قایم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولیں نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلادِ اسلامیہ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریکِ خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ عـہ ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغِ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعتِ اسلام ردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ے ہے اور ممالک غیر کیلئے عـہ ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخلِ حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیرِ اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زرِ کثیر صرف ہوتا ہے جسمیں کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیتِ کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رُو سے اشاعتِ اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانۂ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سُود اشاعتِ اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سُود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سُود کی اِن رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمیٔ امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبرانِ مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنیوالی کمیٹی (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹراتِ آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں۔ (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ دارانِ ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعتِ اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔

(۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England.

(۵) بنکرس۔ لائڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان) +

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹرایٹ لاء لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور پنجاب انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　**اللہ اکبر**　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو بُرا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان　　　　مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیل مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں پر ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین۔ کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

"Having read some of the articles in the *Islamic Review* and particularly the correspondence that is published regularly in it, I had decided to change my faith to Islam many months ago but I was not quite sure of myself I wanted proof that I was doing right I am not quite well versed in the Islamic Literature yet what little I have read from the Holy Quran I am more than convinced that Islam is the only True Religion based on equality If I may say so a lot of present-day troubles of the world can be solved by following the principles of Islam, which means peace"

(Miss) MYFONWY J. DAVIES

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں - کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے - رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے کل اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے -

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۵ بابت ماہ جون ۱۹۳۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ نمبر ۶

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر حبیب گز عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ جون ۳۹ء

شذرات

اشاعت ہذا کو مس مانیفونی بے دیویز کی تصویر سے مزین کیا جاتا ہے۔ مس موصوفہ اپنے اسلام قبول کرنے کے حالات مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر فرماتی ہیں۔ امید ہے کہ یہ دلچسپ حالات ناظرین کرام کی دلچسپی کا موجب ہونگے۔

رسالہ اسلامک ریویو کے چند مضامین اور خصوصاً مکتوبات جو کہ رسالہ مذکورہ میں باقاعدہ شائع ہوتے رہتے ہیں، کے مطالعہ سے متاثر ہو کر میں نے، اسلام کئی ماہ سے قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لیکن مجھے اپنے آپ پر ابھی پورا اعتماد نہ تھا۔ اور میں متردد تھی کہ آیا جو قدم میں اٹھانے لگی ہوں، وہ صحیح بھی ہے یا نہیں۔

اسلام کے متعلق میرا مطالعہ اتنا وسیع نہیں، تب بھی جو کچھ میں نے قرآن مجید میں پڑھا اس نے مجھ پر یہ بات واضح کر دی کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے جو مساوات کے اصولوں پر قائم ہے۔

بدیں وجہ میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ موجودہ زمانہ کی تمام مشکلات کا حل اسلام کے صلح کن اصولوں میں مضمر ہے۔

ہز ہائنس پرنس محمد عبدالمنعم مصری کی مسجد شاہجہان ووکنگ میں تشریف آوری

ہز ہائنس پرنس محمد عبدالمنعم بالقابہ اور فلسطین کانفرنس کے مصری وفد کے ارکان سے ملنے کی عزت حاصل کرنے کے لئے امام صاحب مسجد نے ۲۰ فروری ۱۹۳۹ء کو بوقت ۴ ½ بجے شام ایک شاندار تقریب کا انتظام کیا۔ اگرچہ یہ انتظام بہت عجلت کی حالت میں کیا گیا۔ تو بھی تقریباً دو سو مہمان تشریف لائے۔ تاکہ پرنس موصوف اور ارکان وفد کو خوش آمدید کہہ سکیں۔ اگرچہ اس سے ایک ہفتہ قبل ان میں سے بہت سے احباب ملک کے دور دراز حصوں سے پرنس فیصل حجازی بالقابہ کو خوش آمدید کہنے کے لئے تشریف لا چکے تھے۔ تاہم مکرر آمد کی وجہ سے ان کے جوش میں کسی طرح کمی واقع نہیں ہوئی اور یہ تقریب بھی بدستور نہایت شاندار طریق پر پایہ تکمیل کو پہنچی۔ الحمدللہ کہ مسلمان جماعت نے ارکان مجلس منتظمہ کے ساتھ نہایت خلوص کے رنگ میں تعاون کیا اور ظاہر ہے کہ ان تقاریب کی کامیابی مسلمانوں کے تعاون ہی پر منحصر ہوتی ہے۔ چونکہ حال میں، نوجوان شاہ فاروق کو مصریوں نے خلیفہ اسلام منتخب کیا ہے۔ اس سے پرنس موصوف کی مصر سے تشریف آوری پر لوگوں کے دلوں میں مزید مسرت کے جذبات موجزن نظر آتے تھے۔ جب پرنس موصوف مسجد میں تشریف لائے تو انہوں نے کچھ وقت تو میموریل ہاؤس میں صرف کیا۔ ازاں بعد وہ شامیانے میں رونق افروز ہوئے۔ جہاں کہ تمام لوگ ان کے منتظر تھے۔ مسٹر ڈی یارک صدر برٹش مسلم سوسائٹی نے خطبۂ خوش آمدید پڑھا۔ اور اس دوران میں پرنس موصوف کے بشرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مختلف ممالک کے مسلمانوں میں اپنے آپ کو بالکل یگانہ محسوس کرتے ہیں۔ پرنس موصوف نے اپنی مختصر جوابی تقریر میں اپنی اور ارکان وفد کی طرف سے اس اظہار محبت کا مناسب الفاظ میں شکریہ ادا کیا کہ ووکنگ مسلم مشن اور برٹش مسلم سوسائٹی نے، ان کو موقع دیا کہ وہ برطانیہ میں اپنے برادران مذہبی سے ایک جگہ بیٹھکر ملاقات کرسکیں۔

یہ تقریب تقریباً تین گھنٹے میں پایۂ اختتام کو پہنچی اور ہمیں یقین ہے کہ غیر مسلم اصحاب کے دلوں سے

اس کا نقش مدتوں تک محو نہ ہوگا - کیونکہ یہ تقریب عالمگیر اخوت اسلامیہ کا ایک زندہ نمونہ تھی -

---

سپاسنامہ بخدمتِ ہز ہائینس پرنس محمد عبدُ المنعمؒ

وارکان وفد مصریہ متعلقہ فلسطین کانفرنس

یور ہائنس ! یور ایکسیلنسیز ! اور برادران اسلام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم اجازت چاہتے ہیں کہ اس مسجد میں سب سے پہلی مرتبہ آپ حضرات کی تشریف آوری پر آپ کی خدمت میں بصمیم قلب خوش آمدید کا ہدیہ پیش کریں ۔ ہم لوگ آپ کے عظیم الشان ملک مصر کو اسلامی دنیا کا ایک ایسا ملک خیال کرتے ہیں جسکے ساتھ مسلمانان عالم کی بہت سی توقعات وابستہ ہیں اور بلاشبہ آپ کے ملک نے مغربی اور مشرقی یعنے یورپین اور اسلامی ، دونوں تہذیبوں کے بہترین عناصر کو اپنے اندر مجتمع کر لیا ہے ۔ اور مصر کی مشہور عالم درس گاہ جامع الازہر اس امر کی زندہ شہادت ہے ۔ کہ آپ کے ملک نے اسلامی تمدن اور روایات کی حفظ وبقا میں کس قدر شاندار حصہ لیا ہے یہ دارالعلوم بلاشک ، اسلام کی گزشتہ عظمت وشوکت کی ایک نہایت شاندار یادگار ہے ۔ اور ملک مصر کے جواں بخت وجواں سال حکمراں شاہ فاروق کی اسلام دوستی نے آپ کے ملک کی عظمت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں ۔

ہمیں اس امر کے اظہار میں مسرت محسوس ہوتی ہے کہ آپ کے ملک کے بعض مقتدر حضرات مثلاً ہز ہائنس پرنس محمد علی پاشا ، پرنس عمر طوسون پاشا اور ہز ہائنس عباس حلمی ثانی نے ہماری اسلامی خدمات کو نہایت محبت بھری اور پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا ہے ۔ اور ہم اس گرمجوشانہ استقبال کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے جو مصری بھائیوں نے اس تبلیغی مرکز کے بانی مرحوم خواجہ کمال الدین صاحب کا کیا ۔ جبکہ وہ مرحوم لارڈ ہیڈلے الفاروق کی معیت میں قاہرہ گئے تھے ۔ اس بات کو کم وبیش اٹھارہ سال گزر چکے ہیں ۔ اور خود مئی ۱۹۳۷ء میں آپ کے ملک کا محبوب ، نیکنام اور دیندار حکمران نماز جمعہ ادا کرنے

کے لئے اس مسجد میں تشریف لایا تھا۔ اور ان کی تشریف آوری سے کارکنان مشن کی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی تھی۔

ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ جس طرح آپ کے ملک نے ابتدائے عروج اسلام میں حصہ لیا تھا اسی طرح مستقبل میں بھی وہ اس باب میں نہایت شاندار خدمات انجام دے گا۔

اسلام کی نشأۃ جدیدہ کے ذیل میں ہم تہہ دل سے ان کامیابیوں کے لئے، جناب باری کی درگاہ میں شکر ادا کرتے ہیں جو اس مشن کو گزشتہ ۲۷ سال میں حاصل ہوئی ہیں اور آج اہل یورپ کے اندر، اسلامی خوبیوں کے اعتراف کا جو رنگ نظر آتا ہے، وہ بڑی حد تک اسی مشن کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یورپ میں جو شاندار خدمات ووکنگ مشن نے انجام دی ہیں جہاں کہ لوگ تعصب اور فرقہ بندی سے سخت تنگ آ چکے تھے۔ ان خدمات کے متعلق کوئی جماعت ایسی غلط بیانی کا ارتکاب نہیں کرے گی جس کی بنا پر کسی اسلامی جماعت کو کسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہو۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی وساطت سے، یہ حقیقت اپنے مصری بھائیوں تک پہنچا دیں کہ یہ تبلیغی مشن فرقہ بندی سے بالکل پاک ہے۔ اور اس لحاظ سے موجودہ زمانہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ خدا کرے، آپ کے ملک کے ارباب حل وعقد، ہماری کوششوں کو بنظر استحسان دیکھ سکیں۔

ان محبت آمیز خیالات کے ساتھ ہم، مکرر جناب حضرات کی تشریف آوری پر صدق دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور خوش آمدید کہتے ہیں اور جس مقصد کے لئے آپ یہاں اس ملک میں تشریف لائے ہیں اس میں کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔

ہم ہیں۔ آپ کے برادران دینی :-
(ارکان مسلم سوسائٹی۔ المسجد ووکنگ)

اخبار مسجد ووکنگ

لندن میں برطانوی مسلم سوسائٹی کی طرف سے فلسطین کانفرنس کے نمائندوں کی ضیافت اور میزبانی

بروز شنبہ تاریخ ۲۵- فروری ۱۹۳۹ء صدر و ارکان مسلم سوسائٹی نے ۱۸- انگلسٹن سکوائر لنڈن میں فلسطین کانفرنس کے عربی اور ہندی نمائندوں کو ایک شاندار "ایٹ ہوم" دیا- اور یہ تقریب ہر پہلو سے نہایت کامیاب رہی- پہلی اور دوسری منزل کا صحن، مہمانوں سے بھرا ہوا تھا- جن کی پیشوائی اسو سائٹی کے جنرل سیکرٹری، مسٹر ہارون الرشید نے کی- مسٹر ڈی یارک صدر سوسائٹی نے اپنی تقریر میں مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا-

ہم برطانوی مسلم سوسائٹی کے ارکان، آج آپ حضرات کو اپنے غریب خانہ میں مجتمع دیکھ کر بہت عزت اور فخر محسوس کر رہے ہیں- اس امر کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ مسئلہ فلسطین صرف عربی ممالک ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لئے ایک اہم سوال بن گیا ہے- اور دنیا کے تمام ممالک میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں ان کو اس مسئلہ کی وجہ سے بہت پریشانی لاحق حال ہے- اور یہ پریشانی صرف آزاد اسلامی حکومتوں تک محدود نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں نے بھی جن کی اپنی ملی اور ثقافتی زندگی معرض خطر میں پڑی ہوئی ہے اپنے ملک سے دو نمائندے، اس کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجے ہیں- تاکہ وہ مسلمانان ہند کے اضطراب قلبی کی ترجمانی کر سکیں- اور ہم لوگ جو کہ مغرب میں رہتے ہیں خواہ ہماری تعداد کتنی ہی کم کیوں نہ ہو، اس معاملہ میں، اپنے مشرقی ممالک کے مسلمان بھائیوں سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہیں- چنانچہ دو مرتبہ ہم دو جلسوں میں صدائے احتجاج بلند کر چکے ہیں- جو بڑے عظیم الشان پیمانہ پر منعقد کئے گئے- اور جب ہم نے سنا کہ معاملات فلسطین کے تصفیہ کے متعلق ایک گول میز کانفرنس ہونے والی ہے تو ہمیں بہت طمانیت حاصل ہوئی- بحیثیت مسلمان ہونے کے، ہم نا امید نہیں

ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مسلسل اور مخلصانہ کوششوں کو ضرور بارآور کرے گا۔ اور ایک نہ ایک دن ہمارے فلسطینی بھائیوں کی تکالیف کا ضرور خاتمہ ہوگا۔

ہم آج آپ کی تشریف آوری پر آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اس ملک میں تشریف آوری پر آپ کو صدق دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

مندوبین کی جانب سے مسٹر جمال آفندی حسینی نے، ارکان سوسائٹی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ فلسطینی مسلمانوں کی تکالیف میں برطانی مسلمانوں نے جس ہمدردی کا اظہار کیا ہے اس کے لئے ہم لوگ آپ کے بہت شکرگزار ہیں۔ خواہ اس کانفرنس کا نتیجہ کچھ نکلے کم ازکم دو باتیں اس کی بدولت ضرور حاصل ہوگئیں۔ ایک تو تمام ممالک کے مسلمان اس معاملہ میں متفق ہوگئے۔ اور دوسرے ان کو باہم تبادلہ خیالات کا موقع مل گیا۔ اور ہم مسٹر اور مسنر ترمذی کی کوششوں پر اظہار تشکر کرتے ہیں کہ ان کی توجہ سے تمام مہمانوں کو بہت آسائش حاصل ہوئی۔

حاضرین میں ہز ہائنس امیر فیصل، ارکان سعودی وفد، ہز ہائنس پرنس عبد المنعم، ارکان وفد مصریہ، ہز ایکسیلنسی جنرل نوری پاشا عراق، ہز ایکسیلنسی توفیق پاشا شرق یردن، ارکان وفد فلسطین و ہند، اور فیروز خاں نون۔ عبد القادر، ہز ایکسیلنسی وزیر ایران، وزیر عراق، وزیر مملکت سعودیہ، ڈاکٹر و مسنر شاکر محمدی کے اسماء قابل تذکرہ ہیں۔

سانحۂ وفات

ریزولیوشن ۱۹۹ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء

ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ کے ارکان نے اس خبر کو انتہائی رنج کے ساتھ سنا کہ مشہور برٹش نومسلم سر عبداللہ ارچبالڈ ہملٹن (بیرونٹ) نے داعی اجل کو لبیک کہا، مرحوم، ایک نامور فرزند اسلام اور انگلستان میں تبلیغ اسلام کے زبردست حامی تھے۔ ہم ارکان مشن ان کی وفات سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ مغرب میں اسلام کا ایک مخلص خادم وفات پاگیا۔ اور ان کی وفات سے ہم ایک قدیمی دوست اور مخلص مشیر کی خدمات سے محروم ہوگئے۔

ہم لیڈی (مریم) ہملٹن اور خاندان کے دوسرے غمزدہ افراد کی خدمت میں اظہار

ہمدردی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو جنت میں عالی رتبہ عطا فرمائے۔

قرار پایا کہ اس تجویز کی ایک نقل لیڈی ہملٹن کی خدمت میں روانہ کی جائے۔ اور ایک نقل اخبارات کو بھیجی جائے۔

انگلستان میں اسلام کا مستقبل

(از جے ڈبلیو بی فارمر صاحب)

حال ہی میں میرے ایک دوست نے مجھ سے سوال کیا کہ میں مسلمان کیوں ہوگیا؟ اس کے جواب میں، میں نے تین وجوہ پیش کیں۔

اوّلاً:- اسلام ایک قابل عمل مذہب ہے۔ شکوک اور اسرار سے بالکل پاک ہے۔ بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔ اس میں کوئی بات خلاف عقل نہیں ہے۔ اور فقیہانہ موشگافیوں سے بالکل پاک ہے۔

ثانیاً:- یہ ایسا مذہب ہے جو اصولوں سے بحث کرتا ہے اور براہ راست قوانین فطرت تک پہنچتا ہے۔ اس میں مذہب اور سائنس میں تصادم نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ مذہب خود سب سے بڑا سائنس ہے۔ یعنے نیک اور کامیاب زندگی بسر کرنے کا سائنس۔

ثالثاً:- اس دُنیا میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں کامل رہنما ہے۔ خواہ کوئی اقتصادی معاملہ ہو یا تمدنی، جنگی یا تجارتی، اسلام ہر معاملہ میں رہنمائی کرسکتا ہے۔ اسلام انسانی زندگی کو کاملاً منضبط کرسکتا ہے اور دنیا کے تمام امور پر حاوی ہے۔ کیونکہ دنیاوی لوگوں کے لئے ہے۔

جب میں ان معاملات پر اپنے دوستوں سے گفتگو کرتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ ہاں یہ باتیں تو ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی نہ کسی رنگ میں یہ باتیں ان کے دماغوں میں بھی آتی رہی ہیں۔ (جو اس وقت اس جلسہ میں تشریف فرما ہیں) بہت سے اصحاب کو اس بات کا تجربہ ہوگا کہ جب کبھی وہ کسی جگہ گئے ہیں تو انہیں یہ محسوس ہوا ہے کہ شاید وہ اس جگہ میں قبل ازیں

بھی آچکے ہیں، یا کسی حالت کے طاری ہوتے وقت انہیں یہ محسوس ہوا ہے کہ یہ حالت قبل ازیں طاری ہو چکی ہے۔ بس اسی طرح اکثر دوستوں نے اسلام کے متعلق اپنا تجربہ بیان کیا۔

میں ایک ایسی تنظیم سے تعلق رکھتا ہوں، جو ایک انگلستانی کلیسا کے پادری کی دوربینی اور جفاکشی کی بدولت ۱۵ سال میں آج انگلستان کے ہر گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایک زمانہ میں یہ تنظیم کلیسائے انگلستان کی زبردست مؤید تھی۔ لیکن آج اسلام سے بہت دلچسپی کا اظہار کر رہی ہے۔

جبکہ میں اپنی شاخ کی مجالس میں شریک ہوتا ہوں اور اس کے علاوہ دوسری مجالس میں بھی، تو مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب مجالس کا رجحان اسلام کی طرف ہے۔ اور اس معاملہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ، جو اسلام کے کسی بنیادی اصول پر یقین ظاہر کرتے ہیں، ایسے ہیں، جنھوں نے اسلام کے متعلق کبھی بھی کچھ نہیں پڑھا ہے۔ بلکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اسلام کے معنےٰ کیا ہیں؟ کیا یہ اسلام کے لیۓ ایک مبارک فال نہیں کہ اس کے اصول خود بخود دلوں میں جاگزیں ہوتے جاتے ہیں۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ جب ایک انسان تعصب سے بالاتر ہو کر مذہب کے متعلق غور کرتا ہے تو وہ لامحالہ اسلامی صداقتوں کو تسلیم کر لیتا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی روح، آج حیرت انگیز طریق پر اس ملک میں کارفرما نظر آتی ہے۔

برطانیہ کو ایک مسیحی ملک خیال کیا جاتا ہے۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں کا لفظ کا غلط استعمال ہے خصوصاً اگر مسیحی ہونے کے معنےٰ اتباع عقائد کلیسائی ہوں، کیونکہ ۵ فیصدی افراد بھی ان میں سے جو ہر اتوار کو گرجوں میں کلیسائی عقائد طوطوں کی طرح دہراتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ خود کلیساؤں میں اختلافات کی بھرمار ہے۔ اگر کسی گرجے میں کوئی روشنخیال پادری، کلیسائی تعلیمات کے خلاف کوئی بات کہہ دیتا ہے۔ تو وہ باعتبار تخیل خالص اسلامی ہوتی ہے۔ اور ان کے علاوہ بہت سے پادری ایسے بھی جن میں یہ جرأت تو نہیں ہے لیکن وہ اپنے دل میں یقین رکھتے ہیں کہ کلیسا کے یہ نیم مشرکانہ عقائد عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتے۔

پس مذہبی حلقوں میں اس امر کے نشانات ہیں کہ .... اجباریت کا زمانہ ختم ہو گیا اور اس ملک میں اسلام کی آواز بلند ہوتی جاتی ہے۔

گزشتہ بیس سال میں کلیسائی مسیحیت کو بہت کچھ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اور اس کا باعث

یہ ہے کہ مسیحیت، دوران جنگ عظیم میں، اپنی تعلیمات پر خود ہی عمل نہ کر سکی۔ جنگ عظیم سے پہلے، کلیسا نہایت زور شور سے یہ تعلیم دیتی تھی کہ خدا محبت ہے۔ اور اپنے پڑوسی سے محبت کرو، اور ۔۔ تو قتل نہ کرنا"، لیکن جب جنگ واقع ہوئی تو ان ہدایات کو فراموش کر دیا گیا۔ چونکہ کلیسا نے حکومت کی پیروی کی۔ اس لئے اس کا اقتدار زائل ہو گیا۔ پادری لوگ تو خود متحارب افواج کے پیرو کار بنگئے اور بحیثیت جنگ میں منہمک ہو گئے۔ اور اس طرح انہوں نے اصالتاً، دنیا کی ہولناک ترین جنگ میں عملی حصہ لیا۔

ہم لوگوں کو جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا، اب غور و فکر کا موقعہ ملا۔ اور اب ہم اجاریت کا سطحی پن اور کلیسا کے تخیلات کا غیر مفید ہونا، دونوں باتیں اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں جب کلیسا جنگ عظیم میں اپنے اصولوں پر قائم نہ رہ سکی تو مسیحیت کا بحیثیت ایک روحانی طاقت کے بالکل خاتمہ ہو گیا۔ انسانوں کے ایمان کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ اور اس طرح اسلام کی فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔

اس ملک میں ہم کامیابی کے بہت آرزو مند ہیں۔ ہر کام میں کامیابی چاہتے ہیں، تجارت، سیاست، لہو و لعب، غرضکہ ہر شعبۂ حیات میں کامیابی۔ اور ہماری قوم کی تاریخ میں، علم کی طلب اس درجہ کبھی بھی پیدا نہیں ہوئی جس درجہ آج پائی جاتی ہے۔ اور اسلام کی تو پکار ہی یہ ہے۔ کہ "حیّ علے الفلاح" کامیابی کی طرف دوڑو، ہم کو ان معاملات میں، کچھ معقولیت نظر آتی ہے اور اس طرح کیا ہم ان شاندار مسلمانوں کی تقلید نہیں کر رہے ہیں جنہوں نے علم کی شمع، اس یورپ میں روشن کی جو پادریوں کی خود غرضی سے جہالت اور تاریکی میں ملفوف تھا۔

بلاشبہ آپ میں سے بعض جو اس وقت یہاں موجود ہیں، صنعت و حرفت یا تجارت میں مشغول ہیں۔ تو آپ کو معلوم ہو گا کہ کامیاب تجارت اس ملک میں اور امریکہ میں وہ ہے، جسے ہم سائنٹفک انتظام کہتے ہیں۔ اور یہ انتظام کیا ہے؟ قوانین فطرت کی اتباع اور انہیں انسان کے فوائد کے لئے استعمال کرنا، اے دوستو! کیا یہ خالص اسلام نہیں ہے؟ دیکھو! ہم اپنے ہی ملک میں، صنعتی اداروں میں اسلامی اصولوں کو کامیابی کے ساتھ عمل کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ اور آپ میں سے جو لوگ تجارتی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اسلامی اصولوں سے بھی واقف ہیں وہ یقیناً

اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے -

لیکن آپ بجا طور پر کہہ سکتے ہیں " ہاں ہم ان باتوں میں تو آپ سے متفق ہیں - لیکن اشاعت اسلام کے یہ مظاہر، اسلام کے نام سے وجود میں نہیں آرہے ہیں - مثلاً انگلستان میں کسی شہر میں بھی کوئی مسجد تعمیر نہیں ہوتی "

ہاں یہ ٹھیک ہے مگر اس میں صرف وقت کا سوال درپیش ہے - ہماری دنیا میں عموماً مفاہمت کا اصول کارفرما ہے - ہم نہ تو فوراً کسی چیز کو صفحہ ہستی سے مٹاتے ہیں اور نہ کسی نئی چیز کو فوراً ہی پورے طور سے اختیار کرتے ہیں - ہم لوگ پرانی باتوں کو، نئی باتوں کے شمول میں، اس طرح عمل میں لاتے ہیں کہ دوسرے ممالک کے لوگوں کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتا - اور قبول اسلام کے متعلق بھی یہی معاملہ ہو رہا ہے - اگر آپ کسی انگریز سے کہیں کہ جناب آپ ایک نیا مذہب اختیار کر لیجیے - تو یقیناً وہ آپ کی بات ماننے کو تیار نہ ہوگا - لیکن اگر آپ اس سے یہ کہیں کہ جناب اپنے نظام معاشرت میں قدرے تبدیلی کر لیجیے اور فلاں اصول کو اختیار کرنے سے آپ کی زندگی زیادہ کامیاب ہو جائے گی، تو یقیناً وہ آپکی طرف متوجہ ہو جائے گا - اور آپ اس کا اعتماد حاصل کر لینگے - ہمارے ملک میں ایک ضرب المثل ہے کہ انسان جس قدر اپنے فرض سے قریب ہوگا اسی قدر خدا سے قریب ہوگا " اب یہ مقولہ، اسلام کی روشنی میں ایک نئی حقیقت کا حامل بن جاتا ہے -

میں نے اس اثر آفریں طرز تبلیغ کا جو اس ملک میں جاری ہے ذکر کر دیا ہے، اس کی رفتار سست ضرور ہے لیکن یقینی ہے اور برطانی طریق عمل یہی ہے - اب میں بیرونی لحاظ سے تبلیغ کے متعلق کہنا چاہتا ہوں، کیونکہ عمدہ بیج اور عمدہ زمین کے علاوہ جب تک نموبخش آفتاب کی شعاعیں پودے پر نہ پڑیں اس وقت تک ان میں رنگ و بو پیدا نہیں ہو سکتی - پس اس ملک میں اسلام کی روشنی پھیلانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسلام کو اس کی اصلی پاکیزگی میں پیدا کیا جائے -

اس کے لئے، یعنی اس معاملہ میں رہنمائی کے لئے ہم یا ہماری نظریں مسجد ووکنگ کے امام کی طرف اٹھتی ہیں اور اس امر میں ان کا وجود ہمارے لئے بہت برکت کا موجب ہے - شاید آپ میں سے بعض اصحاب اس بات کا اندازہ نہ کر سکیں کہ وہ اس ملک میں اسلام کے لئے کس قدر مفید خدمات انجام دے رہے ہیں - مشرقی لوگوں کے لئے، اپنے آپ کو مغربی انداز فکر کے مطابق بنانا، کوئی

آسان کام نہیں ہے۔ لیکن امام صاحب موصوف نے اس معاملہ میں بڑی کامیابی حاصل کرلی۔ انہوں نے ان مقامات کو تسخیر کرلیا ہے جہاں ابھی تک اسلام کا غلبہ نہیں ہوا تھا۔ اور وہ روز افزوں طور پر برطانی افراد کا اعتماد حاصل کر رہے ہیں۔ شاید یہ تذکرہ دلچسپی کا موجب ہو کہ حال ہی میں ایک مسیحی جماعت میں وہ مدعو کیئے گئے تھے اور جلسہ کے اختتام پر مسیحی احباب نے، دعائے ختم جلسہ کے لئے، ان سے درخواست کی۔

علاوہ بریں یہاں اسلام کی تبلیغ متحدہ طور پر ہونی چاہیئے۔ کوئی تفرقہ اندازی، فرقہ بندی اختلاف آرا نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس ملک میں یہ بات ناقابل برداشت ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ برطانیہ کے باشندے پہلے ہی، مذہبی فرقہ بندیوں، اور اختلافات سے تنگ آ چکے ہیں اور جو لوگ اس ملک میں تبلیغ اسلام کے ذمہ دار ہیں، ان کو واضح ہو کہ اصلی چیز قرآنی تعلیمات ہیں نہ کہ کوئی خاص فرقہ، جس نے کوئی خاص نظریہ پیش کیا ہو۔ علاوہ بریں سطحی تقدس مآبی بھی انگریزوں کی فطرت کو اپیل نہیں کرسکتی۔ مثلاً اس قسم کا وعظ یہاں مفید نہیں ہوگا کہ دیکھو گھروں میں تصاویر آویزاں نہ کی جائیں اور سینما یا تھیئٹر دیکھنے نہ جانا یا کھیل میں شریک نہ ہونا۔ بلکہ آپ، لوگوں کو اسلام کے اعلیٰ اصولوں سے آگاہ کریں اور یہ بتائیں کہ اسلام فضول باتوں سے روکتا ہے۔ انشاءاللہ اس کا عمدہ اثر پیدا ہوگا۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھا جائے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اور وہ دنیا کے باشندوں کے لئے ہے۔

اگرچہ مغربی اقوام کے مناسب حال بنانے کے لئے فقہی امور میں بعض ترمیمات لازمی ہوں گی۔ لیکن یہ سب کچھ قرآن مجید کی روشنی میں ہی کیا جائے گا۔ ہم کو ابتدائی زمانہ کے مسیحی علماء سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ انہوں نے اپنے مسائل کے حل کے لئے، بت پرستوں سے کلید مستعار لی اور اس کی بدولت ان کے خیالات میں اس درجہ خرابی پیدا ہوگئی کہ دنیا جناب مسیحؑ کی حقیقی تعلیمات سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئی۔

آخر میں چند الفاظ ان طلبہ سے کہنا چاہتا ہوں جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ آپ مختلف اور دور دراز ممالک سے یہاں آئے ہیں۔ تاکہ مختلف فنون میں مہارت حاصل کریں، کوئی ڈگری لیں یا امتحان پاس کریں تاکہ آئندہ زندگی میں کامیابی حاصل ہو۔ ان امور میں آنحضرت صلعم کی دعائیں

آپ کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے ترک وطن کرتا ہے وہ خدا کے رستہ پر چلتا ہے۔ ہاں یہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ لیکن ہر مسلمان طالب علم جو یہاں آتا ہے وہ ایک رنگ میں مبلغ اسلام ہے۔ خواہ آپ اس حقیقت کو تسلیم کریں یا نہ کریں یا اس کی طرف توجہ کریں یا نہ کریں۔ ممکن ہے یہاں کے لوگ آپ کے ساتھ سختی سے پیش آئیں اور آپ کے خیالات پر اعتراض کریں یا آپ کا امتحان لیں۔ بہرحال آپ کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو آپ پر نا روا الزامات عائد کرینگے۔ لیکن بعض مخلص بھی ہوں گے۔ دنیا میں ہر شخص پر اعتراضات ہوتے ہیں۔ دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ وہ اعتراض عائد نہ ہو اور پائیدار نہ ہو۔

اسلام کا آفتاب اس ملک میں طلوع ہو چکا ہے۔ اور لوگوں کو ایک ایسے مذہب کا علم ہوتا جاتا ہے جو معقول ہے اور اس صداقت پر مبنی ہے جو باطن سے پیدا ہوتی ہے۔ ہم اسلام کی نعمت سے محروم تھے۔ لیکن یہ نعمت ہمیں حاصل ہو رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا اس کی روشنی سے اس ملک کے تمام باشندوں کو منور کر دے۔ اور اس طرح اس کی رحمانیت اور ربوبیت کی شان آشکارا ہو۔ آمین۔

ان دونوں آیات میں قرآن حکیم نے انسانی خدمت کو نماز جیسی چیز پر بھی ترجیح دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام خدا پر ایمان کو پہلا درجہ دیتا ہے۔ اور اس کے بعد کا درجہ انسانی خدمت کو دیا گیا ہے یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ جب ہم اللہ پر ایمان لانے کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری مراد ایسا عقیدہ ہوتا ہے جسکی بنیاد صحیح انسانی فطرت پر رکھی گئی ہو۔ قرآن حکیم ہمیں بار بار ہر چیز کے سمجھنے میں عقل و دانش کے استعمال کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے:۔

افلا تعقلون ۔ افلا تیفکرون ، افلا یتدبرون ؕ

یہ ذہن نشین کر لینا بہت ضروری ہے کہ وہی لوگ سزا سے ڈریں اور عوام کی خدمت کریں گے جنھیں اللہ پر مکمل ایمان ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں اسلام کے نزدیک انسان کے درجہ کمال تک پہنچنے کا ذریعہ ایمان باللہ ہے۔ مگر ایسا ایمان باللہ جو بندہ کو انسانیت کا خادم بنا دے

ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کو اللہ پر مکمل ایمان تھا۔ اور آپکی زندگی ہر اعتبار سے اس عقیدہ کی صحیح مظہر تھی۔ ہم یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے چند واقعات پیش کرتے ہیں۔ ان سے اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ حضور کس درجہ مکمل اور باعظمت انسان تھے۔ ایک ایسے شخص کا تصور کیجئے جو دشمنوں میں چاروں طرف سے گھرا ہو۔ مصائب اور آفات کمر توڑے دے رہی ہوں۔ عزیز و اقارب اور دوست ساتھ چھوڑ چکے ہوں کسی طرف بھی کوئی مددگار نظر نہ آتا ہو۔ ایسی مایوس کن اور ہمت شکن حالت میں اس کا ایک عزیز رشتہ دار یا دوست مدد کو آتا ہے اور کہتا ہے میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔ مگر تم یہ اپنی زندگی اور زندگی بسر کرنے کا طریق بدل دو۔

میرا خیال ہے کہ مصیبت زدہ شخص اپنے دوست کے مشورہ پر ضرور عمل کرے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ابتدائی زندگی میں اسی قسم کے تکلیف دہ اور مایوس کن حالات سے سابقہ پڑا۔ ساری قوم آپ کی دشمن تھی۔ اور آپ کی مخالفت پر ہر طرح آمادہ تھی حتیٰ کہ آپ کے چند مخلص ساتھیوں کو بھی دشمنوں نے بُری طرح پریشان کر رکھا تھا۔ ایسے موقعہ پر آپؐ کے چچا ابو طالب نے فرمائش کی کہ آپ اسلام کی تبلیغ چھوڑ دیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کی فرمائش پوری کرنے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ آپؐ نے یہ خیال بھی نہ کیا کہ چچا کی مرضی کے خلاف چلنے کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ وہ سرپرستی

چھوڑ دیں۔

قبیلہ بنی بکر کے وفد کی حاضری کا واقعہ بھی بہت زیادہ قابل ذکر ہے۔ وفد نے پوری کوشش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور اس کی تعلیمات کی اشاعت ترک کر دیں۔ اس کے لئے انہوں نے ہر قسم کی ترغیب و تحریص دلائی، اور کہا :-

"محمدؐ! اگر تم بادشاہ بننا چاہو تو ہم تمہیں اپنا حاکم اور سردار بنا لینگے۔ اور آپؐ کے ہر حکم کی تعمیل کرینگے۔ اگر آپؐ صاحب دولت بننا چاہتے ہیں، ہم تمہارے سامنے سونے اور چاندی کے پہاڑ لگا دیں گے۔ اور اگر تم عیش اور خوشی کی زندگی چاہتے ہو ہم تمہارے نکاح میں لاثانی حسین عورتیں دے دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم اسلام کی اشاعت و تبلیغ سے باز آجاؤ۔"

حضورؐ نے جواب دیا :-

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کو نہیں روک سکتا، میں سچائی کو چھپا نہیں سکتا۔ خواہ تم میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی کیوں نہ رکھ دو۔"

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے چند دوسرے پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ بہت سچے تھے۔ اور حضورؐ کو بے حقیقت اور غلط باتوں سے قطعاً محبت نہ تھی۔ مثال کے طور پر یہ دیکھئے کہ جس روز آپؐ کے صاحبزادے کا انتقال ہوتا ہے، اسی دن سورج کو گرہن ہوتا ہے۔ لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ سورج صاحبزادے کے ماتم میں بے نور ہو گیا ہے۔ حتٰے کہ سورج گرہن کو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔ یہ سب حضورؐ کی خدمت میں جمع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔

"محمدؐ! اب ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے سچے پیغمبر ہو۔ اگر تم سچے پیغمبر نہ ہوتے تو تمہارے صاحبزادے کے غم میں سورج کو کیوں گرہن ہوتا۔ اس لئے ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔"

اس کے جواب میں حضورؐ فرماتے ہیں :-

"لوگو اگر تم اس لئے مسلمان ہوتے ہو کہ آج سورج گرہن ہوا تو میں تمہارا اسلام قبول نہیں

کرتا کہ سورج اور چاند تو اللہ کی دو نشانیاں ہیں۔ انہیں کسی کی موت سے کوئی تعلق نہیں۔

سچائی اور راستبازی اور امانت، آپ کے خاص وصف تھے۔ مکہ کے لوگوں کو آپؐ کی دیانت پر اس درجہ اعتماد تھا کہ سب آپؐ کے پاس اپنی امانتیں جمع کراتے اور آپ کو "الامین" کے لقب سے پکارا جاتا۔ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی یہی خوبی تھی جس نے حضرت خدیجہؓ کو آپ سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قسم کی رواداری کی تعلیم دی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے ۹ھ میں جب اسلام غالب قوت کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ تو نجران کا ایک عیسائی وفد حضور اقدس میں باریاب ہوا۔ حضورؐ نے اس وفد کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور انہیں اس مسجد میں اپنے عقیدہ کے مطابق نماز ادا کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضورؐ کے سامنے جب کبھی بھی دوسرے مذاہب یا ان کی کتابوں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان کا احترام کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عدل و انصاف کی وجہ سے اس درجہ مشہور تھے کہ یہودی، اور دوسرے غیر مسلم اپنے مختلف فیہ مسائل اور مقدمات میں آپؐ سے فیصلہ لیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاہدوں کا بہت زیادہ پاس تھا۔ معاہدہ حدیبیہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص بھی مکہ سے بھاگ کر مسلمانوں سے آملے گا حضورؐ اسے واپس کر دیں گے۔ اس معاہدہ سے تھوڑے دنوں بعد ابوجندلؓ ایک بوڑھے آدمی مکہ سے بھاگ کر مسلمانوں میں آملے۔ ابوجندلؓ کو مکہ میں بہت زیادہ تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ مسلمانوں نے جب ان کی تکلیفوں کا حال سنا تو ان کو بہت رنج پہنچا۔ مگر حضورؐ نے فرمایا، کچھ بھی ہو معاہدہ نہیں توڑا جا سکتا۔ یہ فرمایا اور ابوجندلؓ کو واپس کر دیا۔

یہ مشہور بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ اپنے گھر کا تمام کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ حتےٰ کہ اپنے ہاتھ سے چکی چلاتیں اور یہ کام آپ کے لئے بہت زیادہ تکلیف دہ تھا۔ ایک دن آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضور مجھے جنگ میں پکڑی ہوئی اسیر لڑکیوں میں سے کوئی ایک دے دیجئے کہ وہ مجھے گھر کے کام میں مدد دے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اصحاب صفہ تم سے زیادہ غریب اور مستحق ہیں۔ اور ان کو خدام کی

تم سے زیادہ ضرورت ہے۔ جب تک ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہوجاتیں۔ اس وقت تک تمہارا مطالبہ پورا نہیں کیا جاسکتا۔" یہ واقعہ اور ذیل کی نصیحت ثابت کرتی ہے کہ حضورؐ کے نزدیک حضورؐ کی اولاد اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق و امتیاز نہیں تھا:-

بیٹی فاطمہ تم یہ نہ سمجھو کہ تم نبیؐ کی بچی ہو اس لئے بخشی جاؤ گی۔ عمل کرو عمل کہ یہی ذریعہ نجات ہے۔ اور اللہ کے نزدیک عمل ہی کی قدر ہے۔"

مختصر یوں سمجھئے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام انسانی خوبیاں بدرجۂ کمال نظر آتی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام دنیا جہان سے برتر و بلند ہے اور آج تک دنیا اور کوئی ایسی بزرگ ذات پیدا نہیں کرسکی۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

یہ لطف و مہربانی، خوش اخلاقی اور انسانی ہمدردی اور رواداری کی تلوار تھی جس نے انسانیت کے دلوں کو جیت لیا۔ گو ہندوستان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو بدنام کرنے میں مخالفین نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہونے دیا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس آنکھیں ہیں اور وہ حالات واقعات کو دیکھ بھال سکتے ہیں خود جانتے ہیں کہ وہ کب تک ان لوگوں کی اطلاعات کو سچا سمجھتے رہیں گے جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے عناد اور نفرت ہے۔ جو شخص رنگدار عینک پہنے ہے اسے تمام چیزیں رنگدار ہی نظر آئیں گی۔ اس لئے اس کی رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

قلم کی روانی اللہ کی ایک پاکیزہ دین ہے۔ مگر اس کا استعمال ان لوگوں کو بدنام کرنے کیلئے نہیں ہونا چاہئے۔ جن کی شہرت اور نام ہر گھر کی زبان پر ہیں۔ اور جو لوگ غلط اور بے بنیاد لکھنے کے عادی ہیں عوام کو ان کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہئے کہ وہ ان کی کتابوں کو نظر حقارت سے دیکھیں کہ وہ اسی قابل ہیں۔ بہت سے بدزبان غلط نویسوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار پر اس لئے گندا اچھالنے کی کوشش کی ہے کہ حضورؐ نے بہت سی عورتوں سے نکاح کئے۔ مگر حضورؐ کی ذات بابرکات اتنی بلند ہے کہ ان بدزبان لکھنے والوں کا اس پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑ سکتا۔

جو لوگ تاریخ اسلام سے کسی حد تک واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں سے شادیاں کیں وہ زیادہ تر بیوہ اور بڑی عمر کی عورتیں تھیں۔ اور ان سے مقصود ان کی

تربیت اور گھریلو زندگی کی آسائش تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہ رض کے ساتھ پچاس سال کی عمر تک رہے۔ اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپؐ نے جو نکاح کئے وہ اس وقت کئے جبکہ آپؐ بڑھاپے کی طرف مائل تھے اور جوانی گزر چکی تھی۔ اور جو شخص تھوڑی بہت عقل بھی رکھتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضورؐ نے بعد کی شادیاں مذکورہ بالا وجوہ کے علاوہ کسی اور مقصد سے کیں۔

آخر میں، میں یہ ضرور کہوں گا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام امن و سلامتی محض مسلمانوں ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ ساری کائنات کے لئے ہے۔ اور اس پیغام کی زیادہ سے زیادہ اشاعت سے ساری دنیا کا امن وامان وابستہ ہے۔ جو کوئی بھی اس پیغام کو سنے گا اور اس پر عمل کرے گا، وہ یقیناً فائدہ اٹھائے گا۔ یہ چیز کہ اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح حضورؐ سے پہلے پیغمبروں کی عزت واحترام کریں۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام ساری دنیا کا مذہب ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی طرح ساری دنیا کے رسول ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ دنیا اس حقیقت کا اعتراف کر رہی ہے۔

یہ اکثر کہا گیا ہے کہ گو جھوٹ تھوڑی دیر کے لئے فوقیت پا لیتا ہے مگر آخر کار سچائی کا بول بالا ہوتا ہے۔ اسلام، جس کی پہلے دن سے بنیاد ہی سچائی پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے وہ بالآخر ساری دنیا پر فتح پالے گا۔ اور ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔

کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض قسمت آزما تھے ؟

(از ٹی - ایل - واسوامی)

حال ہی میں ایک کتاب بعنوان "خداؤں کے خلاف بارہ" چھپی ہے - اس کے مصنف مسٹر بالتھاؤ ہیں اور انہوں نے دنیا کے بارہ بڑے آدمیوں کو چنا ہے - مسٹر بلتھاؤ انہیں قسمت آزما" قانون شکن" کہتے ہیں - مندرجۂ ذیل الفاظ میں انہوں نے اپنا جو بنیادی نظریہ بیان کیا ہے اسے قوی بنانے کے لئے وہ ان بڑے آدمیوں کی نفسیات سے بحث کرتے ہیں -

"قسمت آزماؤں کے باعث تاریخ میں ہمیشہ بہت بڑے قانونی رخنے پڑتے رہے ہیں" مگر میرا ذاتی نظریہ اس کے خلاف ہے - میں تاریخ کو قسمت آزماؤں کے نہیں بلکہ تخلیقی شخصیتوں کے کارناموں کا مجموعہ سمجھتا ہوں - وہ تاریخ میں نئی نئی چیزیں پیدا کرتی ہیں - اور دنیا کی قومیں ان تاریخی ابطال کی وجہ سے نئی زندگی حاصل کرتی ہیں - یہ صحیح ہے کہ ترقی کشمکش کا نتیجہ ہوتی ہے - قدیم ہندوستان اور قدیم یونان نے اپنے کشمکس کے دور میں عظمت حاصل کی - ان دونوں میں قوم اپنی تمام قوت اگل دیتی ہے - جس طرح کوئی پیدائش درد اور تکلیف کے بغیر نہیں ہوتی، اسی طرح قوم اس وقت تک نئی زندگی حاصل نہیں کرتی جب تک اسے کشمکش سے دوچار نہ ہونا پڑے - دو مختلف عناصر میں جو تقابل اور کھینچ تان ہوتی ہے اسی کا نتیجہ ترقی ہے - مگر کھینچا تانی یا تقابل، اس قسمت آزمائی سے بہت مختلف ہے جسے مسٹر بلتھاؤ تاریخ کی کلید قرار دیتے ہیں -

"خداؤں کے خلاف بارہ" میں مسٹر بلتھاؤ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہواں قرار دیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قسمت آزماؤں کی صف میں جگہ دینا میرے خیال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن اور حضورؐ کی ذات کو نہ سمجھنے کے مترادف ہے - مسٹر بلتھاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غیر صادق انسان کی حیثیت دیتے ہیں - اور وہ اپنے ناظرین کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ نے اسلام کی بنیاد محض اس لئے رکھی کہ وہ مکہ کو عظمت دیں - اسلام اس مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ تھا - اسی لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے پرچارک اور قسمت آزما کے سوا اور کچھ زیادہ شخصیت نہیں

رکھتے "۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر عربؐ کے متعلق یہ کتنی بڑی غلط بیانی ہے۔ اس بلند و بالا پیغمبرؐ کی ذات کے بارہ میں یہ کتنی بڑی کوتاہ فہمی ہے جس نے اپنے مشن کی پکار اپنے قوی دل سے اٹھتی سنی۔ جس کو حکم دیا گیا "یا ایھا المدثر۔ قم فانذر" "اے کمبل پوش بندے اٹھ اور اپنے رب کا پیغام عام کر۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بادشاہ حبشہ کے حضور میں ایک مسلمان نے آپؐ کے متعلق کیا خوب کہا تھا:۔

بادشاہ! ہم جاہل تھے۔ ہم بتوں کے پجاری تھے، ہم مردوں کا گوشت کھاتے تھے ہم شرمناک افعال و حرکات کے مرتکب ہوتے تھے۔ ہم وعدے کے پابند نہ تھے۔ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ بُرا برتاؤ کرتے تھے۔ ہم میں سے قوی کمزوروں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری اصلاح کے لئے ایک پیغمبر بھیجے۔ اس پیغمبر نے ہمیں اللہ کی عبادت کے لئے بلایا، اس نے ہمیں بت پرستی سے روکا۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، وعدہ کی پابندی، اور ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں لڑائی اور خونریزی سے منع کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اس کی پیروی کی۔ اور اس کے احکام کی اتباع کی کوشش کی۔"

کتنے پاکیزہ، موثر اور سچے ہیں یہ الفاظ! انسان انہیں سنکر روئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ کے حالات پڑھو تو تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا حسن نظر آئے گا۔ ایک بادشاہ اور مذہبی رہنما ہونے کے باوجود آپ اپنے ہاتھ سے اپنی بکریوں کا دودھ، دوہتے، اپنے جوتے سیتے اور ایک مزدور کی حیثیت سے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے۔ آپؐ کی رہائش اور لباس کتنا سادہ تھا، تم کبھی اس بادشاہ عرب کو پھٹے پرانے کپڑے پہنے صحابہؓ میں بیٹھے دیکھو گے۔ آپ کو یہ معلوم تھا۔ کہ انسان کا اصل ٹھکانہ یہ دنیا نہیں ہے۔ یہ تو ایک لازوال زندگی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ آپ نے ایک بار فرمایا:۔

"میری مثال تو اس مسافر کی ہے جو دھوپ اور تھکاوٹ کی وجہ سے ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام لینے کے لئے بیٹھ گیا۔ تاکہ تھوڑی دیر کے لئے آرام کرلے اور پھر اپنے اصل سفر پر

روانہ ہو جائے۔ "

آپؐ ہمیشہ دعا فرمایا کرتے :- اھدنا الصراط المستقیم - اے رب ہمیں سیدھی راہ دکھا"
اسلام کے معنے امن اور سلامتی کے ہیں - لوگ حضورؐ کو ستاتے ہیں - مگر آپؐ اپنے اللہ کے اس حکم کے تابع ہیں :- "یاایھا المدثرؐ قم فانذر " آپ اس حکم کی تعمیل میں اٹھتے ہیں اور اسلام ، امن وسلامتی کی تعلیم دیتے ہیں - آپ کتنے بڑے صابر اور اپنے دشمنوں کو معاف کرنے والے تھے - عبداللہ بن ابی منافق نے مکّہ والوں اور یہود کو اس بات پر اکسایا کہ وہ اسلام کو مٹا ڈالیں - مگر جب یہ مرا تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے اللہ سے معافی کی درخواست کرتے ہیں - اور اس کے جسم پر اپنی قمیص ڈال دیتے ہیں - حضورؐ ایک درخت کے نیچے تنہا لیٹے ہیں - ایک دشمن سے سامنا ہوتا ہے - دشمن تلوار میان سے نکال لیتا ہے - اور پوچھتا ہے - محمدؐ کہو اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا - حضور جواب دیتے ہیں ، اللہ ، اور کس قدر تعجب کی بات ہے کہ یہ الفاظ سن کر دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑتی ہے - اور حضورؐ تلوار کو اٹھا لیتے ہیں اور دشمن سے پوچھتے ہیں کہ بولو اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا - دشمن کانپنے لگتا ہے تو حضور اسے معاف کر دیتے ہیں - قرآن حکیم کے الفاظ ہیں :-

ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین - ہم نے تمہیں سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا
آپؐ غریبوں کو جس درجہ چاہتے تھے ، یہ چیز کتنی دلنشین اور پیاری ہے - آپؐ نے کبھی کسی فقیر کو مایوس نہیں کیا - بلکہ اپنے ہاتھ سے اس شخص کے ہاتھ میں روپیہ پیسہ رکھا جو حاجتمند تھا - آپؐ نے کبھی اپنے نوکر کو بُرا بھلا نہیں کہا - آپؐ نے ہر غلام کو آزاد کر دیا - آپؐ نے بھوکے کو ہمیشہ کھانا کھلایا ، اور خود بھوکے رہے - آپؐ یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کے بہت مشتاق تھے -

یتیم کو ڈانٹنا ، اور بھوکے کو کھانا نہ کھلانا ، دونوں چیزیں آپؐ کے نزدیک بے دینی کے مترادف ہیں - آپؐ نے عورت کی عزت کی اور فرمایا ، جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے - آپؐ چھوٹے بچوں سے بہت محبت کرتے - آپ انہیں اپنی گود میں اٹھا لیتے اور انہیں پیار کیا کرتے ، ہم بے زبان جانوروں کو غریبوں اور محتاجوں کی طرح کیوں نہ سمجھیں جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کے لئے محبت تھی - آپؐ اپنے اونٹ سے محبت کرتے - اور اس کا خاص خیال رکھتے - آپؐ کے لباس میں اگر کوئی بلّی سو جاتی تو آپؐ اسے بے آرام نہ کرتے -

ایک بار ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کے لئے کنویں سے پانی کھینچا۔ تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا "اس نے جنّت خریدلی"۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک قسمت آزما نہیں تھے۔ محمدؐ دنیا کے عظیم المرتبت ابطال میں سے ایک تھے۔ ہم پر آپ کی تعریف و توصیف بیان کرنا اور آپؐ سے دلی عقیدت رکھنا بہت ضروری ہے۔ آپؐ دنیا کی ایک بہت بڑی قوت تھے۔ یورپ کے نقاد نہ تو آپ کی نفسیات کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی آپؐ کے پیغام کو۔ ہندوستان نے بھی ابھی تک آپ سے انصاف نہیں کیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام اور آپ کے تاریخی اثر کی وضاحت کے لئے اب نئے شارحین کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اسلام پیغام امن ہے

(از مسٹر سی - اے - سورما)

(سلسلہ کے لئے دیکھو)

باب دھم

سیرت رسول اللہ

اسلام اور بانیٔ اسلام کی سیرت کے مطالعہ کے ضمن میں مجھے سید امیر علی مرحوم کے بیان سے بہتر کوئی بیان پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں، انگریزی زبان میں شاید ہی کوئی خراج تحسین پیش کیا گیا ہو۔ اور میں اس بیان کو من و عن اس جگہ نقل کرنا چاہتا ہوں۔

"اس طرح اس مبارک زندگی کا انجام ہوا۔ جو شروع سے خدا اور بنی نوع آدم کی خدمت کے لئے وقف ہو چکی تھی۔ کیا دنیا میں کوئی اور زندگی بھی ایسی ہے جس کا مقابلہ آنحضرت صلعم کی زندگی سے کیا جا سکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ اس موازنہ میں ان تمام دشواریوں اور مصائب کو بھی مدنظر رکھا جائے جو آنحضرتؐ نے برداشت فرمائے۔ کیا دنیا میں کسی اور شخص نے آپؐ کی طرح مشکلات کا ایسی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا؟ ایک گمنام واعظ، دنیوی اعتبار سے عرب کا فرمانروا اور کیخسرو کا مدمقابل بن گیا تھا۔ اور ایک قوم کی قسمت کا فیصلہ اس کے ہاتھوں میں تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپؐ کی سیرت میں وہی انکسار، وہی شرافت روح، وہی پاکیزگی قلب، وہی نزاکت احساس، وہی استواری عمل وہی انہماک در ادائے فرض۔ الغرض جن خوبیوں کی بنا پر عربوں نے آپ کو الامین کا لقب دیا تھا۔ وہ تمام خوبیاں، بلکہ ان پر محاسبۂ نفس مستزاد تھا، آپؐ کے اندر بدستور موجود رہیں اور یہی خوبیاں تو آپؐ کی طغرائے امتیاز رہیں۔

ایک مرتبہ آپؐ مکہ کے ایک دولتمند شخص سے اسلام کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے۔ اس موقع پر آپؐ نے ایک مسکین نابینا طالب صداقت کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ آئندہ زندگی میں آپ نے ہمیشہ اس

اس فروگزاشت پر اظہار افسوس فرمایا - اور دنیا کی نظر سے اس حقیقت کو پوشیدہ نہیں کیا کہ یہ امر اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا باعث ہوا تھا - ایسی پاکیزہ، لطیف اور شجاعانہ فطرت، ہمارے دل میں صرف عزت بلکہ محبت کے جذبات پیدا کرتی ہے - پس عربی مورخین نے بالکل بجا طور پر آنحضرتؐ کی بے نظیر خوبیوں پر آپ کی خدمت میں ہدیہ تحسین پیش کیا ہے - بڑوں کے ساتھ تہذیب، چھوٹوں کے ساتھ شفقت، مغروروں کے ساتھ سنجیدگی کی بدولت، آپ کو عالمگیر عزت حاصل ہو گئی آپ کی قلبی خیر خواہی، آپ کے چہرے سے ہویدا تھی - اگرچہ آپ امی تھے لیکن فطرت کا مطالعہ نہایت عمیق تھا - آپ کی نظر وسیع تھی، اور آپ روح کائنات سے آگاہ تھے - اسی لئے آپ عامی اور عالم دونوں کو اپنی گفتگو سے مسحور کر لیتے تھے - اس کے باوجود آپ کے چہرہ میں ایک شاہانہ کیفیت اور دانشمندی کی شان پائی جاتی تھی جس کی بنا پر جو لوگ آپؐ سے ملتے جلتے تھے وہ آپؐ کی شخصیت سے متاثر ہو کر آپؐ کے گرویدہ بن جاتے تھے - آپؐ کی بلند نظری، آپؐ کی بے انتہا نزاکت احساس، آپؐ کی پاکیزگی طبع اور صداقت کے تذکروں سے احادیث معمور ہیں - آپؐ چھوٹوں پر بے حد شفیق تھے - چنانچہ آپؐ نے اپنے کمسن خادم کو، اس کی غلطیوں پر کبھی سرزنش نہیں کی - حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں دس سال تک آپؐ کی خدمت میں رہا لیکن کبھی آپؐ نے مجھے جھڑکی تک نہیں دی - آپ اپنے عیال پر بہت مہربان تھے - چنانچہ آپ کے ایک فرزند نے اپنی دایہ کے غریب گھر میں، آپ کے سینہ پر وفات پائی - آپؐ کو بچوں سے بہت محبت تھی - آپ انہیں کلیوں میں روک لیتے تھے - اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے - آپؐ نے تمام عمر کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا - گفتگو میں اگر کسی پر خفگی کی تو اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا کہ "اسے کیا ہو گیا ہے؟" "خدا اس کی پیشانی خاک آلودہ کرے۔" جب لوگوں نے آپؐ سے ایک شخص کو بددعا دینے کے لئے کہا تو آپؐ نے فرمایا "میں اس لئے مبعوث نہیں ہوا کہ لوگوں کو بددعا دوں - میں تو دونوں جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

آپ مریضوں کی عیادت کے لئے جاتے تھے اور کوئی جنازہ جاتا دیکھتے تو ضرور اس میں شرکت فرماتے - غلام بھی مدعو کرتا تو آپ قبول فرما لیتے - اپنے کپڑوں پر خود پیوند لگاتے اور اپنی بکریوں کو خود دوہتے - اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے - اور روایت کو اختصار کے ساتھ بیان فرماتے - مصافحہ کے بعد ہاتھ کھینچنے میں آپؐ نے کبھی پیشقدمی نہیں کی - اور خود کبھی گفتگو ختم نہیں کی - آپ نہایت سخی اور

نہایت شجاع تھے اور نہایت راستباز تھے۔ جس کی حمایت فرماتے تو حمایت کا حق ادا کر دیتے۔ آپؐ کی گفتگو نہایت دلپذیر ہوتی تھی۔ جو شخص آپؐ سے ملتا، اس کے دل میں آپؐ کی عزت پیدا ہو جاتی تھی اور جو شخص آپؐ سے واقف ہو جاتا، آپ کا گرویدہ بن جاتا۔ جو لوگ آپ کا ذکر کرتے تو کہتے "ہم نے آپؐ سے بہتر انسان نہیں دیکھا"۔ آپؐ بہت سنجیدہ مزاج تھے۔ اور جب گفتگو فرماتے تو بہت جچی تلی، آپؐ کا فرمودہ دلوں سے محو نہیں ہوتا تھا۔ آپؐ کے طرز عمل میں حلم، مہربانی، استقلال، سخاوت اور ایثار پایا جاتا تھا۔ اور اس وجہ سے ہر شخص آپؐ کا گرویدہ بنجاتا تھا۔ آپؐ ہر مصیبت زدہ اور غمزدہ سے دلسوزی کا اظہار فرماتے تھے۔ آپ ناداری کے عالم میں بھی دوسروں کو اپنے ساتھ شریک طعام فرماتے اور اپنے گرد و پیش کے لوگوں کی راحت کو ہمیشہ مدنظر رکھتے۔ آپؐ راہ چلتے غریب افراد کی مصیبت کا حال سننے کے لئے ٹھیر جاتے اور مصیبت زدہ افراد کو تسلی دینے کے لئے ان کے گھر پر تشریف لے جاتے۔ ادنٰے ترین غلام آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مالک کے پاس لے جاتے۔ تاکہ آپؐ ان کی طرف سے دادخواہی کر سکیں۔ یا رہائی کی درخواست فرمائیں۔ آپؐ اللہ کا شکر ادا کئے بغیر کبھی نوالہ نہیں کھاتے تھے۔ اور ختم طعام کے بعد بھی شکر ادا فرماتے تھے۔ آپؐ اپنے اوقات زندگی کے بہت پابند تھے۔ دن میں جب آپؐ نمازوں سے فارغ ہوتے تو لوگوں سے ملاقات کرتے اور دنیادی امور سرانجام دیتے۔ رات میں آپ بہت تھوڑا سوتے۔ اور زیادہ حصہ عبادت میں بسر فرماتے۔ آپؐ کو غریبوں سے بہت محبت تھی اور ان کی بہت دلداری فرماتے، چنانچہ اکثر غربا، رات کو آپؐ کے کاشانہ سے متصل مسجد میں سوتے تھے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ ہر روز شام کے وقت ان میں سے بعض اصحابؓ کو اپنے ساتھ کھانے پر مدعو فرمالیتے تھے اور اسی طرح آپؐ کے دیگر صحابہؓ ان لوگوں کو اپنے یہاں مدعو کرتے رہتے تھے۔ جانی دشمنوں کے ساتھ بھی آپؐ کا سلوک نہایت فیاضانہ اور بردبارانہ تھے۔ اگرچہ دشمنان ملت کے ساتھ آپ کا طرز عمل تنبیہ آمیز بلکہ سخت تھا۔ لیکن جن لوگوں نے آپؐ کی ذات کے ساتھ استہزاء، گستاخی، بدتمیزی اور دشمنی روا رکھی تھی، جس وقت آپؐ کو ان پر قدرت حاصل ہوئی تو آپؐ نے نہایت فراخدلی کے ساتھ ان کو معاف کر دیا۔ تمام برائیوں کو دل سے بھلا کر اپنے جانی دشمنوں کو بھی معافی عطا کر دی۔

آپ نہایت سادگی پسند تھے، آپ کی بود و باش، لباس، اسباب اور زندگی میں آخر

وقت تک وہی بزرگانہ سادگی کی شان باقی رہی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بارہا آنحضرتؐ کو دو وقت کھانا نصیب نہیں ہوا۔ عموماً آپؐ کھجوروں اور پانی پر اکتفا فرماتے تھے۔ اور اکثر دو دو ماہ تک آپؐ کے گھر میں کھانا بھی نہیں پکتا تھا۔ اسلامی مورخین لکھتے ہیں کہ اگرچہ خداؑ نے دنیاوی خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے سپرد کر دی تھیں۔ لیکن آپؐ نے دنیاوی نعمتوں کی طرف مطلق التفات نہ فرمایا۔

آنحضرتؐ کا دماغ، عقلیت اور ترقی پذیر خیالات کے اعتبار سے بالکل موجودہ زمانہ کی طرح تھا۔ آپؐ کی تعلیم یہ ہے کہ سعی پیہم، انسانی زندگی کی شرط اولین ہے۔" انسان بغیر سعی پیہم کے زندہ نہیں رہ سکتا۔" "کوشش کرنا میرا کام ہے اور کامیابی عطا کرنا خدا کا انعام ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ دنیا ایک مقصد کے ماتحت پیدا کی گئی اور اس پر ایک دانا ہستی حکمراں ہے۔ ہر شے اپنے زمانہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس کے باوجود، انسان اپنی نجات کے حصول میں آزاد ہے۔" آپؐ کی ہمدردی عالمگیر تھی۔ آپؐ ہی نے تمام زندہ افراد کے لئے، خدا کی رحمت کا دروازہ کھولا۔ اور آپؐ ہی نے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ ایک جان کو بچانا، بنی آدم کی جان بچانے کے برابر ہے۔

آپؐ کا تمدنی تخیل تعمیری تھا نہ کہ تخریبی، بلند ترین دماغی کیفیات میں بھی آپ نے انسانی زندگی کی پاکیزگی کو فراموش نہیں کیا۔ آپؐ کی نظر میں بنی آدم کی خدمت، سب سے اعلیٰ عبادت تھی اپنے متبعین سے آپؐ کا فرمان یہ نہ تھا کہ ان لوگوں کو فراموش کر دیا جائے جن کی خدمت فرض ہو، بلکہ خدمت کے ضمن میں تحسین و آفرین حاصل کی جائے۔ بچے اللہ کی امانت ہیں اس لئے ان کی پرورش اور تربیت، نہایت محبت کے ساتھ کرنی چاہئے۔ والدین کی عزت اور احترام کرنا لازمی ہے۔ خدمت کے دائرے میں، رشتہ دار، ہمسایہ اور مساکین سب داخل ہیں۔

اگرچہ آپؐ کے پیغام کو تقریباً ۱۴۰۰ برس گزر چکے ہیں لیکن مرور ایام نے اس محبت میں کوئی فرق پیدا نہیں کیا جو آپ کی ذات سے ابتدائً تھی۔ چنانچہ آج بھی مسلمانوں کے دلوں اور ان کے لبوں پر یہی الفاظ ہیں "روحی فداک یا رسول اللہ" (ماخوذ از سپرٹ آف اسلام مولفہ سید امیر علی صفحہ ۱۱۷-۱۲۱)

الغرض، یہ ہے تصویر، اس عظیم الشان انسان کی سیرت کی جس کی عظمت و جلالت شان کا اعتراف چار دانگ عالم میں ہو رہا ہے۔ اور آپ کی عزت میں روز بروز اس طرح اضافہ ہوتا جاتا ہے جس طرح آفتاب کی چمک میں ہوتا ہے جبکہ وہ نصف النہار پر پہنچتا ہے۔

اسلام کے بانی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

(از مس مہر بانو ایم وسرام)

اس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم وجود میں تشریف لانے کے سلسلہ میں جو عید میلاد منائی گئی وہ اس بات کا عالمگیر اعتراف تھا کہ دُنیا اسلام کے بانی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اپنے پیچھے اپنی عظمت و شخصیت کے غیر فانی نقوش چھوڑ گئے ہیں، بہت زیادہ احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ ہم غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جذبات عقیدت کو بیان کر سکیں جو اس وقت ان کے سینوں میں موجزن تھے۔

یہ تاریخ کا ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے عرب کی اس درجہ خراب حالت تھی کہ اس کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اس میں انسان بستے ہیں۔ ان کی کوئی بات بھی توڈھنگ کی نہ تھی، ان کے اخلاق وعادات اور رہنے سہنے کے طریق سب انتہائی طور پر شرمناک تھے جس کے پاس قوت تھی وہ اپنے حقوق کے حصول پر قادر تھا۔ اور اس کو اس چیز کی پروا نہ تھی کہ اس کی اس "اجارہ داری" سے دوسروں کا کیا ہوگا۔ اس دور میں انسانی زندگی کی کوئی قدر وقیمت نہ تھی۔ بچیاں زندہ درگور کر دی جاتی تھیں، سب سے زیادہ عورتیں ذلیل و بدتر زندگی گزار رہی تھیں۔ ان کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا تھا۔ عرب اللہ سے زیادہ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بتوں سے ڈرتے تھے ہر طرف شیطان کی حکومت تھی۔ مختصر یوں سمجھئے کہ اس وقت عرب میں ایسے انسان نما بھیڑیئے آباد تھے جو مہر و شفقت اور انسانی ہمدردی کے جذبات سے یکسر خالی تھے۔

اس حالت میں جبکہ افق عرب پر ہر طرف ظلمت چھائی ہوئی تھی، ان غریبوں کے لئے جو موت سے بدتر زندگی گزار رہے تھے کہیں بھی کوئی شعاع امید نظر نہیں آتی تھی تو رحیم و کریم خدا نے ایک نبی مبعوث فرمائے۔ تاکہ یہ دنیا کو توحید الٰہی کی تعلیم دیں۔ انہیں سکھائیں کہ مخلوق خدا کی خدمت خود خالق کی خدمت ہے۔ نبوت کا شرف ہمارے آقا محمد بن عبداللہ کو عطا ہوا۔ یہاں یہ ذکر کرنا غیر مناسب اور بیجا نہ ہوگا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک ایسے یتیم بچے تھے جو پیدائش سے تھوڑی دیر بعد ماں کی شفقت

سے بھی محروم ہو گئے۔ اور آپؐ کے دادا اور چچا نے یکے بعد دیگرے آپؐ کی اس وقت کے معیار کے مطابق بہترین تربیت کی۔

یہاں یہ بھی ذہن نشین کر لینا بہت ضروری ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے۔ انہوں نے ہماری طرح سکولوں اور کالجوں میں تعلیم نہیں پائی تھی۔ آپ کے پاس اگر کچھ تھا تو وہ یہی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ضرورتمند اور تباہ حال دنیا کی رہنمائی و اصلاح کے لئے پسند فرما لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی، بچپن سے لے کر، شباب، کہولت اور بڑھاپے تک ساری دنیا کے لئے بہترین اسوہ ہے

آپؐ جب بچے تھے تو آپؐ نے اپنے طرزِ عمل سے ہمیں بتایا کہ اپنے سے بڑوں کے ساتھ کس طرح سلوک کیا جاتا ہے۔ آپؐ جوان ہوئے تو آپؐ نے دنیا پر واضح کر دیا کہ ایک نوجوان بُرے اور خراب ماحول میں گھرے ہونے کے باوجود کس درجہ پاکیزہ زندگی گزار سکتا ہے۔ اور ذمہ داری کی عمر میں پہنچ کر آپؐ نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ ایک شخص ایمانداری سے رہ کر کس قسم کی مسرت بھری زندگی گزار سکتا ہے۔ ایک تاجر کے لباس میں رہ کر آپؐ نے یہ دکھا دیا کہ ایمانداری ہی سب سے بہتر چیز ہے اور اس کا نتیجہ آخر میں بہت اچھا نکلتا ہے۔ ایک باپ کی صورت میں آپ نے دُنیا کو بتا دیا کہ بچوں کی تربیت کیسے کی جا سکتی ہے۔ اور انہیں کس طرح بہترین شہری بنایا جا سکتا ہے۔ ایک شوہر کی حیثیت سے آپؐ نے بتایا کہ گھر کا سکھ اور آرام اس میں ہے کہ میاں بیوی آپس میں متحد و متفق اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں۔ ایک سپاہی کی حیثیت سے آپ نے اپنے طرزِ عمل سے ان لوگوں کے سامنے ایک بہت اچھی مثال پیش کی۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمیشہ سمجھ بوجھ ہی بہادری کا بہترین حصہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک انسان کی حیثیت میں تمام عظمتیں پیدا کیں"

آپ ہی وہ انسان ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے شرف نبوت سے نوازا۔ آپؐ نے اللہ کے اس پیغام کو اپنی پوری قوت سے جاری رکھا۔ حالانکہ آپؐ کے راستے میں ان لوگوں کی طرف سے جو ایک خدا کی بجائے بتوں کی پوجا کرتے تھے بے شمار رکاوٹیں ڈالی گئیں، گو حضورؐ کی حد سے زیادہ مخالفت کی گئی۔ مگر آپ جس مقام پر کھڑے تھے اور جو قدم اٹھا چکے تھے اس سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے۔ اس سلسلہ میں آپؐ کے صحابہؓ نے بھی آپؐ کی مدد کی۔ آخر مخالفین ناکام ہوئے اور آپ کو کامیابی ملی آپؐ نے زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کے رسولؐ کی حیثیت سے اپنے شایانِ شان حصہ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

جب عربوں پر غالب آگئے۔ توان لوگوں کو جنھوں نے حضورؐ کو ناقابل برداشت تکالیف پہنچائی تھیں خیال ہوا کہ اب انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے معمول کے مطابق سزا ملے گی۔ مگر رحمۃ للعالمین کی شان سے یہ بعید تھا! آپؐ نے سب کو معاف کر دیا۔ اور انہیں پوری آزادی دے دی ہم مسلمانوں کو ایک ایسے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونے کا فخر حاصل ہے جو قصور وار پر مہربان، غریبوں کا ہمدرد اور امیر کے لئے متواضع تھا۔ امیر کی تواضع حضورؐ اس لئے نہیں کرتے تھے کہ وہ صاحب دولت ہوتے۔ بلکہ اس لئے کہ حضور بداخلاق نہ تھے۔ حتیٰ کہ اس زمانہ میں بھی جبکہ سارے عرب کی دولت آپؐ کے قدموں میں جمع ہو چکی تھی آپ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے کپڑے سیتے، اور اپنی بکریوں کا دودھ دوہتے۔ آپؐ کی سادگی اور حسن عادات کا اثر آپؐ کے صحابہؓ پر بھی پڑا۔ کہتے ہیں کہ ایک بار ایک ملاقاتی جس نے حضورؐ کو پہلے نہیں دیکھا تھا حضورؐ سے ملنے آیا۔ حضورؐ اپنے صحابہؓ میں اس انداز سے تشریف فرما تھے کہ وہ پہچان نہ سکا۔ کہ آقا کون ہے اور غلام کون! بانیٔ اسلامؐ کی سادگی اور مساوات کا یہ عالم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوک سے بھی آشنا تھے۔ کئی کئی دن تک آپؐ نے بلا کچھ کھائے پیئے روزے رکھے اور افطار کے وقت صرف کھجور اور پانی کو کافی سمجھا۔ حضورؐ کے گھر میں کوئی نوکر نہ تھا۔ ایک بار آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپؐ انہیں ایک خادمہ دیں۔ کیونکہ وہ اپنے تمام کام کاج خود کرتی ہیں۔ اور اس میں انہیں بہت دقت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مگر آپؐ نے نہایت ہمدردی سے ان کی اس درخواست کو نامنظور کر دیا۔ اور فرمایا کہ ان کے پاس اس وقت کوئی خادمہ ایسی نہیں جو وہ انہیں دے سکیں ہمیں کوئی بتائے کہ ایسی صورت میں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہر وہ ممکن صفات حسنہ موجود تھیں جو ایک انسان میں پائی جا سکتی ہیں تو یہ کیا تعجب کی بات ہے کہ حضورؐ ایک ایسے مذہب کی بنا رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔ جس کے اس وقت کروڑوں پیرو ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضورؐ کے صحابہؓ نے اسلام کا علم اور پیغام تقریباً تمام دنیا میں پھیلا دیا۔ اور اپنے ساتھ ہر جگہ غم اور بے چینی کی جگہ خوشی و راحت، اور بدامنی اور اضطراب کی جگہ امن و خوشحالی پھیلا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ عادات و اطوار کا اثر آپ کے صحابہؓ پر بھی پڑا۔ اور یہ لوگ ہر قسم کی مخالفت کے باوجود اپنی ذات کے تحفظ پر قادر ہو گئے۔ دولت برطانیہ کے متعلق جو اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ اس پر سورج غروب

نہیں ہوتا۔ یہی بات مسلمانوں کے متعلق کہی جا سکتی ہے کہ اسلام پر کہیں سورج غروب نہیں ہوتا۔ کیونکہ مسلمان دنیا کے ہر گوشہ میں موجود ہیں۔ جنوب سے شمال تک اور مشرق سے مغرب تک دنیا کا کوئی حصہ مسلمانوں سے خالی نہیں ہے۔

عورتوں کو بلندی عطا کرنیوالے

تقریباً چودہ سو برس ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی اصلاحات کیں، ان میں عورتوں کی نجات، بیٹیوں کے قتل کا انسداد، شراب اور اسی قسم کی اور بُری چیزوں کی ممانعت زیادہ نمایاں ہیں۔ اسلام میں عورت کو مرد کے مساوی درجہ دیا گیا ہے۔ اسلام سے پہلے یہ چیز مختلف فیہ تھی، کہ آیا عورت کے سینے میں دل بھی ہے یا نہیں۔ موجودہ مسلمان عورتوں کی پست حالت ان مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ تکلیف دہ ہے جو بدقسمتی سے اسلام کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں اور جہالت اور توہمات کا شکار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کو اپنی معصوم بچیوں کے قتل کرنے سے روکا اور یہ بدعادت بہت کافی معصوم جانوں کو ختم کرنے کے بعد بند ہو گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کا یہ عالم تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو شراب پینے سے روکا تو مدینہ کے بازاروں میں کثرت شراب کی وجہ سے سیلاب آ گیا۔ اس سلسلہ میں حضورؐ کو جو کامیابی ہوئی اس میں، اور شراب کو روکنے کے سلسلہ میں کانگرس کی سرگرمیوں میں بہت فرق ہے۔ کانگرس مجالس قانون ساز میں قانون بنا کر اس سلسلہ کو روکنا چاہتی ہے۔ مگر اس سلسلہ میں اس کی کامیابی مشتبہ ہے۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس میں ایسی کامیابی ہوئی۔ جو دوسروں کو باوجود سزا کے قوانین کی امداد کے نصیب نہ ہو سکی۔ وہ چند مسلمان جو شراب نوشی کے عادی ہیں اور اس عادت بد کو اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ یقیناً اس بات سے ناآشنا ہونگے کہ اسلام نے شراب پینے کی ممانعت کی ہے۔ اور اگر ان لوگوں کو معلوم ہے کہ اسلام شراب پینے کی اجازت نہیں دیتا اور وہ پھر اس چیز کا خیال نہیں رکھتے تو میں کہونگی کہ ان لوگوں کا یہ فعل قطعاً غیر اسلامی ہے۔

اسلام کے سوشل اور اقتصادی قوانین

(از اے او آر رحمٰن صاحب)

ماہرین عمرانیات میں یہ غلط فہمی عام طور سے پائی جاتی ہے کہ آج دنیا میں مذہب ایک بیکار رشتے ہے اور عمرانی نظام میں جو آج کل پایا جاتا ہے، اور اس کی عملی کارروائیوں میں، صرف موجودہ اقتصادی اصول ہی ایسے ہیں جو انسانوں کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ پنڈت جواہر لعل نہرو سابق صدر کانگرس اس نظریہ کے زبردست وکیل ہیں۔ اور اسی بنا پر، ان کی نظر میں ہندو مسلم تہذیب میں سوائے لوٹہ کی شکل کے اور کوئی فرق نہیں ہے۔ اور انھوں نے اپنی تزک میں اسلام اور مسلمانوں پر جو تبصرہ کیا ہے اس میں بھی اسی نظریہ کا رنگ جھلکتا ہے۔ لیکن اسلام کے متعلق یہ خیالات سراسر غلط فہمی اور اسلامی اصولوں سے ناواقفیت پر مبنی ہیں جو عدم توجہ کی فضا میں پیدا ہوتی ہے۔

یہ نظریہ ممکن ہے ان مذاہب کے متعلق درست ہو، جو ہمیں ایسے اصول نہیں دیتے، جن کی بدولت مذہبی زندگی کے علاوہ حیات کے دوسرے شعبوں میں ہماری رہنمائی ہو سکے۔ لیکن اسلام کے متعلق یہ نظریہ سراسر غیر منصفانہ ہے۔ کیونکہ اس میں اخلاق کے علاوہ سیاسیات اور اقتصادیات کی تعلیم بھی موجود ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اخلاق، سیاست اور اقتصادیات تینوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، اسلام بنی نوع آدم کو فطری قوانین کے ماتحت رکھتا ہے۔ جو تمام حالات میں ان پر عائد ہو سکتے ہیں۔ اور عقلی وسائل کی رو سے سوسائٹی کا ایک ایسا نظام پیدا کرنا چاہتا ہے جو انسان کے فطری میلانات کے مطابق ہو۔ اور اگر ایک طرف انسان مادی اعتبار سے دنیا میں ترقی کر سکے، اور دوسری طرف اپنی عاقبت بھی سنوار سکے۔ سچ تو یہ ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اشتراکیت کا ایک قابل عمل پروگرام پیش کیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم اور آپؐ کے خلفائے اربعہ کی زندگیوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ سود تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اسلام نہ تو محض روحانیت کا مدعی ہے اور نہ محض مادیت۔ اسلام نے رہبانیت کی زبردست انداز میں تردید کی ہے۔

اور ترک دنیا سے روکا ہے ۔ اس نے ایسا ضابطہ قوانین پیش کیا ہے جسکی بدولت دنیا میں اخلاقی عیوب کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے ۔ اور انسان کے اقتصادی مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں ۔ مثال کے طور پر سود کے مسئلہ کو لے لیجئے ۔ کیونکہ وہ مقروض کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ بایں معنے کہ چونکہ وہ مصیبت میں ہوتا ہے اس لئے ساہوکار کی سختی کے عوض وہ ہمدردی کا مستحق ہے ۔ دنیا کی اقتصادی مشکلات کا بڑا سبب یہ ہے کہ آج کل کاروبار، افراد اور اقوام کے مابین سود کی بنا پر ہو رہا ہے ۔ اگر دنیا کے مادہ پرست لوگ اسلام کے طریق اخوت پر کاربند ہو جائیں تو دنیا کی عموماً اور ہندوستان کی خصوصاً بہت سی اقتصادی مشکلات فوراً حل ہو سکتی ہیں ۔ اگر انگلستان کے جمہور، اٹلی کے فاشسٹ اور روس کے اشتراکی، اپنی طمع کا تھوڑا سا بھی علاج کر سکتے، اور یہ زر کی طمع ہی دنیا میں قرض کی لعنت کا سبب ہے ۔ اور غیر معمولی نفع ستانی اور سودی لین، دین ترک کر دیتے ۔ تو دنیا خون چوسنے والوں سے آج پاک ہو سکتی ہے ۔

بیت المال اور زکوٰۃ ۔ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ اسلام نے اقتصادی اصولوں کو اخلاقی اصولوں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے ۔ اور اس امتزاج سے بہت فائدہ متصور ہے ۔ زکوٰۃ کی تعلیم اسلام میں ایک قابل عمل اشتراکی پروگرام ہے ۔ جو انسانوں کے دلوں میں، دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کرتی ہے ۔ اس کی رو سے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی دولت کا ۲½ فیصدی قومی بیت المال میں جمع کرائے ۔ تاکہ اس سے محتاجوں کی امداد کی جا سکے ۔ اور جیسا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے لکھا ہے " اسلام نے اس کے علاوہ، اپنی مرضی سے بھی اپنی آمدنی کا کچھ حصہ، خدا کی راہ میں دے ۔ جس کو مغربی سوشلزم نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ حکومت ایسا قانون بنائے جس کی رو سے دولتمند مفلسوں کی امداد کر سکیں ۔ اور یہ اپیل، انسانی قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوئی ہے ۔" جدید اشتراکیت نے افلاس دور کرنے کی صورت یہ نکالی ہے ۔ کہ افراد کی جائداد ضبط کی جائے اور اس کو یکساں طور پر تقسیم کر دیا جائے ۔ لیکن یہ اصول غلط ہے ۔ کیونکہ اس کی بنا پر افراد میں کوشش کر کے دولت کمانے کا جذبہ فرو ہو جائے گا ۔ اس کے برعکس اسلام افراد سے ان کی جائداد کا صرف چالیسواں حصہ طلب کرتا ہے ۔ اور اس رقم سے افلاس دور کرنا چاہتا ہے ۔ اس نظام کی شان کمال واقعی لائق تحسین ہے ۔ اسلام سرمایہ داروں کی جماعت کو

فنا نہیں کرتا۔ کیونکہ سرمایہ تہذیب انسانی کی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سرمایہ داری کی برائیوں کو دور کر دیتا ہے۔ علاوہ بریں اسلام تجارت کا حامی ہے۔ اور اس کی اجازت نہیں دیتا کہ سرمایہ بے کار پڑا رہے۔ زکوٰۃ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس کی بدولت طبقاتی نزاع کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ جو آج کل تمام دنیا میں جاری ہے۔

اسلام کے اعلیٰ اصول، جواہر لال نہرو اور لینن جیسے انسانوں کے دماغوں کی پیداوار نہیں۔ جن سے ہر قدم پر غلطی کا امکان ہے۔ بلکہ خدائے علیم و حکیم کے نازل کردہ ہیں۔ جن سے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کا سامان مطلوب ہے۔ اور یہ اصول ایک عظیم الشان رسول کی معرفت عطا کئے گئے ہیں۔ بدیں وجہ یہ اصول بذات خویش کامل ہیں۔ اور ان میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام چونکہ ان اخلاقی اور اقتصادی قوانین کا حامل ہے۔ اس لئے بنی نوع آدم کی بہبود کے لئے ایک ایسا کامل نظام ہے جو جواہر لعل، ہٹلر، اور لینن کسی انسان کے پیش کردہ نظریوں کا محتاج نہیں ہے۔ بمقابلہ اشتراکیت، اسلام بہت سے ایسے اصولوں کا حامل ہے، جن کی ہوا بھی اشتراکیت کو نہیں لگی ہے۔ اس لئے یہ ایک ایسا مسلک ہے، جس کی تائید لوگوں کو کرنی چاہیئے۔ لیکن ان کو اس کمزور نظام سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے جس پر اشتراکیت مبنی ہے۔ اور نہ اس غیر پسندیدہ مادیت سے مرعوب ہونا چاہیئے جو اس نظام کی رگ و پے میں جاری ہے۔ اس نظام میں انسانی زندگی اور جائداد، دونوں غیر محفوظ ہیں۔ اور لوگوں کا قتل عام روزمرہ کے واقعات ہیں، اور مذہبی پیشواؤں کی ایذا رسانی کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

حضرت عمرؓ کی اشتراکیت - اسلامی اشتراکیت اور جمہوریت۔ حکومت کو مطلق العنان ڈکٹیٹروں مثلاً ہٹلر، سٹالین اور مسولینی کے رحم پر نہیں چھوڑتی۔ بلکہ افراد کو کامل آزادی رائے اور حریت ضمیر اور حریت عمل عطا کرتی ہے۔ اور حکومت اور آمدنی میں منصفانہ اور مساویانہ درجہ اور مرتبہ عطا کرتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس حکومت میں عوام کی رائے کو دخل نہ ہو وہ حکومت نہیں ہے ان کی خلافت میں ہر بچہ کو ایک مقررہ عمر تک بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا تھا۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جس نے غلاموں کو آزادی عطا کی اور مساوی درجہ عطا کیا۔ چنانچہ اسلامی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے غلام، صاحب تخت ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم حضرت انسؓ

سے مروی ہے کہ حضورؐ اس سے زیادہ میرا کام کر دیتے تھے، جس قدر میں انؐ کا کرتا تھا۔ یہ ہے اسلامی اشتراکیت !

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ سب کو معلوم ہے کہ جب حضرت موصوف بیت المقدس روانہ ہوئے تو آپ، اور آپ کا غلام، دونوں باری باری سے اونٹ پر چڑھتے تھے۔

علاوہ بریں اسلام میں ایک اصول ایسا ہے جس کو موجودہ اشتراکیت تسلیم نہیں کرتی یعنے اعتقاد باللہ۔ ایک طرف ہندو بت پرست، دریاؤں، پہاڑوں، درختوں اور حیوانات کی پرستش کرتا ہے، دوسری طرف جرمنی کا قومی اشتراکی اور روس کا کمیونسٹ انسان پرستی کرتا ہے گویا اپنے آپ کو دوسرے کی مرضی کا تابع بنا لیتے ہیں۔ جو انہی کی طرح ناقص العقل انسان ہیں لیکن بقول خواجہ کمال الدین مرحوم "انسانی مساوات اور قوائے فطرت کی ماتحتی۔ یہ دونوں، تہذیب کے لئے بمنزلہ آلات محرکہ ہیں۔ اگر اسلام ہمیں توحید الٰہی کا عقیدہ سکھاتا ہے تو اس لئے کہ ہمارے اندر اعتماد علی النفس اور حریت فکر پیدا ہو۔ انسان غیر اللہ کی پرستش کر کے اپنے بلند مقام کو کھو بیٹھتا ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنی اعلیٰ استعدادوں کو فنا کر دیتا ہے۔"

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام ہماری مادی ترقی کی راہ میں کوئی دشواری پیدا نہیں کرتا بلکہ وہ خود کوشش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے:۔ "اللہ کسی قوم کی حالت میں کوئی انقلاب پیدا نہیں کرتا۔ جب تک وہ خود اپنی حالت میں کوئی تبدیلی نہ کرے۔" یہ قرآنی تعلیمات اور ارشادات نبویؐ ہی کا نتیجہ تھا کہ قیام اسلام کے بعد دنیا میں مادی علوم و فنون کو ترقی حاصل ہوئی جو اس سے پہلے موجود نہ تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ طبیعات، کیمیا اور علم المرایا۔ ان علوم میں سے ہیں جن کو اسلامی علماء نے دنیا سے روشناس کرایا۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ اسلام ویدوں کی طرح صرف اخلاقی اصول کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ایسے عملی اصولوں کی تلقین بھی کرتا ہے جن کی بدولت ریاست، سوسائٹی، اور حکومت اس طرز پر چلائی جا سکتی ہے کہ انسانوں کی مادی، اخلاقی اور روحانی، تینوں قسم کی ترقی ممکن ہے۔ اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ بعض اسلامی حکومتیں مثلاً ایران اور ترکی ناکام کیوں ہوئیں؟ اس کا

جواب یہ ہے کہ ان ملکوں کے حکمرانوں نے اپنی حکومت میں اسلامی قوانین کو مدنظر نہیں رکھا اور افراد ملک نے اپنے اندر سچی اسلامی سپرٹ اور جذبۂ اخوت و مساوات پیدا نہیں کیا اور نہ اپنی زندگیوں کو آنحضرت صلعم کی تعلیمات کے سانچہ میں ڈھالا ۔ چنانچہ یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ دنیا کی تمام موجودہ سیاسی اور اقتصادی اور عمرانی مشکلات کا حل صرف قرآنی احکام کی پیروی میں مل سکتا ہے ۔

خواتین اسلام کے بہادرانہ کارنامے

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

(متسلسل)

اگرچہ بہادری مغل شہزادوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ۔ لیکن ہم اس تیموری خاندان کی شہزادیوں کو اس صنف سے خارج نہیں کر سکتے ۔ اگر ہم بابرنامہ ۔ ہمایوں نامہ اور تزک جہانگیری کا مطالعہ کریں تو ان میں تیموری شہزادیاں زرہ بکتر پہنے ، گھوڑوں پر سوار ، شکار کے لئے جاتی ہوئی ، شیروں کو نشانہ بناتی ہوئی ، پولو کھیلتی ہوئی اور تیر کمان چلاتی ہوئی نظر آئینگی ۔ وہ سپاہیانہ زندگی کے جملہ آداب سے واقف ہوتی تھیں ۔ اور تزک بابری سے معلوم ہوتا ہے کہ کابل ، سمرقند ، اور فرغانہ کی فتوحات میں عورتوں کا حصہ بھی تھا ۔

نورجہاں ، تیمور اور بابر کی نسل سے نہیں تھی ۔ تاہم وہ ان کی بہو ضرور تھی ۔ وہ ہاتھی پر سوار ہوتی تھی شکار کھیلتی تھی اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ شیروں کو اپنی گولی کا نشانہ بناتی تھی ۔ جہانگیر نے اپنی تزک میں نورجہاں کے شکار کی تفصیل دلچسپ انداز میں لکھی ہے ۔

"ایک دفعہ میں شکار کھیلنے گیا ۔ میں تو رستم خاں کے ساتھ ایک ہاتھی پر بیٹھا تھا ، نورجہاں دوسرے پر بیٹھی تھی ۔ اتفاقاً جھاڑی میں سے ایک شیر نکل آیا ۔ ہاتھی نے جسوقت شیر کی بو سونگھی تو کانپنے لگا ۔ جسوقت ہاتھی لرزہ براندام ہو اس وقت صحیح نشانہ لگانا بہت مشکل ہے ۔ میری طرح رستم خاں نشانہ لگانے میں عدیم المثال ۔ لیکن پے در پے اس کے کئی نشانے خالی گئے ۔ نورجہاں نے ایک ہی گولی میں شیر کو ڈھیر کر دیا ۔" (تزک جہانگیری صفحہ ۲۷۹)

ایک دوسرے موقعہ پر نورجہاں ، جہانگیر کے ساتھ شکار کھیلنے گئی ۔ وہ ایک ہاتھی پر سوار تھی کہ یکایک چار شیر سامنے آگئے ۔ نورجہاں مطلق ہراساں نہ ہوئی ۔ اور نہایت تیزی مگر اطمینان کے ساتھ

بندوق چلائی - دو شیر تو ایک ہی گولی سے ٹھنڈے کر دیئے - اور دو کو دو گولیوں سے - جہانگیر اس کی دلیری سے بہت خوش ہوا - اور انعام میں بہت سے قیمتی جواہرات عطا کیے - ایک شاعر نے کیا خوب لکھا ہے

نور جہاں گرچہ بظاہر زن است　　　در صفِ مرداں، زنِ شیر افگن است

چونکہ نور جہاں قبل ازیں، علی قلی خاں شیر افگن کی بیوی تھی اس لئے اس مصرعہ میں زن شیر افگن کی ترکیب سے لطف پیدا ہو گیا ہے -

جہانگیر کے آخری زمانہ حکومت میں آصف خاں ایک حد تک اس مناقشہ کا ذمہ دار تھا، جو جہانگیر و نور جہاں اور مہابت خاں کے مابین واقع ہوا - آصف خاں نے چاہا کہ مہابت خاں کو ذلیل کرے - جہانگیر دریائے بہٹ کے نزدیک خیمہ زن تھا - اور آصف خاں نے تمام سپاہ، خانگی ملازم اور اسلحہ دریا پار بھیج دیئے تھے - جہانگیر، اس کے عیال اور خواجہ سرا اس پار رہ گئے تھے کہ دوسرے دن دریا کو عبور کرینگے - مہابت خاں نے موقع غنیمت دیکھ کر بادشاہ کو اپنی حراست میں لے لیا - لیکن نور جہاں ہاتھ سے نکل گئی اور دریا پار چلی گئی - اس نے سپہ سالاروں اور امراء کو سرزنش کی اور کہا کہ یہ سب تمہاری غفلت کی وجہ سے رونما ہوا - چنانچہ فیصلہ ہوا کہ دوسرے دن تمام فوج دریا کو عبور کرے اور مہابت خاں سے مقابلہ کیا جائے -

اگرچہ مہابت خاں نے پل جلا دیا تھا تاہم نور جہاں کی فوج نے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے - نور جہاں بھی ایک ہاتھی پر سوار ہوئی اور اس کے ساتھ شہزادہ شہریار کی بہن اور شہنواز خاں کی بیٹی بھی تھی - ابھی شاہی فوج عبور نہ کرنے پائی تھی کہ مہابت خاں نے حملہ کر دیا - نور جہاں کی فوج مختلف ٹولیوں میں منقسم ہو گئی - اور فوجی نظم و ترتیب بالکل غائب ہو گئی - بہرحال نور جہاں نے عبدالحسن اور معتمد خاں کو جوابی حملہ کا حکم دیا - خود وہ بھی نرغہ میں آ گئی - مہابت خاں کی فوج نے اس کے ہودہ پر تیروں کی بارش کر دی اور ایک تیر خود اس کے بازو میں لگا - اور اس کے کپڑے خون آلود ہو گئے - نور جہاں نے اپنے ہاتھ سے تیر کھینچکر باہر نکالا - اس کے خواجہ سرا بھی مارے گئے - اس کے ہاتھی کی سونڈ تلواروں سے اور اس کا پچھلا حصہ نیزوں سے زخمی ہو گیا - چنانچہ ہاتھی بھاگ پڑا اور بمشکل تیر کر دوسرے کنارے تک پہنچا اور بلا شبہ اس زخمی اور فرار شدہ ہاتھی ہی کی بدولت نور جہاں دشمن کا مقابلہ ڈٹ کر نہ کر سکی -

(باقی آئندہ)

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱/۳/۳۹	۲۳۰۲	جناب حافظ صاحب محمد اسلم خانصاحب برائے مشن	۰	۰	۱۰
۶/۳/۳۹	۲۳۱۱	″ اے ایم حافظہ اسکوائر	۰	۰	۱۰
۸ ″	۲۳۲۸	ہز ہائینس نواب صاحب بہادر مانگرول سٹیٹ	۰	۸	۴۹
″	۲۳۲۹	جج کے ایس حمیدہ بیگم صاحبہ	۰	۸	۶
″	۲۳۳۰	″ ایم فخرالدین صاحب	۰	۰	۱۰
″	۲۳۳۱	″ کے بی شیخ منہاج الدین صاحب	۰	۰	۱۰
۹ ″	۲۳۳۹	″ ایم عبدالکریم صاحب	۰	۰	۵
۱۰ ″	۲۳۴۴	″ محمد رمضان صاحب	۰	۰	۵
″	۲۳۴۵	″ کرم الٰہی صاحب قریشی	۰	۰	۵
۱۴ ″	۲۳۶۶	″ عباد اللہ خانصاحب	۰	۱۰	۱۳
۱۵ ″	۲۳۶۷	″ عبدالغفور صاحب	۰	۰	۱۰
″	۲۳۶۸	″ علی احمد خانصاحب و اشمین بی اے	۰	۰	۵
۱۶ ″	۲۳۸۶	منافع از سرمایہ محفوظ	۰	۰	۳۹۹
۲۰ ″	۲۴۰۱	جناب ای یو حاجی احمد صاحب	۰	۰	۱۰
۲۲ ″	۲۴۰۵	″ حاجی میرزا محمد صادق صاحب	۰	۰	۵
″	۲۴۱۴	″ ڈاکٹر این اکبر خانصاحب	۰	۰	۲
″	۲۴۱۷	″ شیخ اے خراسانی صاحب	۰	۰	۲
۲۵ ″	۲۴۱۹	″ کے ایچ مینا صاحب	۰	۰	۲
۲۹ ″	۲۴۲۸	″ بیگم اکرم خیات صاحبہ	۰	۰	۵

تاریخ کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
	فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء	۰	۰	۳۴۸
	فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء	۰	۸	۵۹
	″ ووکنگ گزٹ			۹
	″ کتب	۰	۱۴	۲۵۱
	میزان	۰	۰	۱۲۳۳

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی	پائی	آنہ	روپیہ
۶/۳/۳۹	۲۳۰۸	جناب ایس بی علی صاحب	۰	۰	۵
۱۴ ″	۲۳۷۳	″ سید مقبول احمد صاحب	۰	۰	۵
۱۶ ″	۲۳۸۸	″ ایم الیف منشی	۰	۰	۵
۱۸ ″	۲۳۹۵	″ ایم محمد طاہر صاحب	۰	۰	۵
۲۰ ″	۲۴۰۰	″ محمد الطاف حسین صاحب	۰	۰	۵
″	۲۴۰۲	″ این محمد میاں راٹھر	۰	۰	۵
۲۲ ″	۲۴۱۸	″ عبدالغنی خانصاحب	۰	۰	۵
۳۰ ″	۲۴۳۳	″ نصرت علی صاحب	۰	۰	۵
	میزان	۰	۰	۴۰
	کل میزان	۰	۰	۱۲۷۳

تفصیل اخراجات ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

بابت ماہ مارچ سنہ ۳۹ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۱/۳/۳۹	۱۶۲	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۲۹۷ تا ۳۰۳ مارچ [illegible]۔ خرید کتب برائے فروخت [illegible]۔ ایک ریم کاغذ برائے ٹائیٹل پمفلٹ اور ٹائپ کرائی مضامین وغیرہ [illegible]۔ ایک ریم آرٹ پیپر و ایک ریم گرافٹ پیپر برائے لفافے اسلامک ریویو وغیرہ [illegible]			

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
		بجلی کا بل ۵/- ؛ کتابت اشاعت اسلام بقایا ماہ فروری سنہ ۱۹۳۹ء [illegible]؛ سٹیشنری [illegible]؛ متفرق [illegible]			
		۲۷۶-۵-۳	۳	۵	۲۷۶
۶/۳/۳۹	۱۶۳	CONVEYANCE ALLOWANCES سکرٹری صاحب ٹرسٹ دسمبر سنہ ۳۸ء جنوری، فروری سنہ ۳۹ء		۰	۹۰

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

بابت ماہ مارچ ۱۹۳۹ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۶/۳/۳۹	۱۶۴	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۳۹ء	۳	۱۳	۲۲۸
	۱۶۵	میسرز نورانی پریس طباعت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۳۸ء	۰	۸	۴۳
	۱۶۶	میسرز دارالکتب اسلامیہ لاہور علی الحساب بابت خرید کتب برائے فروخت از بل نمبر ا ۲۱ مورخہ ۱/۳/۳۹	۰	۰	۱۰۰
	۱۶۷	میسرز نیشنل ٹریڈنگ کمپنی ایک ریم کاغذ برائے ملایا اپیل ۶ ریم ۳۰×۲۶ = ۲۲ پونڈ برائے رسالہ اشاعت اسلام ۔/۹۲ ایک ریم سفید ۔/۲/۱۲ ایک ریم آرٹ پیپر برائے فوٹو اسلامک ریویو ۔/۱۴/۱۱ ۳ ریم ۱۷×۲۷ = برائے ووکنگ گزٹ ۶-۰-۷۲	۶	۰	۷۲
	۱۶۸	میسرز رین پرنٹنگ پریس لاہور بقایا بل طباعت	۰	۶	۷۰
	۱۶۹	میسرز ایور گرین پریس طباعت بل فارم ولینڈ ہیڈ وغیرہ	۰	۸	۴۰
۱۸/۳/۳۹	۱۷۰	میسرز غلام محمد جلد ساز جلد سازی اسلامک ریویو بابت نومبر، دسمبر ۱۹۳۸ء اور جنوری ۱۹۳۹ء - ۳۹ روپے جلد سازی ضمیمہ اسلامک ریویو ۔/۱۲/۱ جلد سازی اشاعت اسلام جنوری فروری ۱۹۳۹ء ۔/۱۲ ۰-۸-۵۲	۰	۸	۵۲
	۱۷۱	میسرز کلکتہ آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور طباعت فوٹو رسالہ اسلامک ریویو	۰	۰	۳۴

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
	۱۷۳	میسرز سول اینڈ ملٹری گزٹ لمیٹڈ لاہور طباعت اسلامک ریویو بابت ماہ جون و اکتوبر ۱۹۳۸ء	۰	۰	۲۰۰
	۱۷۴	میسرز سول اینڈ ملٹری گزٹ لمیٹڈ لاہور طباعت اسلامک ریویو بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۳۸ء	۰	۰	۱۵۰
	۱۷۲	میسرز نیو یونین پریس لاہور طباعت لیٹر ہینڈز و پیپر اسلامک ریویو "آمد کی تفصیل" وغیرہ	۶	۲	۲۹
	۱۷۵	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۳۰۳۸ تا نمبر ۳۲۴۲ - ۔/۱۲/۱۱۵ خرید کتب برائے فروخت ۔/۱۰/۵۴ " " ۔/۵/۱۰ تاریں ۔/۹ ۳½ ریم کاغذ اسلامک ریویو برائے ریپر وغیرہ ۔/۶/۱۹ بنوائی ریپر ۔/۸/۵ سٹیشنری ۔/۱۲/۱۱ کتابت اشاعت اسلام بابت ماہ مارچ ۱۹۳۹ء ۔/۸/۱۹ بلاک برائے اسلامک ریویو ۔/۸/۲۸ متفرق ۔/۷/۶ ۰-۱۵-۲۹۵	۰	۱۵	۲۹۵
		مینگی ارسال کردہ مسجد ووکنگ انگلستان - ۱۵ پونڈ -	۰	۵	۱۹۹
		کل میزان	۶	۷	۱۹۰۲

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب لوکس کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے۔ (۸) رحمۃ عالم
نعت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کیے جاتے ہیں
۹) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ
میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک
جماعت لنڈن میں۔ **"برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائٹی"** کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

مشن کے آرگن ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام
لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر
مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

مشن کے تاثرات ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و
خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات
تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد
تک کو نہایت سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر
تبلیغ اسلام کی جد و جہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف
مغربی ممالک میں مفت تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا
ہو گیا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں
اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ
میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک
روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد
ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف
امور کے متعلق استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان
میں معہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام معہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

۷) انگلستان میں اشاعت اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت
کی غرض غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب
بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی
ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام
نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پچہ اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج
اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض
نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں
جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں بالکل ناکام رہے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار
کر لیں۔ الغرض اگر ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں علیحدہ حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی
قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں
ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لیے کسی سیاسی جد و جہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت
نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجیں۔ انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق
کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لیے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے
ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضہ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔
یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں
اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت و
ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت
ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی
اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس
تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن تمام مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے
اسکو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔
اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں
اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔
بلاد اسلامیہ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

JULY 1939 R. L. NO 908

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (صہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اللہ اکبر

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ {آل عمران آیت ۱۰۴}

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دینِ حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو بُرا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کُل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ، امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دوبار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے۔ جس میں نومسلمین، مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

The late Syed Mubarak Ali Hussain Tirmizey

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۵ | بابت ماہ جولائی ۱۹۳۹ء مطابق جمادی الاول ۱۳۵۸ھ | نمبر ۷

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپکر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۹ء

اشاعت حاضرہ کو سید مبارک علی حسین صاحب ترمذی مرحوم کی تصویر سے مزین کیا جاتا ہے۔

مرحوم نے ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء کو جمعہ کے دن ایک بجے کے قریب، ایک ہفتہ سے کچھ زائد مگر معمولی سی علالت کے بعد تینتالیس ۴۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مرحوم ایک جلیل القدر فرزند اسلام اور انگلستان میں اسلامی تبلیغ کے زبردست ممد و معاون تھے۔ ہم ان کی ناگہانی وفات سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ انگلستان میں اسلام کا ایک مخلص خادم ہم سے جدا ہوگیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور ہم مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی یاد میں

مکرمی خواجہ عبدالغنی صاحب - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جب حضرت خواجہ صاحب کا انتقال ہوا تو آپ جانتے ہیں کہ میں سفر میں تھا - وہیں اخبارات میں میں نے یہ خبر پڑھی - حضرت خواجہ صاحب مرحوم سے جو اخلاص و محبت مجھے تھی اس کا آپکو علم ہی ہے - سفر ہی میں اس سانحہ کے متعلق میرے دلی جذبات نے چند ٹوٹے پھوٹے شعروں کی صورت اختیار کر لی جو میں نے پنسل سے ایک کاپی پر لکھ لئے - جب میں لاہور واپس پہنچا تو باوجود تلاش کے وہ کاپی نہ ملی - میں سمجھا کہ سفر میں کہیں بکس میں سے گر گئی -

اب حسن اتفاق سے وہ کاپی پرانے کاغذات میں سے مل گئی ہے - الحمد للہ علیٰ احسانہ چنانچہ ان جذبات دلی کو نقل کر کے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ "اشاعت اسلام" میں ان کو بھی چھاپ دیجئے - میں شاعر نہیں، یہ صرف ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے، اور میں یقین کرتا ہوں کہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم سے محبت رکھنے والے دوست ان جذبات کو اسی نظر سے دیکھینگے - (مصطفیٰ خاں)

(۱)

اشک کے دانے زمین شعر میں بوتا ہوں میں — دوستو! ہائے کمال الدین کو روتا ہوں میں

پاس تھا ازبسکہ اس کو دین کا اور نام[1] کا — وہ بنا پہلا مبلغ غرب میں اسلام کا

جب وطن سے وہ چلا تو ہاتھ میں قرآن تھا — جوش تھا تبلیغ کا اللہ پر ایمان تھا

خوب اس کی لندن و ووکنگ میں تقریریں ہوئیں — اور اخبارات میں بھی شائع تحریریں ہوئیں

خم کے خم اس نے کئے خالی مئے توحید کے — توڑ ڈالے میکدے تثلیث کی تقلید کے

اس کے دم سے مغربی بیمار اچھا ہوگیا
وہ مسیحی کے لئے گویا مسیحا ہوگیا

---

[1] کمال الدین کا نام ہی ظاہر کرتا تھا کہ اس ذات گرامی سے دین کا کمال ظاہر ہوگا -

(۲)

گفتگو میں تھی ملاحت، حسن تھا تقریر میں | سحر تھا اس کے بیاں میں اور اثر تحریر میں
اس کی طبعِ شوخ کی میں کیا لکھوں جولانیاں | ایک نکتہ کے لیئے تھے سوا سالیبِ بیاں
فکر و جودت نے بنائے اسکے میخانے نئے | مے پرانی تھی مگر تھے اس کے پیمانے نئے
باتوں ہی باتوں میں عقدے مذہبی ہوتے تھے حل | اور اشاروں میں ہوا کرتی تھی تنقیدِ ملل

اس کے جانے سے مضامیں کا مزہ جاتا رہا
جوشِ حق اور خدمتِ دیں کا مزہ جاتا رہا

(۳)

زہد تھا اس کی طبیعت میں مگر خشکی نہ تھی | پارسائی اور تقوے تھے مگر ترشی نہ تھی
اس کے چہرہ پر صدا رہتی تھی غنچہ کی چٹک | لطف تھا صحبت میں اس کی اور باتوں میں نمک
گفتگو میں اس کی ہوتی تھیں عجب رنگینیاں | اور مزہ دیتی تھیں ہمکو اس کی بذلہ سنجیاں

اس کی رنگیں صحبتیں جب یاد آتی ہیں مجھے
دل کو تڑپاتی ہیں میرے، خوں رلاتی ہیں مجھے

(۴)

حوصلہ اس کا تھا عالی اور ہمت تھی بلند | وہ بھلا دنیا میں پھر کیونکر نہ ہوتا ارجمند
مشکلیں آتی تھیں اس کو گرم کرنے کیلئے | وہ جو دبتا تھا تو دبتا تھا ابھرنے کے لئے

تھے اسیر اس کی محبت کے امیر و شہریار
مرغِ فکر اس کا کیا کرتا تھا شاہیں کا شکار

(۵)

درد ہو اپنوں کو تو اس کی دوا کرتا تھا وہ | دوستوں کی دوستی کا حق ادا کرتا تھا، وہ
سیر چشمی تھی، مروت تھی، محبت اس میں تھی | درد تھا پہلو میں اس کے اور اخوت اس میں تھی
ختم اس کی زندگی سے ہو گئیں غمخواریاں | یاریاں باقی رہی ہیں اب نہ وہ دلداریاں
اے فلک تونے چھپایا کیوں ہی اس مہتاب کو | اے زمیں تونے کیا کیا اس درِ نایاب کو

(مصطفیٰ خاں)

ووکنگ مشن کو صدمۂ عظیم

حال ہی میں، ووکنگ مسلم مشن انگلستان کو، سید ایم، ایچ، ترمذی آنریری خزانچی برطانوی مسلم سوسائٹی کی وفات کی بنا پر ایک نقصان عظیم برداشت کرنا پڑا۔ مسٹر ترمذی کی عمر بوقت وفات صرف تینتالیس سال کی تھی، اور وہ کچھ عرصہ سے، انگلستان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے فرائض بہت تندہی کے ساتھ ادا کر رہے تھے۔ اور وہ مشن مذکور کے ایک پرجوش ٹرسٹی بھی تھے۔

ان کے جنازہ کی نماز منگل کے دن، ۱۲۱ ویسٹ منسٹر برج روڈ لندن ایس ای ۱ کے نکروپولس کمپنی کے پرائیویٹ معبد میں ادا کی گئی۔ جہاں کہ مرحوم کے (۱۰۰) سو سے زائد دوست احباب نے نماز میں شرکت کی۔ اور ان میں سے ہز ایکسیلنسی سعودی وزیر حجاز سر شیخ عبد القادر، مسٹر اسمٰعیل ڈی یارک، ڈاکٹر شاکر محمدی اور علامہ یوسف علی صاحبان کے اسماء قابل تذکرہ ہیں۔

نماز کے بعد میّت کو بروک وڈ کے مسلم قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا اور حسب ذیل اداروں اور افراد نے مرحوم کے تابوت پر تعزیتی پھول بھیجے:-

ارکان مسلم سوسائٹی انگلستان، ٹرسٹیان ووکنگ مسلم مشن، صدر مسلم سوسائٹی، جنرل سکرٹری مسلم سوسائٹی، ارکان انڈین سوشل کلب لندن، ارکان انڈین کانگرس، امام صاحب مسجد ووکنگ، ڈاکٹر اور مسز رضوی، مسٹر صدیق، مسٹر لنڈر، مسٹر اور مسز ای اے مسٹر اور مسز گکاریہ، مسٹر اور مسز خان، مسٹر اور مسز فارمر، ڈاکٹر اور مسز محمدی ڈاکٹر اور مسز کالرہ، مسٹر اور مسز ہوویل۔

(منقول از اخبار سرے ٹائمز)

(مورخہ ۱۸ ر مارچ ۱۹۳۹ء)

سید ایم ایچ ترمذی مرحوم

(از خواجہ ایس محمود صاحب سکرٹری المسجد ووکنگ)

کسی مرحوم دوست کی وفات کے بعد، اس کی یادگار کے طور پر سابقہ تعلقات کو ذہن میں تازہ کرنا اور پھر انہیں سپرد قلم کرنا، خصوصاً ایسے دوست کے حالات جسکے ساتھ دلی تعلقات اس حد تک وابستہ ہو چکے ہوں کہ وہ دنیاوی رشتوں سے بھی بالا تر ہوں، اتنا آسان کام نہیں جتنا قبر پر پھول چڑھا دینا۔ جو کہ عام طور سے کسی متوفی کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کا طریقہ سمجھا جاتا ہے۔

مسٹر ترمذی مرحوم سے پہلے پہل میری ملاقات ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔ اور خاص حالات کے ماتحت ہوئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ہمیں گریٹ رسل سٹریٹ والا مکان چھوڑنے کی ضرورت لاحق ہوگئی جس میں مسلم سوسائٹی ان گریٹ بریٹن کا دفتر بھی تھا۔ اور جمعہ کی نماز بھی ہوا کرتی تھی۔ ایک ہفتہ تک میں امام صاحب کے ساتھ ویسٹ اینڈ کے مختلف گوشوں میں کسی خالی مکان کی تلاش میں گھومتا رہا۔ اکثر مالکان مکانات نے ہمیں مکان کرایہ پر دینے کی رضامندی ظاہر کی۔ لیکن جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ہم اپنی قیام گاہ کو بطور مسجد بھی استعمال کرینگے تو انہوں نے ملائم الفاظ میں انکار کر دیا۔ مسکونہ مکان کو خالی کرنے کی آخری تاریخ سر پر آگئی تو امام صاحب نے کہا کہ یہاں ایک صاحب مسٹر ترمذی ہیں جن کی کچھ جائداد بھی ہے، وہ بہت رحمدل اور مخلص مسلمان ہیں شاید ان سے ملکر ہم اپنی مشکل حل کر سکیں۔ میں یہ مشورہ سنکر بہت خوش ہوا، اور فوراً ان کے مکان کا راستہ لیا۔ اگرچہ ہم بغیر اطلاع گئے تھے تاہم مسز ترمذی صاحبہ نے بہت اخلاق کے ساتھ ہمیں کمرے میں بٹھایا۔ تھوڑی دیر کے بعد مسٹر ترمذی بھی آگئے اور انہوں نے ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ مسٹر ترمذی مرحوم کی یہ عادت تھی کہ وہ ہر مسلمان کو جو ان سے ملنے آتا تھا کھانا کھانے پر مجبور کرتے تھے۔ کیونکہ وہ اسلامی اخلاق کے بہت سخت پابند تھے خیر تھوڑی دیر کے بعد میں نے ملاقات کا مقصد بیان کیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں ان کی ہمدردی

حاصل نہ کرسکا اور مجھے کچھ ناامیدی سی ہونے لگی - مگر انہوں نے کہا کہ ہاں میں مسلم سوسائٹی کی سرگرمیوں سے آگاہ ہوں اور میں خود اس کا کبھی خزانچی تھا - اس کے بعد انہوں نے اس عہدے سے سبکدوشی کی تفصیل بیان کی اور کہا کہ اگرچہ سوسائٹی کے ساتھ سابق تعلقات کچھ خوشگوار ثابت نہ ہوئے تاہم جب آپ لوگ اس سوسائٹی کو چلانے کے لئے اس قدر سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں تو بحیثیت مسلم میں بھی اپنا فرض انجام دونگا - آپ سب معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں - میں کل فون پر آپ کو اطلاع دونگا کہ میں نے اس کے دفتر کے لئے کونسا مکان منتخب کیا ہے - یہ سنکر میں بہت خوش ہوا کہ اللہ نے اپنی مہربانی سے ایک شخص کے دل میں اس قدر محبت پیدا کردی -

میرے اور ترمذی صاحب کے تعلقات کی یہ ابتدا تھی جس نے آگے بڑھ کر گہری دوستی اور محبت کی شکل اختیار کرلی اور آخر کار ہم دونوں میں رنگ مودت و اخوت پیدا ہو گیا - انہوں نے نہ صرف ایک موزوں عمارت، بطور مسجد اور ایک کمرہ بطور دفتر استعمال کرنے کا انتظام کردیا بلکہ جب تک وہ زندہ رہے، مسلم سوسائٹی ہمیشہ ان کی میزبانی اور محبت آمیز سلوک سے فائدہ اٹھاتی رہی - ہمیشہ ہر جمعہ کے دن کمرے میں قالینوں کا فرش اور نماز کے بعد چاء، یہ دونوں چیزیں بلا کسی معاوضہ کے ان کی طرف سے مہیا کی جاتی تھیں -

ایک چھوٹے سے واقعہ سے ان کی ایثار پسندی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے - ایک دفعہ ان کے یہاں پندرہ روزہ جلسہ ہو رہا تھا - اس اثناء میں پولیس کی طرف سے فون آیا کہ آپ کے فلاں مکان میں چوری ہوگئی ہے اور چوروں نے بہت سا نقصان بھی کیا ہے - لہذا آپ جلد از جلد موقعہ واردات پر پہنچ جائیں - اس خبر کو سنکر قدرتی طور پر انہیں تشویش لاحق ہوئی - مگر اس خیال سے کہ کہیں ان کے یکلخت جلسے سے غیر حاضر ہو جانے کی وجہ سے کارروائی میں خلل واقع ہو یا کسی مہمان کو کسی قسم کی تکلیف ہو - وہ برابر جلسے کے انتظام میں مصروف رہے - اور خندہ پیشانی کے ساتھ آنے والوں کا استقبال کرتے رہے - جب جلسہ ختم ہوا تو انہوں نے مجھے اس واقعہ سے مطلع کیا - اور جب تک تمام مہمان رخصت نہ ہو گئے وہ جلسہ گاہ سے رخصت نہ ہوئے -

غیر مسلم اصحاب سے ان کے تعلقات بہت دوستانہ تھے - چنانچہ غیر مسلم مذہبی اداروں کا شاید ہی کوئی مذہبی جلسہ ایسا ہوتا ہوگا جس میں وہ شرکت نہ کرتے ہوں - اور اپنے ساتھ چند

مسلمان دوستوں کو نہ لے جاتے ہوں اور مستزاد یہ کہ داخلہ کا ٹکٹ بھی خود ہی خریدتے تھے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ خود ہمارے جلسہ کے بعد انٹرنیشنل فیلوشپ کے جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ مسٹر ترمذی نے مجھ سے کہا کہ اپنے جلسہ کے اختتام کے بعد فیلوشپ کے جلسہ میں جائینگے۔ میں نے کہا کہ اپنے جلسہ کے انصرام کی وجہ سے کافی تھک چکے ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ معذرت لکھ بھیجیں۔ نیز یہ کہ آپ بھی تھکے ہوئے ہیں۔ لیکن انہوں نے مسکرا کر کہا "اگر تم غیروں کے جلسوں میں نہیں جاؤ گے تو وہ تمہارے جلسوں میں آنا کس طرح پسند کرینگے؟ تمہیں کیا پتہ ہے کہ وہاں ہمیں کوئی ایسا سعید الفطرت انسان ہی مل جائے جسے اسلام سے دلچسپی ہو"۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہم دونوں اس جلسے میں شریک ہوئے۔

چونکہ وہ ہر وقت دوسروں کی امداد کے لئے کمربستہ رہتے تھے اس لئے آئے دن مختلف اداروں سے ان کو عہدے قبول کرنے کی دعوت آتی رہتی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر حتے المقدور سب جماعتوں کی خدمت کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے کبھی شہرت کی آرزو نہیں کی۔ ان کا دل محبت سے لبریز تھا اور وہ ہر شخص کی تکلیف سے متاثر ہو جاتے تھے چنانچہ لندن میں مسلم طلبہ کے لئے ایک قیام گاہ کا انصرام انہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا تاکہ وہ طلبہ جو زیادہ کرایہ نہیں دے سکتے اور پریشان ہیں، آسائش کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور ان کی یہ خواہش بھی تھی کہ مسلم سوسائٹی اس بات کا انتظام کرے کہ حاجتمند مسلمان طلبہ کی رہائش کے علاوہ ان کی خوراک اور لباس کا انتظام بھی کیا جائے اور بوقت ضرورت انہیں طبی امداد بھی مفت دی جائے چونکہ ان کے سینے میں محبت کرنے والا دل تھا۔ اس لئے اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ دنیا میں ان کے دوست تو بہت تھے مگر دشمن کوئی نہ تھا۔

سال گزشتہ جبکہ میں یکلخت بہت شدید علیل ہو گیا تو مسٹر ترمذی نے نہایت تندہی کے ساتھ میری تیمارداری کی اور مجھے ریمز گیٹ سے لندن لائے۔ اور یہ ۱۳۹ میل کا فاصلہ ایمبولینس کار میں طے کیا گیا تھا۔ اور پھر چھ ماہ کی تیمارداری کے بعد وہ مجھے گھر واپس لے گئے۔ لیکن افسوس کہ سال بھر کے بعد جب میں ان کو ایک ایمبولینس کار میں ہسپتال لے گیا تو میں انہیں زندہ اپنے ساتھ واپس نہ لا سکا۔

اگرچہ مسٹر ترمذی فوت ہو چکے ہیں لیکن ان کی زندگی اور اس کا نمونہ یہ دونوں چیزیں آج بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کے حصول کی کوشش میں جان دی جو انہوں نے اپنے سامنے رکھا تھا۔ ۲۶ فروری کو جبکہ وہ مسجد میں، ایک جلسہ کی تقریب میں، انتظام میں مصروف تھے انہیں ۱۰۲ ڈگری بخار تھا۔ اور عدم احتیاط کی وجہ سے یہ انفلوئنزا، مہلک نمونیا کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔

ان کا شب و روز کام میں مصروف رہنا اور نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کرنا اور سب سے بڑھ کر اپنے رفقا کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آنا، یہ سب باتیں اس وقت ہمیں یاد آ رہی ہیں۔ اور ہم اپنے نقصان کی اہمیت کو محسوس کر کے بہت رنجیدہ ہیں اور نہیں جانتے کہ اس کی تلافی کی کیا صورت ہو گی۔ اور یہ نقصان ذاتی بھی ہے۔ اور قومی بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

اس ملک میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں ہمیں ابھی بہت کچھ کام کرنا ہے۔ اور اسلام کے علم کو اس ملک میں بلند کرنے کے سلسلہ میں جس قدر دشواریاں لاحق حال ہوں ہمیں لازم ہے۔ کہ ان کا نہایت مردانگی سے مقابلہ کریں۔ جس کے بغیر کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

مسٹر ترمذی کے المناک سانحہ وفات پر برطانی

مسلمانوں کا جلسۂ تعزیت

بروز شنبہ، ۸ اپریل کو مسٹر ترمذی کی وفات پر، مسلمانوں اور غیر مسلموں کا ایک اجتماع کثیر اس غرض سے منعقد ہوا کہ مرحوم کی وفات پر اظہار ملال کیا جائے۔ جو ووکنگ مسلم مشن کے ٹرسٹی اور مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹین کے آنریری خزانچی تھے۔

مسٹر اسمٰعیل ڈی یارک مسلم سوسائٹی کے صدر، اس جلسہ کے صدر تھے۔ سب سے پہلے امام صاحب مسجد ووکنگ نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے ان الفاظ کے ساتھ جلسہ کا افتتاح کیا:۔

"آج ہم لوگ اس جلسہ میں ایک رنجدہ تقریب کی بنا پر جمع ہوئے ہیں یعنی ہم اپنے مرحوم بھائی مسٹر ترمذی کی وفات پر اپنے قلبی ملال کا اظہار کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اور ان کے علاوہ سر ارچیبالڈ ہملٹن اور مرحوم شاہ عراق کی وفات پر بھی ہمیں اظہار تعزیت مقصود ہے۔ مسٹر ترمذی کی ذاتی خوبیوں سے ہر شخص واقف ہے۔ ان میں اس قدر رحمدلی اور مہربانی کا مادہ موجود تھا کہ بعض اوقات اپنی ان عادتوں کی وجہ سے ان کو تکلیف اٹھانی پڑتی تھی۔ اس کے باوجود وہ کبھی اپنی نکوکاری کو مشتہر کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور نہ کسی سے معاوضہ کے طالب ہوتے تھے، اور وہ کسی ایسے کام سے دریغ نہیں کرتے تھے جس کی بدولت قوم کو فائدہ پہنچنے کی توقع ہوتی۔ اور وہ خود ہمیشہ گمنامی کو اپنے لئے پسند کرتے تھے۔ مسلم سوسائٹی کی سود و بہبود ان کا مقصد حیات تھا اور انتہائی دشواریوں کے باوجود وہ اس کی خدمت میں سرگرم رہتے تھے۔ نیز ان کا استقلال ہمارے لئے بہت سبق آموز تھا۔

سر آرچیبالڈ ہملٹن مرحوم اس وضع کے مسلمان بزرگ تھے کہ ہم برطانوی مسلمان ان کی ذات پر بجا طور سے فخر کر سکتے تھے۔ ان کی وفات سے قوم ایک عالم شخصیت اور سچے مسلمان کی خدمات کی تقویت سے محروم ہو گئی ہے۔ شاہ عراق مرحوم، ایک جوان سال اور روشن دماغ مسلمان

حکمران تھے، ان کی وفات بلاشبہ ایک قومی سانحہ ہے - وہ حکمران ہونے کے باوجود، دنیائے اسلام کے مفاد کے لئے ہر وقت سینہ سپر رہتے تھے - اور ان کے دل میں ملت اسلامیہ کا سچا درد تھا -

اس کے بعد ڈاکٹر گاما رکن انڈین سوشل کلب لندن نے کلب کے افراد کی طرف سے مسٹر ترمذی کی وفات پر نہایت زوردار الفاظ میں تعزیت پیش کی - اور کہا کہ اگرچہ میں انہیں صرف دو سال سے جانتا تھا - لیکن میں بالیقین کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم کے اندر دوستی اور رفاقت کا مادہ بڑی نمایاں حیثیت رکھتا تھا، اور وہ دوستوں کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کر سکتے تھے - ہر ایک قومی کام میں وہ دل کھول کر امداد کرتے تھے - اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی ان کا شعار تھا -

ان کے بعد مسٹر کماریا رکن انڈین سوراج لیگ نے تقریر کی اور کہا کہ میں مسٹر ترمذی کو گزشتہ دس سال سے جانتا تھا - مرحوم کے تعلقات کا دائرہ صرف مسلمانوں ہی تک محدود نہ تھا - بلکہ غیر مسلم اداروں کے ساتھ بھی وہ عملی ہمدردی کا ثبوت دیتے تھے - لیگ کے ہر اجلاس میں مرحوم بذات خود شریک ہوتے تھے اور کارکنوں کے ساتھ اشتراک عمل کرتے تھے - وہ ہمیشہ اپنے وعدوں کو پورا کرتے تھے اور کبھی کسی شخص کی توہین نہیں کرتے تھے - ان کی وفات سے صرف مسلمانوں ہی کو نقصان نہیں پہنچا بلکہ تمام ہندوستانی باشندے اس کو ایک زبردست نقصان تصور کرتے ہیں -

مسٹر ہارون الرشید نے ایک مختصر تقریر کے بعد جس میں انہوں نے مرحوم کی خدمات کا اعتراف کیا، حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا :-

"ارکان مسلم سوسائٹی، مسٹر ترمذی کی غیر متوقع اور قبل از وقت وفات پر اپنے دلی رنج اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں - اور ان کی خدمات، ایثار کی روح، اور جذبۂ خدمت خلق کا دل سے اعتراف کرتے ہیں - خصوصاً اسلام کے لئے انہوں نے نہایت شاندار خدمات انجام دیں - اور اس لئے ان کی وفات سے برطانی مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے - اور سوسائٹی ایک پرانے خادم کی خدمات سے محروم ہو گئی ہے - علی الخصوص ایسے وقت میں جبکہ اسے ان کی اشد ضرورت تھی - اللہ تعالیٰ ان کی روح کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے - اور یہ جلسہ مرحوم کے اعزہ کے ساتھ اپنی قلبی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے "

نیز قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل بیگم ترمذی صاحبہ کی خدمت میں بھی روانہ کی جائے۔
شیخ سر عبدالقادر صاحب نے ریزولیوشن کی تائید کی اور فرمایا کہ مسٹر ترمذی کو سوسائٹی کے تمام ارکان ان کی خوش خلقی اور جذبۂ خدمت کی بنا پر بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور میں ذاتی طور پر جس بات سے متاثر ہوں وہ یہ کہ جب کبھی سوسائٹی کا کوئی جلسہ منعقد ہوتا تھا تو مسٹر ترمذی کے علاوہ ان کے خاندان کے افراد بھی جلسہ کے انصرام میں تندہی کے ساتھ حصہ لیتے تھے۔ ان کی وفات سے سوسائٹی ایک پرجوش کارکن اور سچے ہمدرد کی خدمات سے محروم ہو گئی ہے۔
اس ریزولیوشن کی تائید حاضرین جلسہ نے متفقہ طور پر کی۔
اس کے بعد صاحب صدر نے مسٹر عبداللہ یوسف علی صاحب سے درخواست کی کہ وہ سر آرچیبالڈ ہملٹن کی وفات پر ایک تعزیتی ریزولیوشن پیش کریں۔ چنانچہ اس ضمن میں مسٹر موصوف نے مرحوم کے ساتھ اپنے ذاتی تعلقات کا ذکر کیا۔ اور ان کے خاندان کے حالات بیان کئے۔ نیز شاہی خاندان سے ان کی قرابت کا بھی تذکرہ کیا۔ اور مرحوم کی صفات عالیہ اور جذبۂ اسلامی کا ذکر کرنے کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا:۔
" لندن کے مسلمانوں کا یہ جلسہ جو مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقد ہوا، سر آرچیبالڈ ہملٹن مرحوم کی المناک وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو ایک زبردست قومی سانحہ تصور کرتا ہے۔ جس کی بنا پر مسلم سوسائٹی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اور تمام حاضرین مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ نیز قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل لیڈی ہملٹن کی خدمت میں ارسال کی جائے۔"
امام صاحب مسجد ووکنگ نے اس ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ مجھے مرحوم کی خدمت میں ذاتی طور پر نیاز کا شرف حاصل تھا۔ اور میں ان کی اخلاقی خوبیوں کا تہِ دل سے اعتراف کرتا ہوں۔ مرحوم کو مذہب اسلام سے بے حد محبت تھی۔ اور ان کی اسلام دوستی کی بدولت اس ملک میں اسلام کے لئے ایک نئے اور خوش آئند دور کا آغاز ہوا۔
آخر میں شاہ غازی مرحوم والی عراق کی وفات پر خود صاحب صدر نے حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا:۔

"مسلم سوسائٹی لنڈن نے، ہز میجسٹی شاہ غازی والی عراق کی وفات حسرت آیات کی خبر کو دلی قلق کے ساتھ سُنا - اور سوسائٹی ان کی وفات کو عالم اسلام کے لئے ایک زبردست نقصان تصور کرتی ہے - نیز یہ سوسائٹی ہز میجسٹی ملکہ محترمہ عراق کی خدمت میں پیام تعزیت ارسال کرتی ہے - اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالےٰ شاہ فیصل ثانی والی عراق کو طویل عمر عطا فرمائے - اور وہ شان و شوکت کے ساتھ مدتوں تک فرمانروائی کر سکیں -

اس کے بعد صاحب صدر نے امام صاحب مسجد ووکنگ سے درخواست کی، کہ مرحوم کے حق میں دعا کریں - چنانچہ باقاعدہ فاتحہ خوانی کی رسم ادا کی گئی - اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا -

---

کیا اسلامی اصول دیگر مذاہب سے ماخوذ ہیں؟

(از خان بہادر الحاج بی ایم کے لودی صاحب)

(مسلسل)

حصّہ سوم

مماثلت کا اصلی سبب، اخذ نہیں بلکہ الہام ربانی ہے

اس مضمون کے حصہ دوم میں (ملاحظہ ہو جلد ۲۵ نمبر ۔) میں نے بعض ان عقائد کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جو مختلف مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ جن میں اسلام بھی شامل ہے۔ ان عقائد میں باہمدگر، بلحاظ تصورات، مماثلت پائی جاتی ہے۔ اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اصولوں کی بنیاد مشترک ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو پھر اس سوال کا جواب کیا ہوگا کہ جب دنیا کے مختلف انبیاء اور معلمین کے مابین کوئی خارجی تعلق ثابت نہیں ہوتا تو پھر اس اشتراک کا سبب کیا ہے؟ (ملاحظہ ہو جلد ۲۵-۲۴ نمبر ۷-۸) یہ ایک عجیب حقیقت ہے۔ اور ایسی کہ ہر ایک محقق ادیان، اس کی خوبی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے، اگر آپ تحمل کے ساتھ اس موضوع کا مطالعہ کریں اور اس کے منطقی نتیجہ پر پہنچیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ اشتراک باطنی ہے اور صرف ایک ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کیا ہے؟

قوانین فطرت بڑی حد تک ہمارے مطالعہ میں معاون ہو سکتے ہیں۔ آپ ایک طبیعی منظر کی طرف غور کریں۔ ایک ہی چہرہ متعدد آئینوں میں نظر آسکتا ہے۔ اور ایک ہی آفتاب ہے جو مختلف کھڑکیوں میں سے نظر آتا ہے۔ اور ہزاروں آنکھوں میں اس کا عکس بیک وقت منعکس ہوتا ہے۔ مظاہر دماغی بھی اسی طرح کے ہیں۔ اگرچہ ماہرین نفسیات کی تحقیقات ہنوز مکمل نہیں ہوئی ہے۔ اور ان کے نتائج ہنوز ناقص ہیں۔ تاہم اس امر میں وہ متفق ہیں کہ خیالات دماغ انسانی میں مشترکہ ہیں اور ایک ہی حالات میں دنیا کے مختلف دماغ مختلف مقامات میں ایک ہی انداز میں کام کرتے ہیں۔ اور جب سبب مشابہ ہو تو نتائج اور بھی زیادہ معین ہوتے ہیں۔ اور پیروانِ

تھیاسوفی کی اصطلاح میں یہ مشترک سبب اور الخصوص حالات، ایک "اعلیٰ دماغ" کے علاوہ اور کچھ نہیں جو دنیا میں اگر مادہ کو منور کرتا ہے۔ یعنے وہ آسمانی بادشاہت سے زمین پر نازل ہوتا ہے۔ لیکن کوئی شخص اس کا مدعی نہیں ہوسکتا کہ یہ "اعلیٰ دماغ" میرا اجارہ ہے۔ اور نہ کوئی مذہب نہ نسل ایسا دعوےٰ کرسکتی ہے۔ اور نہ وہ چیزیں جو کہ اس غیر محدود، کامل، اور "اعلیٰ دماغ" سے حاصل ہوتی ہیں، انسانی دماغ کے اختلاف سے کم یا زیادہ یا ناقص ہوسکتی ہیں بشرطیکہ وہ انہیں صحیح طور پر سمجھ سکیں۔ انسانی دماغ، معجزے دکھا سکتے ہیں۔ قرآن مجید نے بار بار اس حقیقت پر زور دیا ہے کہ انسان کا دماغ اعلیٰ ترین صفات کا حامل ہے اور بلند پروازی یا افتادگی دونوں اس کے حیطۂ اقتدار میں ہیں۔ اور دماغ کی وہ طاقت اس کے اندر مخفی ہے جسکے وجود سے وہ ہرگز آگاہ نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی ممکنات ابھی تک مغربی ماہرین علم النفس کو پورے طور پر معلوم نہیں ہوسکی ہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ جبکہ الہامی مذاہب کی تعلیمات اور عقائد، اصول کے لحاظ سے مطابقت رکھتے ہیں کیونکہ ان کا منبع ایک ہی ہے۔ یعنی ذات الٰہی۔ ان میں مختلف اقوام اور زمانوں کے لحاظ سے اختلاف بھی پایا جاتا ہے جن کی ہدایت کے لئے وہ نازل ہوتے ہیں۔ اور تفسیری اختلافات ارواح ملہم میں یقیناً ظاہری ہونگے نہ کہ حقیقی، اور سطحی ہونگے نہ کہ عمیق، تمدنی ہونگے نہ کہ روحانی۔

یہ تو ایک ہی مہربان مشیت اور مقصد ہے جو انسانی بہبود کے لئے کام کر رہا ہے، اور دنیا کے مختلف انبیاء، صلحین اور حکما میں اس کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔

یہ یقینی ہے کہ مختلف انبیاء کے یکساں اقوال کی تہہ میں ایک مشترک سبب پایا جاتا ہے۔ اور وہ مشترک سبب ان اقوال کا یہ ہے کہ ان کا ماخذ واحد ہے۔ اور وہ ماخذ ذات الٰہی ہے۔ اور یہ بات کہ آنحضرت صلعم کی بعض تعلیمات انبیائے ماسبق کی تعلیمات کے مطابق ہیں، اس بات کا ثبوت ہے کہ آنحضرت صلعم بھی خدا کے الہام یافتہ بندوں میں سے ہیں۔ یعنے آپؐ کو جو الہام نصیب ہوا وہ اسی خدا کی طرف سے ہوتا تھا جسکی طرف سے آپؐ کے پیشرووں کو ہوتا تھا۔

آنحضرت صلعم اور آپؐ کے پیشرووں کی تعلیمات میں مماثلت کے علاوہ جن کا ماخذ واحد الہام ربانی ہے نہ کہ سرقہ، بعض اور بھی نمایاں خصائص ہیں۔ جو داخلی شہادت کا کام دیتے ہیں۔ اور

ان تعلیمات کے الہامی اور ربانی ہونے پر شاہد ہیں۔ مثلاً ان حقائق حکمیہ کا جواز کیا ہے جو قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مذکور ہیں۔ وہ حقائق جو ہیئت اور علم الحیات، عضویات اور کیمیا۔ طبیعات اور نفسیات میں مخفی طور پر موجود تھے۔ یہاں تک کہ انہیں حکمیہ طریقوں پر دریافت کیا گیا اور مدونہ طریقوں پر قائم کیا گیا۔ یہ وہ صداقتیں ہیں جن سے یورپ مدتوں تک لاعلم رہا، اور یا روگرداں، ان میں سے چند یہ ہیں :-

(۱) پانی اولین عنصر ہے۔ اور تخلیقی قوت کا پہلا فعل اور تمام زندگی کا منبع۔

(۲) ہر مخلوق میں حتےٰ کہ غیر عضوی میں بھی زندگی پائی جاتی ہے۔ اور وہ زندگی ایزدی ہے۔ اور ہر ذی روح کی ذات میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے خالق کا تصور کرے۔ اور اس کی پرستش کرے۔

(۳) مختلف ارتقائی منازل جو بچہ، رحم مادر میں طے کرتا ہے، اور مختلف منازل نشوونما کی، جنیں ہو کر، انسان اپنی موجودہ طبعی حالت کو پہنچا ہے۔

(۴) موجودہ حکما کی رائے ہے کہ، یہ کائنات، کون و فساد کا ایک عظیم الشان کارخانہ ہے۔ اور اس نظریہ کو قرآن مجید نے آج سے ۱۳۵۰ برس پہلے بایں الفاظ پیش کیا تھا :-
"کل یوم ھو فی شان" اور یہ وہ نظریہ ہے جس پر فرنچ فلاسفر برگساں نے اپنی کتاب "ارتقائے تخلیقی" میں مختلف زوایائے نگاہ سے بحث کی ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ تغیر کی طرف اس رجحان کا سبب یہ ہے کہ "حیات میں ذاتی طور پر ایک تحریک ہے کہ وہ اجرام کی ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کی بنا پر نسلوں کے مابین وقفہ پورا ہوتا رہتا ہے"۔ اور قرآن بھی یہی کہتا ہے۔

(۵) ہر چیز جوڑہ جوڑہ پیدا ہوئی ہے۔

(۶) لوگ کہتے ہیں کہ کائنات کا آغاز، ایک گیس سے ہوا۔ اور اس گیس سے نبولا بنا اور ان کی بدولت بے شمار ستارے اور آفتاب بنے۔ اور نظام شمسی کے سیارے سورج سے بنے، اور یہ اس کے حصے ہیں، جو دوسرے سورج کی نزدیکی کی وجہ سے پہلے سورج سے جدا ہوئے۔ اور یہ کہ تمام کائنات بہت تیزی کے ساتھ گردش کر رہی ہے۔

اور ستاروں کے مجموعوں میں بھی حرکت کا عمل جاری ہے۔ اب اکتشافات حکمیہ کو مدنظر رکھ کر قرآن (۲۱: ۳۰ تا ۳۳) کا مطالعہ کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ قرآن مجید نے آج سے ۱۳۵۰ برس پہلے ہیئت جدیدہ کے حقائق کا اعلان کر دیا تھا۔

(۷) ہیئت جدیدہ کے اور بہت سے اکتشافات مثلاً سورج کا آسمان میں راستہ جو کہ زمین پر اس بیضوی دائرہ سے ظاہر ہے جو خطوط سرطان وجدی کے مابین واقع ہے یا سورج کا فضا میں گردش کرنا، یا ایک وقت جبکہ وہ بے نور ہو جائے گا۔ یا اجرام فلکی مقررہ راہوں پر گردش کرتے ہیں۔ اور ہر ایک راستہ دساحل رقیق مادہ ہے جس میں اجرام تیرتے ہیں۔ اور قرآن میں افلاک کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ مختلف سیاروں کے راستوں سے معمور ہیں۔ اور اس بات کی صداقت انکشافات مابعد کی بنا پر ہوتی ہے۔ کہ ہر ستارہ مرکز ہے جس کے گرد سیارے گردش کرتے ہیں۔ چاند اپنی روشنی سورج سے مستعار لیتا ہے اور اسی کے گرد گھومتا ہے۔

(۸) موجودہ سائنسدانوں کا یہ کہنا کہ سیاروں میں آبادی ہے مثلاً مریخ میں۔ اور ان مختلف آبادیوں کے باہم ملنے کا بھی امکان ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی ان باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (۴۲: ۲۹)

(۹) جب قرآن مجید لاتعد، مشارق و مغارب کا ذکر کرتا ہے تو زمین کے مدور ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(۱۰) اشجار اور ستاروں کے سجدہ کی طرف جو اشارات کئے گئے ہیں مثلاً (۵۵: ۶) اس سے مراد گردش زمین و ستارگان ہے۔

یہ وہ نظریئے ہیں جن سے اسلام سے قبل کوئی بھی واقف نہ تھا۔ اب ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ حقائق جو ساتویں صدی میں یورپ کو بھی معلوم نہ تھے، ایک امی ملک عرب کو بغیر الہام ربانی معلوم ہو سکتے تھے؟ اس کا فیصلہ اس مضمون کے پڑھنے والوں کے ہاتھ میں ہے۔

علاوہ بریں قرآن مجید میں بعض نمایاں پیشگوئیاں ہیں اور ان کی نوعیت ایسی ہے کہ وہ صرف ان لوگوں کی طرف سے شائع ہو سکتی تھیں جن کو دنیا انبیاء کے نام سے پکارتی ہے۔ مثلاً ۳۰: ۲-۴ رومیوں کی ابتدائی شکست اور فتح مابعد کی پیشگوئی موجود ہے۔ اور دوسری پیشگوئی اسی سورت کی

چوتھی آیت میں موجود ہے کہ انجام کار مکہ کے کفار مغلوب ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں بعض اور بھی ہیں (مثلاً ۲۸-۸۵ اور ۱۱۰-۱ تا ۳) یہ سب پیشگوئیاں انجام کار پوری ہوگئیں۔ اور اس حقیقت کی تردید مغربی مفسرین میں سے بھی کوئی نہیں کرسکا ہے۔ اور ان پیشگوئیوں اور ان میں جو انجیل نویسوں نے جناب مسیحؑ کی طرف منسوب کی ہیں۔ جن میں سے کوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ چنانچہ ان میں سے بہت مشہور پیشگوئی وہ تھی جو متی ۴: ۱۷ میں مرقوم ہے۔ بایں الفاظ "آسمان کی بادشاہت قریب آگئی ہے"۔ مگر افسوس کہ ہنوز نہیں آئی۔

پس جو نتیجہ لامحالہ نکل سکتا ہے وہ یہ ہے، اور اسی پر علی گڑھ کے مشہور سر سید پہنچے۔ کہ ان مختلف مذاہب میں جو مشابہت پائی جاتی ہے وہ ان کے مشترک فی الاصل اور الہامی ہونے کا پختہ ترین ثبوت ہے۔ اور جے پی براؤن نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے اسلام کے متعلق جو کچھ فرمایا، یا تلقین کیا، وہ بلاشبہ الہام کے ماتحت کیا۔ بہرحال آپؐ اسے الہام ربانی یقین فرماتے تھے۔ وہ ایسا یقین کیوں کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ اپنے امی ہونے سے آگاہ تھے۔ اور خوب جانتے تھے کہ میں ایسی کتاب از خود مرتب نہیں کرسکتا۔ اور وہ اس کتاب کے حصوں کو اسی وقت دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے جبکہ ان پر فیضان الٰہی ہوتا تھا۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر الہام ربانی کے علاوہ قرآن کا ماخذ اور کیا ہو سکتا ہے؟

اسلام، امن کا پیغام

(از مسٹر سی اے سورما)

(متسلسل)

(سلسلے کے لئے ——————— ملاحظہ ہو جلد ۲۵)

باب یازدہم

نظام عقائد اسلامیہ

اب میں اسلام کے سات بنیادی اصولوں کو با ترتیب بیان کرتا ہوں۔

(الف) ایک خدا پر ایمان لانا، جو قادر مطلق، ہمہ داں، اور ہمہ بیں ہے۔

(ب) ملائکہ پر ایمان۔

(ج) اللہ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان۔

(د) اللہ کے فرستادہ جملہ انبیا پر ایمان۔

(ہ) آخرت پر ایمان۔

(و) قدر خیر و شر پر ایمان۔

(ز) بعث بعد الموت پر ایمان۔

(الف) خدائے واحد پر ایمان

اسلام توحید الٰہی پر خاص زور دیتا ہے، قرآن مجید کی ہر سورت میں توحید کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اللہ ایک ہے کوئی ہستی اس کی مثل نہیں ہے اور نہ کوئی اس کی شریک ہے۔ قرآن مجید نہایت سلیس اور واضح طور پر فرماتا ہے "تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ وہ ہے جسکے سب محتاج ہیں۔ نہ وہ کسی کا والد ہے اور نہ کسی کا مولود، اور نہ کوئی اس کی نظیر ہے"۔ نیز فرمایا "اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، اسی طرح ملائکہ اور راسخون فی العلم بھی جو باعث قیام عدل ہیں، گواہی دیتے ہیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

وہ قدرت اور حکمت والا ہے۔" (۳ : ۱۷) نیز فرمایا۔ "ہم نے تجھ سے پہلے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس کو یہ تعلیم نہ دی ہو کہ مجھ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ پس میری اطاعت کرو۔" (۲۱ : ۲۵)

ان آیات سے ثابت ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جسکے سامنے ہم اپنا سر جھکا سکتے ہیں۔ توحید الٰہی کے عقیدہ نے نہ صرف ہمیشہ کے لئے مختلف دیوی دیوتاؤں کی اہمیت، پرستش اور عبادت کو مٹا دیا، جن کی پرستش نہ صرف عرب میں ہوتی تھی، بلکہ تقریباً تمام دنیا میں۔ بلکہ اس بلند تصور نے اس اصول کو قائم کیا کہ تمام کائنات واحد ہے۔ لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسانیت بھی واحد ہے۔ اگرچہ بظاہر اختلافات بھی پائے جاتے ہیں مثلاً ذات، رنگ اور مذہب۔

دنیا کی تاریخ میں اسلام پہلا مذہب ہے جس نے توحید کے تصور کو کامیابی کے ساتھ قائم رکھا ہے۔ مندرجہ بالا آیات میں سے آخری آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ہر نبی نے انسانوں کو توحید پر قائم ہونے کی تلقین کی۔ لیکن انسان نے، اپنی حماقت، کمزوری، اور خود پسندی کی وجہ سے، اس بلند تصور کو فراموش کر دیا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر ظلم یہ کیا کہ غیر اللہ کو اس کا شریک بنا دیا۔ پس اللہ نے اپنی مہربانی سے انبیاء نازل فرمائے۔ اور خصوصاً نبی آخر الزمان صلعم جنھوں نے بنی آدم کو دوبارہ صداقت کا راستہ دکھایا۔ توحید الٰہی پر ضخیم مجلدات لکھی جا سکتی ہیں۔ تاہم جو کچھ اوپر لکھا گیا وہ اسلام کے اس بنیادی اصول کی وضاحت کے لئے بہت کافی ہے۔ اب دوسرے اصول کو ملاحظہ کیجئے۔

(ب) ایمان بالملائکہ

یہودیت اور مسیحیت کی طرح اسلام بھی ملائکہ کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔ اور قرآن پاک میں ملائکہ کے متعلق بہت سے اشارات موجود ہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند آیات درج کرتا ہوں تاکہ مسلمانوں کے اندر ایمان بالملائکہ کا عقیدہ پختہ ہو جائے۔

(۱) جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر صحیح راستہ پر چلتے رہتے ہیں تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے کہ خوف نہ کرو اور رنجیدہ مت ہو۔ اور اس باغ کی خوشخبری سنو

جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ۴۱/۳۰

(۲) قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے گمراہ لوگوں کے لئے دعا بھی کرتے ہیں اور خدا سے التجا کرتے ہیں کہ ان کے قصوروں کو معاف کردے۔ ملاحظہ ہوں آیات حسب ذیل:۔

"جو ذو قوت ہیں یعنی فرشتے اور جو اس کے گرد ہیں، اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور مومنوں کی حفاظت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اے خدا تو تمام اشیأ پر محیط ہے۔ اپنے علم اور رحم کے لحاظ سے، پس ان لوگوں کی حفاظت کر جو توبہ کریں اور تیری راہ پر چلیں اور انہیں عذاب نار سے محفوظ رکھ"

"اے ہمارے خدا، انہیں خلد کے باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے وعدہ کیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ اور اپنی بیوی بچوں کے ساتھ بے شک تو طاقت اور قدرت والا ہے۔ ۴۰/۸۰۷

(ج و د) ایمان بالکتب و ایمان بالرسل

اسلام دوسرے مذاہب کے برخلاف اپنے پیرؤوں کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ ان تمام کتابوں پر ایمان رکھیں جو اللہ نے نازل فرمائیں۔ توریت، زبور، انجیل سب آسمانی کتابیں ہیں اور اس لئے لائق تسلیم۔ لیکن یہ کتابیں یا تو ناپید ہو چکی ہیں یا محرف۔ یعنے ان میں اصلی پاکیزگی باقی نہیں رہی ہے۔ اس پر بہت سے تغیرات وارد ہو چکے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا جس نے سابقہ کتب کو مستحکم کر دیا۔ اور یہ کتاب اللہ کا آخری پیغام بھی ہے۔ گویا قرآن کا نزول ایسا ہے جیسے پارلیمان یہ قانون پاس کردے کہ تمام سابقہ قوانین منسوخ کئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں وہ تمام صداقتیں موجود ہیں جو سابقہ کتب میں پائی جاتی تھیں۔ اور یہ بات کہ یہ کتاب انسانی دستبرد سے پاک ہے، اس طرح ثابت ہے کہ ۱۳۵۰ سال سے اس میں ایک شوشہ کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی ہے۔ اور یہ بات دنیا کی اور کسی کتاب کے متعلق نہیں کہی جا سکتی۔

ہر آسمانی کتاب کسی ایک خاص رسول پر نازل ہوئی۔ جو ایسے ملک میں مبعوث ہوا جہاں اصلاح کی سخت ضرورت تھی۔ پس آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلعم تک کئی سو نبی اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ ان میں سے نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ اسحٰقؑ۔ یشیعاہؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ اور

آنحضرتؐ بہت مشہور ہیں۔ آنحضرت آخرالانبیاء ہیں۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں آیا کہ انبیائے سابقین کی شرائع کو فنا کروں۔ بلکہ میں ان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ درحقیقت یہ تو اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے کہ ہر نبی کی تعلیم یکساں تھی۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق بنی آدم کو صداقت اور نیکی کی راہوں پر چلنے کا حکم دیا۔ آنحضرتؐ نے اعلان فرمایا کہ میں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہوں۔ اور حضرت عیسےٰؑ میرے چچیرے بھائی تھے۔ ایک دفعہ آپؐ سے کسی نے پوچھا کہ آپؐ کس سے مشابہ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسےٰؑ سے

حضرات عیسےٰؑ و موسےٰؑ میں آنحضرت صلعم کی بہت سی صفات موجود تھیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں بہت سی آیات اس مطلب پر شاہد ہیں کہ ہر نبی کی تعلیم یکساں تھی۔ مثالاً چند تعلیمات درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

(۱) تمہارے لئے اس نے دین کی وہی باتیں مقرر کی ہیں جو حضرت نوحؑ کو وصیت کی تھیں۔ اور جس کی بابت ہم نے تمہاری طرف وحی کی ہے۔ اور جس کی بابت ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسےٰؑ کو وصیت کی تھی کہ دین کو قائم رکھو اور اس کے بارے میں فرقے فرقے نہ بن جاؤ۔ مشرکوں پر وہ امر جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو، بہت گراں گزرا۔ اللہ اس امر کے لئے جس کو چاہتا ہے منتخب فرما لیتا ہے، اور توفیق ہدایت اسی کو عطا کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے (۴۲: ۱۳)

(۲) اور جو شخص ایمان لاتا ہے اس پر جو تم پر نازل کیا گیا۔ اور اس پر جو تم سے پہلے نازل کیا گیا اور جو لوگ آخرت پر بھی ایمان لاتے ہیں وہی مومن ہیں) (۲: ۴)

(۳) اور ہر قوم میں اللہ کا رسول مبعوث ہوا۔ پس جب ان کے رسول آئے تو معاملہ ان کے مابین عدل و انصاف کے ساتھ فیصل کر دیا گیا۔ اور ان کے ساتھ کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۰: ۴۷)

(۴) اور بلاشبہ ہم نے ہر قوم میں ایک نبی مبعوث کیا۔ جس نے تعلیم دی کہ اللہ کی اطاعت کرو اور طاغوت سے بچو۔ پس ان میں سے بعض ایسے تھے جن کو اللہ نے ہدایت دی۔ اور بعض ایسے تھے جن پر ان کی گمراہی متحقق ہو گئی۔ پس تم زمین میں چلو پھرو اور غور سے دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا (۱۶: ۳۶)

(۵) اور ہم نے تم سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا، مگر وہ انسان ہی تھے جن کو کتابیں اور معجزات

دیئے گئے۔ پس ان سے کہہ دو کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہل الذکر سے پوچھ لو۔ (۱۶: ۴۳)
(۶) اور ہم نے رسول کو مبعوث کیا، روشن دلائل اور کتابوں کے ساتھ اور ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن نازل کیا۔ تاکہ جو کچھ تم پر نازل ہوا اسے تم لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کر دو۔ شاید وہ غور کریں۔ (۱۶: ۴۴)

(۷) ایمان بالآخرت

اسلام نے مادہ پرستی کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس حقیقت کا اعلان فرمایا کہ موت یا تربت، زندگی کا خاتمہ نہیں ہے۔ روح بہت قیمتی اور دیرپا چیز ہے۔ اور اس لئے اخروی زندگی بہت زیادہ محبوب ہے بہ نسبت دنیاوی زندگی کے۔

آخرت کے متعلق قرآن مجید (۳: ۱۳۲) میں فرماتا ہے:۔ "اور اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے میں جلدی کرو۔ اور اس باغ کے حصول کی کوشش کرو جسکی زمین و آسمان کی برابر ہے۔ اور یہ باغ ان لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو متقی ہیں۔"

اس جگہ میں مرحوم خواجہ کمال الدین کی کتاب مشہور نبیؐ کامل صفحہ ۵ سے حسب ذیل اقتباس پیش کرتا ہوں:۔

آنحضرتؐ کی تعلیمات کے مطابق بہشت اور دوزخ ہمارے ارتقائی سفر کی مختلف منازل ہیں جبکہ ہم مرنے کے بعد دوسری اقلیم میں داخل ہونگے۔ ہماری مادی طبیعت ہمیں دنیا سے وابستہ کرتی ہے۔ لیکن جب ہمارا شعور کافی ترقی کر چکے گا، تو پھر وہ نوری ہو جائے گا۔ اور اس کی بدولت ہم کائنات کے مختلف راستوں سے گزر جائینگے۔ یہ ہے ایک مسلمان کا تخیل بہشت کے متعلق۔ اور اسلامی دوزخ اس کے بالکل برعکس ہے۔ بہشت کا مطلب ہے ہماری صلاحیتوں کا بروئے کار آجانا۔ اور دوزخ کا مطلب ہے ان کا ناکارہ ہو جانا۔"

چنانچہ قرآن مجید نے فرمایا "بلاشبہ وہ فلاح پائے گا جو اپنی روح کا تزکیہ کرلے۔ اور جو اسے ناکارہ کرلے وہ ناکام ہوگا۔" (۹۱: ۹ و ۱۰) میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اس اعتراض کا شافی جواب ہے جو اسلام پر جنت و دوزخ کے بارہ میں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے حقیقی معنے اس آیت نے واضح کر دیئے۔

(۹) ایمان بالقدر خیر و شر

اسلام کی تعلیم یہ ہے "جیسی کرنی ویسی بھرنی" اور یہی بات دیگر مذاہب بھی کہتے ہیں۔ جو شخص نیکی کرتا ہے اور پاکیزہ زندگی بسر کرتا ہے اسے اجر عظیم ملے گا۔ اور جو شخص قوانین کی خلاف ورزی کرے گا اسے سزا ملے گی۔ بلاشبہ جزا و سزا کے اس اصول سے کوئی مذہب بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام اس پر کافی زور دیتا ہے۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر شے کا ایک اندازہ منجانب اللہ معین ہے اور ہر شے کا ایک موقع اور محل ہے۔ اگر ہم حدود مقررہ سے تجاوز کریں یا اشیاء کا ان کی فطرت کے خلاف استعمال کریں تو یہ گویا نیکی کو بدی میں تبدیل کرنا ہے۔

مثلاً زہر اور افیون، کو اگر انہی مواقع پر استعمال کیا جائے، جن کے لئے خدا نے انہیں بنایا تو یہ موجب برکت ہوں گے۔ لیکن اگر ان کو انسانی خوراک بنا لیا جائے تو باعث ہلاکت ہو جائیں گے۔ بلکہ خدا کی بہترین نعمت بھی اگر اندازہ سے زیادہ استعمال کی جائے تو لعنت بن جاتی ہے۔ (نبی کامل صفحہ ۱۲۵)

قرآن مجید فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو انسان کے فائدہ کے لئے بنایا ہے۔ "کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے ہر چیز کو جو زمین اور آسمان میں ہے، انسان کا خادم بنایا ہے۔ اور جہاز بھی اسی کے حکم سے سمندر میں چلتے ہیں ......" (۲۲: ۶۵)

(۱۰) بعث بعد الموت

قرآن مجید بھی دیگر کتب سماوی کی طرح مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کا ذکر کرتا ہے۔ ذیل میں چند آیات درج کی جاتی ہیں:۔

(۱) تب، قیامت کے دن تم یقیناً دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے

(۲) تب اس کے بعد تم یقیناً مر جاؤ گے۔ (۲۳: ۱۵، ۱۶)

(۳) اور ہم نے ہر آدمی کے اعمال اسکی گردن سے وابستہ کر رکھے ہیں اور قیامت کے دن اسکے سامنے ایک کتاب رکھدی جائے گی کہ اسے پڑھ لے، جو اسکے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ کھلی ہوگی۔

(۴) اپنی کتاب پڑھ۔ آج کے دن تمہاری اپنی ذات، تمہارے خلاف گواہی دینے کے لئے کافی ہے (۱۷: ۱۴، ۱۵)

الجیریا کے علمار

(از مسٹر فضل کریم سانڈرس)

اگر کوئی شخص شمالی افریقہ کے سو غیر مسلم باشندوں سے یہ سوال کرے کہ علمار کا مطلب کیا ہے؟ تو شاید تین آدمی تو یہ جواب دیں کہ یہ لفظ عالم کی جمع ہے۔ یعنے دانا، یا دانشمند یا حکیم۔ اور الجیریا کے علما سے مراد ہے، اس ملک کے علمار کی جماعت۔ بقیہ ستانوے افراد، اس کے معنے مختلف بیان کرینگے۔ مثلاً ایک سیاسی جماعت یا مذہبی برادری۔ یا چند متعصب مرابطہ کا اجتماع۔ یا ایک عالمگیر اسلامی سوسائٹی جس کا رجحان طبع، فرنچ حکومت کے خلاف ہے۔ یعنے افریقہ میں عرب قومیت کا پروپگنڈا کرنے والی جماعت جس کو بیرونی طاقتیں امداد دیتی ہیں۔ اور فلسطین کا مفتی اعظم یا مصری خود مختاری کے حامی یا پیرس میں عرب قوم پرست (جو ستارہ شمالی افریقہ نامی جماعت ہے جبکو حال ہی میں خلاف قانون قرار دیا گیا ہے) یا اس سے بھی بڑھ کر جس کو سلطان ابن سعود، تحریک وہابیت کا سردار ہدایات دیتا رہتا ہے۔

عربوں کے متعلق جو "ریاض ایزدی" یا "سبز چادر" کی قسم کے ناول حال میں شائع ہوئے ہیں، ان میں مشرق کے پراسرار علمار کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ جن کے متعلق یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کی قسمتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنی جادو کی لکڑی کے زور سے ملکوں کی قسمتوں کا فیصلہ کر دیتے ہیں جس طرح ہمالیہ کے پراسرار سادھو یا تبت کے جوگی ہوتے ہیں۔ جو عالیشان محلات میں رہتے ہیں، جو ایسے صحراؤں میں واقع ہیں جہاں کوئی شخص جا نہیں سکتا۔ ان کے غاروں میں سونے کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ جواہرات کے ڈھیر ہیں جسین عورتوں کے جھمگٹ ہیں۔ ان کے پاس ہوائی جہازوں کا بیڑا ہے۔ اور دنیا کے تمام بڑے شہروں میں ان کے گماشتے موجود ہیں اور وہ عالمگیر انقلاب اور مسیحی اقوام کی تباہی کی دعوت دیتے رہتے ہیں اور مختلف حکومتوں کے خلاف سازش کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ لوگ "شیخ الجبل" کے جدید نمائندے ہیں۔ لیکن ایسی روحانی ہستیاں ہماری خوش قسمتی سے، فسانوں کی دنیا کے علاوہ اور کہیں نہیں ہیں۔

عام لوگوں کو اگر وہ اس قسم کے بے سرو پا خیالات رکھیں تو کسی حد تک معذور سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ ان کی معلومات کا سرمایہ محض وہ اقتباسات یا برقی اطلاعات ہیں جو پریس کے دفتر سے شائع ہوتی رہتی ہیں - اور بسا اوقات اخبار کے رپورٹر انہیں قلمبند کرتے رہتے ہیں جو اسلامی ممالک کے حالات سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں - ان کو اخبارات کے مدیر، تحقیقاتی دوروں پر بھیجدیتے ہیں - اور ان کی معلومات بالکل سطحی ہوتی ہیں - شمالی افریقہ کے اخبار نویس جو کہ اس ملک میں رہتے ہیں اور حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے بہتر ذرائع رکھتے ہیں - لیکن یہ لوگ بھی عربوں کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں - نہ اس لئے کہ وہ ان کا مطالعہ نہیں کر سکتے - بلکہ اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے احساسات کو بیدار کرنے یا فرینچ حکومت کے شبہات کو قوی کرنے سے ڈرتے ہیں - اس لئے صحیح اطلاعات شائع نہیں کرتے - پھر وہ عربوں کے ان قومی مسائل پر بحث کرنے سے بھی ڈرتے ہیں جن پر خود عربوں میں اختلاف آرا موجود ہے - مبادا اس طرح کسی نئے یا پرانے فلسفیانہ قضیہ سے از سر نو پیچیدگی پیدا ہو جائے -

اس اخبار نویسانہ احتیاط نے علما کو اور بھی غلط فہمی کا شکار بنا دیا ہے - خصوصاً جبکہ وہ لوگ اپنی سوسائٹی کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہیں - چنانچہ الجیریا کا ایک مشہور مسلمان اخبار نویس جو جمعیۃ علماء کا رکن بھی ہے لکھتا ہے کہ " ہمارے متعلق الجیریا کے پریس کی خاموشی نے ہمیں ایک پراسرار جماعت بنا دیا ہے - اور اس طرح ہمارے متعلق بہت سی عجیب غلط فہمیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں - اور لوگ ہمارے متعلق حیرت انگیز قیاسات پیش کرتے رہتے ہیں - اور ہمیں اپنے آپ کو ایک سیاسی تفرقہ کن جماعت سے مشہور کئے جانے پر سخت دماغی کوفت ہوتی ہے - خصوصاً جبکہ ہم کو فرینچ حکومت کا دشمن کہا جاتا ہے - "

جمعیۃ کے قوانین کے مطابق، علماء کی یہ سوسائٹی ضابطہ فرینچ کے ماتحت جو یکم جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو نافذ ہوا مسلمانوں کی اخلاقی تعلیم کے لئے عمل میں آئی - چنانچہ دفعہ ۴ میں لکھا ہے " اس جمعیۃ کا مقصد یہ ہے کہ تمام اخلاقی اور تمدنی برائیوں کے خلاف جہاد کیا جائے - مثلاً شراب، قمار، زناکاری، بیکاری، دیگر منہیات شرعیہ جو اخلاقی زاویہ نگاہ سے لائق الزام ہیں یا قوانین ملکی کی رو سے ممنوع ہیں " دفعہ ۵ میں لکھا ہے " ان مقاصد کے حصول کے لئے، جمعیۃ ہر قسم کے ذرائع استعمال کر سکتی ہے - بشرطیکہ وہ حکومت کے قوانین سے متصادم نہ ہوں - دفعہ ۳ میں لکھا ہے " تمام سیاسی مباحث

اور سیاسی امور میں ہر قسم کی مداخلت ارکان جمعیتہ کے لئے قطعاً ممنوع ہے۔

الجیریا میں، یہ جمعیتہ الجیرین قوم پرستوں پر مشتمل ہے۔ اور اس میں صرف اعلیٰ قابلیت کے علمار شریک ہو سکتے ہیں۔ اس میں شیخ ابن بادس صدر جمعیتہ اور سی لار کی طبیبی جنرل سکرٹری اور شیخ محمد خیرالدین نگران جمعیتہ جیسے مقتدر علمار شامل ہیں۔ جنھوں نے لطونا کے مدرسہ آنہیات میں تعلیم پائی ہے۔ یا شیخ بشیر براہیمی نائب صدر، جو دارالعلوم مدنیہ کے سند یافتہ ہیں۔ اور دوسرے ارکان جامعہ ازہر کے فارغ التحصیل ہیں۔ یا شیخ العقبیٰ کی طرح شیوخ قبائل ہیں یا زوایائے قدیم کے عالم ہیں۔ یا فرنچ مدارس اور کالجوں کے تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ان علمار کی جد و جہد کا میدان الجیریا کی حدود سے متجاوز نہیں ہو سکتا۔

چونکہ قرآن مجید بیک وقت ایک عمرانی، سیاسی، قانونی اور مذہبی ضابطہ ہے تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ایسی جمعیتہ جس میں علما شامل ہوں سیاسی امور میں حصہ لینے سے باز نہیں رہ سکتی۔ ایک حد تک یہ صحیح ہے۔ اگرچہ علمار اور فرنچ حکومت کے مابین جو مناقشات برپا ہوتے ہیں وہ سیاسی نہیں ہیں۔ بلکہ نیم سیاسی اور نیم مذہبی ہیں۔ مثلاً مساجد کے نظم و نسق میں حکومت کی مداخلت یا مساجد میں ان علمأ کے وعظ کی ممانعت جو حکومت کی نظروں میں مقبول نہ ہوں

الجیریا کی اسلامی دنیا میں، علمار مذہب میں عقلیت کے نمائندے ہیں۔ اس کے زمانہ قیام ہی سے جسکو چھ سال ہوئے، اسے المرابطہ کے ساتھ الجھنا پڑ گیا۔ یہ لوگ مذہب کو توہم پرستی اور تجارت کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ شروع میں شریعت اسلامی کے مطابق علمار مساجد میں وعظ کر سکتے تھے۔ لیکن یہ بات بہت خطرناک ثابت ہوئی۔ کیونکہ روشن خیال علمأ کا وعظ ان لوگوں کو پسند نہ آیا اور مرابطہ اور علمأ کے مابین تنازع نے، علمار اور حکومت کے مابین تنازع کی صورت اختیار کر لی۔ چنانچہ مرابطہ کی درخواست پر حکومت نے، علمار کو وعظ سے روک دیا۔ اور اس کی بنا پر مزید پیچیدگیاں رونما ہو گئیں۔ بہت سے مسلمان عمال محض اپنے سرکاری عہدے کی بنا پر، جمعیتہ کے رکن نہیں بن سکتے۔ اگرچہ ان کی ہمدردی کامل طور پر جمعیتہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور ان کا تذبذب بالکل قدرتی بات ہے۔ اگر ایک معلم قرآن جمعیتہ العلما کا رکن بنجائے تو پھر وہ درس نہیں دے سکتا۔ اگر ایک مسلمان عالم کسی مسجد کی امامت کے لئے درخواست دے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ نہ

تو اس جمعیتہ کا رکن ہنا ورنہ اس کے رسالہ کا خریدار ہو۔

شیخ ابن بادس، صدر جمعیتہ لکھتے ہیں کہ اضافی حیثیت سے یہ ایک معمولی سی بات ہے۔ اہم چیز تو یہ ہے کہ ایک عرصہ دراز کے بعد الجیریا کے مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوئے ہیں۔ اور وہ اپنی زندگی کا احتساب کر رہے ہیں۔ اور اس کا ایک نشان وہ طریقہ ہے جس پر چلکر وہ اپنے حقوق کو مرتب کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پرامن اور مناسب اصولوں پر اپنی زندگی کا اظہار کریں، باقاعدہ اور باوقار طریق پر۔ جس طرح کہ الجیریا کے مسلمان اپنے تمدنی انقلاب کی وجہ سے، مادی اعتبار سے اپنی جدید ضروریات سے آگاہ ہوگئے ہیں۔ اسی طرح عقلیت میں بھی ایک ذہنی اور اخلاقی ارتقاء پیدا ہوگیا ہے۔ اور کوئی شخص ان دونوں تحریکوں سے بے اعتنائی نہیں کرسکتا۔ ایسی دنیا میں جہاں سائنس کی حکومت ہے۔ فرنچ حکومت معہ مرابطہ ایک طرف ہے اور علما کی جمعیت ایک طرف۔ لیکن عملاً صرف ایک ہی راہ انتخاب ہے۔ خیالات اور امیدوں کی نئی لہر بہت طاقتور ہے اور وہ ارتقاء کے فطری قوانین اور زمانہ کی ضروریات کے اس قدر مطابق ہے کہ اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔"

مذہبی نقطہ خیال سے علما کے مطالبات حسب ذیل ہیں:۔

مساجد میں وعظ کی اجازت اور ان میں بچوں کو مذہبی تعلیم دینے کا حق، مساجد کا انتظام اس طرح کہ حکومت اس میں مداخلت نہ کرے۔ اور یہ انتظام اس مجلس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو مسلمان منتخب کریں۔ اگرچہ فرنچ حکومت کے زیر اقتدار ہو۔ مختصر یہ کہ وہ اس اصول پر عامل ہونا چاہتے ہیں کہ حکومت کو مسلمانوں کے مذہبی معاملات سے کوئی سروکار نہ ہو۔ چنانچہ اسی لئے شیخ العقبی کہتے ہیں کہ موجودہ الجیرین مناقشہ صرف چند باتوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ہم اس پر رضامند نہیں ہوسکتے کہ حکومت ہماری مساجد کے ائمہ کا تقرر کیا کرے۔"

سیاسیات کے اعتبار سے مخالفین نے تو علما پر اشتراکی رجحان کا الزام بھی لگایا ہے۔ اور یہ کہ یہ لوگ اس قسم کی سرگرمیاں بھی عمل میں لاتے ہیں۔ اس کے متعلق شیخ ابن بادس کہتے ہیں کہ میرا جواب نہایت سادہ ہے۔" چھ سال ہوئے۔ جب جمعیتہ قائم ہوگئی تھی اس وقت سے لیکر آج تک حکومت نے مذہبی امور میں ہمارے مطالبات پر کوئی توجہ نہیں کی۔ حکومت عوام کے

برسراقتدار آنے پر تمام لوگوں کو جو عدل و مساوات کے آرزومند تھے، از سرنو امیدیں قائم ہوگئیں تو اس قدر طویل عرصہ کی ناکامی کے بعد اگر ہم نئی حکومت کی حمایت کریں تو بالکل قدرتی بات ہے۔ فرنچ الجیریا میں دو مقاصد کے لئے آئے تھے۔ اپنی نوآبادیاں قائم کرنا اور یہاں کے باشندوں کو تہذیب وتمدن سے روشناس کرنا۔ نوآبادی کا مقصد تو عظیم الشان طریق پر کامیاب ہوا۔ لیکن دوسرا مقصد اس کے لئے قربان کر دیا گیا۔ اور ہمارے علما کو یہی اصلی شکایت ہے۔ کہ یہاں کے باشندوں کی ذہنیت اور اخلاق کو تباہ کر دیا گیا۔ بہرحال ہماری تمام سرگرمیاں الجیریا تک محدود ہیں اور فرنچ حکومت کی حدود تک۔ اس لئے کوئی شخص ہم پر خارجی اور بیرونی حکومتوں سے سازش کا الزام نہیں لگا سکتا۔ بلکہ ہم بیرونی اثرات کے بغیر ہی اپنا کام کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس ملک میں کافی سمجھدار لوگ ہیں۔ اس لئے ہمیں بیرونی مشورہ کی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ عرب ہو یا کوئی اور ملک؟

اب فرنچ نوآبادیات کا اس تحریک کی طرف کس قسم کا رجحان ہوگا جو جمعیتہ علماء ملک میں پیدا کر رہی ہے۔ شیخ موصوف لکھتے ہیں کہ:-

بلاشبہ فرنچ کی کارٹینیرین عقلیت، علماء کی معقول تعلیم میں ایسا نقطہ اتصال حاصل کر سکتی ہے جہاں دونوں متحد ہو سکتی ہیں۔ اور اس طرح شمالی افریقہ میں اخلاقی اور تمدنی ترقی کا کام سرعت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں طریق عمل

از مسٹر ولیم بشیر پکرڈ بی اے (کنٹیب)

اگرچہ اسلام امن کا مذہب ہے اور اگرچہ اسلام کے معنے ہیں، سرتسلیم خم کرنا خدا کی مرضی کے سامنے۔ اور طمانیت خاطر کے حصول کا واحد ذریعہ بھی یہی ہے۔ تاہم عمل اسلام کی روح ہے۔ خدا کے مقرر کردہ قوانین کو محض عقلی طور پر تسلیم کرنا، ایک مسلمان کے لئے چنداں سودمند نہیں ہے۔ ان قوانین کے مطابق عملدرآمد کرنا بھی لازمی ہے۔ اس کا عقیدہ دراصل اس کے عمل کے لئے منبع اور سرچشمہ کا کام دیتا ہے۔ ورنہ وہ عقیدہ محض ایک ظل یا نقلی چیز ہے۔ سچا اور خالص عقیدہ نہیں ہے۔ عقیدہ تو زندگی کے لئے قوت محرکہ کا کام دیتا ہے۔ اور افراد کی ترقی کی بنیاد ہے۔ عقیدہ ہی سے عمل پیدا ہوتا ہے۔ اور سچے عقیدہ سے، سچی زندگی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اسلام میں تو عقیدہ کے معنے ہی یہ ہیں کہ وہ باعث عمل ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ نرا ڈھکوسلا ہے۔

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام جو تسلیم و رضا کا مذہب ہے۔ اس کے ساتھ ہی عمل کا مذہب بھی ہے۔ اعلیٰ صداقتوں کی تحسین و توصیف ہمارے لئے کافی نہیں ہوسکتی۔ اسلام بنی آدم کے اندر راستی کی زندگی کے لئے عمل کو جزو لازم قرار دیتا ہے۔

پس عقیدہ اور عمل، اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ اس لئے اب ہم یہ غور کریں گے کہ اسلام میں عمل کا صحیح طریق کیا ہے؟

ظاہرا ایک مسلمان کے تمام اعمال، قرآن کی تعلیمات کے مطابق ہونے لازمی ہیں اور مشیت الٰہی کی پابندی میں ترقی کرنا ہمارا مقصود ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ پس اب کیا ہو؟ اس جگہ میں ایک اہم نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں جو ممکن ہے بعض مسلمانوں کی نگاہ سے اوجھل ہوگیا ہو۔ کہا جاتا ہے، اور بجا طور پر کہ اسلام ایک فطری مذہب ہے۔ اور فطری سے میری مراد یہ ہے کہ اسلام انسانی فطرت کی ضروریات اور تمناؤں اور کمزوریوں سے مطابقت رکھتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مذہب کا مقصود انسان ہے۔ یعنے مذہب انسان کے لئے بنایا گیا ہے

نہ انسان مذہب کے لیئے۔ لیکن اس جگہ ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ فطری مذہب کے معنے یہ نہیں کہ اسے جب موقع ہو، یا جب کاہلی اور تن آسانی کا تقاضا ہو تو بالائے طاق رکھدیا جائے۔ معاملہ برعکس ہے۔ اسلام، انسان پر بعض قیود عائد کرتا ہے۔ بعض انسانی طاقتوں کو مغلوب کرتا ہے۔ اور انسانی تعلقات کو منضبط کرتا ہے۔ جسکی وجہ سے انسانی زندگی میں طمانیت اور مسرت کا رنگ پیدا ہوتا ہے۔ خواہ انسانی زندگی کی نوعیت اور حالت کچھ ہی کیوں نہ ہو یعنی اسلامی زندگی ترقی کرتی ہے اور فارغ البالی اور عسرت الحالی دونوں صورتوں میں انسان محفوظ رہتا ہے۔

واضح ہو کہ اسلامی احکام کا ایک خاص مقصد ہے۔ مثلاً ہر روز اوقات معینہ پر، پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنا، مادیت اور دنیاوی امور میں انہماک، دونوں کا مقابلہ کرنا سکھاتا ہے۔ یہ کہنا کہ دن میں پانچ دفعہ نماز پڑھنا بہت تکلیف کا موجب ہے۔ اور امور دنیوی میں خلل پڑتا ہے۔ دراصل نماز کے مقصد سے ناواقفیت کا ثبوت دیتا ہے۔ اور اس نفع سے محرومی جو بار بار خدا کو یاد کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اگر آپ کے دنیاوی معاملات اس درجہ انہماک انگیز ہیں کہ آپ کو نماز کے لئے وقت ہی نہیں مل سکتا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کے طریق حیات میں کوئی اصولی نقص موجود ہے۔ یعنے آپ کا طریق حیات اسلامی نہیں ہے۔ آپ کے سامنے دو چیزیں ہیں (۱) عبادت الٰہی (۲) دنیا کی زندگی۔ اور سچی اسلامی زندگی وہ ہے جو ان دونوں میں ہم آہنگی پیدا کر سکے۔ نہ تو آپ دنیا کو بالکل ترک کر دیں جس طرح رہبانوں کا دستور ہے۔ اور نہ خدا کو بالکل فراموش کریں جیسا کہ منکرین کا طریق ہے

اب ہم اسلامی زندگی میں طریق عمل کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے: آپ مقررہ اوقات روز و شب میں پابندی کے ساتھ نماز پڑھیں۔ اور آپ ان تمام باتوں سے محترز رہیں جو خدا کی حضوری میں حائل ہو سکتی ہیں۔ یہ نہ کہئے کہ نمازوں سے آپ کی دنیاوی زندگی میں خلل پڑتا ہے۔ جب تک اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ نہ کہیں کہ دنیاوی زندگی سے میری نماز میں خلل پڑتا ہے۔ یاد رکھئے کہ نماز اور دنیاوی معاملات دونوں میں آپ خدا کی اطاعت کر سکتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ ہمت اور طاقت دونوں چیزیں آپ کو نماز سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

اور آپ کی دنیاوی زندگی وہ میدان ہے جسمیں آپ ہمت اور طاقت کا مظاہرہ کرسکتے ہیں۔ نماز عمل کی مصلح اور اس کی ہدایت کا موجب ہے۔ پس نماز کو ترک نہ کرو، مبادا تمہارا عمل بے راہ ہو جائے اور اس طرح بیکار۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ صرف نماز اور ایمان سے خدا کی راہ پر نہیں چل سکتے عمل بھی لازمی ہے۔ میں اپنے دعوے کے ثبوت میں اس جگہ چند قرآنی آیات پیش کروں گا۔

(۱) اے انسان! خدا تک پہنچنے کے لئے سخت جدوجہد کر۔ تا آنکہ تو اس سے ملاقی ہو جائے (۸۴: ۶)

(۲) کیا انسان کو اس بات کی اطلاع نہیں ملی کہ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کو کیا حکم دیا گیا تھا۔ جو الٰہی کی تعمیل کیا کرتے تھے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ اور ہر انسان کو اس کے اپنے اعمال ہی کی جزا ملے گی۔ اور یہ کہ اس کی جدوجہد کا ثمرہ بہت جلد اس کے سامنے آجائیگا اور تب اسے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ (۵۳: ۳۹-۴۱)

(۳) میں کسی شخص کے اعمال ضائع نہ کروں گا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ وہ تم ہو یا کوئی دوسرا شخص " (۳: ۱۹۴)

اب تمام عمل یا کم از کم عمل صالح، کسی مقصد کے لئے ہوتا ہے۔ تاکہ انسان ترقی کر سکے پس اسلامی عمل کے لئے ترقی کا راستہ کس بات میں مضمر ہے؟

میرا جواب یہ ہے کہ اگر اسلامی عمل کو جرات اور عقل کے ساتھ کیا جائے تو وہ انسانیت کی مسرت کے امکانات پیدا کر دیتا ہے۔ اسلامی ترقی محض مغربیت نہیں۔ محض مادی تہذیب کے محل نظر فوائد کو اختیار کر لینا، جس کی بنا پر انسان کی باطنی سنجیدگی اور قربت الٰہی دونوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ اسلامی ترقی تو اس سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ اسلام انسان کے دل سے مادہ پرستی کا جذبہ فنا کر دیتا ہے۔ وہ زبردست طمع جو آج کل یورپ میں انسانوں کے دل و دماغ پر مسلط ہو چکی ہے۔ اور اسی کی بنا پر دولت اور بہیمی طاقت کو تہذیب کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اور ہم دنیا میں ہر جگہ نسلی شکوک، نسلی مخالفت بلکہ نسلی منافرت پاتے ہیں۔ لیکن اسلام تو ان سب باتوں کا اشد مخالف ہے۔ اور اس کی تعلیمات کے سامنے یہ سب فنا ہو جائیں گی۔

یہ نہ کہئے کہ موجودہ حالات اسلام کے لئے غیر موزوں ہیں۔ یا اسلام موجودہ حالات کے لئے غیر موزوں ہے۔ بلکہ اسلام کی اتباع کیجئے۔ قرآنی طریق کی پیروی کیجئے۔ اور اس طرح موجودہ حالات کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اور یقیناً ان حالات کے مؤید تسلیم کریں گے کہ ان کی بدولت دنیا میں امن و امان اور حیات کی سنجیدگی پیدا نہیں ہوسکتی جس سوسائٹی میں ایک طرف تو تجارتی کساد بازاری اور اقتصادی مصائب موجود ہوں اور دوسری طرف اس سوسائٹی میں فلم ایکٹرسیوں کو لاکھوں روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہو، یقیناً اس سوسائٹی میں کچھ اصولی اور بنیادی نقائص موجود ہوں گے۔

اسلام اس غیر معقول اور امیر پرور نظام عمرانی کی صحیح اصلاح کرسکتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوسکا تو یہ نظام بہت جلد تباہ ہوجائے گا۔ کیونکہ اس کی بنیادیں کھوکھلی ہوچکی ہیں۔

لیکن اسلامی عمل کا ایک اور دلپذیر طریق بھی ہے۔ آج کل مسلمانوں میں اس قدر فرقہ بندی نظر آتی ہے (اگرچہ اختلاف آراء کوئی جرم نہیں بلکہ رحمت ہے۔ اور اس لئے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوسکتا) کہ مسلمانوں کی بہت سی توجہ اور طاقت آپس کی خانہ جنگیوں ہی میں صرف ہوجاتی ہے۔ اگر ہم مسلمان یہ سمجھیں کہ ہم سب اخوت اسلامیہ کے ارکان ہیں تو فی الجملہ اسلام کو بہت تقویت حاصل ہوسکتی ہے۔ بلا شبہ ہم اپنے اپنے اختلافات کو قائم رکھ کر اسلام کی خدمت کرسکتے ہیں۔

ہم سب اسلامی سوسائٹی کے ارکان ہیں جو عالمگیر ہے۔ اور ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنی تمام قوتیں، اسلام کی سود و بہبود پر صرف کریں۔ نہ کہ آپس میں لڑ کر اپنی بہترین قوتوں کو ضائع کردیں۔ کیا تمام فرقوں میں اتحاد ناممکن ہے؟ ہرگز نہیں، اتحاد ہوسکتا ہے۔ اور اس طرح اسلام کو ترقی کرنے اور دنیا کو پیغام امن دینے کے مواقع مل سکتے ہیں۔ اسلام میں وہ طاقت ہے کہ وہ دنیا کے نظام کی اصلاح کرسکتا ہے اور سوسائٹی کو تمام عیوب سے پاک کرسکتا ہے مثلاً طبقاتی و نسلی منافرت، زر پرستی، جو اس مادہ پرست اور الحاد پرور دور میں عام طور سے پائی جاتی ہے۔ اور واضح ہو کہ اگر اسلام کو دنیا کی اصلاح کا موقع دیا جائے تو یہ بات دنیا کے علاوہ اسلام کے لئے بھی مفید ہوگی۔

اب میں اختصاراً چند امور کا ذکر کر دوں گا۔ جن کی بدولت ہمیں اسلامی عمل کا راستہ مل سکتا ہے۔ مثلاً ووکنگ میں ایک مسجد ہے۔ اگرچہ اس وقت اعداد و شمار میرے پاس نہیں ہیں۔ تاہم میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ بیس سال سے زائد ہی ہوا ہے کہ یہ مسجد اسلامی تبلیغ کا مرکز بنی ہوئی ہے اور اس کی تبلیغی خدمات کا ریکارڈ اس قدر شاندار ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دنیائے اسلام کے دولتمند افراد اس کی خدمات کا صحیح معنٰے میں اعتراف کریں کیونکہ ووکنگ مشن کی طرف سے مالی امداد کے لئے مسلسل اپیلوں کا شائع ہونا مسلمانوں کی غیرت اسلامی پر ایک قابل اعتراض دھبّہ ہے۔ اور میں اس حقیقت کا اعتراف بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ووکنگ مشن کی مالی مشکلات کی وجہ سے انگلستان میں تبلیغ اسلام کے کام کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ کیا کوئی دولتمند فرد یا چند افراد یا کوئی اسلامی ریاست اتنا نہیں کر سکتی کہ ووکنگ مشن کو ایک معتدبہ وقف کے ذریعہ سے آئے دن کی اپیلوں سے مستغنی کر دے؟ کیا آئے دن کی تکلیف دہ اور غیر معیّن اور ناکافی مالی امداد سے یہ صورت کہیں زیادہ بہتر نہیں کہ ہمیں مستقل طور پر آمدنی ہو جائے؟

میں نے اس بات کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ ابھی تک مسلمانوں نے اس ضروری فرض کو انجام نہیں دیا اور یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر ووکنگ مشن کو مالی مشکلات سے نجات مل جائے تو اس کی سرگرمیوں کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ اور ہم اس قابل ہو سکینگے کہ عرصۂ دراز سے قائم جہالت کو دور کر سکیں اور صداقت کی روشنی میں اسلام کی اشاعت کر سکیں

نیز مسجد ووکنگ کے علاوہ، جس کو بہت سا دفتری کام انجام دینا پڑتا ہے، اور کافی نشر و اشاعت، اور کافی مراسلت اور سوالات کے جوابات اور اسلام کے متعلق معلومات مہیا کرنی۔ ایک زبردست اسلامی سوسائٹی بھی ہونی چاہیئے۔ جو انگلستان میں مسلمانوں کے حقوق کی نگراں ہو۔ اور ان دو طریقوں کے علاوہ ایک تیسرا طریقہ عمل بھی ہے وہ یہ کہ آج کل خلیفہ کی طاقت اور منصب پردۂ خفا میں ہے۔ لیکن اگر مادی اطاعت سے کوئی وحدت پیدا ہو جائے تو بلاشبہ ہمارے لئے بہت مفید ہوگی۔ کوئی مرکزی نقطہ جہاں سے اسلامی طاقت تمام دنیائے اسلام پر نافذ ہو سکے۔ اور وحدت کے لئے اپنی طاقتوں کو مجتمع

اور استوار اور قائم کر سکے۔

اگر خلافت کا احیاء پسندیدہ نہ ہو تو کیا کوئی مستقل دائمی جماعت نہیں ہو سکتی جو اسلام کی جمہوریت کو دنیا میں پیدا کر سکے۔ یعنے کوئی نمائندہ جماعت یا مجلس شوریٰ جو مختلف اقوام کی بنا پر یا مختلف فرقوں کی بنا پر قائم کی جائے۔؟ مختصراً یہ کہ میں یہ مشورہ دوں گا کہ اسلام کی احیاء اس کی نشرواشاعت اور اس کی تنظیم کا وقت آچکا ہے۔ اور اب موقع ہے کہ ہم اسلام کی طمانیت بخش تعلیم کو عام کرنے کا بندوبست کریں۔ اور اس مشورہ کی متعدد وجوہ ہیں۔

(۱) بجائے انفرادی طور پر زکوٰۃ دینے کے، ایک مرکزی بیت المال قائم کیا جائے۔

(۲) اور اسلامی اوقاف کا ایسا انتظام کیا جائے کہ مساجد اور مدارس کی پرداخت کے علاوہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی ہو سکے۔ تاکہ ان کی شرمناک جہالت کی شرح میں کچھ کمی ہو سکے۔

(۳) اسلامی کالجوں کا قیام، جہاں مختلف ممالک کے یکساں تعداد میں طلبہ داخل کئے جائیں اور ان کو اسلامیات سے بہرہ ور کیا جائے۔ اور ان کے اندر اسلامی مساوات کی روح پیدا کی جائے۔

(۴) مسلم پریس اور مسلم پروپاگنڈے کی اعانت کی جائے اور ایک مرکزی شعبہ مخابرات و اطلاعات عالم اسلامیہ قائم کیا جائے۔ اس طرح انشاءاللہ ایسی مذہبی بیداری پیدا ہو سکے گی۔ جس کی بنا پر خوابیدہ ملت اسلامیہ، از سرنو سرگرم عمل ہو سکے گی۔ اور دنیا میں امن و امان کا دور قائم کرنے میں، نمایاں خدمات انجام دے گی۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

خدا ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

خواتین اسلام کے بہادرانہ کارنامے

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

(مسلسل)

ذیل میں ایک اور مسلمان عورت کی بہادری کا قصہ درج کیا جاتا ہے۔ پونجی خاتون، بیجاپور کے، عادل شاہی خاندان کے پہلے بادشاہ کی بیوی تھی۔ یوسف عادل شاہ نے ۹۱۶ھ میں وفات پائی۔ اور اس کا نابالغ بیٹا تخت نشین ہوا۔ کمال خاں دکنی کو نائب السلطنت بنایا گیا۔ جو اس کے نام پر حکمرانی کرے۔ لیکن اس نے سوچا کیوں نہ نابالغ بادشاہ کی جگہ خود ہی حقیقی بادشاہ بن جاؤں۔ پونجی خاتون نے اس کے ارادہ کو بھانپ لیا اور فیصلہ کیا کہ اس کو اس معاملہ میں کامیاب نہ ہونے دونگی۔ لیکن دشواری یہ تھی۔ کہ تمام امرائے دولت اور افسران فوج براہ راست، کمال خاں کے ماتحت تھے۔ پس خاتون نے سوچا کہ یا تو کمال خاں کو مٹا دوں گی یا عادل شاہی حکومت کے ساتھ خود بھی مٹ جاؤنگی چنانچہ اس نے یوسف کو جو اسمٰعیل عادل شاہ کا رضاعی بھائی تھا۔ کمال خاں سے ملاقات کیلئے بھیجا۔ جس نے اس کے سینہ میں خنجر بھونک دیا۔ مگر خود گرفتار ہو کر مقتول ہوا۔ اس معاملہ میں کمال خاں کی ماں نے رازداری سے کام لیا اور اس کے بیٹے صفدر خاں کو بلا بھیجا۔ جب وہ آیا تو اپنے باپ کے قتل کا حال سنکر بہت برافروختہ ہوا۔ لیکن اس کی دادی نے اسے تحمل سے کام لینے کی ہدایت کی اور کہا کہ اس واقعہ کو مشتہر مت کرو بلکہ تم پونجی خاتون، اور اسمٰعیل عادل شاہ کے قتل کا انتظام کرو۔ اور فوج سے کہدو کہ کمال خاں کو اسمٰعیل خاں کے سر کی ضرورت ہے۔ پونجی خاتون نے اس خطرہ کو محسوس کر لیا۔ قلعہ میں کمال خاں کے تین سو مغل اور تین سو دکنی اور حبشی سپاہی موجود تھے۔ ان سب کو جمع کر کے پونجی خاتون نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ تخت کا اصلی وارث، اسمٰعیل عادل شاہ ہے، لیکن کمال خاں اُسے محروم کر کے خود بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ اب جو لوگ عادل شاہی خاندان کے ساتھ وفادار

رہنا چاہتے ہیں، وہ میرے ساتھ دشمن کا مقابلہ کریں۔ اور جن کو اپنی جان عزیز ہو وہ یہاں سے چلے جائیں۔ اور ہمیں دشمن کی طاقت سے کچھ خوف نہیں ہے۔ کمال خاں کو، اس کی غداری کی وجہ سے، خدا کی طرف سے سزا ملے گی۔" چونکہ معاملہ نازک تھا۔ اس لئے بہت کم لوگوں نے پونچی خاتون کا ساتھ دیا۔ ڈھائی سو مغل اور ۱۷ دکنی سپاہی قلعہ کے اندر رہ گئے۔ باقیماندہ صفدر خاں کے پاس چلے گئے۔ مگر پونچی خاتون کا یہ فعل بہت دانشمندانہ تھا۔ اگر بے وفا لوگ موقع پر غداری کرتے تو تباہی یقینی تھی۔

الغرض پونچی خاتون نے قلعہ بند ہو کر اپنی مختصر فوج کو فصیل پر متعین کیا۔ اور خود بھی، دل شاد آغا، یوسف عادل شاہ کی بہن اور دوسری خواتین کو ساتھ لے کر، تیر کمان سے مسلح ہو کر، قلعہ کی چھت پر کھڑی ہوئی۔ جب صفدر خاں نے قلعہ پر حملہ کیا تو محصورین نے تیروں اور پتھروں سے ان کا مقابلہ کیا۔ اس اثنا میں مصطفےٰ آقا، جو شاہی خاندان کا پرانا وفادار تھا، پچاس بند وقچیوں کو ساتھ لے کر آ گیا، اور حملہ آوروں پر زبردست یورش کی۔ صفدر خاں مجبوراً پیچھے ہٹا اور سوچا کہ گولہ باری کر کے قلعہ کو فتح کرے۔ چونکہ اس طرح شاہی خاندان کی تباہی یقینی تھی اس لئے پونچی خاتون نے مقابلہ کا فیصلہ کیا۔ یعنے سپاہی کمین گاہ میں چھپ جائیں اور عورتیں فصیل پر ان کی جگہ آ جائیں۔ اس طرح دشمن کو دھوکا ہو گا کہ سپاہی بھاگ گئے۔ اور محض عورتیں قلعہ میں رہ گئی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، انہوں نے یہ سوچ کر کہ اب صرف چند عورتیں باقی ہیں، دوبارہ حملہ کیا، اور قلعہ کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ اب وہ دوسرا دروازہ توڑنے کی فکر میں تھے کہ سپاہی اچانک ان پر جھپٹ پڑے۔ اور ایسی بے جگری کے ساتھ لڑے کہ دشمن پسپا ہو گیا۔ بلاشبہ دو تین سو آدمیوں کی مدد سے پوری فوج کا مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

نظام شاہی خاندان میں، جس نے احمد نگر میں تقریباً سوا سو سال حکومت کی ایک نامور خاتون گزری ہے جس نے نہایت دلیری کے ساتھ اکبر کی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ چاند خاتون حسین نظام شاہ کی بیٹی تھی اور علی عادل شاہ والی بیجاپور کی بیگم تھی۔ خاوند کی وفات کے بعد وہ اپنے باپ کے پاس رہتی تھی۔

مکتوبات ووکنگ

ڈیر امام صاحب!

آپ کو یاد ہوگا ۔ کہ چند ہفتے ہوئے، مجھے سر آرچیبالڈ ہملٹن کے مکان پر آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا ۔ اور آپ کی گفتگو نے جو فلسطین کی موجودہ حالت سے متعلق تھی، مجھ پر اور میرے خاوند پر بہت اثر کیا ۔ چنانچہ وہ ہمیں عرصہ تک یاد رہے گی

اس خط سے میرا مقصد آپ کو اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ اب مجھے وہ قدم اٹھانا چاہیے جو میں عرصہ سے اٹھانا چاہتی ہوں ۔ میں نے بہت سا وقت غیر ممالک خصوصاً مصر اور افریقہ میں بسر کیا ہے ۔ اور وہاں مسلمانوں کی زندگی کا مطالعہ کیا ۔ اور مجھے اس بات کے موازنہ کا موقع ملا کہ اسلام اور مسیحیت کا اثر، انسانوں کی زندگی پر کیسا ہوتا ہے ۔ چنانچہ اس کی بنا پر میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں صداقت پائی جاتی ہے ۔ لہذا میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں اور انشاء اللہ ایک سچے مسلمان کی زندگی بسر کرنے کی کوشش کروں گی ۔

اس نتیجہ پر پہنچنے میں مجھے سر آرچیبالڈ ہملٹن نے بہت امداد دی ہے ۔ چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ " میں تو یہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ ایک مسلمان بہن ہیں ۔"

اگر میں نے یہ خط خلاف محل یا وقت لکھا ہو تو معافی کی خواستگار ہوں ۔ میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ اب مجھے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لفظی محبت اور ہمدردی سے بالاتر کسی مضبوط رشتہ میں منسلک ہو جانا چاہیے ۔ اور میں نہایت عاجزی اور خلوص کے ساتھ یہ خواہش آپ پر ظاہر کر رہی ہوں ۔ آپ کی مخلص

(مسز الزبتھ لوئس پارکر)

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

بابت ماہ اپریل ۱۹۳۹ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ اپریل ۳۹	۲۴۳۴	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب مشن			۲۷
〃	۲۴۳۶	〃 خانبہادر شیخ منہاج الدین صاحب 〃			۱۰
۶؍	۲۴۶۷	〃 کرم الٰہی صاحب			۵
۸؍	۲۴۷۹	〃 بی محمود صاحب		۵	۱۲
〃	۲۴۸۰	〃 ایم فخرالدین صاحب 〃			۱۰
۱۰؍	۲۵۰۵	〃 لفٹننٹ کرنل ایم اے جعفری صاحب			۳۰
〃	۲۵۰۶	〃 خانبہادر شیخ رحیم بخش صاحب 〃			۲۰
۱۲؍	۲۵۵۷	〃 عبدالحق صاحب			۱۰
〃	۲۵۵۸	〃 علی احمد خانصاحب داشمین 〃			۵
۱۴؍	۲۵۶۶	〃 خانصاحب اچل ملا صاحب 〃			۲۵
〃	۲۵۶۷	〃 عبدالغنی صاحب 〃			۲۰
〃	۲۵۷۶	〃 ڈاکٹر این اکبر خانصاحب 〃			۱
۱۵؍	۲۵۷۷	〃 جمال محمد صاحب 〃			۲۵
〃	۲۵۷۸	〃 علی بھائی ابا بھائی مجاوری 〃			۱۰
〃	۲۵۷۹	〃 ایم یونس صاحب 〃			۱۰
۱۷؍	۲۵۹۴	〃 عبدالکریم صاحب 〃			۱۰
〃	۲۶۱۲	〃 ایس ایم اے خراسانی 〃			۲
۲۰؍	۲۶۲۴	〃 شجاعت علی خاں صاحب 〃			۱۰
۲۲؍	۲۶۴۵	〃 ایم ایچ کی ملا داؤد 〃			۱۰
۲۳؍	۲۶۴۸	〃 سر عبدالحلیم صاحب غزنوی 〃			۱۰
〃	۲۶۴۹	〃 سید عبداللہ صاحب 〃			۷
〃	۲۶۵۰	〃 عبدالکریم صاحب 〃			۵
۲۵؍	۲۶۶۲	〃 ابوالخیر صاحب 〃			۵
۲۶؍		واپسی پیشگی از سکرٹری صاحب ٹرسٹ	۹	۱۲	۹۰
۲۹؍	۲۶۷۵	ٹرسٹیز وقف اسٹیٹ آف مرحوم دالی اے غنی			۲۵
۲۹؍	۲۶۷۶	جناب محمد بخش صاحب			۱۰
〃	۲۶۷۷	〃 سعیدہ خیرالنساء بیگم			۵
〃	۲۶۷۸	〃 ڈاکٹر این اکبر خانصاحب ۳ روپے ۲ روپے امانت ایک روپیہ مشن			۳
〃	۲۶۷۲	واپسی پیشگی از مسجد ووکنگ	۲		۳۸۴۲
	۲۶۷۳	〃 〃 〃	۴	۹	۱۳۸۱
	۲۶۷۴	آمد در مسجد ووکنگ ماہ مارچ ۱۹۳۹ء	۳	۱۵	۶۱۷
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو ماہ اپریل 〃	۶	۹	۱۰۶۸
		〃 اشاعت اسلام 〃 〃		۸	۵۸
		〃 ووکنگ گزٹ 〃 〃			۹
		〃 کتب 〃 〃 〃		۱۵	۲۰۲
		میزان	۰	۱۱	۷۵۹۳

تفصیل آمد برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۸؍	۲۴۹۲	جناب شیخ ظہور الدین صاحب			۵
۱۲؍	۲۵۶۳	〃 ایس مجیب الرحمٰن صاحب			۱۰
〃	۲۵۶۴	〃 مسٹر نورالزمان صاحب			۵
۱۴؍	۲۵۷۲	〃 ضیاءالدین صاحب کرمانی			۱۵
۱۵؍	۲۵۹۰	〃 محمد حمیداللہ صاحب			۵
۱۷؍	۲۶۰۶	〃 خان بہادر عبدالعزیز صاحب			۱۰
		میزان	۰	۰	۵۰
		کل میزان	۰	۱۱	۷۶۴۳

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل ۲ برانڈرتھ روڈ لاہور بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۹ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۳۹/۴/۴	۱۷۷	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت ماہ مارچ سنہ ۳۹ء	۹	۹	۲۳۶
”	۱۷۸	کرایہ دفتر و بکڈپو بابت فروری سنہ ۳۹ء			۴۵
”	۱۷۹	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل محصول ڈاک از نمبر ۳۴۲۳ تا ۳۴۰۸ [illegible] خرید کتب [illegible] ایک دستہ سٹینسل [illegible] ۳ ریم برائے ضمیمہ اسلامک ریویو [illegible] منی آرڈر [illegible] ۱ ریم برائے دفتر [illegible] پنجاب سول لسٹ [illegible] اسٹیشنری [illegible] پیشگی ایجنٹ مشن [illegible] کتابت رسالہ اشاعت اسلام علے الحساب بابت اپریل سنہ ۳۹ء [illegible] متفرق [illegible] ۲۹۷-۸-۳	۳	۸	۲۹۷
	۱۸۰	تنخواہ سکرٹری صاحب بابت ماہ ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۳۸ء		۱۱	۳۰۴
۱۱/۴	۱۸۱	میسرز ایور گرین پریس لاہور بابت طباعت چٹس اسلامک ریویو			۲۰
”	۱۸۲	Conveyance allowance for March 39			۳۰

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۱۱/۴	۱۸۳	میسرز سپالڈنگ اینڈ ہاج لمیٹڈ لنڈن برائے کاغذ اسلامک ریویو		۵	۷۶۴
	۱۸۴	تنخواہ سکرٹری صاحب نومبر دسمبر سنہ ۳۸ء		۱۱	۳۰۴
	۱۸۵	تنخواہ سکرٹری مسجد ووکنگ علے الحساب			۱۰۰
	۱۸۶	میسرز دارالکتب اسلامیہ لاہور بقایا بل نمبر ۲۱۵۱ سالم بل نمبر ۲۱۵۲		۵	۱۰۰
	۱۸۷	ترجمہ برائے اشاعت اسلام			۴۰
	۱۸۸	کرایہ دفتر و بکڈپو بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء			۴۵
	۱۸۹	پیشگی مسجد ووکنگ ۴ پنس ۱۳ شلنگ ۱۷۱ پونڈ	۳	۱۴	۲۲۸۱
	۱۹۰	اخراجات در مسجد ووکنگ	۱	۶	۵۶۷
	۱۹۱	” ” ”	۴	۱۳	۶۰۹
	۱۹۲	” ” ”	۹		۶۳
	۱۹۳	” ” ”	۲	۱۲	۱۵۹۱
	۱۹۴	” ” ”	۱۱	۴	۹۸۳
۲۸/۴	۱۹۵	” ” ”	۳	۵	۳۹۸
	۱۹۶	” ” پیشگی	۱		۶۱۸

۱۰۴۰۲ — ۱۴ — ۶

حیرت انگیز رعایتی اعلان

ووکنگ مسلم مشن کی اردو مطبوعات میں ۵۰ فیصدی رعایت

مذہبی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والا لٹریچر

یہی وہ اسلامی لٹریچر ہے جسکے انگریزی تراجم کو پڑھکر ہزاروں غیر مسلم انگریز و امریکن اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

صفحات ۳۲۷ — **نبوت کا ظہور اتم** — اصلی قیمت عگا رعایتی قیمت عہ

المعروف بہ

نبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ انگلستان کی شہرۂ آفاق تصنیف دی آئیڈیل پرافٹ کا سلیس اور نفیس اردو ترجمہ معہ مقدمہ و تمہید۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمات اسلام جو آپ نے محض اللہ کے فضل سے بلاد مغرب میں انجام دیں اب کسی تشریح یا تعارف کی محتاج نہیں مسلم اور غیر مسلم دونوں اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں کہ آپ نے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہترین پیرایہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کے علاوہ

ان غلط بیانیوں کا بھی حتمی طور پر ازالہ کر دیا جو دشمنان اسلام نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق مغرب میں پھیلا رکھی تھیں۔ آپ کو نہ صرف تبلیغ و اشاعت کا تجربہ تھا۔ بلکہ اکابر مشاہیر انگلستان سے تبادلہ خیالات اور ان کی تقاریر سننے کے موقع بھی بیش از بیش آپکو ملے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو تحریر بھی آپکے قلم سے نکلی ہے وہ نہ صرف عالمانہ اور محققانہ تھی بلکہ وسعت اور پختگی خیال کے ساتھ ساتھ اپنے اندر تشفی کا سامان بھی رکھتی ہے۔ جو لوگ آپکی تصانیف کا مطالعہ فرما چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے خواجہ صاحب کو اظہار مطالب کے لئے غیر معمولی لیاقت عطا فرمائی تھی۔ نیز آپکا اسلوب بیان اس قدر مدلل اور دلپذیر ہوتا تھا کہ کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا

مندرجہ بالا کتاب میں ان تمام خوبیوں کے علاوہ دو خصوصیات اور بھی ہیں۔ اول تو یہ کہ باعتبار نوعیت مضامین و ندرت خیالات وجدت اسلوب اس سے پہلے کوئی کتاب اس رنگ میں نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کا اسلوب بیان جو انشا پردازی کی جان اور نظم کا دین و ایمان ہے بالکل اچھوتا اور نرالا ہے۔ اور اسی صفت نے اس نثر کی کتاب کو نظم کی طرح دلکش و رنگین بنا دیا ہے۔ آنحضرت صلعم کو ہر پہلو سے جو ممکن العقل ہو سکتا ہے بنی نوع آدم کے لئے اسوہ کامل ثابت کیا گیا ہے۔ اور لطف یہ کہ اول سے آخر تک کوئی لفظ محض جذبات پرستی کے ماتحت نہیں لکھا گیا ہے جو تاریخی اور تنقیدی دونوں پہلوؤں سے نہایت صحیح اور مستند نہ ہو۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قدم قدم پر مغربی مصنفین اور دشمنان دین کی تدلیسات و تلبیسات کا دامن چاک کر دیا ہے۔ انکی خورده گیریوں کا جواب شافی موجود ہے۔ اور جو زہریلے خیالات پادریوں کی تحریرات سے آج کل کے مسلمانوں میں پیدا ہو گئے ہیں انکی تریاق ہر سطر میں موجود ہے۔

سوانح نگاری کے عام طریقہ کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کو زیب عنوان بنایا گیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ؎

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می‌نگرم کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

اس کتاب کے مطالعہ سے ہر ذی فہم پر روشن ہو جائے گا کہ جو ارفع خصائص ایک ہادی کے لئے عقل انسانی تجویز کر سکتی ہے وہ سب کے سب بدرجہ اتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں موجود ہیں۔ گویا یہ کتاب غیر مسلم کے لئے تحفہ بے نظیر ہے اور مسلم کے لئے شمع تنویر۔

فہرست مضامین

تمدن اسلام } اس میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ اسلام ہی اس وقت زندۂ جاوید مذہب دنیا میں ہے جو دنیا کو مصائب حاضرہ سے بچا سکتا ہے۔ یہ کتاب ایک پڑھنے والے کے دل میں اسلام سے سچی محبت پیدا کر دیتی ہے اور اس میں قرآن کریم کے مطالعہ کی حقیقی و سچی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ آیات قرآنی کی تفسیر میں لائق مصنف نے اجتہاد کی شان دکھائی ہے اور بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے کہ اس کتاب حکیم کی تعلیم، ترقی کی کس قدر محرک و ممد ہے اور اسے اخلاق عالیہ کی کیسی مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتی ہے۔ اس حیرت انگیز جامعیت کے ساتھ دنیا کے کسی اور مذہب یا حکمت معلومہ نے یہ سبق نوع انسان کو نہیں دیا تھا۔ فاضل مصنف نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اس قول کی کہ "ہم پہلے ہندوستانی ہیں پھر مسلمان وغیرہ" جا بجا سخت مذمت کی ہے۔ دوسرے مذاہب میں وہ تمدنی خامیاں بتائی ہیں جن کی بدولت عہد جدید کے اہل علم و تحقیق سرے سے الہامی مذہب ہی سے منکر و منحرف ہو گئے ہیں۔

قیمت اصلی رعایتی
عہ ۸ر

توحید فی الاسلام } اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی ماں ہے اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے۔ یہی علوم جدیدہ کی محرک حکمت و فضیلت کی مولد

اصلی رعایتی

اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید ہی سے حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے ۸ر ۶ر

سلک مروارید } یہ ان دس معرکۃ الآرا لکچروں کا مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے ۱۲ر ۸ر

ینابیع المسیحیت } حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی۔ یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مسیحی دین کی ایک ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے انکشافات اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بحیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت انگیز اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جس سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں اور جس کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ ۱۴ر ۱۰ر

رازِ حیات یا انجیل عمل } اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ قوت دولت حشمت جاہ وجلال مرفہ الحالی کا راز قوت عمل ہی میں مضمر ہے جس طرح باغ کی تروتازگی اور نشوونما پانی سے ہوتی ہے اسی طرح زندگی کا راز بھی قوت عمل میں پنہاں ہے یہ کتاب تمام ملک میں مقبول ہو گئی ہے۔ ۱۴ر ۱۰ر

ضرورت الہام } فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور ہر مذہب الہامی مذہب ہے۔ ۱۲ر ۶ر

مکالمات ملیہ } یعنے وہ گفتگوئیں اور بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر اہلی رعایتی مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں اس میں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مذاہب سے گفتگو کرنیوالے مسلمانوں کے لئے مفید ہیں۔ ۱۳ر ۰۶ر

مطالعہ اسلام } اس کتاب میں امنت باللہ و ملئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ والیوم الاخر وقدر خیرہ وشرہٖ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ نیز پانچ ارکان اسلام کلمہ طیبہ، حج، روزہ، نماز، زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۱۰ر ۵ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں } اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں اور اختلافات فروعی ہیں اور تمام مسلمانوں کو یکجہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے۔ ۱۲ر ۶ر

لمعات انوار محمدیہ } حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات اور آپ کے خلق کا آئینہ، حسن معاشرت کا فوٹو، علمی، ادبی، اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع جس میں مشرقی اور مغربی اہل قلم نے زبردست مضامین لکھے ہیں ۴ر ۲ر

مذہب محبت } اس میں فاضل مصنف نے براہین قاطع کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زمین پر صلح و امن، آشتی و محبت، پیار و یکجہتی کامیابی کے ساتھ قائم کرسکتا ہے۔ ۵ر ۰۲ر

ذرات عالم کا مذہب } اس میں مصنف نے دکھایا ہے کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے روح کی پیدائش اور اس کے فرائض، مسئلہ ارتقائے انسانی، کفارہ پر ایمان، اپنی ہتک ہے۔ ۶ر ۳ر

اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی } اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ پیش کیا گیا ہے جسے پڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کے بغیر چارہ نہیں رہتا ۶ر ۳ر

ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان } یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید

مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اردو، انگریزی لٹریچر میں یہ کتاب اس موضوع کی پہلی کتاب ہے اصلی رعایتی
اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ عربی سے سب زبانیں نکلی ہیں اور کل ممالک کے آباؤ اجداد
عربی الاصل تھے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ۱۰ر ۵ر

براہین نیرہ معروف بہ زندہ و کامل الہام } قرآن مجید ایک خاتم و ناطق الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ دیگر مذاہب کے عقائد اور اصولوں پر منطقیانہ بحث کی ہے۔ ۱۲ر ۶ر

پیام اسلام } قرآن کریم سے ایک اجنبی دل کو معرف کرنیوالی، کلام پاک سے اجنبیت غیریت اور تنفر کو دور کر کے اس سے فیضیاب کرنیوالی معرکۃ الآرا کتاب پیام اسلام پڑھو اس کتاب میں قرآن کی ضرورت اور اس کے اسالیب خاصہ پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے مضامین کی جداگانہ عنوانوں کے تحت میں تقسیم کی گئی ہے۔ خاصکر امور ذیل پر زور دیا گیا ہے۔ انسان کے متعلق قرآن کا نصب العین، کائنات میں انسان کا مقام، خلافت الٰہیہ اور اس کے حصول کے ذرائع روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، سیاسی امورات پر تعلیمات قرآنی۔ تزکیہ و اصلاح نفس۔ ۸ر ۴ر

مقصد مذہب } یہ وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی۔ شاتنی۔ آریہ سماجی۔ برہمو سماجی اور بہت سے دیگر مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔ ۳ر ۱۰ر

خطبات غربیہ } یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معرف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کے لئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمے کئے گئے ہیں۔ قیمت مکمل سٹ تعدادی ۷ کاپی۔ بلاجلد ۱۲ر ۶ر

سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام } اس کتاب میں فاضل مصنف نے

مشرق و مغرب کی روحانیت پر مفصل بحث کی ہے اور آخر میں اخلاق فاضلہ پر ایک بحث کی ہے کہ اخلاق فاضلہ کس طرح انسان میں پیدا ہو سکتے ہیں اور اس کے کیا کیا ذرائع ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر مطالعہ کنندہ پر روحانیت کا حقیقی مفہوم واضح ہو جائے گا۔ ۱۲ر ۶ر

ہستی باری تعالیٰ } جسمیں خداوند تعالیٰ کی ہستی کے عقلی و نقلی دلائل دیئے گئے ہیں جو دہریوں کے لئے اتمام حجت ہیں مظاہر قدرت و قرآنی آیات ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ نہایت بلند ارفع و اعلیٰ علمی پایہ کی کتاب ہے۔ ۶ر ۳ر

یسوع کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر } فاضل مصنف نے الوہیت مسیح، کفارہ، معجزات مسیح بدی کی حقیقت الغرض وہ مسائل جو عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں ان سب کی براہین نیرہ قاطعہ سے تردید کی ہے۔ ۳ر ۱۰ر

اسلام اور علوم جدیدہ } اس کتاب میں فاضل مصنف نے نہایت واضح طور پر بیان کیا ہے کہ قرآن ہی ایک کتاب ہے جسنے لطیف حقائق اور باریک مسائل سمجھانے کے لئے صحیفۂ قدرت اور اس کے مظاہر کی طرف انسان کو متوجہ کیا۔ ۳ر ۱۰ر

صلائے نصرت باہل ہمت } یہ فارسی نظم ہے جسمیں حضرت خواجہ صاحبؒ نے واقعات حاضرہ سے قرآنی آیات و احادیث نبوی صلعم سے اسلام کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کی ہے۔ ۲ر ۱ر

حیات بعد الموت } اس میں آواگون کا عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ اور آریوں کے مقابل زبردست حربہ ہے۔ ۶ر ۳ر

تحفہ کرسمس } یہ رسالہ منظوم ہے جسمیں مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس میں عیسائیت کو مذہب بت پرستی ثابت کیا گیا ہے۔ اس کی نظم تو حضرت برق پشاوری کے قلم سے ہے اور اس کا مقدمہ نثر میں ہے جو حضرت خواجہؒ کا نتیجہ فکر ہے ۶ر ۳ر

موضوع القرآن (تہذیب انسانی اسماء الٰہیہ) یہ مضمون ہمارے روزانہ دستور العمل کا ہادی ہے۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی تفسیر بیان کی ہے۔ ۲ر ۱ر

دیگر مصنفین کی قابل دید کتابیں

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ - مصنفہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر گدیہ　اصلی　رعایتی
تفصیل مضامین :- دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ، سقراط، مسیحؑ، اور حسینؑ کی شہادت کا دنیا پر اثر۔　۵ر　۲ر

اسلامی نماز کا فلسفہ :- مصنفہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر گدیہ
فاضل مصنف نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں اسلامی نماز کے فلسفہ کو بیان کیا ہے۔ یعنی کیوں ہم پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں؟ کیوں وضو کرتے ہیں۔ کتاب نہایت دلچسپ ہے　۳ر　۱ر

تفسیر سورۂ فاتحہ } مصنفہ مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی　۲ر　۱ر

اسلام یعنی ہمدردی بنی نوع کا مذہب مصنفہ مولانا محمد علی صاحب
تفصیل مضامین :- امن کا مذہب، اسلام کی امتیازی خصوصیات - اسلام ایک تاریخی مذہب ہے۔ اسلام کے بنیادی اصول، اسلام میں خدا کا تصور، الہام الٰہی، حیات ثانیہ، کیفیت بعد از ممات، فرشتوں پر ایمان، ایمان کا اصل اصول، نماز، روزہ، حج، حقوق العباد اخوت اسلامی، سخاوت۔　۴ر　۲ر

سیرت نبوی } آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مختصر خاکہ اور حضورؐ کے اخلاق فاضلہ کی سچی تصویر　۳ر　۱ر

قرآن اور جنگ } مصنفہ مولانا مولوی صدر الدین صاحب مبلغ اسلام - اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید وہ صحیفہ ہے جسمیں نہ صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے بلکہ اس میں ہر ایک وقتی ضرورت کا علاج بھی موجود ہے۔　۳ر　۱ر

تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان :- آج تک جس قدر نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان میں ہوئی ہیں ان سب کی تصاویر موجود ہیں۔ ان نومسلموں کے مجمع کو حالت نماز میں دیکھ کر ایک راحت اور سرور پیدا ہوتا ہے قیمت بحساب فی درجن -　۱۰ر　۵ر

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبۂ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ اُن کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمٰی کی مسلم سوسائٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) مشن کے آرگن ۔۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) مشن کے تاثرات ۔ (۱) مشن کی اکیس۲۱ سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکین اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جد و جہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس۲۱ سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداری فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جد و جہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آزار کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولیں نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے، (۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کردیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریکِ خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ [illegible] ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعتِ اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ [illegible] ہے اور ممالک غیر کیلئے [illegible] ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخلِ حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے۔ نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیرِ اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زرِ کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کرکے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیتِ کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعتِ اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانۂ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عیدِ قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعتِ اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمیٔ امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آیندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹراتِ آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں۔ (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں۔ (۵) چیکوں پر تین عہدہ دارانِ ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam, The Mosque, WoKing, Surrey, England.

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان) +

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں۔

August 1939 R. L. NO 908

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (مہ) سالانہ
قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران آیت ۱۰۳)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو بُرا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیلِ مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ! امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلم زائرین بھی اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کے لئے

The Muslims in England celebrate the birthday of the Holy Prophet.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے؛

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعتِ اسلام

جلد ۲۵ | ماہ اگست ۱۹۳۹ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ | نمبر ۸

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں [illegible] چھپا اور [illegible] لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ اگست ۳۹ء

شذرات

رسالہ ہذا کی اشاعت زیر نظر کو اس عظیم الشان اجتماع کے شاندار فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے۔ جو عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تقریب سعید پر سرزمین انگلستان میں یکجہتی و ہم آہنگی کا دل آویز نظارہ پیش کر رہا ہے۔ اس دلکش منظر نے اسلام کی عالمگیریت کو عملی جامہ پہنا کر سرزمین تثلیث میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ پرستاران توحید بلا امتیاز رنگ و نسل، ملک و قوم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور انہیں اخوت و مساوات کے دلکش مظاہرات سے متاثر ہو کر ہزاروں مسیحیت کے دلدادے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ اور روز بروز ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ عید میلاد النبی (صلعم) کی برکت سے وہ دن جلد لائے کہ مسلمان یدخلون فی دین اللہ افواجا کی عملی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ آمین۔

بیاد سیّد مبارک علی حسین ترمذی صاحب مرحوم

۱۰ / مارچ کو جمعہ کے دن ایک بجے کے وقت، ایک ہفتہ سے کچھ زائد، مگر معمولی سی علالت کے بعد، جسکو انفلوئنزا تشخیص کیا گیا۔ سید مبارک علی حسین ترمذی نے ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وفات سے ایک رات پہلے ان پر بیہوشی طاری ہوگئی اور اطباء کی انتہائی کوششوں کے باوجود وہ مرتے دم تک ہوش میں نہ آسکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسٹر ترمذی کا وطن الہ آباد تھا۔ یہ شہر صوبہ متحدہ (ہندوستان) میں واقع ہے۔ وہ ایک دولتمند خاندان میں پیدا ہوئے تھے اور ابتداء عمر ہی میں انہوں نے اس امر کا احساس کیا کہ مسلمانوں کو تجارت کے میدان میں جدوجہد کرنا چاہئے۔ اسی سلسلہ میں وہ کلکتہ گئے جو ہندوستان کی تجارتی زندگی کا مرکز ہے۔ چونکہ اس میدان میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی اس لئے انہیں حوصلہ ہوا کہ یورپ جاکر قسمت آزمائیں۔ چنانچہ پہلے وہ جرمنی گئے۔ اور ۱۹۲۸ء میں انگلستان آئے اور دنیا کے تجارتی نظام کے مرکز میں رہ کر انہوں نے قسمت آزمائی شروع کی۔ اور انہیں اپنی قابلیت کے مطابق کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے لندن کو اپنا وطن بنالیا اور ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے یہاں رہنے لگے۔ یہ بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ اور مشرقی تاجروں کو یہ بات شاذونادر ہی نصیب ہوتی ہے۔ انگلستان میں ابتداء سے جو چیز انکی زندگی میں نمایاں ہوئی وہ ان کی فیاضی اور سخاوت تھی۔ وہ ہر شخص کی امداد کے لئے تیار رہتے تھے خواہ اس کا مذہب کچھ ہی ہو۔ جو شخص استمداد کے لئے ان کے پاس گیا۔ انہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں ہمیشہ اس کی مدد کی۔ ۱۹۳۴ء میں وہ مسلم سوسائٹی کے خزانچی منتخب ہوئے اور قلیل مدت کو مستثنےٰ کرکے آخر وقت تک اس منصب پر فائز رہے۔

۱۹۳۶ء میں انہوں نے ۱۰ / ۱۱ ایکلسٹن سکوائر میں ایک عالیشان مکان خریدا۔ اور اس کا بڑا حصہ مسلم سوسائٹی کے اور شاہجہان مسجد کے مذہبی تقاریب کے لئے وقف کردیا۔ لیکن یہ تو ان کی اس ملک میں اسلامی خدمت کی ایک معمولی سی داستان ہے۔ درحقیقت ان کا وقت، دماغ،

اور دولت سب کچھ خدمت اسلام کے لئے وقف تھا۔ اسلامی تہذیب کے قدیم معیار کے مطابق ان کا دروازہ، ہر وقت مہمانوں کے لئے کھلا ہوا تھا۔ اور یہ وہ خاصیت ہے جو اب مسلمانوں میں مفقود ہوتی جاتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو موجودہ تمدن اور اقتصادیات سے متاثر نہیں ہوئے ہیں۔ ہر شخص جو سوسائٹی اور مسجد کی سرگرمیوں سے واقف ہے وہ اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ مرحوم کا مکان مسلمانوں کے لئے ایک مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔ اور یہ سب کچھ بیگم ترمذی کی شرافت اور مہمان نوازی کی بدولت ممکن ہو سکا۔

اس فیاضی کے ساتھ ساتھ وہ بغایت منکسرالمزاج تھے، اور یہ صفت بھی آج کل عنقا ہوتی جاتی ہے۔ اگرچہ قدیم اسلامی تہذیب کا طغرائے امتیازی ہے۔ اگرچہ مسٹر ترمذی موجودہ زمانہ میں رہتے تھے لیکن ان کی یہ صفت بھی ان کی زندگی میں بغایت نمایاں تھی۔

وہ اگرچہ بڑے علمی آدمی تھے تاہم ان کی قوت متخیلہ کچھ کم بیدار نہ تھی اور اسلام اور خادمان اسلام کے متعلق ان کے دل میں نہایت اعلیٰ درجہ کے جذبات موجزن رہتے تھے۔ انہیں اس بات کا پورا یقین تھا کہ ایک زمانہ میں انگلستان کا نمایاں مذہب اسلام ہی ہوگا۔ اور وہ اس بات کے بڑے آرزومند تھے کہ پیدائشی مسلمان اور نومسلم دونوں ملکر ایک مضبوط جماعت اس ملک میں قائم کریں اور یورپ کی دوسری جماعتوں کی طرح باہمدگر اتحاد و اتفاق سے زندگی بسر کریں کچھ عرصہ سے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ لندن میں مسلمان طلبہ کے لئے ایک دارالاقامہ قائم کریں۔ تاکہ اس مسیحی اور مادیت نواز ملک میں، ان کی مذہبی زندگی محفوظ رہ سکے مختصر یہ کہ اس مضمون میں مرحوم کی اسلامی خدمات کی تفصیل بیان کرنا بہت دشوار ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس باب میں، اس وقت ان کا بدل ملنا بھی ہمارے لئے بہت دشوار ہے۔

ووکنگ مسلم مشن نے ان کی اسلامی خدمات کے اعتراف میں چند ماہ ہوئے انہیں مشن مذکور کا ٹرسٹی مقرر کیا تھا۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ وہ اس قدر جلد ہم سے جدا ہو جائیں گے۔ پیر کے دن ان کی نعش لندن نکرو پولس کمپنی کے دفتر میں تجہیز و تکفین کے لئے لائی گئی اور امام صاحب نے خود یہ کام اپنی نگرانی میں انجام کو پہنچایا منگل کے دن بہت سے مسلمان اور غیر مسلم اصحاب

نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے جمع ہوئے۔ نمازِ جنازہ امام صاحب مسجد ووکنگ نے پڑھائی اور اس کے بعد تابوت بذریعہ ٹرین، بروک وڈ مسلم قبرستان روانہ کیا گیا۔ دفن کے وقت حسبِ ذیل اصحاب موجود تھے۔

ہز ایکسیلنسی سعودی وزیر، سر عبدالقادر، علامہ یوسف علی، مسٹر اسمٰعیل ڈی یارک، مسز ڈی یارک، مسٹر ایس زیڈ شاہ، ڈاکٹر شاکر اور مسز محمدی، مسٹر اور مسز رشید، ڈاکٹر اور مسز رضوی، مسٹر سعید محمدی - وغیرہ - ایک بجے دن کے قریب غمگین مجمع نے حسرت آمیز جذبات کے ساتھ مرحوم کو سپردِ خاک کر دیا - اور اس طرح ایک ایسا شخص قضا کے ہاتھوں ہم سے چھین لیا گیا، جو بڑی خوبیوں کا مالک تھا - اور جس کی ذات سے تبلیغ اسلام کے متعلق ہماری بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔

اس سانحہ میں ہم سب مسز ترمذی اور مرحوم کے چھوٹے بچے سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں جو وفات سے چند ماہ پیشتر ہی پیدا ہوا تھا - اللہ تعالےٰ بیگم ترمذی کو صبر جمیل عطا فرمائے - تاکہ وہ اس نقصان کو برداشت کر سکیں، جس کا احساس ہم سب کو ہے - اور ہماری دعا ہے کہ مرحوم کا صاحبزادہ اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چل کر ملت اسلامیہ کا سچا خادم ثابت ہو اور اس بارِ عظیم کو اٹھا سکے - جو اس کے لائق باپ نے اس کے سپرد کیا ہے - اور آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی روح پر اپنی برکات عالیہ کا نزول فرمائے - اور قیامت کے دن ان کو مراتب جلیلہ عطا فرمائے آمین۔

سر عبداللہ آرچبالڈ ہملٹن کی وفات

ابھی ایک دوست کی وفات کا صدمہ فراموش نہ ہونے پایا تھا کہ برطانی مسلمانوں کو سر عبداللہ آرچبالڈ ہملٹن کی وفات کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ یہ سانحہ ۱۷ مارچ کو واقع ہوا۔ اور وفات غالباً حرکت قلب بند ہو جانے سے واقع ہوئی۔ کیونکہ رات کو مرحوم بالکل تندرست تھے اور سونے سے قبل بہت خوش وخرم۔ اسی لئے ان کی وفات کا وقت متعین نہیں ہو سکا ان کی عمر ۶۲ سال کی ہوئی۔

سر آرچبالڈ جو دو جاگیروں کے وارث تھے۔ (پہلی جاگیر ۱۷۷۶ء میں اور دوسری جاگیر ۱۸۱۹ء میں قائم ہوئی) ۱۹۱۵ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد، ان جاگیروں کے مالک ہوئے۔ وہ رائل ڈیفنس کور میں لفٹنٹ تھے۔ پھر ۱۹۱۴ء میں ریکروٹنگ آفیسر ہو گئے بعد ازاں سیلسی ڈسٹرکٹ کے آنریری ریکروٹنگ آفیسر بنے۔ پھر ۳۵ ویں رجمنٹل ڈسٹرکٹ کے نمائندے۔ پھر رائل سسکس رجمنٹ کی چوتھی بٹالین میں لفٹنٹ ہوئے۔ اور آخر میں سیلسی کنسرویٹو جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔

انہوں نے پہلی شادی ۱۸۹۷ء میں اولگا سے کی تھی جو امیر البحر سر اے فٹنر جارج کے سی۔ وی۔ او۔ کی اکلوتی بیٹی تھیں اور، ہز رائل ہائنس فیلڈ مارشل ڈیوک آف کیمبرج آنجہانی کی نواسی تھیں اور ڈیوک مذکور، ملکہ وکٹوریہ کے سگے چچا زاد بھائی تھے۔ اور دوسری شادی ۱۹۰۶ء میں السگا شا مارجری بلاشس کے ساتھ ہوئی۔ جو کہ مسٹر جارج چائلڈ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جارج ای اے اے فٹنر جارج جو ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوا تھا اس کی رسم اصطباغ پر شاہ جارج پنجم اور ملکہ میری اس کے دینی ماں باپ بنے تھے۔ وہ گرینیڈیر گارڈز میں لفٹنٹ تھا اور ۱۹۱۴ء میں میدان جنگ میں مارا گیا۔ دوسری بیوی کی وفات پر مرحوم نے ۱۹۲۷ء میں تیسری شادی کی۔ یعنی موجودہ لیڈی ہملٹن کے ساتھ جو اس وقت ان کے بعد زندہ ہیں۔ سر آرچبالڈ مرحوم ولیم ہملٹن کی اولاد میں سے تھے۔ جو

سرجیمس ہملٹن کے بھائی تھے اور ڈیوک آف ایبرکارن کی اولاد میں سے تھے۔ نیز ان کا سلسلہ نسب بیرن ہملٹن آف پینرلی سے بھی ملتا ہے۔ جن کی شادی شاہ جیمس ثانی والی ملک سکاٹلینڈ کی بیٹی میری سے ہوئی تھی۔ مرحوم نے ۱۹۲۳ء میں اسلام قبول کیا تھا۔ اور اس وقت سے تادم وفات وہ اس مذہب کے زبردست مبلغ رہے۔

ان کی وفات کی خبر مسجد میں ۱۸ مارچ کو موصول ہوئی۔ چنانچہ امام صاحب سیلسی گئے۔ تاکہ لیڈی ہملٹن کے مشورہ کے مطابق انکی تجہیز و تکفین کا سامان کریں۔ منگل کے دن پھر گئے اور غسل وغیرہ دیکر میت کو تابوت میں رکھا گیا۔ آخری دیدار کے لئے تابوت ۲۳ تک رکھا رہا۔ اس کے بعد بذریعہ موٹر کار میت کو بروک وڈ مسلم قبرستان پہنچایا گیا۔ ۱۲ بجکر ۳۰ منٹ پر تابوت قبرستان پہنچا اور امام صاحب اور کارکنان مشن اور دیگر مسلمانوں نے مرحوم کے جنازہ کی نماز ادا کی اور پونے ایک بجے میت سپرد خاک کی گئی۔ ان کی قبر، اسلام کے بہادر سپاہی یعنے لارڈ ہیڈلے الفاروق بالقابہ کی قبر کے برابر ہے۔ دونوں زندگی میں ایک دوسرے کے بڑے رفیق تھے اور دونوں اشاعت اسلام کے لئے برابر کوشاں رہے۔ پس یہ بہت اچھا ہوا کہ وفات کے بعد بھی دونوں کی قبریں ایک دوسرے کے ساتھ بنائی گئیں۔ خدا ان دونوں کی روحوں پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے ان کی زندگی کو اچھا نمونہ بنائے

ہم اس موقعہ پر لیڈی ہملٹن کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

نقل مجوزہ ۱۹۸ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء جو ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ میں پاس ہوا۔

"قرار پایا کہ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور کی مجلس منتظمہ کے ارکان مسٹر ترمذی آف لندن کی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ جنھوں نے اس ملک میں اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں۔ اور ووکنگ مشن کو ان کی ذات سے بہت

تقویت پہنچی۔ مجلس کی رائے میں، ان کی وفات مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک زبردست نقصان ہے۔ اور ان کی وفات سے ووکنگ مشن کو ایک مخلص اور پرجوش خادم کی امداد سے محروم ہونا پڑا۔ اس لئے ان کی وفات ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مجلس کے ارکان مناسب خیال کرتے ہیں کہ اپنی دلی ہمدردی کا پیغام مرحوم کے متعلقین کی خدمت میں پہنچائیں اور اس مجوزہ کی ایک نقل مرحوم کی بیگم صاحبہ کی خدمت میں بھی روانہ کی جائے۔

ناظرین رسالہ کی قابلِ توجہ

ہمیں یقین کامل ہے کہ ۲۰ سال کے عرصہ میں جو تبلیغی کارہائے نمایاں مسلم مشن ووکنگ انگلستان نے مغرب و امریکہ کی سرزمین میں سرانجام دیئے ہیں اسے پڑھکر آپ بیحد مسرور ہوئے ہونگے جن اغراض و مقاصد کو لئے مشن کا آغاز ۱۹۱۲ء میں ہوا۔ ان سب میں اسے بفضلہ تعالیٰ غیر متوقع کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

اس مشن کی اسلامی تحریک ایک عالمگیر مذہبی تحریک ہے اس مشن کا انگریزی اسلامی لٹریچر ان انگریزی دان مسیحی ممالک میں جا پہنچا جہاں ووکنگ مشن کے مبلغین کی رسائی مشکل تھی۔ اور جہاں اس لٹریچر نے مسلسل پہنچکر ایک خاموش مبلغ کا کام کیا اور جسے پڑھ کر ان میں سے بہت سے لوگ آخرکار مسلمان ہو گئے۔

مشن کے گزشتہ عظیم الشان تبلیغی نتائج اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔ اگر انہی پر ہم غور کریں تو مشن کا مستقبل ہمیں بہت ہی شاندار نظر آرہا ہے۔

آج لٹریچر کا زمانہ ہے۔ لٹریچر کے ذریعہ سے بہترین تبلیغ اسلام ہو سکتی ہے۔ لٹریچر ان نارسا مقامات پر بآسانی پہنچ سکتا ہے۔ جہاں مبلغین مشن کا پہنچنا، روپیہ، وقت، اور صعوبتِ سفر کو چاہتا ہے۔

شومیٔ قسمت سے آج کل عالمگیر اقتصادی ابتری ہے۔ اس اقتصادی بدحالی نے مشن کی آمد پر بھی اثر ڈالا ہے چنانچہ بعض متمول تاجر اور اسلامی ریاستوں کے مخیر تاجدار جن کے بل بوتے پر آج تک یہ مشن چل رہا تھا۔ اقتصادی کشمکش کی وجہ سے مشن کو بڑی بڑی بھاری امداد دینے سے معذور ہو چکے ہیں اس لئے اس وقت اب ہم حیران ہیں کہ مشن کو انگلستان جیسی گراں سرزمین میں کیسے چلائیں۔ یہ قومی کام ہے۔ قوم کی توجہ اور امداد سے ہی چل سکے گا۔ اس لئے میری مودبانہ التماس ہے کہ رسالہ اشاعت اسلام کی اپنے حلقہ اثر میں توسیع اشاعت فرمائیں اگر ہر ایک بہی خواہ رسالہ تین جدید خریدار فراہم کرے تو ہماری بہت سی مالی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

خادم۔ خواجہ عبد الغنی سکرٹری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

اخبار مسجد ووکنگ

انگلستان میں جلسۂ مولود النبی صلعم

انگلستان میں، مسلم سوسائٹی نے، مسٹر محمد اسمٰعیل ڈی یارک بی ایل (آنرز) بارسٹر
کی صدارت میں، بتاریخ ۲ مئی ۱۹۵۳ء بروز شنبہ، عید میلاد النبی صلعم کے موقعہ پر ایک
عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور اس مبارک تقریب کے لئے گرینڈ ہال، آف پورٹمین رومز
بیکر سٹریٹ لندن کو منتخب کیا گیا تھا۔

اس شاندار تقریب کی مناسبت سے، گرینڈ ہال کے صدر دروازہ ، بڑے ہال،
اور ملحقہ کمروں کو، نہایت خوبی کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ وقت مقررہ سے پہلے ہی مختلف اقوام
و مذاہب کے لوگ کثیر تعداد میں، جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے تھے۔ تاکہ وہ اس عظیم المرتبت
ہستی کی خدمت میں، اپنے خلوص کا ہدیہ پیش کر سکیں، جس کا نام نامی بنی نوع آدم کی تقدیر سے
وابستہ ہے۔ جلسہ گاہ میں افغانی بھی تھے اور ہندوستانی بھی۔ مصری بھی اور ترک بھی۔ شامی
بھی اور عراقی بھی، ہندو بھی اور سکھ بھی، انگریز بھی اور ایرانی بھی، فلسطینی بھی اور مراقشی بھی
سوڈانی بھی اور حبشی بھی۔ اس کے علاوہ ایک اور خصوصیت بھی تھی، جس کی بنا پر، اس اجتماع
کی اہمیت لوگوں کی نگاہوں میں بہت بڑھ گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ اس جلسہ میں تمام اسلامی ممالک
کے ارباب سیاست اور غیر مسلم اصحاب بھی موجود تھے۔

مہمانوں کی پیشوائی کے بعد ٹھیک ۸ ½ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سوسائٹی کے
صدر نے کرسی صدارت کو زینت بخشی اور مسٹر عبد اللطیف آرنلڈ نے جو ہماری سوسائٹی کے
ایک سرگرم برطانی مسلم رکن ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کی اور اس کے بعد قرآنی آیات کا
انگریزی میں ترجمہ بھی پیش کیا۔

صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس تقریب کی اہمیت اور سنجیدگی کا اظہار کیا اور

مسلم سوسائٹی کی طرف سے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اور اس امر پر اظہار مسرت کیا کہ اس مبارک تقریب پر تمام اسلامی ممالک کے نمائندے اس جلسہ میں تشریف فرما ہیں۔ بعد ازیں موصوف نے الحاج علامہ عبداللہ یوسف علی سے درخواست کی کہ وہ اپنے گرانقدر خیالات سے حاضرین کو مستفید کریں۔

مسٹر یوسف علی نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ نبوت کے خاص مقصد کے متعلق لوگوں میں بڑی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ نبوت کا مقصد اصلی، نہ تو پیشگوئیاں کرنا ہے اور نہ معجزات دکھانا۔ بلکہ موثر طریق پر صداقت کی تبلیغ کرنا ہے۔ اور یہ کام ہمیشہ خطرات سے لبریز ہوتا ہے سورۂ ہود میں مختلف انبیا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور اس کا ایک مقصد یہ ہے کہ دنیا کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جائے کہ جو صفات مختلف انبیا میں پائی جاتی تھیں وہ سب کی سب سرکار دوعالم صلعم کی ذات میں جمع تھیں۔ آپ کا عفو اور حلم، لوگوں کے ساتھ محبت کا برتاؤ دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک، قوم کی بدسلوکی کے مقابلہ میں آپ کا صبر اور استقلال، بیواؤں یتامے، غلاموں اور بیکسوں کے لئے آپ کی ہمدردی، اور ہر کام میں خدا کو یاد رکھنا۔ یہ وہ صفات ہیں جو کسی دوسرے انسان کی زندگی میں نظر نہیں آتیں۔ آخر میں موصوف نے مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ اپنے پیشوا کی ان صفات عالیہ سے سبق حاصل کریں۔ اور آپ کے سوانح حیات میں محض معمولی باتوں سے واقفیت پر اکتفا نہ کریں۔

ان کے بعد بیگم اکرام اللہ صاحبہ نے تقریر کی اور کہا کہ جو عظیم الشان کامیابی آنحضرت صلعم کو اپنے مشن میں حاصل ہوئی وہ آپ کی زندگی کا سب سے نمایاں معجزہ ہے۔ آپ نے انتہائی مخالفت کے باوجود، عرب میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ اور دنیا کو ایک کامل مذہب اور کامل نظام معاشرت عطا فرمایا۔ اور شان کمال بذات خود آپ کی عظمت پر دوسری زبردست دلیل ہے۔ آپ نے ایسا مذہب دنیا کے سامنے پیش کیا جس نے عورتوں کے جملہ حقوق کی ایسی حمایت کی ہے مثلاً نکاح وطلاق وغیرہ، اور بین الاقوامی تعلقات پر ایسی عمدگی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں مل سکتی۔

صاحبہ موصوفہ کے بعد شیخ سر عبدالقادر صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ آنحضرت کی

ولادت پر اظہار مسرت کرنا گویا، دنیا میں حریت، اخوت، اور مساوات کی ولادت پر اظہار مسرت کرنا ہے۔ آنحضرتؐ دنیا میں پہلے نبی ہیں۔ جنہوں نے اس حقیقت کا اعلان فرمایا کہ کسی مرد یا عورت کی عظمت، اس کی نسل، رنگ، ذات پر منحصر نہیں، بلکہ اس کی ذاتی اور انفرادی خوبیوں پر۔ اپنی تقریر کے خاتمہ پر انہوں نے کانپور کے مولانا حسرت موہانی صاحب کا تعارف حاضرین سے کرایا۔ جنہوں نے حضورؐ کی شان میں ایک اعلےٰ درجہ کی نظم اردو میں پڑھ کر سنائی۔

جلسے کے خاتمہ سے پہلے مسٹر رشید مسلم سوسائٹی کے سکرٹری نے اس امر پر اظہار مسرت کیا۔ کہ برطانی نومسلم اصحاب اس یوم سعید میں بڑی دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان میں سے بعض اصحاب دور دراز مقامات مثلاً یارک، جرسی، مانچسٹر، بورن متھ اور ساوتھ سی سے چل کر اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے۔

جلسے کے بعد حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔ اور احباب ۱۱½ بجے تک ایکدوسرے سے تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ جلسہ بہر نوع کامیاب رہا۔ اور ہم کارکنان جلسہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی کوششوں کی بدولت جلسہ اس درجہ کامیاب رہا۔ اور اس جلسہ کی اہمیت اس درجہ نمایاں ہے کہ اس میں مبالغہ نہیں کیا جاسکتا۔ ابھی تک دنیائے مغرب میں آنحضرت صلعم کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اور ان مبارک تقاریب کی بدولت اسلام کے خلاف جو تعصب پایا جاتا ہے اس میں بہت کچھ کمی ہو سکتی ہے اور اسلام کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اس کی تردید بھی بآسانی ہو سکتی ہے۔

حاضرین جلسہ میں حسب ذیل اصحاب کے اسماء گرامی تذکرہ کے قابل ہیں:-

عبدالرحمن حقی بے، ہزایکسلینسی ایم آرزادہ، ہزایکسلینسی وزیر عراق، سر آرنسٹ بنیٹ ایم پی رائٹ آنریبل لارڈ اور لیڈی لیمنگٹن، لیڈی ہیڈلے۔ میجر برڈ وڈ۔ سردار بہادر موہن سنگھ، ملک معظم کے ہندوستانی اردلی افسران، سکرٹری عرب مرکز، سکرٹری رائل مصری کلب صدر جمعیتہ المسلمین اور کرنل حامد نصرت صاحب۔

اسلام غیر قابل تسخیر مذہب ہے

(از مسٹر عبدالرزاق صالح)

حال ہی میں رسالہ "پیغامبر قلب مقدس" میں جو سیلون سے شائع ہوتا ہے۔ ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "اقوام مسیحی کو، اشاعت اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔" اس مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیحیت اور تہذیب دونوں کے لئے اشاعت اسلام ایک مستقل خطرہ ہے۔" سمجھ میں نہیں آتا کہ کیتھولک پادریوں کو ایسے غیر مہذب الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوگئی؟ حالانکہ انہیں کسی نے اشتعال نہیں دلایا۔ اور نہ کوئی اور ایسا سبب پیدا ہوا؟ اگر یہ کہا جاتا کہ مسیحیت کو بہ حیثیت مذہب اسلام سے خطرہ ہے (اور بلاشک یہ ایک حقیقت ہے) تو ایک بات بھی تھی۔ لیکن یہ سمجھ میں نہ آیا کہ تہذیب کو اسلام سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسیحیت، یا کلیسائی مسیحیت، خود اپنے پاؤں پر کبھی بھی کھڑی نہیں ہو سکی ہے۔ اس نے ہمیشہ دوسروں کا سہارا تلاش کیا ہے۔

ایک قدیم ضرب المثل ہے کہ تم تمام دنیا کو محصور کر سکتے ہو لیکن بولنے کی زبان نہیں پکڑ سکتے۔ یہ مثل ان پادریوں کے حق میں بالکل صادق آتی ہے۔ جنھوں نے اسلام اور اس کے متعلقات کے بارہ میں ہمیشہ بے سروپا باتیں بیان کی ہیں۔ پادریوں نے، اسلام کی اشاعت کا اعتراف کرنے کے بعد یہ بھی کہا ہے کہ تہذیب کو بھی اسلام سے خطرہ ہے۔ اس قسم کی باتیں اسلامی دنیا کے لئے نئی نہیں ہیں۔ بلکہ قبل ازیں اس قسم کا دروغ سامنے آچکا ہے اور ہم نے بارہا اس کی دھجیاں اڑادی ہیں۔ اور اس دروغ کو ابھی تک زندہ ہونے کی توفیق نہیں مل سکی ہے۔

ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا پادریوں کے علاوہ کسی اور کو بھی اسلام کی اشاعت سے کوئی خطرہ ہو سکتا ہے؟ کاش یہ پادری، مذہبی امور پر لکھتے وقت اس سے بہتر مذہبی سپرٹ

کا مظاہرہ کر سکتے۔ کیا مذہب ہی رہ گیا ہے کہ اس کے متعلق تعصبانہ اور جاہلانہ انداز میں اظہار خیالات کیا جائے؟ کیا کیتھولک کلیسا کا یہ فرض نہیں کہ وہ ان پادریوں کو مضمون نگاری کا بہتر اور پر امن طریق سکھائے؟ اگر ان لوگوں میں دیانت کا مادہ ہوتا تو وہ اس بات کو تسلیم کر لیتے کہ تہذیب کو اگر کوئی خطرہ ہو سکتا ہے تو مسیحیت سے ہے۔ جبکی فرسودگی اس درجہ عیاں ہو چکی ہے کہ اب گرجوں میں "خالی بنچیں اور خالی نشستیں" نظر آتی ہیں۔ اور یہ نظارہ مسیحی دنیا میں عام ہو چکا ہے۔

پادری کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مسیحیت کو اسلام سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ اسلام ایسا مذہب ہے جس نے مسیحیت کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔ پس کوئی تعجب نہیں اگر پادریوں کو اسلام ایک خطرہ نظر آرہا ہے۔ کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو مسیحیت کے بعد ظاہر ہوا ہے اور اس کا دعوے ہے کہ میں مسیحیت کی اصلاح اور تکمیل اور اس کو منسوخ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ یہی وہ مذہب ہے جو صاف لفظوں میں مسیحیت کی سچائی کا انکار کرتا ہے۔ جس نے ہر میدان میں مسیحیت کو شکست دی ہے۔ اور اس وقت بھی کئی مقامات میں مسیحیت سے بازی لئے جاتا ہے۔

لیکن یہ کہنا کہ تہذیب کو اسلام سے کوئی خطرہ ہے، ایک ایسی غلط بیانی ہے جسکی اچھی طرح تردید کرنی چاہیئے۔ کیتھولک پادریوں کو یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ ان کی جماعت ازمنہ وسطےٰ میں، تہذیب و تمدن کے لئے ایک حقیقی خطرہ ثابت ہو چکی ہے۔ انہیں ازمنہ مظلمہ اور محکمۂ احتساب کو فراموش کرنا زیبا نہیں ہے۔ جس نے تہذیب و تمدن کو تباہ کرنے کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے مسیحیت کے جسم میں ناسور پڑ گئے۔ بلکہ اسے مزید تحقیق کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسا مذہب ہے۔ جس نے یورپ میں علم وفن کی روشنی پھیلائی اگر ان پادریوں میں، جناب مسیح کی اس تعلیم کی اشاعت میں کچھ خلوص ہوتا کہ "جو شخص تیرے دائیں گال پر طمانچہ مارے تو اپنا بایاں گال بھی اس کے سامنے کر دے"؟ تو یہ لوگ پہلے خود اس تعلیم پر عمل کرتے۔ اور دنیا کے سامنے ایک ایسا مذہب نہ پیش کرتے۔ جسکی تاریخ بیگناہوں کے خون اور ظالموں کی تلوار سے مرتب ہوئی ہے۔

میں کیتھولک پادریوں سے یہ بات دریافت کرنی چاہتا ہوں کہ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے تو شیطان اس کی رہنمائی کرتا ہے یا عقل و دانش ؟ اور کیا وہ ان دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں؟ یہ ان کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ کچھ فراست سے کام لیتے اور ایسی غیر مہذب طرز اختیار نہ کرتے۔

ہندوستان کے اچھوت اگر اسلام قبول کرتے ہیں تو محض معاشرتی مساوات کی خاطر نہیں بلکہ اس میں اور فوائد بھی ہیں۔ وہ لوگ اس قدر مساوات یا خطابات یا اعزاز کے لئے نہیں۔ بلکہ اس حریت فکر کے لئے اسلام قبول کرتے ہیں جو یہ مذہب انہیں عطا کر سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی انہیں اعلےٰ اخلاقی اصولوں کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ یہ اچھوت اگر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو اس لئے کہ ان کا آبائی مذہب انہیں قابل عمل نظر نہ آیا۔ اور ایک غیر خوشگوار، اور ناقابل تفہیم بار رہے۔

بلاشبہ یہ معلوم کرنا بہت فخر کا موجب ہے کہ خود مسیحیت اس امر کا اقرار کرتی ہے کہ نہ صرف افریقہ میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی اسلام ترقی کر رہا ہے۔ اور بلاشبہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔ اسلام کو یہ فوقیت صرف سوشل اور سیاسی اعتبار سے حاصل نہیں ہے۔ بلکہ اس لئے کہ صداقت اسلام کی رگ رگ میں پوشیدہ ہے اور اسلام بلاشک، امن اور امان اور صلح کا مذہب ہے۔

کیتھولک پادری کہتے ہیں کہ "مسیحیت اور تہذیب کو پھر اسلام کی جانب سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ مصیبت صرف دعا ہی سے ٹل سکتی ہے " اچھا جس چیز کے لئے وہ چاہیں دعا کریں۔ لیکن یہ حقیقت تو کبھی نہیں مٹ سکتی کہ اسلام اس مسخ شدہ مسیحیت کے لئے ہمیشہ ایک "مستقل خطرہ" ثابت ہوگا۔ اگر ان لوگوں سے ہو سکے تو اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے انتہائی کوشش کر دیکھیں۔ مگر یہ یاد رہے کہ حق ہمیشہ پائدار اور قائم ہے اور جھوٹ (باطل) مٹ جائے گا۔

یورپ کے تقریباً تمام ممالک، کلیسائی مذہب سے تنگ آ چکے ہیں اور اس کا ثبوت وہ طرز عمل ہے جو آج کل یوم سبت کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔ اور لوگ رفتہ رفتہ کلیسا اور مسیحیت

دونوں سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ علاوہ بریں بعض ممالک تو مسیحیت سے اس درجہ تنگ آچکے ہیں کہ وہ اب اس "کیتھولک خطرہ" سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور بلاشبہ یہ مذہب شروع سے اب تک ایک خطرہ ہی رہا ہے۔ کیتھولک پادری لکھتا ہے کہ "یہ ایک تکلیف دہ مگر حیرت انگیز حقیقت ہے کہ متعدد مقامات میں اسلام نے عیسائیت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ حالانکہ مسیحی پادریوں اور راہبوں اور راہبات نے تبلیغ کے سلسلہ میں بہت کچھ ایثار کیا ہے۔

اسلام کی ترقی، ممکن ہے حیرت انگیز معلوم ہو۔ لیکن ان لوگوں کو چند سال تک صبر کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد انہیں معلوم ہوگا کہ اب ان کے مذہب کی حالت اس درجہ زبوں ہوگئی ہے کہ وہ کہیں کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔

بلاشبہ اسلام اس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ باوجود اشد مخالفت، اس کی ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن کیتھولک پادریوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک نامور مسلمان نے لکھا ہے کہ "کائنات کا ہر ذرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے"۔ بلاشبہ ترقی کرنا اقلیم فطرت کا قانون ہی گھونگے سے لے کر عالیشان گرجے تک، گھاس کی پتی سے لے کر عظیم الشان بلوط کے درخت تک، جگنو کی چمک سے لے کر، برقی محراب تک، جھینگر کے شور سے لے کر موسیقی کے نغمہ تک، ہر شئے مسلسل ترقی کر رہی ہے۔ کائنات میں نہ تعطل ہے اور نہ رجعت قہقری۔ اسیطرح اگر یہ پادری اپنے مذہب میں ترقی چاہتے ہیں تو انہیں دوسروں پر اعتراض ناروا کرنے سے احتراز لازم ہے۔ کیونکہ وہی مذہب ترقی کرسکتا ہے جس کی بنیاد کامل صداقت پر قایم۔ لیکن ان لوگوں کو شاید دوسروں پر الزام عائد کرنے ہی میں مسرت محسوس ہوتی ہے۔

آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ شیشے کے مکانات میں رہتے ہیں انہیں دوسروں پر پتھر پھینکنے سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ اپنے مذہب کے قیام کے لئے دوسرے مذاہب پر ناروا اعتراضات کرنے سے یہ لوگ اس کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں کرسکتے کہ عقلمند اور صاحب فہم اصحاب کی نظروں میں ذلیل ہو جائیں۔

آنحضرت صلعم اور آپؐ کا مقصدِ رسالت

(از سید ایف شادمان صاحب)

میں ان مسائل سے بحث نہیں کروں گا۔ جنھوں نے علمار کو صدیوں سے حیران کر رکھا ہی میں توحید الٰہی کے متعلق اور اس بے نظیر ہستی کے مقصد رسالت پر کچھ خیالات پیش کرونگا جس نے اپنی ربانی طاقت کی بدولت اوہام باطلہ کو دور کرکے اصلی سچائی تک پہنچنے کا راستہ بتادیا۔

ہم دور تشکیک میں رہتے ہیں۔ ہر شے کے متعلق شک کرتے ہیں، اور سائنٹفک اعتبار سے یہ اصول مفید ہے۔ کیونکہ ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور ہمیں لاسلکی اور ٹیلی وژن جیسی مفید اشیار اسی کی بدولت حاصل ہوئی ہیں۔ لیکن کیا ہم اپنے اجداد کی بہ نسبت زندگی کے مسائل کے متعلق یا موت اور ابتدائے کائنات کے متعلق کم جاہل ہیں؟

دنیا میں ایسے علمار بھی موجود ہیں جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور ایسے حکما بھی موجود ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس پر سائنٹفک زاویۂ نگاہ سے غور کرنا چاہئے۔ کیا وہ لوگ جو اپنے معلومات اور مشاہدات پر قانع ہیں ان لوگوں سے زیادہ وسیع النظر ہیں جو دانستہ طور پر اپنے کو ایک طاقت کے سامنے سرنگوں کرتے ہیں۔ جسکے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ان پر حکمران ہے عقیدہ میں اختلاف ہی ظاہر کرتا ہے کہ خالق کا مسئلہ ایسا آسان نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ ورنہ کوئی عالم ایمان نہ لاسکتا۔

ان نے ہمیشہ اس مشہور کائنات سے ورا کسی شے کے متعلق خیال کیا ہے۔ اور اس نے غیر محدود ہستی کا تصور اس وقت سے کیا ہے جب سے وہ تصور کرسکتا ہے۔ چنانچہ پسچر مشہور فرنچ فاضل نے، فرنچ اکاڈیمی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ "مسلک ایجابیت نے جس کا اصول یہ ہے کہ سائنٹفک طریق سے ایجابی تصورات پر یقین کیا جائے۔ سب سے اہم تصور یعنے لامحدودیت۔ کو فراموش ہی کردیا ہے۔ ان تاروں بھرے آسمان

سے آگے بھی تو ایک دُنیا ہے - اچھا تو پھر وہ کیسی ہے ؟ کیا ہماری قوت متخیلہ زمان اور مکان کو محدود کر سکتی ہے ؟

خدا کا تصور، ایسی نوع کے تصور کی ایک صورت ہے - اور جب تک یہ تصور انسان کے دماغ پر مستولی ہے، اس وقت تک لامحدود خدا کی پرستش کے لئے معابد تعمیر ہوتے رہیں گے - رہا نام، تو اسے خواہ اللہ کہو یا پرماتما -

پس پیچورنے بہت سے دیگر علماء سائنس کی طرح اس امر کا اثبات کر دیا ہے - کہ اس دنیائے مشہود کے علاوہ، اس سے وراء، کچھ اور بھی ہے - جو ہمیں محیط بھی ہے اور ہم پر حکمران بھی -

میں جزئیات کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا - اگر ہم بنی آدم کی تاریخ کا مطالعہ کریں کہ انہوں نے اس طاقت کا سُراغ لگانے میں کس قدر جدوجہد کی ہے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ انسانی فکر کی ترقی کو اس طاقت کے تخیل کے ساتھ ایک عجیب رابطہ رہا ہے - اگر کوئی شخص تمام مذاہب کے اصولوں کا موازنہ کرے - از ابتداء تا زمانہ آنحضرت صلعم - تو اسے معلوم ہوگا کہ تمام مذاہب کا رجحان اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ تصور باری تعالیٰ کی توضیح کو تدریجی ارتقاء نصیب ہو - گویا انسانیت اپنے آپ کو اس عظیم الشان تصور کے سمجھنے کے لئے تیار کر رہی ہے اسی لئے اسلام نے جملہ ادیان سابقہ کو منجانب اللہ تسلیم کیا ہے -

نسل انسانی کی تاریخ میں عجیب ترین بات یہ ہے کہ علم الٰہی کا دروازہ ایک امی عرب نے کھولا - جو سرزمین عرب میں پیدا ہوا تھا - اور آپؐ کے اس احسان عظیم کا صحیح اندازہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا - جب تک اس ماحول کا علم نہ ہو جس میں آپؐ پیدا ہوئے تھے - عربوں کا قومی انتشار، ان کی توہم پرستی، ستم شعاری اور عورتوں کے ساتھ حقارت آمیز سلوک، آپؐ دنیا میں پہلے انسان ہیں جنھوں نے بت پرستی کے ماحول میں توحید الٰہی کا علم بلند کیا - اور رب العالمین تک پہنچنے کا صحیح راستہ دنیا کو دکھایا - کیا یہ علم آپؐ نے از خود حاصل کیا یا بذریعہ الہام آپ کو ملا ؟ آپ دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہی تھے - چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں " میں مثل تمہارے ایک بشر ہی ہوں - ہاں مجھے وحی آتی ہے " اور میں سمجھتا ہوں کہ

ہر مسئلہ الہام ہی کی بدولت حل ہوتا ہے۔ پس آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلام، جیسا کہ لاکھوں آدمی غلطی سے سمجھتے ہیں، محمدیت یا محمد پرستی نہیں ہے۔ جو کہ آنحضرت صلعم کی تعلیم کے برخلاف ہے آنحضرت انسان ہیں، جن کو خدائے قیوم نے انسانوں کا ہادی بنایا۔ اور یہی اہم بات ہے۔ کہ اسلام خالص انسانی حقائق سے بحث کرتا ہے۔ جو اگرچہ بہت سادہ ہیں لیکن بہت عمیق۔

یہ بظاہر معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ آج بھی بہت کم افراد ایسے ہیں جو اس حقیقت عظمیٰ کا حقیقی مفہوم سمجھ سکتے ہیں۔ مکہ، منجملہ دیگر شہروں کے بت پرستی کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اور مرد اور عورتیں، سب سچے خدا سے بے خبر تھیں۔ اور اپنی مصنوعات کی پرستش کرتی تھیں۔ اور ایسے لوگوں کو صحیح راستہ دکھانا، کوئی آسان کام نہ تھا۔ کیا آنحضرت صلعم صرف اپنی ہی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ یا آپ کے پاس تمام دنیا کے لئے کوئی پیغام تھا؟ بے شک آپ کا تخیل کسی خاص ملک سے وابستہ نہ تھا بلکہ آپ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کی تعلیمات نے تمام دنیا کے بے شمار انسانوں کے خیالات میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اسلام نے فلاسفہ کو غور و فکر کے لئے کافی مواد دیا۔ جنھوں نے مختلف ممالک میں اس کا مطالعہ کیا۔ از اسپین تا جزائر فلپائن۔ بعض متعصب مورخین نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ فتوحات کی بنا پر اسلام کی اشاعت ہوئی۔ حالانکہ یہ بات حقیقت سے بہت دور ہے۔ اسلام میں بذات خود فتح کرنے کی طاقت ہے۔ کیونکہ اس حقیقت نے ان اقوام کی آنکھیں کھولدیں جو خود اپنے مخلوقات کی پرستش میں مبتلا تھیں۔ ان کو اس کا کوئی علم نہ تھا کہ ان بتوں سے بالاتر بھی کوئی طاقت ہے۔ جو زیادہ طاقتور، زیادہ اہم اور بے پایاں اور عالی مرتبہ ہے۔

اس خاندان میں پرورش پانے کے بعد، جس کی شرافت کا دشمنوں کو بھی اقرار ہے۔ آنحضرت صلعم نے مختلف ممالک کا سفر اختیار کیا۔ دن میں آپ مختلف اقوام اور مناظر کو دیکھتے تھے۔ اور رات کے وقت آپ مختلف الخیال افراد، عرب بت پرست، یہود، نصاریٰ احبار وغیرہ سے گفتگو فرماتے اور ان کے خیالات کا جائزہ لیتے اور کبھی کبھی خلوت میں ان پر غور کرتے۔ پہاڑوں کی خلوت بہت مفید ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے جملہ امور پر غور کیا۔

لیکن ان طریقوں سے آپؐ کی تسلی نہ ہوئی۔ بلکہ آپؐ کے دل سے یہ آواز آئی کہ ان مظاہر سے بالاتر کوئی قوت ہے۔ خلوت آپ سے کہتی تھی کہ، لامحدود کی عظمت پر غور کرو۔ اور یہ بالکل فطری، منطقی اور معقول بات ہے کہ انسان جب اس مخفی طاقت سے فیضیاب ہو تو لوگوں کو بھی اس علم سے آگاہ کرے جو اسے حاصل ہوا ہے۔ اور ان سے درخواست کرے کہ بتوں کی پوجا چھوڑ کر اس خدا کی طرف رجوع کریں جو تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ آپؐ کی آواز صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی۔ بہت سے لوگوں نے سنی۔ اور آج بھی ہم اسے دل کے کانوں سے سن سکتے ہیں۔

ایک زمانہ تھا جبکہ دیگر مذاہب کے علما بھی آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ اور لوتھر اور دیگر فرقہائے مسیحیت، اس درجہ متعصب تھے کہ انہیں اسلام کی پوری تاریخ میں سوائے بدی کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اب وہ زمانہ گزر گیا۔ اور آج بہت سے لوگ ایسے ہیں جو خدا میں ایمان نہیں رکھتے۔ لیکن اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ اپنے دعوے میں صادق تھے۔ اور جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ بنی آدم کے حق میں بہت مفید ہے۔

جب آپؐ کی عمر ۴۰ سال کی ہوئی۔ تو آپؐ کو وحی عطا ہوئی۔ جس کی بدولت آپؐ نے دنیا کو خدا کا جدید اور کامل تصور عطا فرمایا۔ لیکن دنیا نے ابتداءً آپؐ کی بات پر کان نہ دھرا اور صرف چند لوگ ایمان لائے۔ جن میں سے آپؐ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ اور بھائی حضرت علیؓ۔ رفیق حضرت ابوبکرؓ اور غلام حضرت زیدؓ۔ شروع میں آپؐ علانیہ طور پر تبلیغ نہیں کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد، خدا نے آپؐ کو علانیہ تبلیغ کا حکم دیا۔ اس پر نئی دشواریاں پیدا ہوئیں۔ لوگوں نے آپ کا مذاق اڑایا۔ اور مجنون اور ساحر کہا۔ اور آپؐ کے پیرووں کو بھی ایذا دینی شروع کی اور آپؐ کو اس وجہ سے بہت قلق ہوتا تھا کہ آپؐ کے مخلص پیرووں کو کفار اس بنا پر ایذا دیتے تھے کہ وہ اسلام لے آئے ہیں۔ لیکن آپؐ نے اس کو برداشت کیا۔ کیونکہ آپ چاہتے تھے کہ دنیا کا بھلا ہو۔ آپؐ کے الفاظ کا عربوں پر جو اثر ہوا اس کی اہمیت کو سمجھنا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب اپنی ہمشیرہ کے گھر، قرآن مجید کی چند

آیات سنیں تو ان پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ ایمان لے آئے۔ عربی زبان کے ماہر جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں شاعری اور فصاحت کا کس قدر زور شور تھا۔ اور آپؐ نے اپنی فصاحت و بلاغت سے بہت فصحائے عرب کو حلقہ بگوش اسلام بنا دیا۔

اس شخص کا کام کس درجہ دشوار ہے۔ جو ان لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے جو صدیوں سے بت پرستی کے خوگر ہو چکے تھے۔ اور حق و صداقت کو تسلیم کرنے سے انکاری یا غافل تھے۔ آپؐ نے ان لوگوں سے جو بتوں سے مغفرت طلب کرتے یا کاہنوں سے علم غیب معلوم کرتے تھے یہ فرمایا کہ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد ؕ یہ سورت اس مذہب کی بنیاد ہے جس نے دنیا کو خدا کا سچا اور صحیح علم عطا فرمایا۔ اور بنی آدم کو توہم پرستی سے نجات دی۔ اسلام کی ایک نہایت اعلیٰ خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسان کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ اپنے خدا سے براہ راست رابطہ پیدا کر سکے۔ اور یہ وہ حریت فکر ہے جس کی بدولت انسان کی روح ابتلاء سے محفوظ ہو سکتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ مسلمان شاذ و نادر ہی کوئی دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں؟ اسلام میں مختلف فرقے ہیں۔ اور اصولوں کی تشریح میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسلام کی تاریخ میں بہت سے نشیب و فراز بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن بنیاد غیر متغیر ہے اور جب تک انسان اس طاقت کا اعتراف کرتا رہے گا جو کائنات پر حکمران ہے۔ اس وقت تک اسلام کی عطا کردہ تعریف الٰہ کامل اور سچی رہے گی۔

قرآن مجید نے خدا کے متعلق جو تعلیم دی ہے وہ اس درجہ واضح اور صاف ہے کہ انسانی تفاسیر سے اس میں کوئی ابہام پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس نے اس تعلیم کو بہ تکرار بیان کیا ہے اور کسی ہستی کو خدائی صفات سے منسوب کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

یہ راست گوئی اور وضاحت بعض ان لوگوں کو پسند نہیں آتی جنھوں نے اسلام کے متعلق کچھ لکھا ہے۔ شاید ان کا خیال یہ ہو کہ وضاحت کے بجائے ابہام بہتر ہے۔

قرآن مجید کی پہلی سورت میں بتایا گیا ہے کہ متقی وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے، نماز قائم کرتے اور خدا نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل ہوا - اور اس پر بھی جو آپؐ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوا - اور جو یوم آخرت پر بھی ایمان لاتے ہیں ۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ انبیائے ماسبق کی تعلیمات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے - اور چونکہ مسلمان آپؐ کو آخر الانبیاء تسلیم کرتے ہیں - آپ نے آخری پیغام الٰہی دنیا کو عطا فرمادیا - اور آپؐ کی رسالت کی بدولت دنیا میں ایک نئی مذہبی تحریک جاری ہوئی - بلکہ تمام دنیائے اسلام میں حکمت کی ایک لہر دوڑ گئی جس کی روح رواں اسلام کی معقول تعلیم تھی جس نے انسان کو اور اس کی روح کو، توہم پرستی سے آزاد کردیا - لفظ اسلام خود اہمیت کا حامل ہے - کیونکہ اس کے معنے ہیں خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور دنیا میں امن قائم کرنا - مسلمانوں اور ان کے مخالفین کے مابین جو تنازعات پیدا ہوئے ان کی تفصیل بہت موجب طوالت ہے - لیکن اسلامی تاریخ کے کسی نقاد سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ جس شخص نے خدا کو رحمٰن اور رحیم بتایا ہو وہ تبلیغ میں جبر و شمشیر کے استعمال کو روا نہیں رکھ سکتا - اور اسلامی ثقافت کی ترقی ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ اس مذہب کی تعلیمات میں ضرور کوئی دوامی اور پائیدار عنصر موجود ہے - میں اس بات کو وضاحت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ عربوں کی فتوحات اور اسلامی فتوحات دو مختلف چیزیں ہیں - یہ سچ ہے کہ جب عربوں نے ممالک فتح کئے تو وہ مسلمان ہی تھے - لیکن بہت جلد وہ وقت آگیا جب مفتوحہ ممالک نے عربوں کی حکومت کو بالائے طاق رکھ دیا - اگرچہ انہوں نے اسلام کے عطیات کو باقی رکھا - اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس مذہب کی اعلےٰ تعلیمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس نے خدا کے سامنے سب انسانوں کو یکساں اور آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے -

دنیاوی معاملات سے قطع نظر کرکے، اسلام نے اخلاق اور نظریۂ حیات میں بھی ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا - آپ اس تحریک پر غور کریں جو اگرچہ مشہور ہے لیکن بہت کم لوگ اسے سمجھتے ہیں جو رواداری اور ایثار کی تعلیم دیتی ہے - میری مراد تصوف سے ہے - یہ تحریک انسانی جذبات سفلی مثلاً حرص و طمع، امتیازات نسلی اور تکبر وغیرہ کے خلاف ایک زبردست ردعمل ہے

اسلام کی روح سے متاثر ہونے کی بنا پر، صوفیاء کا طبقہ آج بھی رواداری اور وسعت نظر کے لئے مشہور ہے۔ اوران لوگوں نے بہت سے اعلیٰ اصولوں کی تلقین کی ہے جن پر عمل کرنے سے بنی آدم بہت کچھ فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

افسوس ہے کہ یورپین ممالک میں، اس اسلام کے متعلق وقوف بخش لٹریچر بہت کم ہے۔ جو حضرت عیسے علیہ السلام کو انبیائے اولوالعزم میں شمار کرتا ہے۔ بعض اوقات مجھے حیرت ہوتی ہے جب لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ مسلمان اللہ کی پرستش کرتے ہیں یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی یا دونوں کی؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ازمنہ وسطےٰ کی پیدا کردہ نفرت ہنوز باقی ہے۔ اور حقیقت شناسی سے، لوگوں کو ابھی تک ڈر سا معلوم ہوتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم سب اپنے تعصبات کو بالائے طاق رکھدیں۔ تاکہ حقیقت سے آشنا ہو سکیں۔

جن لوگوں کو اسلام میں صرف توہم پرستی اور رجعت پسندی نظر آتی ہے۔ یا تو وہ اسلامی علوم سے بے خبر ہیں یا متعصب ہیں۔ اور اس لئے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرنے سے معذور ہیں۔ رومی اور یونانی بھی، جن کا تمدن عربوں کے تمدن سے بالاتر تھا فاتحین تھے، لیکن اگرچہ اسلامی ممالک بھی ان کے تمدن سے متاثر تھے۔ وہ لوگوں کو وہ مذہب نہ دے سکے جو ان کی توہم پرستی کو مٹا سکتا۔

خواتین اسلام کے بہادرانہ کارنامے

(بسلسلہ سابق)

(از مولانا سید سلیمان ندوی)

جب اکبر نے شمالی ہند کو فتح کر لیا تو دکن کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ اس نے مراد اور خان خاناں کو اس مہم پر روانہ کیا۔ اس زمانہ میں برہان نظام شاہ، احمد نگر کا حکمراں تھا۔ اس نے کہا کہ برار کا صوبہ اکبر کو دیدیا جائے۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ ارادہ عمل میں آتا وہ مرگیا۔ اور اکبر صوبہ برار پر قابض نہ ہو سکا۔ شہزادہ مراد اور خان خاناں دونوں گجرات میں ڈیرے ڈالے پڑے ہوئے تھے اور اس موقع کے منتظر تھے۔ کہ احمد نگر پر حملہ کریں۔ انجام کار اب کا موقعہ بھی مل گیا۔ برہان شاہ کا جانشین، ابراہیم شاہ، امراء کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ اور منجھو منبر خاص آہنگ خان اور اخلاص خاں کے مابین، تخت کے لئے جھگڑا شروع ہوا۔ ہر شخص نے اپنی پادشاہی کا اعلان کر دیا۔ زبردست مناقشہ رونما ہوا۔ اور بہت خونریزی ہوئی۔ منجھو نے شہزادہ مراد کو لکھا۔ کہ آپ آیئے میں احمد نگر کا قلعہ فتح کرا دوں گا۔ مراد اور خان خاناں دونوں اپنے ساتھ شاہ رخ بدخشانی، شہباز خاں، راجہ جگن ناتھ، راجہ درگا پرشاد۔ راجہ رامچندر اور دوسرے امراء کو لے کر روانہ ہوئے۔ جب وہ احمد نگر کے قریب پہنچے تو منجھو خاں کو اپنی جلد بازی پر تاسف ہوا کیونکہ اس اثنا میں وہ اپنے جملہ مخالفین پر غالب آچکا تھا۔ لیکن مجبوراً اسے قلعہ خالی کرنا پڑا۔

جب چاند خاتون نے یہ دیکھا کہ آبائی حکومت ہاتھ سے نکلی جاتی ہے تو اس نے اسے بچانے کا تہیہ کیا۔ اس نے تمام مخالف امراء کو قلعہ سے نکال دیا۔ دوسروں سے مفاہمت کی۔ اور قطب شاہ والی بیجا پور سے امداد کی درخواست کی۔ اور ہر طرف سے قلعہ کو مضبوط کیا۔ اور دشمن کی منتظر ہوئی۔ ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۴ھ کو مراد فوجیں لے کر آن پہنچا۔ چاند خاتون نے فوراً گولہ باری شروع کی۔ مراد نے بہت کوشش کی کہ قلعہ فتح کرلے مگر بے سود۔ مجبوراً شام کے وقت مراد ناکام واپس ہوا۔ دوسرے دن مراد اور اس کے افسروں نے قلعہ کا چاروں طرف سے

محاصرہ کیا۔ یہ حالت کئی ماہ تک جاری رہی۔ لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا۔

دریں اثناء عادل شاہ نے ۲۵ ہزار سپاہ اور قطب شاہ نے ۶ ہزار سپاہ چاند سلطانہ کی کمک پر بھیجی۔ منجھو خاں، اخلاص خاں، آہنگ خاں اور دوسرے سردار بھی امداد پر کمربستہ ہو گئے اور اسطرح چاند خاتون کے پاس کافی جمعیت ہو گئی۔ مراد کو اس تازہ کمک سے بہت تشویش ہوئی اور اس کی فوج بھی مرعوب ہو گئی۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ اس کمک کے آنے سے پہلے پہلے قلعہ کو فتح کیا جائے۔ چونکہ جنگ کرنے سے قلعہ فتح کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے پانچ سرنگیں تیار کی گئیں۔ تین ماہ میں سرنگیں قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئیں۔ اور ان کے اندر بارود بھر دی گئی۔ تاکہ دیواروں کو اڑایا جا سکے۔ چاند خاتون کو جب حال معلوم ہوا تو اس نے کوشش کی کہ سرنگیں پاٹ دی جائیں اور بارود نکال لی جائے۔ مراد کی خواہش یہ تھی کہ فتح کا سہرا اس کے سر بندھے۔ اس لئے اس نے خانخاناں سے مشورہ کئے بغیر حملہ کر دیا۔ چاند خاتون نے دو سرنگوں کو بند کر دیا تھا اور تیسری بند ہو رہی تھی۔ جبکہ بارود کو آگ دکھا دی گئی۔ چنانچہ بڑے زور کا دھماکا ہوا۔ اور قلعہ کی دیوار میں پچاس گز تک رخنہ پڑ گیا۔ اور مراد مع اپنی مغل اور راجپوت فوجوں کے سامنے کھڑا تھا۔ قلعہ میں بدنظمی پیدا ہو گئی اور سپاہ کا دل ٹوٹ گیا۔ افسران فوج نے راہ فرار اختیار کی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لیکن اس موقعہ پر چاند خاتون نے گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار کھینچ لی اور خود فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ مراد اس انتظار میں تھا کہ دوسری سرنگیں بھی اڑیں تو حملہ کرے لیکن ایسا نہ ہوا۔ چاند خاتون نے دشمن پر گولہ باری شروع کی، سپاہ کا دل بڑھایا۔ اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مغلوں کی فوج حملہ آور رہی۔ مگر قلعہ پر قابض نہ ہو سکی۔ چاند خاتون ایسی دلاوری سے لڑی کہ قلعہ کی خندق دشمن کے سپاہیوں سے پٹ گئی اور مراد شام کو ناکام واپس ہوا۔ چاند خاتون نے راتوں رات رخنہ کو بند کیا اور صبح کو مراد دیکھکر حیران رہ گیا کہ دیوار بالکل تعمیر ہو چکی ہے اس کامیابی پر چاند خاتون کو سب نے مبارکباد دی اور اس دن سے اسکا لقب چاند سلطانہ ہو گیا۔ مراد کو اپنی مہم میں سخت ناکامی ہوئی۔ اکبر کے امراء بد دل ہو گئے۔ اور چاند سلطانہ سے مصالحت کی درخواست کی۔ اولاً چاند سلطانہ نے انکار کیا کیونکہ دشمن کی سپاہ بد دل ہو چکی تھی اور تھوڑی سی کوشش سے اسکی تباہی یقینی تھی۔ لیکن اسکی اپنی فوج قلعہ بند ہونے سے بد دل ہو چکی تھی لہٰذا اس نے صلح کر لی اور حسب ارداد سابقہ برار کا علاقہ مغلوں کو دیدیا گیا۔

دیباچہ کتاب مقدمۃ القرآن

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور

بقلم عالیجناب ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب بالقابہ*

میں مشہور عالم خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی کتاب پر، جو ان کی وفات کے بعد شائع ہو رہی ہے، دیباچہ لکھنا اپنے لئے باعث عزت سمجھتا ہوں۔ مرحوم کا علم اسلامیات کے متعلق بہت وسیع تھا اور وہ بلاشبہ بہت عالم فاضل انسان تھے۔ اور جو عظیم الشان لٹریچر انہوں نے پیدا کیا وہ اس بات پر زندہ شہادت ہے۔ وہ ایک سچے مسلمان تھے، جنھوں نے اپنی ساری عمر اسلام کی خدمت میں بسر کر دی اور مغربی ممالک میں اس کی اشاعت کے لئے اپنی زندگی کے آخر لمحات تک سعی بلیغ کرتے رہے۔ ہر شخص جو آپ سے ملتا، آپ کی دلفریب شخصیت کا مداح ہو جاتا تھا۔ اور ان کی شرافت اور مہربانی کا اس کے دل پر دائمی نقش قائم ہو جاتا۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی کو ان کی تفسیر قرآن کے بعض مقامات سے اختلاف ہو۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے اسلام کو بالکل نئی روشنی میں پیش کیا۔ اور نہایت شاندار طریق پر پیش کیا۔ ان سے بڑھ کر کسی شخص نے اسلامی تعلیم کو مغربی اقوام کے سامنے پیش نہیں کیا۔ اور نہ ان سے بڑھ کر اسلام کی تبلیغ یورپ میں، آج تک کسی فرد واحد نے کی ہے۔

اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں ازمنہ وسطیٰ نے یورپ میں پھیلی ہوئی تھیں ان کو دور کرنے کے لئے، بہت زیادہ جد و جہد درکار تھی۔ چونکہ توحید کے متعلق اسلامی تعلیمات نہایت سادہ اور دلنشین ہیں اور ان کے مقابلہ میں تثلیث کی غیر معقول تعلیم کو فروغ ہونا دشوار تھا۔ اس لئے پادریوں نے اسلام کے خلاف نہایت منتظم طریق پر غلط فہمیاں پھیلائیں۔ اسلامی تعلیمات کو مسخ شدہ صورت میں پیش کیا۔ اس کے عقائد کی غلط تاویلات کیں اور اس کے اصولوں کو مکروہ طریق پر بیان کیا۔ اور صدیوں تک اس غلط فہمی کا شکار رہے۔ اور اسلام کے متعلق نہایت لغو اور مہمل خیالات ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گئے تھے، بہت سے یورپین مصنفین نے بظاہر یہ دعویٰ کیا کہ ہم اسلام کی صحیح تعلیم پیش

* جناب ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب بالقابہ کے انگریزی آرٹیکل کا ترجمہ ہے۔ خواجہ عبدالغنی سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن

کر رہے ہیں لیکن دراصل انہوں نے دانستہ طور پر ان کو غلط انداز میں پیش کیا۔ مثلاً جنت اور دوزخ کے متعلق جو استعارات قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں ان کی غلط تاویل کی اور نہایت غیر معقول اور لفظی تراجم پیش کئے چونکہ اسلامی تعلیمات عربی زبان میں تھیں اور یورپ کے لوگ عربی زبان سے نا آشنا تھے اس لئے یہ کوشش صدیوں تک کامیاب ہوتی رہی۔ مقدمۃ القرآن میں خواجہ صاحب مرحوم نے اس قسم کی فریب کاریوں کا پردہ خوب اچھی طرح چاک کیا ہے۔

فرقہ بندی سے بالا رہ کر مرحوم نے انگریز قوم کے سامنے متحدہ اسلام کو پیش کیا اور اس معاملہ میں انہیں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی مسلسل کوششوں کی بدولت اسلام کے متعلق مغربی اقوام کے زاویہ نگاہ میں زبردست انقلاب پیدا ہو گیا۔ ووکنگ مشن کو استوار بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے بیس سال (۱۹۱۲-۱۹۳۲) تک جو کوشش انہوں نے کی وہ ان کا بلاشبہ ایک شاندار تبلیغی کارنامہ ہے جو ہمیشہ انکی شاندار خدمات پر ایک دلیل کا کام دیگا۔ انہوں نے نہایت قلیل سرمایہ سے اپنی تبلیغی جدوجہد کا آغاز کیا۔ لیکن ان کے زبردست ایمان کی بدولت انہیں نہایت زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ ووکنگ کی مسجد جسے مرحومہ بیگم صاحبہ بھوپال نے تعمیر کرایا تھا مشن کا مرکز بن گئی۔ اور ہم مرحوم کو صحیح معنوں میں ووکنگ مسلم مشن کا بانی قرار دے سکتے ہیں۔ اور جو کامیابی اس مشن کو حاصل ہوئی ہے وہ تمام تر مرحوم کی رہنمائی کی بدولت حاصل ہوئی۔ اگر نومسلموں کی تعداد کو مشن کی کامیابی کا معیار قرار دیا جائے تو اس لحاظ سے بھی یہ مشن نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ ہندوستان میں جو لوگ عیسائی ہوئے ہیں ان میں سے زیادہ تر لوگ جہلا اور ادنیٰ درجہ کے طبقہ سے آئے ہیں لیکن جو لوگ انگلستان میں مسلمان ہوئے ہیں وہ سب کے سب تعلیم یافتہ اور سوسائٹی کے اونچے درجہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ رسالہ اسلامک ریویو جو سنہ ۱۹۱۳ء میں جاری ہوا۔ اور رسالہ اشاعت اسلام جو اس کے دوسرے سال جاری ہوا۔ یہ دونوں رسالے مشن کی سرگرمیوں کے علمبردار ہیں۔ مرحوم سب سے پہلے مسلمان مبلغ تھے جنھوں نے اسلام کو مغرب میں اس زبردست انداز میں منظم طور پر پیش کیا۔ اور یورپ کے لوگ ان کے شاندار لیکچروں، مواعیظ، اور تقریروں کو مدتوں تک فراموش نہیں کر سکتے جن کے ذریعہ سے انہوں نے صحیح اسلامی تعلیمات پیش کیں۔

مقدمۃ القرآن کے دوسرے باب میں خواجہ صاحب نے قرآن مجید کی اعجازی خوبیوں کی تصریح کی ہے اور توحید کے متعلق اسلامی تعلیمات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ نیز اسلام کی عالمگیریت اور

جمہوریت پر نہایت خوبی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور قرآنی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی داستان بہت دلکش انداز میں لکھی ہے۔ انہوں نے اس حقیقت پر بھی زور دیا ہے کہ قرآن مجید بذات خود ایک زبردست معجزہ ہے اس میں کئی مقامات پر وعدہ خداوندی موجود ہے کہ یہ کتاب تحریف سے محفوظ رہے گی۔ اور دنیا جانتی ہے کہ قرآن مجید میں آج تک ایک شوشہ کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی ہے۔ پاکیزگی اور اصلیت کے لحاظ سے دنیا کی کوئی کتاب قرآن مجید کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اس کتاب کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات ہی کا نتیجہ تھا کہ عرب کے وحشی لوگ اس قدر مہذب انسان بن گئے بلکہ اخلاقی اعتبار سے فرشتہ صفت ہو گئے۔

اسلامی تہذیب کی بنیاد تمام تر مذہب پر قائم ہوئی ہے۔ مذہبی خیالات ہماری روزمرہ زندگی پر حکمراں ہیں اور ہمارے خیالات کی روح میں سرایت کر گئے ہیں۔ اسلام میں جو مختلف فرقے نظر آتے ہیں اس کا سبب محض یہ ہے کہ احادیث کی صحت کے متعلق مختلف طبقات نے مختلف زوایائے نگاہ قائم کر لئے ہیں۔ لیکن قرآن مجید کی صحت تمام فرقوں میں بنیادی نقطۂ اتحاد ہے اور اس پر تمام طبقات متفق ہیں۔ اور وہ تمام فقہی مذاہب کی بنیاد ہے اگرچہ بعض آیات کی تفسیر میں اختلاف آرا پایا جاتا ہے لیکن کتاب اللہ کا متن آج بھی ویسا ہی صحیح اور غیر محرف ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ اور ہر شخص اس کی روشنی میں ذاتی آرا قائم کر سکتا ہے۔

اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو کامل مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول کو حکم دیا کہ دنیا پر یہ حقیقت ظاہر کر دیجئے کہ میں بھی مثل دوسرے انسانوں کے، ایک انسان ہی ہوں۔ چنانچہ آپ نے کبھی اپنے آپ کو دوسرے انسانوں سے بالاتر قرار نہیں دیا۔ آپ میں اور دوسرے انسانوں میں جو فرق ہے وہ یہ کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوئی۔ اسلام نے نسل، قوم، وطن، رنگ اور زبان کے جملہ امتیازات کو بالکل مٹا دیا جسکی بدولت اسلامی سوسائٹی میں ایک منظم وحدت قائم ہو گئی اور اس میں عمرانی نظام کے مختلف طبقات کا مطلق وجود نہیں پایا جاتا۔

خواجہ صاحب نے اس حقیقت کو واشگاف کیا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے جب انسان مظاہر فطرت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ اور ان مظاہر کو معبود قرار دیتا تھا۔" قدیم زمانہ میں سب لوگ شرک میں مبتلا تھے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ نہ صرف دیوتا بلکہ بادشاہ اور سرداران قوم بھی خداؤں کی اولاد تھے اور اس لئے ان کا مرتبہ عام انسانوں سے بالاتر تھا۔ اور یہ مرتبہ انہیں خداؤں کی اولاد ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا جسے دوسرے انسان کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے۔ قدیم یونانی اور رومن اقوام میں بھی

سوسائٹی، خواص اور عوام، امرار اور غربا میں منقسم تھی جیسا کہ خواجہ صاحب نے لکھا ہے۔ یہودی
اجار اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے اپنے پیغام کی اشاعت کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس لئے
وہ اپنے آپ کو انباء اللہ کہتے تھے۔ یہودی لوگ اپنے آپ کو خدا کی برگزیدہ قوم خیال کرتے تھے
کہ خدا کی برکات کے وارث بس ہم ہی ہیں۔ دنیا کی دیگر اقوام جنٹائل (غیر یہودی) تھیں۔ اور یہ
کبھی یہود کی ہم پلہ نہیں ہوسکتیں۔ اسی طرح ہندو سوسائٹی میں بھی عدم مساوات انسانی کا عقیدہ راسخ
طور پر پایا جاتا ہے اور اسی بنا پر اس سوسائٹی میں چار ذاتوں کا ظہور ہوا۔ اور ایک شودر کے لئے کبھی
ممکن نہیں ہوسکتا کہ وہ بقیہ تین اونچی ذاتوں کا رکن بن سکے۔ اور ان میں خود مراتب پائے جاتے
ہیں۔ ان ذاتوں میں نہ آپس میں شادی ہوسکتی ہے اور نہ آپس میں ساتھ کھا پی سکتے ہیں۔ جناب
یسوع کے پیرو بھی اس قسم کے تعصبات سے مبرا نہیں ہیں۔ کیونکہ رنگ کا امتیاز جس قدر عیسائیوں
میں پایا جاتا ہے اس قدر دنیا کے کسی مذہب کے پیرؤوں میں نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ ملکی حالات جن کی
بنا پر جلد کا رنگ پیدا ہوتا ہے، ان کی نظر میں تہذیب کا واحد معیار ہیں، بعض یورپین ممالک میں
تو کالے رنگ کے عیسائی، سفید رنگ کے عیسائیوں میں، یا ان کے گرجوں میں بھی شامل نہیں ہوسکتے
چنانچہ یہ لوگ جداگانہ طور پر عبادت کرتے ہیں۔ اور آج کل تو یہودی لوگوں کی نسل کی بنا پر ان ممالک
میں ان کا بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ خود جناب یسوع بھی یہودی النسل تھے

تمام مذاہب عالم میں اسلام کو یہ تفوق حاصل ہے کہ اس نے مساوات نسل انسانی کا نہایت
شاندار طریق پر اعلان کیا اور بتایا کہ کوئی انسان ماں کے پیٹ سے گناہگار پیدا نہیں ہوتا۔ ہر شخص میں
ایزدی روح جلوہ گر ہے اور نقائص اور کمزوریوں کے باوجود روحانی طور پر ایک انسان دوسرے
انسان کی برابری کرسکتا ہے عظمت کا معیار صرف تقویٰ ہے" اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ
یعنے اللہ کے نزدیک تم میں وہی شخص زیادہ معزز ہے جو زیادہ متقی ہو (سورہ ۴۹: ع ۲) کسی کی خوبی کا معیار
اس کی نکوکاری ہے نہ کہ اس کا نسب۔ بقول خواجہ صاحب مرحوم " اسلام نے ایک عالمگیر شریعت
عطا کی اور تمام دنیا کو اپنے پیغام کا مخاطب بنایا۔ اور اپنی صداقتوں کو ساری دنیا کے سامنے پیش کیا
اسلام نے ایک عالمگیر مذہب پیش کیا اور اعلان کیا کہ تمام بنی آدم ایک ہی خاندان کے افراد ہیں (کیا
تمام لوگ ایک ہی قوم نہیں ہیں؟) اور ایک نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن مجید نے تمام امتیازات

کو مٹا دیا جن کی بنا پر ایک قوم دوسری قوم سے جدا ہو گئی تھی۔ اس نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا اور تمام دنیا میں اخوت انسانی کا اصول قائم کر دیا" چنانچہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے اعلان فرمایا کہ تمام انسان آپس میں بھائی ہیں اور خدا کی نظر میں سب یکساں ہیں اور میں آج کے دن تمام امتیازات نسل وقوم و زبان کو پامال کرتا ہوں۔ چنانچہ اخوت و مساوات انسانی وہ اصول ہے جو اسلام نے دنیا کو عطا کیا۔ ان اصولوں کا صحیح فلسفہ ابھی تک دنیا کی سمجھ میں پورے طور سے نہیں آیا ہے اور ممکن ہے کہ ان کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے دنیا کو ابھی مزید چند صدیوں کی اور ضرورت ہو۔

چونکہ مغربی پادریوں کو اسلام پر حملہ کرنے کے لئے کوئی اور بات نہ مل سکی اس لئے انہوں نے مسئلہ تعدد ازدواج کو ہدف اعتراض بنایا اور اس حقیقت کو فراموش کر دیا کہ وحدت ازدواج تو ایک خالص عمرانی مسئلہ ہے۔ دراصل دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے تعدد ازدواج کو مطلق ممنوع قرار دیا ہو۔ یونانی اس کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ سکندر اعظم اور اس کے باپ فلپ کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اور مصریوں میں بھی یہ رسم عام تھی۔ حمورابی کے بابلی قانون میں بھی اسکی ممانعت نہیں تھی۔ بلکہ بعض حالات میں دوسری شادی کی اجازت دی گئی تھی۔ آریوں میں نہ صرف آزادانہ، تعدد ازدواج کی اجازت تھی بلکہ تعدد بعول بھی رائج تھا چنانچہ پانچ پانڈوں کی ایک ہی بیوی تھی جسکا نام دروپدی بہت مشہور ہے۔ اسی طرح یہود نے تعدد ازدواج پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ اور توریت میں صاف لکھا ہے کہ اگر بھاوج بیوہ ہو اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو دیور اس سے شادی کر لے اگرچہ اس کی پہلی بیوی زندہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہود میں تعدد ازدواج کی کوئی حد معین نہ تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت داؤدؑ کی سو کے قریب اور حضرت سلیمانؑ کی ۷۰۰ سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اور ۳۰۰ کنیزیں ان کے علاوہ تھیں۔

مسیحی پادری دعوے کرتے ہیں کہ بائبل، وحدت ازدواج کی حامی ہے لیکن یہ دعوے حقائق کے سراسر خلاف ہے کیونکہ انجیل میں کوئی حکم ایسا نہیں جسکی رُو سے تعدد ازدواج ممنوع ہو۔ زوجہ کا لفظ صیغہ واحد میں مستعمل ہونے سے وحدت ازدواج کا عقیدہ مستنبط کیا گیا ہے اور یہ لفظ ہمیشہ جمع کو شامل ہوتا ہے متی کی انجیل کا یہ فقرہ کہ "جب دو انسانوں کو خدا نے مجتمع کر دیا ہے، کوئی انہیں جدا نہ کرے" طلاق کی ممانعت ثابت کرتا ہے نہ کہ کثرت ازدواج کی۔ اور مفسرین اقرار کرتے ہیں کہ یہ فقرہ جس سے وحدت ازدواج کا عقیدہ مستنبط کیا جاتا ہے مستند نہیں ہے۔ قدیم نوشتوں میں تو صرف یہ عبارت پائی جاتی تھی کہ جو شخص زنا کے علاوہ اور کسی سبب سے

اپنی بیوی کو طلاق دیگا تو وہ اسے زانیہ بناتا ہے" اور سچ تو یہ ہے کہ پہلی دو صدیوں میں مسیحی دنیا میں بھی تعدد ازدواج کا رواج تھا اور وحدت ازدواج کا اصول عیسائیوں میں اس وقت داخل ہوا جب وہ رومی تہذیب سے متاثر ہوئے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ آٹھویں صدی میں شارلیمان کی دو بیویاں تھیں حالانکہ وہ مسیحی دنیا کا مسلم رہنما تھا اور اسے مبلغ مذہب بادشاہ کا لقب دیا گیا تھا اور مزار مقدس کی کنجی اسکی تحویل میں تھی اور وہ حامی دین اور دنیائے مسیحیت کا محافظ قرار دیا گیا تھا۔ دو بیویوں کے علاوہ اس نے کئی عورتوں کو طلاق دی اور چند کنیزیں بھی اس کے محل میں داخل تھیں بعد ازیں فلپ آف ہیس اور ولیم ثانی شاہ جرمنی نے کلیسا کی اجازت سے ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں اور سی سالہ جنگ یورپ کے اختتام پر جب ویسٹ فیلیا میں صلح کا اعلان کیا گیا تو ۱۶۵۰ء میں فرانکش رئیشتاغ نے نیورمبرگ میں ایک قانون پاس کیا کہ ہر شخص کو دو عورتیں رکھنے کی اجازت ہے۔ انابیپٹسٹ فرقے کے عیسائی علانیہ کہتے تھے۔ کہ ایک سچے مسیحی کو ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا چاہیئے۔ اور مورمن فرقے کے عیسائی تعدد ازدواج کو فریضۂ آسمانی تصور کرتے تھے۔

اسلام ہی دنیا میں پہلا مذہب ہے جسنے نہ صرف تعدد ازدواج کی تحدید کی جسطرح طالمود میں کی گئی ہے بلکہ ایسی سخت شرائط عائد کر دیں کہ تعدد ازدواج پر عمل کرنا سخت دشوار ہو گیا۔" اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر صرف ایک بیوی پر اکتفا کرو" (۴: ۳) نیز فرمایا کہ" تم اگر چاہو بھی، تو بھی کئی بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکو گے"۔ ان احکام کی بنا پر تعدد ازدواج پر عامل ہونا اس قدر دشوار ہو گیا کہ آج اسلامی دنیا میں عام دستور وحدت ازدواج کا نظر آتا ہے۔ قرآن مجید نے تعدد ازدواج پر اس قدر سخت قیود وارد کر کے دنیا میں پہلی مرتبہ وحدت ازدواج کا دستور قائم کیا۔ خانگی طمانیت کیلئے اور عورتوں کے مرتبہ کو بلند کرنے کے لئے مسلمان بھی آج وحدت ازدواج پر اسی طرح عامل ہیں جسطرح ابتدائی زمانے کے عیسائی عامل تھے جنھوں نے اس اصول پر اس لئے عمل کرنا شروع کیا تھا کہ عورتوں کو حقوق حاصل ہو جانے کے بعد ان کی عمرانی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہو گیا تھا۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو توحید الٰہی کا سب سے بڑا علمبردار ہونے کا دعوےٰ کر سکتا ہے۔ غیر یہودی مذاہب عالم تعدد آلہ کے ابتدائی عقیدے پر قائم تھے کہ ہزاروں معبود ہیں اور وہ اولاد بھی پیدا کرتے رہتے ہیں چنانچہ آسمان میں لاکھوں دیوتا آباد تھے۔ جو افزائش نسل کے کام میں مصروف تھے جسطرح دنیا میں نظر آتا ہے اور ان حالات میں یہ تصور کرنا دشوار تھا کہ ان میں جدال و قتال کو کسطرح روکا جا سکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ دیوتا آئے دن ایک دوسرے کے خلاف مصروف پیکار رہتے تھے۔ ان میں حسد، طمع اور انتقام کے جذبات موجزن رہتے تھے اور ایسے پیچیدہ علم الاصنام سے خدائی طاقتوں کا کوئی معقول نظام

بنانا ناممکن تھا حفاظت کے خدا اور ہلاکت کے خدا کی طاقتیں ایک دوسرے کے ساتھ متصادم تھیں اور دونوں کو خوش رکھنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

اگرچہ یہود کے انبیاء نے توحید الٰہی کی تعلیم دی تھی لیکن یہ قوم کئی مرتبہ شرک میں گرفتار ہوئی کیونکہ قرب وجوار کے مشرکانہ عقائد سے متاثر ہو جاتی تھی۔ مذہبی کتب کی غلط تاویلات کی بدولت ان لوگوں میں ابن اللہ کا عقیدہ پیدا ہو گیا۔ اگرچہ یہ عقیدہ یہودی مذہب کی روح کے سراسر خلاف تھا۔ کتاب پیدائش باب ۶ درس ۲ میں انسانوں کو خدا کے بیٹے قرار دیا گیا۔ اور خروج ۴: ۲۲ میں خدا نے کہا کہ اسرائیل میرا پہلوٹھا بیٹا ہے۔" اسموئیل ۷: ۱۴ میں خدا نے کہا وہ میرا بیٹا ہو اور میں اسکا باپ ہوں۔ ایوب ۱ اور ۲: ۱ میں ایوب کے بیٹوں کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ زبور ۲: ۷ میں داؤد نے کہا کہ خدا نے مجھ سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے آج کے دن میں نے تجھے جنا ہے" اور درس ۱۲ میں ہے کہ بیٹے کو بوسہ دے" پس کوئی تعجب نہیں اگر یہود میں یہ غلط عقیدہ شائع ہو گیا کہ حضرت داؤد خدا کے بیٹے تھے۔

یہود میں خدا کو باپ کہکر مخاطب کرنے کا دستور عام تھا اور عیسائیوں نے یہ لفظ یہود ہی سے مستعار لیا ہے "اے ہمارے باپ تو جو آسمان میں ہے" یسوع نے بھی خدا کو باپ کہکر پکارا اور انسانوں کو اس کے بیٹے قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ انہی الفاظ کی بدولت عیسائیوں میں یہ غلط عقیدہ رائج ہو گیا کہ یسوع خدا کے بیٹے ہیں۔ صرف یوحنا کی انجیل ۳: ۱۶-۱۸ میں یسوع کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اس قسم کے الفاظ باقیماندہ اناجیل میں مستعمل نہیں ہوئے۔ اس عقیدہ کی بدولت توحید الٰہی کا عقیدہ باطل ہو گیا اور اسکی جگہ تثلیث رائج ہو گئی، اور باپ اور بیٹے کی عبادت، ماں کی عبادت کا اصول بھی پیدا کر دیا۔

اس موقع پر خواجہ صاحب مرحوم کی مشہور کتاب ینابیع المسیحیت کی طرف اشارہ کرنا خلاف محل نہ ہوگا۔ اس کتاب نے مسیحیت کے متعلق جو غلط خیالات مسیحی دنیا میں آج رائج ہیں ان کو دور کرنے میں تمام کتابوں سے زیادہ کام کیا ہے۔ مرحوم نے نہایت خوبی کے ساتھ ان قدیم عقائد کو یکجا جمع کیا ہے جو عیسائیت سے پہلے دنیا میں مروج تھے۔ اور مختلف حوالوں سے انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یسوع کے ابن اللہ ہونے کے عقیدے سے پہلے دنیا میں کئی مذاہب ایسے موجود تھے جو ابن اللہ کے عقیدے کے علمبردار تھے اور یہ سب خدا کے بیٹے کنواری عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کی ولادت دسمبر میں ہوئی تھی اور یہ سب گنہگار انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ہونے کے لئے دنیا میں آئے تھے۔ چنانچہ وفات کے بعد یہ سب دوزخ میں گئے اور وہاں سے نکلکر دوبارہ زندہ ہوئے۔ رابرٹسن کی کتاب سے مرحوم نے کئی حوالے پیش کئے ہیں کہ مسیحیت کے عقائد متھرائیت سے بیحد مشابہ ہیں اور یہ مذہب جناب یسوع سے ۵۰۰ سال قبل ایران میں بہت مروج تھا۔ چنانچہ

اس مذہب کے آثار آج انگلستان میں بھی کھود کر نکالے گئے ہیں متھرا کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ وہ خدا اور انسان کے درمیان ایک زبردست شفیع تھا۔ اور اس کی ولادت ۲۵ دسمبر کو ایک غار میں ہوئی تھی۔ وہ ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اس نے دور دراز ملکوں میں سیاحت کی۔ اس کے ۱۲ شاگرد تھے اور اس نے انسانوں کے لئے جان دی۔ وفات کے بعد مدفون ہوا لیکن تیسرے دن دوبارہ زندہ ہو گیا اور اس کے پیروؤں نے اس کے دوبارہ زندہ ہو جانے پر بڑی خوشی منائی۔" اسی قسم کی داستانیں دوسرے خدا کے بیٹوں کے متعلق بھی مشہور تھیں خصوصاً بابل کے بعل اور ہندوستان کے گوتم کے متعلق۔ لیکن قرآن مجید نے اعلان فرمایا:۔

"کہدے کہ اللہ ایک ہے۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔ اور ازلی ابدی خدا ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی ذات اس کی ہمسر ہے"

مقدمۃ القرآن کے آخری باب میں جسکا عنوان معمائے حیات ہے، تقدیر کے مشکل مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ انسانی افعال اور مظاہر فطرت میں ایک نمایاں امتیاز پایا جاتا ہے۔ تمام فطری قوانین غیر متبدل ہیں اور کوئی شخص انکو توڑنے پر قادر نہیں ہے۔ قانون تعلیل ہر وقت کارفرمائی کر رہا ہے۔ اور ایک فطری واقعہ کسی علت کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود انسان اپنی قوت ارادی میں آزاد اور خود مختار ہے اور ایک حد تک اسے عمل کی آزادی حاصل ہے۔ اسے اختیار ہے کہ خواہ صحیح راستہ منتخب کرے خواہ غلط۔ اور اس معاملہ میں اس پر کوئی جبر نہیں ہے۔ جو راستہ چاہے اپنے لئے اختیار کر لے۔ خدا نے ہر انسان کو صحیح راہ پر لگا دیا۔ اور پھر اُسے آزاد چھوڑ دیا۔ بیشک انسان پر اس ماحول کی قیود ضرور وارد ہیں جنمیں وہ رہتا ہے اور اس لحاظ سے اس کے جسمانی افعال پر جزوی قیود بھی وارد ہیں لیکن وہ کسی گناہ کے ارتکاب پر مجبور نہیں ہے جسکا کرنا یا نہ کرنا محض اسکی مرضی پر منحصر ہے۔ بقول صاحب شمس بازغہ "انسان نے اپنی آزادی کو مقید کر دیا اور ارادہ کو پابند بنا دیا" لیکن قرآن مجید نے اس بات کو بالکل صاف کر دیا ہے کہ ہم سب ایک ایسے خدا کے ماتحت ہیں جو علی کل شئی شہید ہے۔ خواہ وہ اشیا ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہوں مگر خدا کو ہر شے کا علم ہے اور وہ ہمارے مخفی قلبی خیالات سے بھی واقف ہے۔ تمام مستقبل اس کے سامنے موجود ہے اور اس کا یہ علم غیب کہ کل کیا ہو گا اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ لوگوں کے افعال اس علم سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کا علم غیب یا علم آئندہ کسی انسان کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ کوئی کام اپنی مرضی کے خلاف کرے۔

پیغمبر اسلام اور شعور آفاقی

(از مس میوریل باربر صاحبہ)

ڈاکٹر بک امریکن ماہر نفسیات نے ایک نہایت دلچسپ کتاب لکھی ہے جسکا عنوان ہے "شعور آفاقی" اور ڈاکٹر موصوف نے ارتقائے دماغی کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتاب بہت ضخیم ہے۔ اس میں ڈاکٹر موصوف نے یہ بات پیش کی ہے کہ شعور کی تین حالتیں ہیں۔ پہلی حالت شعور بسیط ہے جو حیات کی ابتدائی صورتوں میں پایا جاتا ہے، دوسری حالت شعور ذات ہے جو انسانوں میں پایا جاتا ہے اور عقلا کی زندگیوں میں اس کا پوری شان کے ساتھ اظہار ہوتا ہے۔ تیسری حالت "شعور آفاقی" ہے۔ یہ وجدانی شعور کی روحانی حالت ہے جسکی بدولت ذی شعور کو خدا کی طرف سے براہ راست الہام حاصل ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ انسانیت بتدریج شعور کی اس تیسری حالت کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور ان افراد سے متاثر ہو رہی ہے جو شعور آفاقی کے مرتبہ کو پہنچ چکے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر موصوف نے ان افراد کی مثالیں بھی دی ہیں۔ انہی میں بانیان مذاہب بھی داخل ہیں۔ اور ان میں پیغمبر اسلام صلعم کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔

میں ڈاکٹر موصوف کے نظریہ کی تائید کرتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ گزرے ہیں جنکو الہام الٰہی حاصل ہوا۔ اور انہوں نے اس کو بنی آدم تک پہنچایا۔ اگرچہ یہ مرسلین، صاحبان جذب ہوتے ہیں لیکن ان کے پیغامات میں کوئی ابہام نہیں ہوتا۔ ان کو حقیقت کا صحیح علم حاصل ہوتا ہے لیکن سامعین کے دماغوں میں دو باتوں کی وجہ سے ابہام یا التباس یا تذبذب پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱) انسانی الفاظ، الہامی حقائق کی وضاحت کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ ہماری زبان کے الفاظ صرف مادی اشیا کا حال بیان کر سکتے ہیں۔

(۲) شعور ذات رکھنے والے افراد، ان حقائق کو نہیں سمجھ سکتے جو شعور آفاقی رکھنے والے افراد پیش کرتے ہیں اور میں نے یہ دونوں باتیں تحکمانہ انداز میں نہیں لکھیں بلکہ اقتباسات کو سریع الفہم بنانے کے لئے۔

" یہ معاملہ اپنی تفصیل اور جزئیات کے لحاظ سے حیرت انگیز طور پر مکمل ہے " چنانچہ پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کا نقشہ اختصاراً اس جگہ پیش کیا جاتا ہے ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی جوانی اور کہولت میں، ایک معین زمانہ تک، غار حرا میں تجربات حاصل کرنے سے پہلے، ایک سنجیدہ، متین، مخلص، عابد اور شدید قسم کے مذہبی انسان تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دماغ کی یہ ساخت، شعور آفاقی کے حصول کے لئے شرط اولین ہے۔ اس کے بعد آفاقی شعور کے حصول کا تذکرہ قرآنی الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر موصوف لکھتا ہے ۔

آج بھی دنیا کے بہت سے خطوں میں آنحضرتؐ کے نام کا سکہ رواں ہے۔ اور اگر اسلام تلوار سے پھیلا ہوتا تو وہ لوگ جب عربوں کی حکومت سے آزاد ہوتے تھے تو اسلام کو بھی ترک کر دیتے۔ میں اس بات پر اس لئے اصرار کرتا ہوں کہ میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اور میں ان لوگوں کے خیال کی بھی تردید سے باز نہیں رہ سکتا جو یہ کہتے ہیں کہ عربوں نے جنگوں میں اس لئے حصہ لیا کہ ان کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ تمہیں جنت ملے گی جس میں نہریں بہتی ہیں اور باغ ہیں جن میں حوریں رہتی ہیں۔ جو لوگ متعصب نہیں انہیں تو یہ بات بالکل طفلانہ معلوم ہوگی۔ عرب کے لوگ آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے اور کیا وجہ ہے کہ ہم ان کی وفاداری اور قربانی کو آنحضرتؐ کے الہامی ارشادات پر محمول نہ کریں۔ جو بدی کا قلع قمع کرنے آئے تھے ؟

آنحضرتؐ ایسے لوگوں میں مبعوث ہوئے تھے جو تفاخر نسلی پر جان دیتے تھے اور اس پر اس قدر نازاں تھے کہ دنیا کی کسی قوم کو اپنا ہمسر نہیں سمجھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے ایسے لوگوں میں اسلام کی تبلیغ شروع فرمائی۔ وہ جنگجو قوم تھے اور لوٹ مار ان کا مشغلہ تھا۔ اور جس چیز کو وہ حاصل نہیں کر سکتے تھے اسے تباہ کر دیتے تھے اور وہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے کیونکہ عورتوں کو ذلیل سمجھتے تھے۔ عرب میں ہر طرف بدنظمی، توہم پرستی اور ظلم و ستم کا دور تھا۔ قبائل کی مسلسل جنگوں اور صحرائی زندگی کی وجہ سے وہ لوگ اجتماعی طور پر زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ ایسی قوم کو آنحضرتؐ نے ایک عظیم الشان مذہب کی بنیاد قرار دیا۔ جو آج بھی اعلیٰ ترین نصب العین کا حامل ہے۔

آپؐ نے تفاخر نسلی کو یکسر مٹا دیا۔ اور معاشرتی زندگی کے بہتر اصول تلقین فرمائے۔ بت پرستی کواکب پرستی اور سحر پرستی کی برائیاں عیاں فرمائیں اور توحید آلہی کی تبلیغ کی۔ اور یہ وہ تصور ہے جس

سے بہتر اور برتر تصور، انسانی دماغ میں ہرگز نہیں آسکتا۔ اگر آپؐ نے یہ کامیابی اپنی سیرت، خلوص اور ظلم و ستم کو مٹانے کی خواہش کی بدولت حاصل نہ کی ہوتی۔ تو اسلام اس درجہ استوار اور پائیدار اثرات دنیا کو نہ دے سکتا تھا۔

اسلام نے شرک اور ناروا اصولوں سے کسی قسم کی مفاہمت روا نہیں رکھی۔ مکہ عربوں کی تجارت کا مرکز تھا۔ اور آنحضرتؐ نے اسی شہر میں سود خوری کے خلاف تعلیم دی۔ اس زمانہ میں عورتوں کی معاشرتی زندگی انتہا درجہ کی زبوں تھی لیکن آپؐ نے عورتوں کو نہ صرف حقوق عطا فرمائے بلکہ انہیں انسانیت میں وہ مرتبہ عطا کیا جو اس سے پہلے کسی ملک یا قوم نے ان کو عطا نہیں کیا تھا۔ دراصل یہ بتانے کے لئے کہ اسلام نے اخلاق کا معیار کس قدر بلند کر دیا، عرب کی حالت پر تفصیلی نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ مگر یہ کام موجب تطویل ہے۔

اسلام سائنس اور حکمت کا مخالف نہیں ہے۔ اسلامی تہذیب کی تاریخ اور ان ہزارہا فلاسفہ اور حکماء کے کارنامے جنھوں نے مسائل حیات میں زبردست موشگافیاں کی ہیں، اس امر کا ثبوت ہیں کہ اسلام اور سائنس دونوں دوش بدوش چل سکتے ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ اصول اخوت جو اسلام کی روح ہے دنیا میں بار آور ہوگا۔ اور ہم خدائے دوجہان سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انسانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ صداقت کی پیروی کر سکیں۔ بلاشبہ وہ دن انسانیت کی تاریخ میں نہایت مبارک ہوگا جب تمام قومیں توحید الٰہی پر ایمان لے آئیں گی۔ اور سب کا نصب العین ایک ہو جائے گا۔ بے شک انسانیت اپنا مقصود اسی دن حاصل کر سکے گی۔

آنحضرتؐ نے انسانوں کی طرح اپنی زندگی بسر کی اور آپؐ کی تعلیمات کی بدولت اخلاق کی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہو گیا۔ اور یہ انقلاب آج بھی لوگوں کو فوائد عطا کر رہا ہے۔ جو لوگ آپؐ کو رسول اللہ یقین کرتے ہیں ان سے مجھے کچھ نہیں کہنا کیونکہ وہ تو آپؐ کے مرتبہ سے باخبر ہیں۔ دیگر اصحاب سے میں کہتا ہوں۔ کہ آپؐ ایک انسان تھے اور اپنے دعوے میں راستباز۔ آپؐ کے سینہ میں ایسا دل تھا جو بیکسوں اور ناداروں کے غم میں گھلتا تھا۔ آپ مفلوک الحال انسانوں کے لئے اپنے اندر بے پناہ ہمدردی رکھتے تھے آپؐ کی کوشش یہ تھی کہ دنیا سے ظلم و ستم کا خاتمہ ہو جائے۔ اور آپؐ نے دنیا کو ایسی حریت عطا فرمائی جس کی بدولت لاانتہا ترقی کا راستہ کھل گیا۔

مسلمان آپ کی عزت، رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ اور تمام دنیا پر آپ کا احترام اس لئے واجب ہے کہ آپ مصلح انسانیت ہیں۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آنحضرت صلعم اور دیگر انبیاء کے طفیل میں ہمیں اپنی برکات سے مالامال کرے۔

مراسلات

سید ترمذی صاحب مرحوم کی وفات

ایسکس کورٹ - لندن ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء

محترمہ مسز ترمذی صاحبہ! میں نے ابھی سید ترمذی صاحب کی وفات کی خبر سنی جس سے مجھے زبردست صدمہ پہنچا۔ مرحوم آپ کے شوہر تھے اور میرے نہایت ہی مخلص دوست۔ میری اہلیہ بھی اس سانحہ میں آپ کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہیں۔ اور در اصل ہمارے پاس کافی الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اپنے دلی صدمہ کا اظہار کر سکیں۔

آپ کے شوہر، صرف ہم لوگوں کے ایک مخلص دوست ہی نہ تھے۔ بلکہ اسلامی سوسائٹی کے ایک زبردست معاون اور اس ملک میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے میں جو سرگرمی انہوں نے دکھائی وہ ہمارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے۔

میں نے یہ خط اپنی اہلیہ اور اپنی ذاتی حیثیت میں لکھا ہے۔ لیکن میں اس موقع پر مسلم سوسائٹی کے صدر کی حیثیت سے، سوسائٹی کے تمام ارکان کی طرف سے بھی آپ کی خدمت میں، دلی ہمدردی اور تاسف کا اظہار کرتا ہوں۔ اور مکرر عرض ہے کہ ہمیں اس حادثہ کی وجہ سے انتہائی قلق ہوا ہے۔

آپ کا مخلص :-

اسمٰعیل ڈی یارک

انڈین سوشل کلب - لندن ۲۹ مارچ ۱۹۳۹ء

ڈیر مسز ترمذی! ۲۵ ماہ حال کو کلب کی میٹنگ میں جو ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس کیا گیا اس کی ایک نقل بغرض اطلاع آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔

قرار پایا کہ مسز ترمذی کو مطلع کیا جائے کہ کلب کے جملہ ارکان مسٹر ترمذی کی وفات کی خبر سن کر بہت متاسف ہوئے ہیں۔ اور اس کلب کے ایک سرگرم رکن وفات کو کلب کی سرگرمیوں کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ مرحوم کی کوششوں کی بدولت، لندن میں، ہندوستانی افراد کے مابین نہایت عمدہ سوشل تعلقات قائم ہوگئے تھے۔ اور کلب کے تمام افراد محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک سرگرم رکن کی خدمات سے محروم ہوگئے ہیں"۔

ہم امید کرتے ہیں کہ رفتہ رفتہ آپ کا غم کچھ کم ہوجائے گا۔ اور آپ اس صدمہ کو صبر کے ساتھ برداشت کرسکیں گی۔ (آپکا مخلص:- ایم ایل بھارگو سکرٹری)

پارک لین - لندن ۱۳ مارچ ۱۹۳۹ء

جناب امام صاحب مسجد ووکنگ

میں وفد فلسطین کے ارکان کی طرف سے، سید ترمذی صاحب مرحوم کی وفات پر، اظہار تعزیت کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری اور ارکان وفد کی دلی ہمدردی، مسز ترمذی کی خدمت میں پہنچا دینگے۔ (آپکا مخلص:- جمال الحسینی - صدر وفد فلسطین)

پیرس - ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء

ڈیر مسز ترمذی:

مسٹر محمود کے خط سے یہ معلوم ہوا کہ آپ کے محترم شوہر کا انتقال ہوگیا۔ اس اطلاع سے مجھے بیحد قلق ہوا۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ میں یہ خیال کرتا تھا کہ عنقریب لندن پہنچکر ان سے ملاقات کروں گا۔ اور اپنے دیرینہ مراسم کی تجدید کروں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی وفات سے صرف آپ ہی کو صدمہ نہیں پہنچا۔ بلکہ انگلستان کے تمام مسلمان ایک مخلص مبلغ اسلام کی سرگرمیوں سے

محروم ہو گئے ہیں۔

مسٹر محمود اکثر اوقات مجھ سے اس دلچسپی کا تذکرہ کرتے رہتے تھے جو مرحوم کو ووکنگ مسلم مشن کے ساتھ تھی۔ اس لئے میں ان کی وفات کو ایک زبردست قومی نقصان تصور کرتا ہوں۔ مرحوم ہمارے ہمخیال تھے اور یہ صفت آج کل بہت کم لوگوں میں نظر آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی برکات ان پر نازل فرمائے۔ میں آپ کی خدمت میں اپنے دلی رنج کا اظہار کرتا ہوں اور مرحوم کے جملہ احباب کے ساتھ ہمنوا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ہم سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ ہمیں اگر کوئی تسلی ہے تو یہ کہ اگرچہ آج مسٹر ترمذی جسمانی طور پر ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ تاہم ہمارے دلوں میں ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی۔ اور وہ اس دنیا سے بہتر دنیا میں ہیں۔ وہ اپنی دعاؤں سے اور ہم اپنی دعاؤں سے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ چونکہ ہمارے خیالات میں اتحاد ہے اس لئے ہم دونوں ایک دوسرے کو فراموش نہیں کر سکتے۔ اگر آپ اس سانحہ پر اس زاویہ نگاہ سے غور کریں گی، تو امید ہے کہ آپ کو قدرے تسلی حاصل ہو سکے گی۔

میں آپ کو اپنی ہمدردی کا یقین دلاتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کو اپنی رحمت سے نوازے۔ اور آپ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کے خورد سال بچہ کو پروان چڑھائے۔ (آپ کا بھائی:۔ عبدالمجید)

ووکنگ کے مسلمانوں کو صدمہ عظیم

ووکنگ کے مسلمانوں کو، سید ترمذی کی وفات کی وجہ سے، جو گزشتہ یوم جمعہ کو واقع ہوئی، ایک نقصان عظیم برداشت کرنا پڑا ہے۔ مرحوم برطانی مسلم سوسائٹی کے اعزازی خزانچی تھے۔ بوقت وفات ان کی عمر ۴۳ سال کی تھی۔ اور وہ کئی سال سے انگلستان میں تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف تھے۔ اور اس سلسلے میں ان کو ووکنگ مشن کا ایک ٹرسٹی بھی منتخب کیا گیا تھا۔ مرحوم کے جنازے کی نماز، نکروپالس کمپنی کے پرائیویٹ عبادت خانہ واقع مسا۱۲۱ے

ویسٹ منسٹر برج روڈ لندن میں بروز سہ شنبہ ادا کی گئی ۔ اور اس موقعہ پر سو سے زائد مسلمان موجود تھے ۔ جن میں سے وزیر سعودی عرب ، سر عبد القادر ، مسٹر اسمعیل ڈی یارک ، ڈاکٹر شاکر محمدی ، اور مسٹر یوسف علی ۔ کے اسما رقابل تذکرہ ہیں ۔

مرحوم کو بروک وڈ کے اسلامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا ۔ اور مرحوم کے بہت سے احباب نے پھولوں کے گلدستے تابوت پر رکھنے کے لئے بھیجے مثلاً ارکان خاندان خواجہ صاحب مرحوم ، ٹرسٹیان ووکنگ مشن ، صدر برطانی مسلم سوسائٹی ۔ جنرل سکرٹری مسلم سوسائٹی ، ارکان انڈین سوشل کلب ، ارکان انڈین کانگرس ۔ امام مسجد ووکنگ ، ڈاکٹر اور مسز رضوی ۔ مسٹر صدیق ۔ مسٹر ٹنڈر ، مسز سے ، مسٹر اور مسز کماریہ ، مسٹر اور مسز خان ، مسٹر اور مسز فارمر ، ڈاکٹر اور مسز محمدی ، ڈاکٹر اور مسز کالرہ ، مسٹر اور مسز ہوولی

منقول از " سرے ٹائمز "
مورخہ ۱۸ ر مارچ ۱۹۳۹ء

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۳۹ء

تاریخ	کوپن نمبر	تفصیل آمد	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	کوپن نمبر	تفصیل آمد	پائی	آنہ	روپیہ
۱ مئی	۱	جناب شیخ الٰہ بخش صاحب مشن	-	-	۱۰	۸ مئی	۴۰	جناب بہجت زادہ محمد صابری صاحب برائے مشن	-	۱۰	۶
۲ ؍	۴	؍؍ سردار محبوب علی خانصاحب ؍؍	-	-	۵۰	۱۰ ؍	۵۳	؍؍ کے ایچ منیار صاحب ؍؍	-	-	۲
؍؍	۵	؍؍ ظہور القیوم صاحب ؍؍	-	-	۵	۱۲	۶۸	؍؍ علی احمد خانصاحب وانمن ؍؍	-	-	۵
۴ ؍	۱۴	؍؍ خانبہادر شیخ منہاج الدین صاحب ؍؍	-	-	۱۰	۱۸	۷۷	؍؍ حمید الدین صاحب ؍؍	-	-	۵
؍؍	۱۵	؍؍ ایم فخرالدین صاحب	-	-	۱۰		۹۶	؍؍ کرم الٰہی صاحب قریشی ؍؍	-	-	۵
۵	۱۸	؍؍ ہز ہائنس نواب صاحب والی مانگرول ؍؍	-	۸	۴۹	۱۶	۱۲۸	آمد در مسجد ووکنگ بابت ماہ اپریل ۱۹۳۹ء	-	۵	۲۴۹
؍؍	۱۹	؍؍ ایم آئی محمد صاحب ؍؍	-	-	۱۰	؍؍	۱۲۹	واپسی پیشگی از مسجد ووکنگ	-	۶	۱۲۲۴
؍؍	۲۰	؍؍ عماد الحق صاحب ؍؍	-	-	۵	۱۹	۱۴۱	جناب عبدالحمید صاحب مشن	-	-	۳
۶	۲۳	؍؍ اے اے خانصاحب ؍؍	-	-	۱۰	۲۲	۱۵۷	؍؍ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب ؍؍	-	-	۳۰۰
؍؍	۲۴	؍؍ عبدالحق صاحب ؍؍	-	-	۵	۲۳	۱۵۸	؍؍ احمد ابراہیم برادرز ؍؍	-	-	۱۰
۸ ؍	۴۰	؍؍ خواجہ مصطفےٰ فخری صاحب	-	۴	۱۳						

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

(مئی سنہ ۱۹۳۹ء)

تاریخ	کوپن	تفصیل آمد	پائی	آنہ	روپیہ
۲۵ مئی	۱۷۳	جناب ڈاکٹر راجہ خانصاحب مشن	-	-	۵
۲۹ مئی	۱۷۴	رر ڈاکٹر این اکبر خانصاحب منجملہ چھ روپے وصول ایک روپیہ مشن اور بقایا امانت	-	-	۶
۳۱ مئی	۱۷۶	جناب ہز رائل ہائنس پرنس عمر توسن پاشا	-	۸	۱۳۲
رر	۱۷۷	واپسی انکم ٹیکس	-	۸	۳۹

تاریخ	کوپن	تفصیل آمد	پائی	آنہ	روپیہ
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۳۹ء	-	۴	۷۶۲
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت مئی سنہ ۳۹ء	-	۱۲	۲۵
		فروخت ووکنگ گزٹ مئی۔	-	-	۱۸
		فروخت کتب	-	۸	۱۵۶
		میزان ۹ - ۹ - ۳۱۴۱			

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۹ عیسوی

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۴ مئی	۱	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۳۴۰۹ تا ۲۷۶۱ ماہ ؎؎ ٹائپ کرائی سرکلر کاغذ برائے دفتر اور لفافے ؎؎ ٹیلیگرام ؎؎ موسمی اخراجات ؎؎ کتابت اشاعت اسلام بقایا ماہ اپریل ؎؎ متفرق ؎؎ ۲۸۱ - ۲ - ۹	۹	۲	۲۸۱
رر	۲	تنخواہ عملہ بابت ماہ اپریل سنہ ۳۹ء	-	۸	۲۴۴
رر	۳	تنخواہ سکرٹری بابت ماہ جنوری سنہ ۳۹ء	-	۵	۱۵۲
رر	۴	رر رر فروری	-	۵	۱۵۲
رر	۵	Conveyance اپریل	-	-	۳۰
رر	۶	میسرز خواجہ سلام الدین پروف ریڈنگ اسلامک ریویو جنوری فروری سنہ ۳۹ء و گزٹ تا ۲۰ فروری سنہ ۱۹۳۹ء	-	-	۲۴
۵ مئی	۷	میسرز این سی گوگل کاغذ برائے اشاعت اسلام و ووکنگ گزٹ	-	۴	۳۹
	۹	پیشگی مسجد ووکنگ اندراج سابقہ	-	۵	۲۴۹

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۵ مئی	۱۰	اخراجات سفر دیا انگلستان اندراج سابقہ	۴	۶	۲۸۲
رر	۸	تنخواہ سکرٹری مسجد ووکنگ علے الحساب بابت ماہ فروری	-	-	۱۰۰
رر	۱۱	تنخواہ عملہ دفتر مسجد ووکنگ	۵	-	۹۵۰
رر	۱۲	پیشگی ارسال کردہ در مسجد رر	۱	۱	۷۸۱
رر	۱۳	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۳۷۶۲ تا ۳۷۷۰ و از نمبر ۱ تا ۱۵۴ ؎؎ کاغذ برائے اشاعت اسلام ؎؎ سٹیشنری ؎؎ ترجمہ برائے اشاعت اسلام ؎؎ کتابت اشاعت اسلام علے الحساب بابت ماہ مئی ؎؎ ٹائپ کرائی سرکلر ؎؎ کاربن کاغذ وغیرہ ؎؎ متفرق ؎؎ ۲۹۸ - ۳ - ۰	-	۳	۲۹۸
		میزان ۔ ۶ - ۸ - ۳۴۸۴			

حیرت انگیز رعایتی اعلان

ووکنگ مسلم مشن کی اردو مطبوعات میں ۵۰ فیصدی رعایت

مذہبی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والا لٹریچر

یہی وہ اسلامی لٹریچر ہے جسکے انگریزی تراجم کو پڑھکر ہزاروں غیر مسلم انگریز و امریکن اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

صفحات ۳۲۷　**نبوت کا ظہور اتم**　اصلی قیمت عہ رعایتی قیمت ؏

المعروف بہ

نبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ انگلستان کی شہرہ آفاق تصنیف دی آئیڈیل پرافٹ کا سلیس اور نفیس اردو ترجمہ بمعہ مقدمہ و تمہید۔

حضرت خواجہ صاحب کی خدمات اسلام جو آپ نے محض اللہ کے فضل سے بلاد مغرب میں انجام دیں اب کسی تشریح یا تعارف کی محتاج نہیں مسلم اور غیر مسلم دونوں اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں کہ آپنے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہترین پیرایہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کے علاوہ

ان غلط بیانیوں کا بھی حتمی طور پر ازالہ کر دیا جو دشمنان اسلام نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق مغرب میں پھیلا رکھی تھیں۔ آپ کو نہ صرف تبلیغ و اشاعت کا تجربہ تھا۔ بلکہ اکابر مشاہیر انگلستان سے تبادلہ خیالات اور ان کی تقاریر سننے کے موقع بھی بیش از بیش آپکو ملے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو تحریر بھی آپکے قلم سے نکلی ہے وہ نہ صرف عالمانہ اور محققانہ تھی بلکہ وسعت اور پختگی خیال کے ساتھ ساتھ اپنے اندر تشفی کا سامان بھی رکھتی ہے۔ جو لوگ آپکی تصانیف کا مطالعہ فرما چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے خواجہ صاحب کو اظہار مطالب کے لئے غیر معمولی لیاقت عطا فرمائی تھی۔ نیز آپکا اسلوب بیان اس قدر مدلل اور دلپذیر ہوتا تھا کہ کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا مندرجہ بالا کتاب میں ان تمام خوبیوں کے علاوہ دو خصوصیات اور بھی ہیں۔ اول تو یہ کہ باعتبار نوعیت مضامین و ندرت خیالات وجدت اسلوب اس سے پہلے کوئی کتاب اس رنگ میں نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کا اسلوب بیان جو انشا پردازی کی جان اور نظم کا دین و ایمان ہے بالکل اچھوتا اور نرالا ہے۔ اور اسی صفت نے اس نثری کتاب کو نظم کی طرح دلکش و رنگین بنا دیا ہے۔ آنحضرت صلعم کو ہر پہلو سے جو ممکن العقل ہو سکتا ہے بنی نوع آدم کے لئے اسوۂ کامل ثابت کیا گیا ہے۔ اور لطف یہ کہ اول سے آخر تک کوئی لفظ محض جذبات پرستی کے ماتحت نہیں لکھا گیا ہے جو تاریخی اور تنقیدی دونوں پہلوؤں سے نہایت صحیح اور مستند نہ ہو۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قدم قدم پر مغربی مصنفین اور دشمنان دین کی تدلیسات و تلبیسات کا دامن چاک کر دیا ہے۔ انکی خوردہ گیریوں کا جواب شافی موجود ہے۔ اور جو زہریلے خیالات پادریوں کی تحریرات سے آج کل کے مسلمانوں میں پیدا ہو گئے ہیں انکی تریاق ہر سطر میں موجود ہے۔

سوانح نگاری کے عام طریقہ کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کو زیب عنوان بنایا گیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ؎

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می‌نگرم کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

اس کتاب کے مطالعہ سے ہر ذی فہم پر روشن ہو جائے گا کہ جو ارفع خصائص ایک ہادی کے لئے عقل انسانی تجویز کر سکتی ہے وہ سب کے سب بدرجہ اتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں موجود ہیں۔ گویا یہ کتاب غیر مسلم کے لئے تحفہ بے نظیر ہے اور مسلم کے لئے شمع تنویر۔

فہرست مضامین

تمدن اسلام } اس میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ اسلام ہی اس وقت زندۂ جاوید مذہب دنیا میں ہے جو دنیا کو مصائب حاضرہ سے بچا سکتا ہے۔ یہ کتاب ایک پڑھنے والے کے دل میں اسلام سے سچی محبت پیدا کر دیتی ہے اور اس میں قرآن کریم کے مطالعہ کی حقیقی و سچی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ آیات قرآنی کی تفسیر میں لائق مصنف نے اجتہاد کی شان دکھائی ہے اور بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے کہ اس کتاب حکیم کی تعلیم، ترقی کی کس قدر محرک و ممد ہے اور اسے اخلاق عالیہ کی کیسی مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتی ہے۔ اس حیرت انگیز جامعیت کے ساتھ دنیا کے کسی اور مذہب یا حکمت معلومہ نے یہ سبق نوع انسان کو نہیں دیا تھا۔ فاضل مصنف نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اس قول کی کہ "ہم پہلے ہندوستانی ہیں پھر مسلمان وغیرہ" جا بجا سخت مذمت کی ہے۔ دوسرے مذاہب میں وہ تمدنی خامیاں بتائی ہیں جن کی بدولت عہد جدید کے اہل علم و تحقیق سرے سے الہامی مذہب ہی سے منکر و منحرف ہو گئے ہیں۔ عہ ۸ر

توحید فی الاسلام } اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی ماں ہے اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے۔ یہی علوم جدیدہ کی محرک، حکمت و فضیلت کی مولد

اصلی رعایتی

اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید ہی سے حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے عـہ ۸ر

سلک مروارید } یہ ان دس معرکۃ الآرا لیکچروں کا مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے عـہ ۸ر

ینابیع المسیحیت } حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھکر لکھی۔ یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مسیحی دین کی ایک ایک بات سورج پرستی اور مسیحؑ سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے اکتشافات اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بہ حیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت انگیز اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جس سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں اور جس کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ عـہ ۱۰ر

راز حیات یا انجیل عمل } اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ قوت دولت حشمت جاہ و جلال مرفہ الحالی کا راز قوت عمل ہی میں مضمر ہے جس طرح باغ کی تروتازگی اور نشوونما پانی سے ہوتی ہے اسی طرح زندگی کا راز بھی قوت عمل میں پنہاں ہے یہ کتاب تمام ملک میں مقبول ہوگئی ہے۔ ۵عـہ ۱۰ر

ضرورت الہام } فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور ہر مذہب الہامی مذہب ہے۔ ۱۲ر ۶ر

مکالمات ملیہ } یعنے وہ گفتگوئیں اور بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں اس میں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مذاہب سے گفتگو کرنیوالے مسلمانوں کے لئے مفید ہیں۔　　اعلی رعایتی ۱۲ار ۰۶ر

مطالعہ اسلام } اس کتاب میں اٰمنت باللہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ والیوم الاٰخر وقدرہٖ خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ نیز پانچ ارکان اسلام کلمہ طیبہ، حج، روزہ، نماز، زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔　　۱۰ار ۵ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں } اس کتاب میں عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں، سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں اور اختلافات فروعی ہیں اور تمام مسلمانوں کو یکجہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے۔　　۱۲ار ۶ر

لمعات انوار محمدیہ } حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات اور آپ کے خُلق کا آئینہ، حسن معاشرت کا فوٹو، علمی، ادبی، اخلاقی واصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع جس میں مشرقی اور مغربی اہل قلم نے زبردست مضامین لکھے ہیں　　۴ر ۲ر

مذہب محبت } اس میں فاضل مصنف نے براہین قاطع کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زمین پر صلح وامن، آشتی ومحبت، پیار و یکجہتی کامیابی کے ساتھ قائم کرسکتا ہے۔　　۵ر ۰۲ر

ذرات عالم کا مذہب } اس میں مصنف نے دکھایا ہے کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے روح کی پیدائش اور اس کے فرائض، مسئلہ ارتقائے انسانی، کفارہ پر ایمان، اپنی ہتک ہے۔　　۶ر ۳ر

اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ وکامل نبی } اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ پیش کیا گیا ہے جسے پڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کے بغیر چارہ نہیں رہتا　　۶ر ۳ر

ام الالسنہ معروف بہ زندہ وکامل زبان } یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید

مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اردو، انگریزی لٹریچر میں یہ کتاب اس موضوع کی پہلی کتاب ہے اصلی حقائق
اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ عربی سے سب زبانیں نکلی ہیں اور کل ممالک کے آباؤ اجداد
عربی الاصل تھے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ۱۰ر ۵ر

براہین نیرہ معروف بہ زندہ و کامل الہام } قرآن مجید ایک خاتم و ناطق الہامی کتاب
ہے جس میں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ
بحث میں موجودہ تہذیب پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ دیگر مذاہب کے عقائد اور اصولوں
پر منطقیانہ بحث کی ہے۔ ۱۲ر ۶ر

پیام اسلام } قرآن کریم سے ایک اجنبی دل کو معرف کرنیوالی، کلام پاک سے اجنبیت
غیریت اور تنفر کو دور کر کے اس سے فیضیاب کرنیوالی معرکۃ الآرا کتاب پیام اسلام پڑھو
اس کتاب میں قرآن کی ضرورت اور اس کے اسالیب خاصہ پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن کریم
کے مضامین کی جداگانہ عنوانوں کے تحت میں تقسیم کی گئی ہے۔ خاصکر امور ذیل پر زور دیا گیا
ہے۔ انسان کے متعلق قرآن کا نصب العین، کائنات میں انسان کا مقام، خلافت الٰہیہ
اور اس کے حصول کے ذرائع روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، سیاسی امورات
پر تعلیمات قرآنی۔ تزکیہ و اصلاح نفس۔ ۸ر ۴ر

مقصد مذہب } یہ وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی
کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی۔ سناتنی۔ آریہ سماجی۔ برہمو سماجی اور
بہت سے دیگر مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے
عیاں ہوتی ہے۔ ۳ر ۱۰ر

خطبات غربیہ } یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن
میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معرف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کے
لئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر
اردو میں ترجمے کئے گئے ہیں۔ قیمت مکمل سٹ تعدادی ۶ کاپی۔ بلا جلد ۱۲ر ۶ر

سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام } اس کتاب میں فاضل مصنف نے

مشرق و مغرب کی روحانیت پر مفصل بحث کی ہے اور آخر میں اخلاق فاضلہ پر ایک بحث کی ہے کہ اخلاق اصلی رعنائی فاضلہ کس طرح انسان میں پیدا ہو سکتے ہیں اور اس کے کیا کیا ذرائع ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر مطالعہ کنندہ پر روحانیت کا حقیقی مفہوم واضح ہو جائے گا۔ ۱۲ر ۶ر

ہستی باری تعالیٰ } جسمیں خداوند تعالیٰ کی ہستی کے عقلی و نقلی دلائل دیئے گئے ہیں جو دہریوں کے لئے اتمام حجت ہیں مظاہر قدرت و قرآنی آیات ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ نہایت بلند ارفع و اعلیٰ علمی پایہ کی کتاب ہے۔ ۶ر ۳ر

یسوع کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر } فاضل مصنف نے الوہیت مسیح، کفارہ، معجزات مسیح بدی کی حقیقت الغرض وہ مسائل جو عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں ان سب کی براہین نیرہ قاطعہ سے تردید کی ہے۔ ۳ر ۱۰ر

اسلام اور علوم جدیدہ } اس کتاب میں فاضل مصنف نے نہایت واضح طور پر بیان کیا ہے کہ قرآن ہی ایک کتاب ہے جسنے لطیف حقائق اور باریک مسائل سمجھانے کے لئے صحیفۂ قدرت اور اس کے مظاہر کی طرف انسان کو متوجہ کیا۔ ۳ر ۱۰ر

صلائے نصرت باہل ہمت } یہ فارسی نظم ہے جسمیں حضرت خواجہ صاحبؒ نے واقعات حاضرہ سے قرآنی آیات و احادیث نبوی صلعم سے اسلام کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کی ہے۔ ۲ر ار

حیات بعد الموت } اس میں اواگون کا عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ اور آریوں کے مقابل زبردست حربہ ہے۔ ۶ر ۳ر

تحفہ کرسمس } یہ رسالہ منظوم ہے جسمیں مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس میں عیسائیت کو مذہب بت پرستی ثابت کیا گیا ہے۔ اس کی نظم تو حضرت برق پشاوری کے قلم سے ہے اور اس کا مقدمہ نثر میں ہے جو حضرت خواجہؒ کا نتیجہ فکر ہے ۶ر ۳ر

موضوع القرآن (تہذیب النسانی اسماءِ الٰہیہ) یہ مضمون ہمارے روزانہ دستور العمل کا ہادی ہے۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے اللہ تعالےٰ کے ننانوے ناموں کی تفسیر بیان کی ہے۔ ۲ر ار

دیگر مصنفین کی قابل دید کتابیں

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ ۔ مصنفہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر گدیہ اصلی رعایتی

تفصیل مضامین :۔ دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ ، سقراط ، مسیحؑ ، اور حسینؑ کی شہادت کا دنیا پر اثر۔ ۵ر ۲ر

اسلامی نماز کا فلسفہ :۔ مصنفہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر گدیہ

فاضل مصنف نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں اسلامی نماز کے فلسفہ کو بیان کیا ہے یعنی کیوں ہم پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں ؟ کیوں وضو کرتے ہیں۔ کتاب نہایت دلچسپ ہے ۳ر ۱ر

تفسیر سورۂ فاتحہ } مصنفہ مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی ۲ر ۱ر

اسلام یعنی ہمدردی بنی نوع کا مذہب مصنفہ مولانا محمد علی صاحب

تفصیل مضامین :۔ امن کا مذہب ، اسلام کی امتیازی خصوصیات ۔ اسلام ایک تاریخی مذہب ہے ۔ اسلام کے بنیادی اصول ، اسلام میں خدا کا تصور ، الہام الٰہی ، حیات ثانیہ ، کیفیت بعد از ممات ، فرشتوں پر ایمان ، ایمان کا اصل اصول ، نماز ، روزہ ، حج ، حقوق العباد اخوت اسلامی ، سخاوت ۔ ۴ر ۲ر

سیرت نبوی } آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مختصر خاکہ اور حضورؐ کے اخلاق فاضلہ کی سچی تصویر ۳ر ۱ر

قرآن اور جنگ } مصنفہ مولانا مولوی صدر الدین صاحب مبلغ اسلام ۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید وہ صحیفہ ہے جس میں نہ صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے بلکہ اس میں ہر ایک وقتی ضرورت کا علاج بھی موجود ہے ۔ ۳ر ۱ر

تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان :۔ آج تک جس قدر نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان میں ہوئی ہیں ان سب کی تصاویر موجود ہیں ۔ ان نومسلموں کے مجمع کو حالت نماز میں دیکھ کر ایک راحت اور سرور پیدا ہوتا ہے ۔ قیمت بحساب فی درجن ۔ ۱۰ر ۵ر

. . . بجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبۂ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۸)
سرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں
) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ
ں جو غیر مسلم و نو مسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک
ماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

مشن کے آرگن ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام
لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر
مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

مشن کے تاثرات ۔ (۱) مشن کی اکیس[۲۱] سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و
خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات
تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد
تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر
تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس[۲۱] سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف
مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا
ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں
اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ
میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک
روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد
ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف
قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان
میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام
نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج
اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض
نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں
جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار
کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی
قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں
ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت
نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آواز کریں یا اپنے حقوق
کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے
ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔
یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں
اشاعتِ اسلام ہمارا اوّلیں نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت
ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی
اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس
تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے
اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔
اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں
اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ
بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا ہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریکِ خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۷ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعتِ اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ہے اور ممالکِ غیر کیلئے ۴ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخلِ حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیرِ اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زرِ کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیتِ کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعتِ اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عیدِ قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سُود اشاعتِ اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سُود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سُود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمیٔ امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آیندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹراتِ آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات

(۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ ہے۔
Address in England :- The Imam, The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

SEpTEMBER 1939 R L No 908

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (ہندی) سالانہ — قیمت پانچ روپے (برٹش) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب۔ انڈیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اَللّٰہُ اَکْبَرُ — نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیل مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے۔ جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

Mrs. M. ASLAM HUSSAIN

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرستِ مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

نمبر ۹	بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۹ء مطابق رجب المرجب ۱۳۵۸ھ		جلد ۲۵
صفحہ	**مضمون نگار**	**مضمون**	**نمبر شمار**
۳۲۲	مترجم	شذرات	۱
۳۲۳	"	اخبار مسجد ووکنگ	۲
۳۲۶	مسٹر عبداللطیف آرملڈ صاحب	نکاح اور طلاق کا مسیحی تصور	۳
۳۲۹	مسٹر جمیل اللہ خاں صاحب	ابتدائی اسلامی جنگوں کی حقیقت	۴
۳۳۸	مسٹر سی اے سوما پارایٹ لاء	اسلام امن کا پیغام	۵
۳۴۶	از خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ	زکوٰۃ	۶
۳۵۴	از جناب ایم غلام علی صاحب	مسیحی پادریوں کے طریق کار پر ایک تنقیدی نظر	۷
۳۵۹	از جناب فنیانشل سکرٹری صاحب ووکنگ مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ	گوشوارہ آمد و خرچ ماہ جون ۱۹۳۹ء	۸

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپ کر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعتِ اسلام

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۹ء

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو مسز ایم اسلم حسین کی فوٹو سے زینت دی جاتی ہے۔ آپ حلقہ بگوش اسلام ہو چکی ہیں۔ اور اسلام کے متعلق اپنے دل میں نمایاں درد رکھتی ہیں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں ثابت قدمی، استقلال اور ہمت عطا فرمائے۔ اور یہ اپنی بہنوں کے سامنے اسلامی تعلیم کا ایک بہترین نمونہ پیش کر سکیں۔

فالحمدُ للہِ علیٰ ذالک

نیز دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے پسندیدہ دین اسلام کو سرزمین مغرب میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے دلدادہ مسلمان آیہ کریمہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کی عملی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

اخبار مسجد ووکنگ

ایک مسیحی پادری اور اس کی بیوی کی مسجد میں آمد

جب سے یہاں کا موسم اعتدال پر آیا ہے۔ ملاقاتیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے اور مطلع کے صاف رہنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ کارکنان مشن کی مصروفیتیں ملاقاتیوں کی آمد کی وجہ سے گزشتہ دو ہفتوں میں بہت بڑھ گئی ہیں۔ بعض لوگ دور دراز سے آئے۔ نہ صرف مسجد دیکھنے کے لئے بلکہ صحیح اطلاعات حاصل کرنے کے لئے۔ کہ اس مسجد کا مقصد کیا ہے۔ انہی لوگوں میں بعض اوقات ایسے پادری بھی آتے رہتے ہیں۔ جو صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم یہاں کیوں مقیم ہیں؟ گزشتہ ہفتہ ایک راسخ الاعتقاد پادری معہ اپنی بیوی کے یہاں آئے۔ جبکہ ہم انہیں مسجد وغیرہ دکھا رہے تھے تو اسی دوران میں ان کی بیوی نے امام صاحب کو مسیحیت کی تبلیغ کی بھی کوشش کی۔ ایک گھنٹہ تک گفتگو کرنے، اور یہ معلوم کرنے کے بعد کہ امام صاحب کو جناب یسوع کے کفارہ سے کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ اور یہ اعتراض سنکر کہ آپ کون سے "منجی" کا ذکر کر رہی ہیں۔ کیونکہ ازمنہ سابقہ میں یسوع کے علاوہ اور بھی بہت سے نجات دہندوں نے یہی نظریہ پیش کیا تھا۔ وہ خاتون اس قدر تنگ آگئی کہ اس نے یہ سوال کیا کہ مسیحی حکومت نے ہمیں اس سرزمین میں تبلیغ اسلام کی اجازت کس طرح دے رکھی ہے؟ اور یہ مسجد کیونکر تعمیر ہو سکی؟ ہمیں اپنے دوست کے اس طرز عمل پر چنداں تعجب نہیں ہوا۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ اس بات کے عادی نہیں کہ کوئی شخص ان سے یہ سوال کرے کہ تم کیوں مشرقی ممالک میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہو لیکن یہاں تو معاملہ بنوع دیگر تھا۔ کیونکہ ہمیں تو ان کے دعاوی پر مضبوط دلائل درکار تھے نہ یہ کہ عیسائی ہو جانے سے انسان کو کسقدر مادی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

بہرکیف یہ امر موجب طمانیت ہے کہ نام نہاد عیسائیوں کی اکثریت ہمیں اس نگاہ سے

نہیں دیکھی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اب ہمیں آبادی کا ایک معزز اور ذمہ دار طبقہ سمجھا جاتا ہے۔ مختلف کلیساؤں اور جماعتوں کی طرف سے جو آئے دن دعوتیں ہمیں موصول ہوتی رہتی ہیں کہ ہم ان کے ہاں جا کر لیکچر دیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ لوگوں میں ہماری تحریک اور بالواسطہ اسلام کے ساتھ دلچسپی بڑھتی جاتی ہے۔ صرف نان کنفرمسٹ کلیسائیں ہی ہمیں مدعو نہیں کرتیں۔ بلکہ گزشتہ ہفتے تو امام مسجد نے کلیسائے انگلستان کے پادریوں کی ایک جماعت کے سامنے لیکچر دیا۔ اور ہیڈ کالجیئٹ گرلز سکول کی طالبات کے نام ایک دعائیہ پیغام بھیجا جس میں یہ الفاظ بھی مندرج تھے کہ ہمارے مذہب کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی رو سے بچے کسی خاص مذہب کے پیرو نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ خدا کے عالمگیر مذہب فطرت کے پیرو ہوتے ہیں۔ اور سب ایک سلک میں منسلک ہوتے ہیں۔

اسلامی عقائد اور ارکان

امام صاحب مسجد ووکنگ نے ٹاک ایچ کی مشرقی گرنسٹیڈ شاخ میں ۸ مئی کو "اسلامی عقائد اور ارکان" کے عنوان پر لیکچر دیا۔ ایسٹ گرنسٹیڈ ایک قدیم تاریخی جگہ ہے۔ اگرچہ ہے دور افتادہ۔ وکٹوریہ سٹیشن لندن سے تھری بریجز تک ریل میں پھر اس کے بعد گرنسٹیڈ تک بذریعہ موٹر جانا ہوتا ہے۔

جلسہ ½ ۸ بجے شروع ہوا۔ مسٹر ہولسن نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ امام صاحب نے ایک گھنٹہ سے زائد تقریر کی۔ اس کے بعد سامعین نے چند سوالات کئے۔ جن میں سے ایک سوال یہ تھا:۔ "اس بات کا فیصلہ کس طرح ہو کہ انبیائے عہد قدیم کے متعلق قرآن کے بیانات درست ہیں یا بائیبل کے؟" امام صاحب نے جواب دیا کہ قرآنی بیانات تاریخی اور سائنٹفک واقعات پر مبنی ہیں۔ علاوہ بریں ہم اس شخصیت سے واقف ہیں جس پر قرآن نازل ہوا۔ لیکن بائیبل کے بیانات کا ماخذ تو بالکل مجہول ہے۔ شکریہ کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

برنٹ اوک مدرسۂ نسواں

۱۵ مئی کو امام صاحب نے برنٹ اوک مدرسۂ نسواں میں تقریر کی جلسہ ۲½ بجے دن کو منعقد ہوا۔ امام صاحب نے قرآنی آیات کی تلاوت کے بعد کہا کہ اگرچہ موجودہ زمانہ میں علمی اعتبار سے یورپ بہت کشادہ دل واقع ہوا ہے لیکن مذہبی معاملات میں اس کی تنگدلی ہنوز باقی ہے۔ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ ہمارے زمانہ میں نہ صرف غیر مذہبی جماعتیں مثلاً یہ درسگاہ، بلکہ مذہبی جماعتیں مثلاً فری چرچ اور چرچ آف انگلینڈ بھی دیگر مذاہب کا مطالعہ کر رہی ہیں۔ اس کے بعد امام صاحب نے اسلام بحیثیت ایک روحانی اور ثقافتی طاقت" پر کافی روشنی ڈالی۔ تقریر کے بعد چند سوالات کئے گئے جنکے تسلی بخش جوابات امام صاحب نے دیئے۔ آخر میں صاحبۂ صدر نے امام صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس حقیقت کا اظہار کیا کہ ان کے لیکچر سے میں نے بہت سے ایسے حقائق کا علم حاصل کیا جو مجھے پہلے مطلق معلوم نہ تھے۔

مولینا حسرت موہانی کی ووکنگ میں تشریف آوری

۲۴ مئی کو الحاج مولینا حسرت موہانی جن کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے مسجد میں تشریف لائے مولانائے موصوف کچھ عرصہ تک مصر میں اقامت کے بعد اب روس جا رہے ہیں۔ وہ اول وقت آ گئے تھے اس لئے ہم نے انہیں لنچ پر مدعو کر لیا۔ موصوف نے مفت لٹریچر کی اشاعت پر بہت اظہار طمانیت فرمایا۔ اور یہ ارادہ ظاہر کیا کہ اگر ممکن ہو سکے تو ایک مکمل سیٹ ان تمام رسائل کا انہیں بھی دیا جائے جو اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

ایک مجہول الاسم مسلمان کی وفات

ہم نے قبل ازیں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ووکنگ مشن صرف تبلیغ ہی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مسلمانوں سے جسقدر امور وابستہ ہیں سب پر نگاہ رکھتا ہے۔ اس ماہ کے پہلے ہفتہ میں ہمیں ایک پیغام ملا کہ رائل ہسپتال میں ایک مجہول الاسم مسلمان کی وفات ہو گئی ہے (یہ مقام لندن سے غالباً ۳۰ میل دور ہے) اور اگر اس کی تجہیز و تکفین کا باقاعدہ انتظام نہ کیا گیا تو ہسپتال کے کارکن اس کی نعش کو، کیمبرج سکول کے حوالے کر دینگے تاکہ طلبہ عمل جراحی کی مشق کر سکیں۔ یہ خبر سنتے ہی سکرٹری صاحب مسجد، رائل ہسپتال گئے۔ اور نعش کی اسلامی طریق پر تکفین و تدفین کی۔

اس موقعہ پر ہم اپنے قارئین کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے اخراجات آئے دن درپیش ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ اپنی زکوٰۃ کا کچھ حصہ اس مد میں عنایت فرمائیں تو یہ ایک بڑی اسلامی خدمت ہوگی۔

نکاح اور طلاق کا مسیحی تصور

(از مسٹر عبد اللطیف آرنلڈ صاحب)

مسیحیت نے جو طرز عمل نکاح کے متعلق روا رکھا ہے اس سے عجیب تر طرز عمل انسانی ذہن میں مشکل ہی سے آسکتا ہے۔ یعنے ایک طرف تو نکاح کو ایک مقدس فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ دوسری طرف یہ صورت ہے کہ جو شخص مسیحی عقائد و افکار سے ذراسی واقفیت بھی رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ مسیحی عقائد کی رو سے، جو طریقہ افزائش نسل انسانی کا خدا نے مقرر کیا وہ اگر بالکل ناخوشگوار نہیں تو افسوسناک ضرور ہے۔ اور یہ انتہائی غیر فطری اور غیر صالح عقیدہ شاید اس وجہ سے پیدا ہوا کہ واقعہ صلیب سے پہلے اور جناب یسوع کی زندگی میں یہی ایک واقعہ ہے جس کا ذکر اناجیل میں مذکور ہے۔ جناب موصوف نے خود شادی نہیں کی۔ اس کی ابتدا کچھ ہی کیوں نہ ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس بات نے سوسائٹی کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے، اس فطری طریق کار پر ایک ذلت آمیز رنگ چڑھ گیا ہے۔ جو افزائش نسل کے فطری مقصد سے قطع نظر کر کے، جسمانی صحت کے لحاظ سے بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔

علاوہ بریں مسیحیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ خواہ کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں، موت کے علاوہ اور کسی حالت میں نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ یہ عقیدہ، جناب یسوع کے ایک قول پر مبنی ہے جس کو غلط طریق پر سمجھا گیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جو لوگ ان حکومتوں کے ماتحت رہے ہیں جو مسیحی روایات کی حامل ہیں ان کی زندگیاں مصائب کا شکار بن گئی ہیں۔ جناب یسوع کا مذکورہ قول یہ ہے: "جن کو خدا نے ملا دیا۔ کوئی انسان انہیں جدا نہیں کر سکتا (متی ۱۹ : ۶)، ایک معقول غیر مسیحی انسان کے نزدیک خدا جس رشتہ سے دو روحوں کو وابستہ

کر سکتا ہے وہ محبت ہی ہو سکتا ہے - اور جب محبت غائب ہو جائے تو پھر وہ رشتہ بھی ٹوٹ جائے گا - اور اس میں انسان کو کسی قسم کی مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے -

واضح ہو کہ مذکورہ بالا مقولہ میں نہ تو یہ کہا گیا ہے کہ "جسے پادری جوڑ دے" اور نہ یہ کہ "جسے رجسٹری آفس جوڑ دے اسے کوئی جدا نہیں کر سکتا"

یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ دو انسان جو شاید ایک دوسرے کی شکل سے متنفر ہوں اور ایسے واقعات نادر نہیں - لیکن انہیں اس مسیحی تخیل نے ایک ناخوشگوار سلک میں منسلک کر دیا ہو - اور یہ سلک انسانی رشتوں میں نہایت قریبی رشتہ ہے - انہیں خدا نے باہم جوڑ دیا ہے ؟ یہ تصور اگر کفر یہ نہیں تو کم از کم ہیبتناک ضرور ہے -

اس معاملہ میں مناسب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو انسان جن سے غلطی کا صدور ممکن ہے جسمانی رغبت سے دھوکہ کھا گئے - اور انہوں نے باہمی اتحاد کر لیا - جو ان کے لئے مناسب نہ تھا تو خدا نے اپنی دانائی کی بنا پر جبکہ یہ اتحاد غیر مناسب جانا تو اس لئے وہ رغبت جسکی وجہ سے وہ متحد ہو گئے تھے فنا کر دی - حقیقت یہ ہے کہ جس اتحاد کی بنیاد محبت پر نہ ہو وہ نہ صرف حکومت اور جماعت دونوں کے لئے ہیچ ہے - بلکہ یقینی طور پر مضرت رساں بھی ہو سکتا ہے - قطع نظر اس تکلیف سے جو اس اتحاد کی بدولت دو انسانوں کو پہنچ سکتی ہے - یہ حقیقت اس قدر واضح ہے کہ اس ملک میں بھی اس کا اعتراف کیا گیا - جہاں کلیسائی دنیاوی طاقت بہت زبردست ہے اور اس لئے قانون وقت میں کلیسائی تعلیمات کے خلاف ، عقل سلیم کے تقاضے کے مطابق ترمیم کرنی پڑی -

اس کے برعکس اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ نکاح دو انسانوں میں باہمی رفاقت کا نام ہے جسکی بنا پر دونوں کو فائدہ حاصل ہو سکے - اور ملک کو بھی - اگر کسی خرابی کی وجہ سے یہ معاہدہ نفع کے بجائے نقصان کا موجب ہو جائے تو دنیا کے دوسرے معاہدات کی طرح اس کو بھی فسخ کیا جا سکتا ہے - تاکہ ملک اور افراد دونوں ، مضرت سے محفوظ رہ سکیں -

تاہم اس خیال سے کہ کسی معقول اور صحیح عذر کے بغیر ہی طلاق ممکن ہو سکے ، اسلام نے اس کے متعلق عمدہ قوانین منضبط کئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ تمام جائز امور میں ، طلاق ایک

ایسا جائز فعل ہے جو خدا کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔

معاملہ کی صورت مختصر طور پر یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ ان دونوں صورتوں میں سے کونسی صورت زیادہ پسندیدہ ہے؟ ناخوشگوار نکاح کو منسوخ کر دیا جائے، تاکہ دونوں، دوسرے معاہدہ کی بدولت اپنی اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکیں۔ یا یہ کہ انہیں ایک تلخ زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اور وہ اپنی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے بدی کا ارتکاب کریں؟ پہلی صورت اسلامی ہے اور دوسری صورت مسیحی ہے۔

مسیحی قانون دیوانی کی رو سے جو کچھ ہوا، نافذ تھا۔ طلاق کی صورت صرف یہ تھی کہ زوجین میں سے کسی پر زنا کا الزام ثابت کیا جائے۔ اور اس صورت میں بھی کلیسا معصوم اور قصوروار میں کوئی امتیاز نہیں کرتی تھی۔ بلاشبہ قیامت کے دن، کلیسا کی ذمہ داری بہت بڑی ہوگی۔ تباہ شدہ زندگیاں، اس مسئلہ نکاح کی ناقابل حل صورت کی وجہ سے، بہت سی خودکشی کی وارداتیں بدکاریاں اور بیماریاں اور سچ تو ہے کہ ان برائیوں کی تفصیل ناممکن ہے جو کلیسا کے غیر فطری قوانین نکاح کی وجہ سے مسیحی دنیا میں رونما ہوتی ہیں۔ اور اس مصیبت کا اندازہ لگانا ناممکن ہے جو اس وجہ سے انسانوں پر نازل ہوتی رہتی ہے۔

اندریں حالات کوئی تعجب کی بات نہیں اگر مسیحی اقوام کلیسا کی گرفت سے آزاد ہوتی جاتی ہیں۔ اور مادیت کے ایسے سمندر میں غرق ہوتی جاتی ہیں جس کی نظیر اس سے پہلے دنیا میں نظر نہیں آتی۔

یہ کس طرح ممکن ہے کہ دانشمند لوگ اس زمانہ میں جبکہ زندگی کی پیچیدگیاں روز افزوں ہیں، ایسے مذہب سے وابستہ رہنا پسند کریں گے جو نہ صرف ان پیچیدگیوں کو حل نہیں کرسکتا۔ بلکہ ہر قدم پر عقل سلیم کی مخالفت کرتا ہے۔ ہمیں تو تعجب اس بات پر ہے کہ یورپ کے تعلیم یافتہ لوگ ایسے طفلانہ مذہب کو زندگی سے یکسر خارج کرنے میں پس و پیش کیوں کر رہے ہیں؟

ابتدائی اسلامی جنگوں کی حقیقت

(از مسٹر جمیل اللہ خاں صاحب بی - اے)

لفظ جنگ، جسکے جدید مفہوم میں سنگدلانہ بمباری، اور بلا امتیاز، عورتوں اور مردوں کو زہریلی گیس کے ذریعہ سے فنا کرنا، کلیساؤں اور گرجوں کو مسمار کرنا، حتٰے کہ شفا خانوں کو بھی نہ چھوڑنا، اسی لفظ کو، اسلام کے نامہربان نقادوں نے، اس شاندار مذہب کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ تاکہ کم علم رکھنے والے ان کے دامِ فریب میں گرفتار ہو جائیں بیسویں صدی کا یہ فیشن ہے کہ عملاً نہیں تو قولاً، ہر اس چیز کو مردود قرار دیا جائے جو خونریزی سے تعلق رکھتی ہو۔ پس یہ نقاد اسلامی جنگوں کو اور مفروضہ تباہی کو جو اُن کے ذریعہ سے ہوئی، جاہل مسلمانوں اور متعصب غیر مسلموں کی نگاہوں میں ہولناک بنا کر پیش کرتے ہیں۔ پس جب بالسورتھ سمتھ کی وضع و قماش کے لوگ دنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ "اسلام بدترین قسم کی برائیوں کا موجب ہے اور غیر مسلموں کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات پھیلاتا ہے۔ اور اسلام کا خدا در اصل جنگ و جدل کا خدا ہے" تو ان کے پاس ان غلط نظریوں کی تائید کے لئے، جنگ کے غلط زاویہ نگاہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا جس سے یہ لوگ ابتدائی اسلامی جنگوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور انہی لوگوں کی تحریروں پر، ولیم میور کی قسم کے لوگ اپنے اس غلط قول کو مبنی کرتے ہیں کہ "اسلام میں رواداری کا نام و نشان نہیں" اور ایچ جی ویلز کی ذہنیت کے لوگ، اسلامی تاریخ کا مطالعہ فلمی عینک لگا کر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ "آنحضرتؐ (اعوذ باللہ) کی طبیعت میں غرور، عیاری، خود فریبی کے ساتھ ساتھ سچا مذہبی جذبہ بھی شامل تھا" اور یہ غلطی اس لئے سرزد ہوتی ہے۔ کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان پر اعتراض کرے گا تو یہ لوگ یورپین مؤرخین کی تاریخ سے غلط اقتباسات پیش کر دینگے۔ علاوہ بریں یہ لوگ اس حقیقت سے چشم پوشی کر لیتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو طاقتور اور کمزوروں، اپنوں اور بیگانوں، دولتمندوں اور غریبوں، غرضیکہ سب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور آپ نے یکہ و تنہا، اسلام کی تبلیغ کی

اور اس صورت میں آپؐ کے پاس کوئی مادی طاقت نہیں تھی۔ کہ آپؐ اپنے مخالفین کو قبول اسلام کے لئے مجبور کر سکتے۔ یہ نقاد صاف الفاظ میں اس امر کا ادعا کرتے ہیں کہ عرب اور دنیا میں، اسلام کی اشاعت تلوار کے زور سے ہوئی۔ جن لوگوں کی ذہنیت اس قسم کی ہو۔ ان سے بحث کرنا بے سود معلوم ہوتا ہے یہ لوگ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ تمام عرب آنحضرتؐ کے خلاف متحد ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود، اسلام کی اشاعت بند نہ ہو سکی۔ کہ ہزاروں آدمیوں نے مسلح ہو کر آنحضرتؐ کی جان لینے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ کہ جو لوگ آپؐ کو قتل کرنے کی نیت سے گھر سے نکلے۔ وہ آپؐ کے خادم اور غلام بن گئے۔ حضرت عمرؓ ایک دن شمشیر بکف ہو کر آنحضرت کو قتل کرنے گئے۔ اور دوسرے دن ان کا سر آنحضرتؐ کے قدموں پر رکھا ہوا تھا۔ عمرو دوسیؓ گھر سے جب نکلے تو انہوں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تھی۔ کہ آنحضرتؐ کے الفاظ نہ سن سکیں۔ اور دوسرے دن وہی عمرو دوسیؓ مکہ کے ہر گھر کے دروازہ پر آنحضرتؐ کا نام لے کر پکارتے پھرتے تھے تاکہ فضا مقدس ہو جائے۔ اور اس قسم کے شواہد بہت سے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ لوگ اس حقیقت کا اعتراف نہیں کر سکتے کہ اسلام کے پاس تلوار سے زیادہ طاقتور، دلکش اور موثر چیز تھی۔ جس کی بدولت اسلام دنیا میں ایک زندہ طاقت بن گیا۔

مسئلہ کے دو پہلو } ہمارے نقادوں نے اس اصول کو بالکل ہی فراموش کر دیا ہے کہ رائے قائم کرنے سے پہلے کسی مسئلہ کے دونوں پہلوؤں پر غور کرنا لازمی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ خونریزی مذموم ہے اور سوسائٹی کو نفع پہنچانے کے طریق کی مخالف ہے۔ لیکن گزشتہ زمانہ میں موجودہ زمانہ میں اور غالباً آئندہ بھی ہو، بعض اوقات بنی نوع آدم کے اندر زندگی پیدا کرنی ضروری نظر آتی ہے کیونکہ اگر دل زندہ نہ ہو تو انسان حیوانیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس زندگی کے لئے تلوار چلانی پڑ جائے تو اس سے گریز کرنا نہیں چاہیئے۔ اکثر اوقات تلوار کی ضرب اس سوسائٹی کے افراد میں عدالت، صداقت، راحت اور استقامت کے خوشگوار آثار پیدا کر دیتی ہے جس طرح مسلمانوں کی تلوار نے آغاز اسلام میں کر کے دکھا دیا۔ زندگی کی حفاظت اور زندہ رہنے کا حق یہ دو باتیں ہر انسان کا پیدائشی حق ہیں۔ اکثر صورتیں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں کہ اگر جنگ نہ کی جائے تو یہ حقوق فنا ہو جاتے ہیں۔ پس اندریں حالات جنگ وجدل لائق حمایت ہو جاتی ہے

اگر تعصب سے خالی ہو کر، ابتدائی اسلامی جنگوں کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو صاف ثابت ہو سکتا ہے کہ ان کا وقوع محض زندہ رہنے کے حق کو برقرار رکھنے کی غرض سے عمل میں آیا۔ اور انکی بدولت، دنیا کی تہذیب کو وہ فائدہ پہنچا جسکی نظیر تاریخ عالم میں ڈھونڈے نہیں مل سکتی بلکہ انسانیت اور حیوانیت کے مابین جو فرق پایا جاتا ہے وہ اچھی طرح نمایاں ہو گیا۔

نفسیاتی نقطۂ نگاہ؛ اس مسئلہ کے نفسیاتی پہلو کا مطالعہ اس بات کو واضح کر سکتا ہے کہ جنگ کا دنیا سے ہمیشہ کے لئے خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ اور تہذیب کو زندہ اور برقرار رکھنے کے لئے اس کا وجود ایک حد تک ناگزیر ہے۔ کسی ادارہ میں امن قائم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے عناصر میں ہم آہنگی پائی جا سکے۔ جسم انسانی میں امن یعنے صحت اسی وقت قائم ہو سکتی ہے جبکہ نظام عضوی کے مختلف عوامل اور عناصر میں ہم آہنگی پیدا ہو۔ اسی طرح انسانی جماعت میں امن و امان اسیوقت قائم ہو سکتا ہے۔ جب ایک طرف فرد کی زندگی کے مختلف شعبوں میں ہم آہنگی پائی جائے اور دوسری طرف افراد کے تعلقات باہمی اور افعال و مفاد میں بھی رنگ پیدا ہو جائے۔ فطرت کا منشا ہے کہ ایسی مطابقت پیدا ہو سکے اور غیر متبدل قوانین کی متابعت سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ لہذا ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم ان قوانین کی اطاعت کریں جس طرح ہمارے جسم کا ہر عضو، دیگر اعضا کے ساتھ مطابقت کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ جسم میں اعتدال (صحت) پیدا ہو۔ اسی طرح انسان کو قوانین فطرت کی پابندی کرنی چاہیئے۔ جو اسی غرض کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اب اگر اس صحیح طریق پر کوشش کے ضمن میں جنگ کرنا لازمی ہو تو وہ جنگ یقیناً مستحسن قرار دی جائے گی۔ اسی لئے اسلام میں امن کا مفہوم یہ ہے کہ صحیح طریقہ پر کوشش کرو۔ یعنی وہ کوشش جو انسان کو قوانین فطرت کی اتباع کے لائق بنا سکے۔ پس قیام امن کے لئے جد و جہد لازمی ہے۔ کیونکہ منفی رجحان سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ فطرت کا ایک اصولی قانون یہ ہے کہ بدی کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ ہمارا جسم اسی فطری قانون کی پابندی کرتا ہے جب وہ امراض کا مقابلہ کرتا ہے۔ اگر ہماری آنکھ میں کوئی چیز پڑ جاتی ہے تو آنکھیں اسے خارج کرنے کی انتہائی کوشش کرتی ہیں یعنی بُرائی کا مقابلہ کرتی ہیں۔ پس سوسائٹی کی ترکیب میں اگر بُرائی داخل ہو جائے۔ تو اس کا اخراج بھی ضروری ہے۔ یہ شعور کہ اس قانون کا اتباع تقاضائے فطرت انسانی ہے۔

انسان کا حاسۂ اخلاقی کہلاتا ہے۔ باصطلاح ماہرین نفسیات۔ اب یہ غور کیجیے کہ انسان کے جملہ داخلی طریق کار جسمانی صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جب ہم رنجیدہ ہوتے ہیں تو رونے لگتے ہیں اور جب مسرور ہوتے ہیں تو ہنسنے لگتے ہیں۔ جب ہم غصہ ہوتے ہیں تو معدہ اپنا کام چھوڑ دیتا ہے۔ خوشی کی حالت میں جسمانی قامت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اور اسی طرح ہمارا یہ جذبہ کہ برائی کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اس کا اظہار بھی کسی نہ کسی جسمانی شکل میں ہونا چاہیے۔ یہ جسمانی مظاہرہ مختلف شکلیں اختیار کرسکتا ہے۔ مثلاً وعظ یا دلیل یا کسی رسالہ میں کوئی مضمون یا میدان جنگ میں شمشیر زنی۔ خواہ اس کی کوئی صورت کیوں نہ ہو ہم اسے غیر معقول یا ظالمانہ نہیں کہہ سکتے۔ اخلاقی حس کو جسمانی شکل میں تبدیل کرنے کے فعل کو ہم منضبط تو کرسکتے ہیں مگر اسے بالکل فنا نہیں کیا جاسکتا۔ پس نفسیاتی نقطہ نگاہ سے یہ بات صاف عیاں ہے کہ امن صرف جدوجہد اور صحیح طریق پر جدوجہد کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے اور کوشش کے اس ضمن میں کبھی کبھی جنگ بھی لازمی ہوجاتی ہے۔ اور بعض اوقات صرف جنگ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی بدولت ہم اخلاقی حاسہ کو جسمانی شکل میں تبدیل کرسکتے ہیں۔ اور حاسۂ اخلاقی کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا شعور ہے کہ برائی کا مقابلہ ضروری ہے۔ لہٰذا جنگ کو تہذیب انسانی کے دائرہ سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک تہذیب کا وہ مفہوم تسلیم نہ کرلیا جائے جو ہمارے خیالی دنیا میں رہنے والے دوستوں نے پیدا کیا ہے۔

۲۔ خارجی زاویہ نگاہ:۔ کسی مسئلہ پر حقائق زندگی سے قطع نظر کرکے بحث کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان غلط نتائج مستنبط کرلیتا ہے۔ اسلام کے مخالفین جنگ کو دو افراد کے مابین ایک مناقشہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی بنا پر اسلام کے خدا کو "لڑائی کا دیوتا" قرار دیتے۔ لیکن وہ ان ہولناک حالات مثلاً جنگ عظیم پر غور نہیں کرتے۔ جو اس تہذیب کی پیداوار ہے جس میں وہ لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں اور جس پر وہ اس قدر نازاں ہیں۔ اس بات پر کوئی شخص غور نہیں کرتا کہ جنگ عظیم کی بدولت دنیا میں، اسلامی جنگوں کے مقابلہ میں دس گنا زیادہ ہلاکت اور تباہی رونما ہوگئی۔ اور جو فائدے اسلامی جنگوں کی بدولت دنیا کو حاصل ہوئے ان کے لحاظ سے جنگ عظیم کو، ان سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ جنگ چونکہ انسانی جذبات کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اس لیے اسے دنیا سے مٹا دینا ممکن نہیں ہے۔ اور اسی لئے دنیا کی کوئی تہذیب اسے نہ مٹا سکی۔ یونانی، رومی

مصری اور اشوری، سب تو میں لڑیں۔ فتح بھی حاصل کی اور شکست بھی کھائی۔ اسی طرح اسلام بھی ہوا۔ لہذا اسلام ہی کے متعلق یہ سوال کیوں پیدا کیا جائے؟ اسلام نے تو جذبہ جنگ کو منضبط کیا اور مقدس بنا دیا۔ اور اس کے طریقوں میں بہت کچھ اصلاح کی۔ لیکن اسے فنا نہیں کیا۔ محض اس لئے کہ جب تک انسان، انسان ہے، یہ جذبہ اس کے اندر موجود رہے گا۔ نفسیاتی اور خارجی، دونوں نقاط نگاہ سے یہ امر ثابت ہے کہ جب تک دنیا میں ایسے افراد کا وجود متحقق نہ ہو جن کی نگاہ میں نیکی اور بدی دونوں یکساں ہوں۔ اس وقت تک جنگ کو دنیا سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ اب صرف سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ اسلامی جنگوں کے جواز میں ہم کوئی معقول وجہ پیش کر سکتے ہیں یا نہیں اس کے لئے ہم ان کا مطالعہ تاریخی زاویۂ نگاہ سے کریں گے۔

جنگ اور عرب سوسائٹی } عرب میں جنگ اتنی ہی قدیم ہے۔ جتنا خود وہ ملک اور اس کا سبب باشندوں کا افلاس ہے۔ اور اس کا باعث یہ ہے کہ ملک سراسر بنجر ہے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ یہ دستور ہو گیا کہ غریب لوگ دولتمندوں کے گلے اور مال تجارت لوٹنے کے لئے نکلتے تھے اور اس کی بنا پر مختلف قبائل میں جنگ و جدل کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ وجہ معاش کی پوجا کرنا انسان کی مشہور کمزوری ہے۔ اس لئے جنگ عربوں کی نظروں میں ایک مقدس شے بن گئی۔ اور ان کی سوشل زندگی میں اسے بہت اہمیت حاصل ہو گئی۔ وہ بہت سے رسوم سے وابستہ ہو گئی۔ اور جہالت کیوجہ سے عربوں کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ اس طرح کہ کوئی طاقت اس خیال کو ان کے دلوں سے محو نہیں کر سکتی تھی۔ اگر کوئی شخص، کسی کو قتل کر دیتا تھا تو مقتول کے ورثا جب تک اس کا انتقام نہیں لے لیتے تھے، چین سے نہیں بیٹھے تھے پس خاندانی تنازعات جو اس طرح شروع ہو جاتے تھے۔ بعض اوقات نصف صدی تک جاری رہتے تھے۔ چونکہ ان لوگوں میں عدالت کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے بعض اوقات معمولی معمولی باتوں مثلاً، کسی نے بچہ کو گلی میں گھڑک دیا تو اسی پر خون خرابا ہو گیا۔ گویا جنگ ان کی تمدنی زندگی کا ایک اہم عنصر تھی اور ذرا ذرا سی باتوں پر برپا ہو جاتی تھی۔ عربوں کا طریق جنگ نہایت خوفناک تھا۔ اسیران جنگ کے ساتھ جس بے رحمی کا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں شیکسپیئر اور ہارڈی کے المناک قصے بالکل ہیچ نظر آتے ہیں۔ ان کو زندہ جلا دینا، بچوں اور

عورتوں تک کو قتل کر دینا۔ ان کے اعضا کو تن سے جُدا کر دینا۔ آہستہ آہستہ موت وارد کر دینا۔ شبخون مارنا۔ مقتولوں کی نعشوں کی بے حرمتی کرنا۔ یہ سب باتیں ان کی نظر میں بالکل جائز تھیں۔ اندریں حالات جب آپ اسلامی جنگوں کا مطالعہ کریں تو ان باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

قریش اور مسلمانوں میں جنگ کی بنیاد : جس طرح جنگ عظیم کا باعث، آرچ ڈیوک آف آسٹریا کے قتل کو قرار دینا ایک مغالطہ ہے۔ یا انقلاب ہند ۱۸۵۷ء کا باعث کارتوسوں کے دانتوں سے کاٹنے کو قرار دینا ایک مغالطہ ہے۔ اسی طرح ہجرت کے بعد اسلامی جنگوں کا باعث سمجھنے کے لئے ہمیں ان حالات سے واقف ہونا ضروری ہے جن کے ماتحت آنحضرتؐ کو ہجرت کرنی پڑی تھی۔ اگرچہ قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت، دیانت، صداقت اور خلوص نیت کے متعلق کوئی شک نہ تھا۔ تاہم وہ شروع ہی سے اسلام کے خلاف تھے۔ یعنی ان کی مخالفت خالص مذہبی بنا پر تھی۔ مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا اور نجاشی کے دربار میں اس غرض سے سفارت روانہ کرنا کہ مسلمان مہاجرین کو بطور اسیران جنگ قبضہ میں لایا جائے۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ جنگ کی ابتدا قریش کی طرف سے ہوئی تھی۔ بت پرستی کی حمایت اور جہالت کی بنا پر انہوں نے دیکھا کہ یثرب میں اسلام کو ایک جائے پناہ مل گئی ہے تو ان کا طیش اور بھی بڑھ گیا۔ پس انہوں نے ابوجہل کی رہنمائی میں مجتمع ہو کر آنحضرت کی زندگی کا خاتمہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا۔ اور یہ بات کہ جب آنحضرتؐ مکہ سے روانہ ہونے لگے تو آپؐ نے کعبہ سے اس طرح خطاب کیا کہ اے خانہ کعبہ! تو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ لیکن تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی خوشی سے مکہ سے ہجرت نہیں فرمائی تھی۔ جب کعبہ آنحضرتؐ کو اس درجہ عزیز تھا تو آپؐ نے اس سے جدائی کیوں گوارا کی اس لئے کہ آپؐ کی مخالفت اس درجہ کو پہنچ چکی تھی کہ آپؐ کا وہاں رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اور اس روشنی میں، مابعد کی جنگوں کے متعلق جو غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے، اس کا بخوبی ازالہ ہو سکتا ہے لہذا یہ کہنا محض جہالت ہے کہ جنگ کی ابتدا مسلمانوں کی طرف سے ہوئی تھی۔

ہجرت کے بعد واقعات کی رفتار : کئی باتوں سے جن میں نجاشی کے دربار میں سفارت کا جانا سب سے نمایاں ہے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قریش کی دشمنی کسی شخص سے نہیں بلکہ اسلام

۲ـ آنحضرتؐ کی مخالفت مذہبی بنیاد پر تھی [illegible]

سے ہے اور وہ اسلام کو فنا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ یہ سمجھنے میں حق بجانب تھے کہ مکہ سے ہجرت کر کے وہ قریش کے دشمنانہ طرز عمل سے محفوظ نہیں ہو گئے ہیں۔ وہ آگ جس کی ایک چنگاری نجاشی کے دربار میں پہنچی تھی، مسلمانوں کے یثرب میں جانے اور وہاں سکونت اختیار کر لینے کی بدولت بھڑک اٹھی تھی۔ شب ہجرت، آنحضرتؐ کے قتل میں ناکام ہو کر، جبکہ آپؐ سارے دشمنوں کی آنکھ بچا کر، صحیح سلامت مکہ سے نکل گئے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مدینہ میں بھی آپ کو چین سے نہ رہنے دیا جائے۔ چنانچہ اس معاملہ میں پہلا قدم انہوں نے یہ اٹھایا کہ عبداللہ ابن ابی کو جو مدینہ والوں (غیر مسلموں) کا سردار تھا۔ ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا: "تم نے ہمارے آدمیوں کو پناہ دی ہے۔ ہم تمہیں خدا کی قسم دیتے ہیں کہ یا تو انہیں قتل کر دو یا اپنے شہر سے نکال دو۔ ورنہ ہم تم پر حملہ آور ہوں گے۔ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دینگے۔ اور تمہاری عورتوں کو قید کر لینگے۔"

اگرچہ عبداللہ ابن ابی نے اہل مکہ کی مرضی کے مطابق کارروائی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اسے اس ارادہ سے باز رکھا۔ اس خط نے منافقوں اور یہود کی حوصلہ افزائی کے علاوہ مسلمانوں کی نظر میں قریش کے ارادوں کو بالکل فاش کر دیا۔ پس اگر مسلمانوں نے حفظ ما تقدم کے اصول پر عمل کرنا شروع کر دیا تو وہ حق بجانب تھے۔ اس کے بعد قریش کے حملوں کی افواہیں مدینہ میں گرم ہونے لگیں۔ اور مسلمانوں کو اس حملہ کا اس درجہ یقین ہو گیا تھا کہ آنحضرتؐ کے جاں نثار صحابہؓ عموماً رات کو زرہ بکتر پہن کر سوتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک واقعہ اور پیش آیا جسکی وجہ سے ان افواہوں کی تصدیق ہو گئی۔ سعد ابن معاذ، قبیلہ خزرج کے رئیس کے دوست مکہ میں رہتے تھے ان کی حمایت پر وہ عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ گئے۔ وہاں ابوجہل سردار قریش ان سے ملا تو اس نے کہا کہ تم امیہ کی حمایت میں ہو اس لئے میں تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ ورنہ اس جرم کی سزا میں کہ تم نے اپنے شہر میں مسلمانوں کو پناہ دی ہے میں تمہیں فوراً قتل کر دیتا۔ اس پر سعد نے کہا کہ اگر تم ہمیں عمرہ ادا نہ کرنے دوگے تو ہم تمہارے تجارتی قافلوں کو اپنے علاقہ میں سے نہیں گزرنے دیں گے۔ اس بات نے مسلمانوں کو اس حقیقت سے اور بھی واقف کر دیا کہ وہ خطرات میں محصور ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کی زندگی میں یہ پہلی دھمکی تھی جو ان کو دی گئی۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہم اس کی حقیقت پر غور کریں۔ اس کا بجا ہونا بآسانی ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ محض ایک گیدڑ بھبکی تھی۔ اور جس طرح کہ عموماً ایسا ہوتا ہے

جبکہ قریش نے یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کو عمرہ ادا کرنے سے روکنے کا کیا نتیجہ ہوگا تو مکہ اور مدینہ میں جنگ کا امکان دور ہونے کی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ یہ ایک دھمکی کا جواب بھی تھا جو کہ مسلمانوں کو دی گئی تھی کہ انہیں ان کے پیدائشی حق یعنے عمرہ ادا کرنے سے روکا جا رہا تھا پس یہ دھمکی جو بالمقابل دی گئی بالکل بجا تھی۔ کیونکہ وہ صحیح اصول پر کاربند ہو رہا تھا۔ "یعنی بدی کا مقابلہ کرنا" اس واقعہ کے بعد دوسرا واقعہ رونما ہوا۔ مکہ کے ایک سردار نے مدینہ کی چراگاہوں پر حملہ کیا اور وہاں کے باشندوں کی بھیڑیں لوٹ لیں۔ اندریں حالات مسلمانوں نے بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قریش مکہ اپنی دھمکیوں کو درحقیقت عملی لباس پہنانا چاہتے ہیں۔

مذکورہ بالا واقعات کا تجزیہ کرنے سے یہ صاف طور پر عیاں ہو جاتا ہے کہ اب تک مسلمانوں نے قریش کی ایذا رسانی کا خاموشی کے ساتھ مقابلہ کیا تھا۔ اور اس کے باوجود وہ تعداد میں بڑھتے جاتے تھے۔ جوں جوں مسلمانوں کی تعداد اور اہمیت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا تیوں تیوں ان کے خلاف دشمنوں کی تجاویز وسعت اختیار کرتی جاتی تھیں۔ جب آنحضرت صلعم کو خطرات کا یقین ہو گیا تو آپ نے پچاس پچاس، ستر ستر، آدمیوں کی ٹولیاں، دو مقاصد کے ماتحت مکہ کی طرف روانہ کرنی شروع کیں۔ بعض کا مقصد یہ تھا کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو قبائل آباد تھے۔ اُن سے صلح کی جائے۔ اور بعض کا یہ کہ قریش کی حرکات وسکنات کا مطالعہ کیا جائے۔ اور ان کے تجارتی قافلوں کی مزاحمت کی جائے۔ تاکہ ان کو اقتصادی طور پر ضعف پہنچے۔ یہ صورت اس لئے بھی اختیار کی گئی تھی کہ قریش کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ سعد نے جو دھمکی دی تھی اس کی پشت پر رائے عامہ کی طاقت موجود ہے۔ قریش کی تجارت کو ضعف پہنچانے سے یہ مقصد تھا۔ کہ وہ اپنی مفسدانہ کارروائی سے باز آجائیں اور دشمنانہ طریق عمل ترک کردیں جو مسلمانوں کے حق میں انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتوں سے نقصان دہ تھا۔ ان ہی ٹولیوں سے ایک دفعہ قریش کی مڈبھیڑ ہو گئی جو جنگ بدر کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اور یہ جنگ، قریش کا مسلمانوں پر پہلا منظم حملہ تھا۔ اس کے تفصیلی حالات پر انشاء اللہ آئندہ قسط میں بحث کی جائے گی۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں دو ایک غلط فہمیوں کو دور کرنا مناسب خیال کرتا ہوں بعض ناقدین کا قول یہ ہے کہ ان ٹولیوں کے بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ قریش کے تجارتی قافلوں

کو لوٹا جائے۔ یہ بات ہماری فہم سے بالاتر ہے۔ کہ جو شخص مکہ کی حکومت اور دولت اور عورتوں، ان سب چیزوں پر لات مار دے۔ وہ قافلوں کو لوٹنے کے لئے کیونکر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات ہمارے مخالفین کو بھی تسلیم ہے کہ آنحضرتؐ نے تمام دنیا وی امور کو پس پشت ڈال دیا تھا لہذا یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ ہمارے ناقدین کا الزام معقولیت کے بجائے تعصب پر مبنی ہے۔ اور ایسے متعصب لوگوں سے بحث کرنا چنداں سود مند نہیں ہو سکتا۔ تاہم قریش کی دھمکی کا جواب دینے کے سلسلہ میں، آنحضرتؐ نے جو طرز عمل اختیار کیا اس کے متعلق بعض تصریحات مناسب معلوم ہوتی ہیں۔ قبائل سے صلح کرنے کے لئے ٹولیوں کا بھیجنا بذات خود حق بجانب ہے۔ اور کسی قبیلہ سے باہمی امداد کی خاطر معاہدہ کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ تو آنحضرتؐ کی عمومی حکمت عملی کا ایک جزو تھا۔ اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ سعد کی دھمکی کو موثر بنا کر دکھایا جائے تاکہ قریش کی دھمکی کو بے اثر بنایا جا سکے۔ اس لئے نفسیاتی اور اخلاقی دونوں پہلوؤں سے یہ طریق کار مناسب ہے۔ بلکہ ہم اس جگہ ایک سوال کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمان یہ طریق اختیار نہ کرتے تو کیا قریش جنگ کرنے سے باز رہ سکتے تھے؟ کیا کوئی شخص ایمانداری سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر آنحضرتؐ ٹولیاں روانہ نہ کرتے تو جنگ بدر واقع نہ ہوتی؟ اہل مکہ کا جنگ کی طرف میلان، اوّل دن سے ان کی اسلام دشمنی، پھر اہل مدینہ کو دھمکیاں دینا، یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان سے صاف طور پر قریش کا عندیہ ظاہر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ واقعات شہادت دے رہے ہیں کہ اگر ٹولیاں روانہ نہ کی جاتیں۔ اس صورت میں بھی جنگ واقع ہو کر رہتی۔ پس ان ٹولیوں کے روانہ کرنے کو جنگ کا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ عام حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد اب ہم ہر ایک جنگ کو جداگانہ طور پر بیان کرینگے۔ اور انشاءاللہ آئندہ اقساط میں ان سے بحث کی جائے گی۔

اسلام امن کا پیغام ہے

(از جناب مسٹر سی اے سورابارایٹ لا)

باب دوازدھم

ارکان اسلام

اب ہم ارکان اسلام کا ذکر کریں گے جن پر اسلام کے عقائد کی عمارت مبنی ہے۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ اور حسب ذیل ہیں:-

(۱) کلمۂ شہادت :- یعنی خدائے تعالےٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلعم اللہ کے رسول ہیں۔ کلمۂ شہادت کا زبان سے ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور اس کی صداقت پر ایمان رکھنا بھی لازمی ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ ہمارے دین کی بنیاد ہے۔

کلمۂ شہادت کسقدر سادہ اور آسان ہے۔ معقول بھی ہے اور ہر شخص کی سمجھ میں بھی آسکتا ہے۔ خواہ وہ عالم ہو یا عامی۔ توحید آلٰہی کے عقیدہ پر وحدت کائنات کا عقیدہ مبنی ہے۔ یعنی اس بات کو تسلیم کرنا کہ ایک اعلیٰ مدرک ہستی موجود ہے جو منضبط اور اٹل قوانین کی وساطت سے اس کائنات پر حکمرانی کر رہی ہے۔ فطرت ایسی ہستی کا خود نشان دیتی ہے اور اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بس وہ ہستی ہی اس لائق ہے کہ اس کی پرستش کی جائے۔

لیکن اسلام نے اللہ کو رب العالمین بیان کیا ہے۔ اور لفظ رب کا انگریزی یا اردو ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ رب وہ ہستی ہے جس میں کائنات اور فطری قوانین کی تمام طاقتیں موجود ہیں۔ چنانچہ اسی لئے وہ پالنے والا، پرورش کرنے والا، عالم کل، قادر مطلق، علیم و حکیم، رحمٰن و رحیم، خالق و مالک، غیر محدود، اول اور آخر، سب کچھ ہے۔ قرآن مجید نے اللہ کو رب العالمین اور الرحمٰن الرحیم کے ناموں سے متصف کیا ہے۔

میری رائے میں قرآن مجید نے توحید پر اس قدر اصرار جو کیا ہے۔ اس کی وجہ سے اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اور یہ توحید ہی اسلام کا طغرائے امتیاز ہے۔ اگر اس عقیدے کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ عقیدہ لازمی طور سے تسلیم کرنا ہوگا کہ کائنات میں بنی آدم بھی ایک قسم کی وحدت رکھتے ہیں۔ اور باوجود اختلافات ملکی و نسلی و لونی و لسانی، ان میں بھی ایک وحدت پائی جاتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ توحید الٰہی کا منطقی نتیجہ ربوبیت الٰہی اور اخوت انسانی ہوتا ہے۔ اور اسلام نے اس نتیجہ کو مع اس صداقت کے تسلیم کیا ہے جو اس کی تہہ میں پائی جاتی ہے۔ آنحضرتؐ نے بہت آسانی کے ساتھ یہ صداقت بھی سکھا دی۔ اس میں تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کی قسم کی کوئی پیچیدگی نہیں پائی جاتی۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ کیا کلمہ کے ابتدائی جزو سے بڑھ کر بھی کوئی بات معقول اور قابل قبول ہو سکتی ہے؟

دوسرے جزو میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرتؐ اللہ کے رسول ہیں۔ کیا آپ نے کبھی اس امر پر غور کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے اس بات پر اس قدر زور کیوں دیا؟ کیا اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اپنی بڑائی کا پہلو نکالیں؟ یا کوئی اور مقصد تھا؟

اسلام کے مخالفین نے عموماً یہی نتیجہ نکالا ہے کہ آنحضرتؐ نے محض علو نفس کے لئے ایسا کیا لیکن میں اس خیال سے اتفاق نہیں کرتا۔ میری رائے میں اس کا سبب یہ ہے کہ آپؐ یہ نہیں چاہتے تھے کہ وفات کے بعد آپ کو خدا کا بیٹا یا اوتار قرار دیا جائے جس طرح آپؐ سے پہلے دنیا کی مختلف اقوام نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو سمجھ لیا مثلاً حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کو۔ آپؐ یہ چاہتے تھے کہ آپؐ کے پیرو، وفات کے بعد بھی آپؐ کو ایک انسان ہی یقین کریں۔ چنانچہ قرآن پاک اس حقیقت پر شاہد ہے:۔

(الف) اے رسولؐ ان لوگوں سے کہدیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں یا میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔ اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اسی حکم کی پیروی کرتا ہوں جو اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتا ہے۔" (۵۰/۶)

(ب) اے رسولؐ! ان لوگوں سے کہدیجئے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں اور مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک خدا ہے۔ پس جو شخص اپنے رب سے

ملاقات کا متمنی ہو اسے لازم ہے کہ نیک کام کرے اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ (۱۸: ۱۱۰)

خدا کے ساتھ آنحضرتؐ کے تعلق کو واضح کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر صریح اعلان اور کیا ہو سکتا ہے ؛ یہ بات واضح ہو گئی کہ کلمۂ شہادت کی بنا پر یہ بات صاف طور سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرتؐ صرف رسول اللہ ہیں۔ اور اس وجہ سے اسلامی توحید نے، اس خرابی کا جو انسان کو خدا بنانے سے پیدا ہوتی ہے ہمیشہ کے لئے قلع قمع کر دیا۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو مشکل تھا۔ کہ آج کوئی شخص آنحضرت کو محض ایک انسان تسلیم کرتا۔ جبکہ آپؐ ایسی اعلیٰ صفات کے مالک گزرے ہیں۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ بیشک کوئی شخص بھی آنحضرتؐ کو خدا کا ہمسر بنانے سے باز نہ رہتا۔

(۲) اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے :- ہر مسلمان پر دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنا فرض ہے۔ مولانا محمد علی مفسر قرآن نے نماز کے متعلق مفصلہ ذیل تبصرہ کیا ہے۔

" نماز، انسان کے دلی جذبات کا اظہار ہے۔ خدا کے حضور میں عرض نیاز، روح انسانی کا خدا کے سامنے اپنی آرزوؤں کا مخلصانہ رنگ میں پیش کرنا۔ اسلام میں نماز کا تخیل بھی دیگر مذہبی تخیلات کی طرح انتہائی ترقی یافتہ ہے۔ از روئے قرآن، نماز کا مقصد روح انسانی کا ایسا تزکیۂ نفس ہے جس کی بنا پر وہ خدا کے ساتھ رابطہ قائم کر سکے۔ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ قرآن میں جو تم پر نازل کیا گیا ہے، پڑھو۔ اور نماز قائم کرو۔ بلاشبہ نماز انسان کو برائیوں اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ اور ذکر الٰہی بہت بڑی چیز ہے۔ (۱۹: ۴۵)

اس لئے اسلام نے نماز کو فرض کیا ہے۔ تاکہ انسان روحانی بلندی حاصل کر سکے۔ ایسی نماز اسلام میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ بلکہ ایسی نماز صاف طور سے مذموم قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے غافل ہیں۔"

مسلمان کے لئے نماز روحانی غذا ہے۔ اور وہ دن میں پانچ مرتبہ اس غذا سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تعداد بہت زیادہ ہے ان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ اپنے جسم کو دن رات میں کتنی بار غذا دیتے ہیں ؟ کیا روحانی ترقی جسمانی ترقی سے بہت زیادہ ضروری نہیں ہے ؟ کیا روح، بمقابلہ جسم زیادہ قیمتی نہیں ؟

جناب مسیحؑ نے بھی نماز پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ متی ۴:۴ میں لکھا ہے۔ "انسان صرف روٹی ہی سے زندہ نہیں رہتا بلکہ ان الفاظ سے جو خدا کے منہ سے نکلتے ہیں" پس جس بات پر مسیحؑ نے اس قدر زور دیا، آنحضرتؐ نے اسی کو عملی جامہ پہنایا ہے۔

کیا آپ نے نمازیوں کے منظر سے بڑھ کر کوئی دلفریب نظارہ دیکھا ہے؟ کیا آپ نے کبھی اسلامی نماز کی سادگی، باقاعدگی، اطاعت مندی اور عاجزانہ سپرٹ پر غور کیا ہے۔ کیا آپ نے اس حقیقت کا احساس کیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی عبادت کے لئے کسی ساز و سامان مثلاً باجہ، ارغنوں موسیقی، راگ رنگ، بخور، لوبان، انگیٹھی، موم بتی، شمعدان، مجسمہ، تصویر، مورت یا کسی خارجی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف طہارت مکانی اور طہارت جسمانی درکار ہے۔ نیز کسی خاص جگہ مکان عمارت یا معبد کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ نماز پڑھانے کے لئے کسی خاص جماعت یا طبقہ کی طرف سے سند یافتہ پیشوائے دین کی ضرورت ہے۔ ہر شخص جو قرآن مجید پڑھ سکتا ہے اور ارکان صلوٰۃ سے واقف ہے، امامت کر سکتا ہے۔ نماز روزانہ پڑھی جاتی ہے اور ہر قسم کی عبادت سے جو میرے مشاہدہ میں آئی ہے اور میں نے مشاہدہ کے علاوہ اس میں حصہ بھی لیا ہے۔ اسلامی نماز سادہ ترین اور جامع ترین ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں آنحضرتؐ کا شکرگزار ہونا چاہیئے جنھوں نے ہمیں خدا رسی کا بہترین طریقہ بتایا۔

(۳) اب میں تیسرے رکن روزہ کا ذکر کرتا ہوں۔ دیگر مذاہب کی طرح اسلام بھی اپنے پیروؤں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اس کا تاریخی پہلو بھی ہے اور روحانی بھی۔ ایام جاہلیت میں عرب اکل و شرب میں بہت غیر محتاط تھے۔ اور مساکین، محتاج، یتامیٰ اور غلاموں کی حالت بہت دردناک تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ آنحضرتؐ نے عربوں کی اصلاح کے لئے کیا کیا کوششیں انجام دیں۔ اور یہ روزہ انہی اصلاحی طریقوں میں ایک کامیاب طریق ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: "اے ایماندارو! روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تمہارے اندر اتقاء پیدا ہو سکے۔" (۲: ۱۸۳)

بائیبل میں روزے کے متعلق مندرجۂ ذیل حکم دیا گیا ہے:-

"علاوہ بریں جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنا منہ نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ اپنے چہرں کو بگاڑتے

ہیں تاکہ لوگ انہیں روزہ دار سمجھیں۔ یقیناً میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ لیکن جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل لگا اور منہ دھو۔" (متی ۶ : ۱۶ و ۱۷)

روزہ رکھنا یہود، نصاریٰ، ہنود، اور بودھیوں پر بھی فرض ہے۔ اور اگرچہ ان مذاہب میں ظاہری طور طریقے منزو مختلف ہیں۔ لیکن حقیقت سب جگہ یکساں ہے۔ اسی لئے تمام مذاہب نے روزہ کا حکم دیا۔ کیونکہ اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اولاً انسان، بھوک پیاس کی تکلیف کا تجربہ کرتا ہے اور اسے ان کی حقیقت کا احساس ہوتا ہے اور تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ بھوکے پیاسے ہوں وہ ہماری امداد کے مستحق ہیں اور مساکین اور یتامیٰ کی امداد ہم پر فرض ہے۔ ثانیاً خود انسان کی جسمانی صحت پر اس کا اثر بہت اچھا ہوتا ہے۔ روزہ رکھنے سے اعضائے ہضم کو آرام ملتا ہے اور مواد فاسد جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ دیگر اسلامی ارکان کی طرح روزہ بھی نجات کا موجب ہوتا ہے۔ اور اسی لئے قرآن فرماتا ہے کہ روزہ رکھنے سے انسان کے اندر رنگ اتقا پیدا ہوتا ہے۔

(۴) زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ ممکن ہے دولت بُرائی کا موجب ہو سکے لیکن خدا نے دولت انسان کو اس لئے دی ہے کہ وہ اسے بنی آدم کی بہبود کے لئے خرچ کرے۔ اسی لئے اسلام نے زکوٰۃ کا نظام قائم کیا۔ قرآن مجید میں زکوٰۃ کے متعلق وارد ہے کہ "زکوٰۃ مومنوں کے حق میں ہدایت اور خوشخبری ہے" وہ لوگ جو نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۲۷/۳۲۔ علاوہ بریں ۲۳: ۱ تا ۴ میں ہے کہ زکوٰۃ کا مقصد تصفیہ روح ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے "تحقیق مومن کامیاب ہو گئے جو نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں اور شیخی کی باتوں سے دور رہتے ہیں اور تزکیۂ نفس کرتے رہتے ہیں۔"

پس ثابت ہوا کہ زکوٰۃ کا مقصد دو گونہ ہے۔ اولاً وہ ایک اجتماعی فریضہ ہے یعنی ہر مسلمان پر جو صاحب نصاب ہو، اپنی دولت کا ۱/۴۰ یعنی ۲½ فیصدی زکوٰۃ میں دینا لازمی ہے۔ ریویو بابت جولائی ۱۹۲۷ء میں، میں نے زکوٰۃ کے مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے لہذا مزید معلومات کے لئے اس مضمون کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ فی الحال میں آنحضرت کے بعض ارشادات اس جگہ نقل کرتا ہوں جو محتاجوں کی اعانت سے متعلق ہیں۔

"جو شخص بیواؤں اور محتاجوں کی ضروریات پوری کرتا ہے وہ مثل مجاہد کے ہے جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے یا مثل اس شخص کے ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات کو نماز پڑھے۔"

"تمام انسان خدا کی مخلوق ہیں۔ لہٰذا جو شخص بنی نوع آدم کی خدمت میں سرگرم ہے وہی خدا کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔"

ابتداءً کفار مکہ نے آنحضرتؐ کی تعلیمات پر کان نہ دھرا۔ بلکہ آپؐ کے نظام تعلیمات کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ شخص ہوا میں قلعے تعمیر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بیت المال کا قیام بالکل ناممکن ہے۔ لیکن اسلام کی تاریخ جاننے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی زندگی ہی میں بیت المال قائم کر دکھایا۔ اس فنڈ میں ہر مسلمان زکوٰۃ یا صدقات ادا کرتا تھا اور یہ رقم مستحقین میں تقسیم کی جاتی تھی۔ یہ ایک حکومت کا نظام تھا جو عوام کے فائدے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ یہ موجودہ سوشلزم نہیں تھا۔ بلکہ عوام کی خدمت کا نظام تھا۔ آنحضرتؐ نے کسی کو ذاتی طور پر دولت جمع کرنے سے منع نہیں کیا اور نہ یہ فرمایا کہ زید کا مال تمام مسلمانوں کا مال ہے۔ بلکہ آپؐ نے حق ملکیت کو تسلیم کیا ہے اور اس کو حق نفس فرمایا۔ لیکن یہ حکم دیا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص دولتمند ہو جائے تو حق الناس تم پر واجب ہے۔ اور زکوٰۃ اس کے ذیل میں آتی ہے۔

الغرض یہ امر ثابت شدہ ہے کہ جہاں تک مساکین کی مصیبت کو دور کرنے اور محتاجوں کی امداد کرنے کا سوال ہے، اسلامی نظام زکوٰۃ ایسا نظام ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں ملتی۔ کیونکہ اس کی بنا پر ہر مسلمان، انسانیت کا امین ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو بلاشبہ عوام کو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کون شخص ان کی مدد کر سکتا ہے؟ کس طرح؟ اور کیونکر؟ اور کب؟ اور کس قدر؟

(۵) حج آخری رکن اسلام ہے جس کے متعلق قرآن شریف میں وارد ہے "اور حج کے مناسک اور مقامات مقدسہ کی زیارت کا فرض انجام دو" (۲:۱۹۶) حج کی اہمیت کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو یہ نعمت نصیب ہو چکی ہے۔ اور چونکہ مجھے یہ سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ اس لئے میں اس جگہ خود اپنے تاثرات قلمبند کرتا ہوں۔

ہر سال تمام دنیا کے مسلمان میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔ وہ لوگ یہاں حج ادا کرنے

آتے ہیں اور حج کا مقصد دوگونہ ہے۔ اولاً اس کی مذہبی اہمیت ہے۔ حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شاندار قربانی کی دائمی یادگار ہے۔ اور ہمیں اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اسلام اپنے حقیقی معنی میں بنی نوع آدم کا مذہب ہے۔ اور تمام رسولوں نے اسی مذہب کی تعلیم دی تھی۔ اور خدا کی راہ میں قربانی کرنے کی ضرورت کا احساس کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اللہ کو نہ جانوروں کا گوشت پسند ہے نہ خون۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس پر نص صریح موجود ہے۔ بلکہ اللہ کو ایثار کی روح پسند ہے۔ اگر وہ ہمارے اندر پیدا ہو جائے۔ یعنی انفاق فی سبیل اللہ، صدقات وخیرات کرنا، زکوٰۃ دینا، نماز پڑھنا روزہ رکھنا اور مخلوقات کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا۔ اللہ کو ہماری طاعت سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کا جذبہ، یہی بات ہمیں سکھاتا ہے۔ اسلام نے مستطیع حضرات پر حج فرض کرکے اسی جذبہ کو عملی جامہ پہنایا ہے۔

اب میں حج کے دوسرے پہلو کو لیتا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر کسی مذہب کے پیرو، سال بھر میں ایک جگہ جمع ہوتے رہیں تو ان کے اندر جذبۂ اخوت ومساوات ضرور پیدا ہوگا۔ اور یہ اخوت محض خیالی یا وہمی نہیں ہوگی۔ ایک زندہ اور استوار طاقت بن جائیگی جو سب کو اخوت اور خدمت کی سلک میں منسلک کر دیگی۔ جب مرحوم لارڈ ہیڈلے جو برطانیہ کے پہلے مسلم لارڈ تھے، جنھوں نے حج کیا تھا۔ اس فریضہ سے واپس ہوئے تو انہوں نے لکھا تھا کہ حج ادا کرنے کے بعد میں نے اس اخوت کا زندہ ثبوت مشاہدہ کیا ہے جو ہر مسلمان کے سینہ میں موجزن ہے۔ اور میں اسلامی جمہوریت اور وحدت کا زندہ نقش اپنے دل پر لیکر واپس آیا ہوں۔ مرحوم کا عقیدہ یہ تھا کہ حج مسلمانوں کو باہمی محبت اور خدمت کی سلک میں منسلک کر سکتا ہے۔ میں اسجگہ لیڈی ایولین کوبولڈ کی کتاب "حج خانہ کعبہ" سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں: "مرور ایام سے اس یاد کا خاتمہ نہیں ہو سکتا جو میرے دل میں ہے۔ مدینہ کے باغات اس کی مساجد میں روحانیت بیشمار حاجی جنکی آنکھوں میں ایمان کا جلوہ نظر آتا تھا خانہ کعبہ کی شان وشوکت، ریگستان کا سفر، میدان عرفات کا نظارہ اور مسرت کا وہ احساس جو ہر شخص کے دل میں موجود تھا گزشتہ ایام نے لاانتہا مسرت اور برکت کی یاد دل میں قائم کر دی ہے، اور میرے لئے تو ایسا انکشاف ہے گویا میں نے دنیا دریافت کر لی ہے" (صفحہ ۲۵۳)

حج کے زمانہ میں مسلمان ہر قسم کے مسائل پر بحث کرتے ہیں وہ مسائل جو انکی سیاسی مذہبی اور اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ ابتدائی زمانہ میں حج کے موقعہ پر مسلمانان عالم کی گول میز کانفرنس منعقد ہوتی تھی اور اس میں باہمی تعاون کی پالیسی معین کیجاتی تھی اور اس زمانہ میں بھی یہ روح حاجیوں کے اندر پائی جاتی ہے۔ الغرض میں نے اسلام کے ارکان پنجگانہ کا مختصر طور پر اس مضمون میں ذکر کر دیا ہے۔ یہ ارکان معقول اور قابل تسلیم ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میں نے ...... یہ بات اس مضمون میں ثابت کر دی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از دفتر ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور

مکرم بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ ووکنگ مسلم مشن، مغرب میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ اس کا مسلک دانشمندانہ رہا ہے۔ قریباً ستائیس ۲۷ سال سے اس ادارہ نے اسلام کی حمایت کی ہے اور اس کے خلاف مسیحی تعصبات کا ہمیشہ ازالہ کیا ہے۔ ایسے قوی دلائل پیش کئے ہیں جن سے اسلام کی عالمگیریت کی آئینہ داری ہوتی ہے۔ اس کی کامیابی جس کو قابل یادگار سمجھنا چاہیئے محض بدیں وجہ ہے۔ کہ اس کا شعار غیر فرقی رہا ہے۔

مسلک کے علاوہ ووکنگ مسلم مشن کی کارگزاری نہایت باسلیقہ اور موثر ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے اس کی مطبوعات، پمفلٹ اور رسائل قریب قریب ناگزیر ہیں۔ اگر ہمارے مذہب کی مغرب میں قدر و منزلت کی جاتی ہے تو اس کی خاص الخاص وجہ یہی ہے کہ مشن ووکنگ کثرت سے اسلامی ادب شائع کرتا ہے اور غیر مسلم اس سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔

لہٰذا ووکنگ مشن کی امداد اخلاقی اور مادی حیثیت سے آپ پر واجب ہے۔ آپ اپنی زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت اسے نہ بھولیں۔

کارکنان مسلم مشن ووکنگ کو زکوٰۃ کی مد سے اکثر اوقات ان غیر مسلمین کی امداد کرنی پڑتی ہے جو اسلام کے قریب ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی بعض اوقات نومسلمین کی بھی۔ اس لئے اگر آپ اپنی زکوٰۃ کا نصف حصہ اس کار خیر کے لئے ارسال فرما دیں تو یہ عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہوگا۔ اور آپ کی زکوٰۃ کا یہ مشن بہترین مصرف ہوگا۔

خادم

خواجہ عبد الغنی سکرٹری ٹرسٹ۔ (یکم ستمبر ۱۹۳۹ء)

(نوٹ) تمام ترسیل زر بنام:- فنانشل سکرٹری، ووکنگ مشن - عزیز منزل برانڈرتھ روڈ - لاہور - ہونا چاہیئے۔

زکوٰۃ

کسی فرد یا جماعت کی اسلامی زندگی کی سب سے پہلی پہچان نماز اور زکوٰۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن کریم میں نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ اگر کوئی جماعت بہ حیثیت جماعت کے انہیں یک قلم ترک کردے گی تو اس کا شمار مسلمانوں میں نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں سے جنگ کیے۔ اللہ تعالیٰ نے سچے مومنوں کی علامتوں میں یہ بتلایا ہے کہ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز کے سوا کوئی بھی ایسا دوسرا عمل نہیں ہے جس پر قرآن حکیم نے اس قدر زور دیا ہو جس قدر زکوٰۃ پر دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ عام خیرات کی طرح نہیں۔ یہ ایک انکم ٹیکس ہے جو صاحب استطاعت لوگوں پر عائد ہوتا ہے۔ جو ہر کمانے والے فرد پر لگتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی کمائی اس کی ذاتی ضروریات سے بڑھ جائے۔

قرآن کریم میں زکوٰۃ کے خاص مصارف بتائے گئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ صدقات صرف ان ناداروں کے لئے ہیں اور مسکینوں (کے لئے) اور کارکنوں (کے لئے) جو ان صدقات پر مقرر ہیں۔ اور (ان کے لئے) جن کی تالیف قلوب ضروری ہے۔ اور غلاموں کے آزاد کرنے اور قرضداروں (کے لئے) اور اللہ کی راہ میں (خرچ کرنے کے لئے) اور مسافروں (کے لئے) یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھیرایا گیا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے (سورۃ التوبہ آیۃ)

ان مصارف میں زیادہ تر فقراء، مساکین، مولفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔ قرآن کریم کے متذکرہ بالا آٹھ مصارف میں ایک قدرتی ترتیب ہے۔ سب سے پہلے ان دو گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے جو سب سے پہلے اعانت کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد اس گروہ کا ذکر ہے جس کے بغیر زکوٰۃ کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔

قرآن کریم میں اگر ایک طرف زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے تو دوسری طرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وصولی کا حکم ہوتا ہے۔ اور آپؐ کے بعد ائمہ کرام کو بھی یہی ارشاد ہوا اس لئے قرآن حکیم نے زکوٰۃ کے کام کو ایک خاص تنظیم سے وابستہ کر دیا ہے۔ زکوٰۃ کا وصول ہو کر

بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے۔

عام خیرات کے متعلق یہ حکم نہیں۔ لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔ اور دوسرے صدقات نفل ہیں۔ جہاں زکوٰۃ کے خرچ کرنے کی مختلف مدات کا ذکر ہے وہاں یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ میں سے ان لوگوں کو بھی تنخواہ دی جائے گی جو اس کے وصول کرنے کے لئے مقرر ہوں جس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا باقاعدہ وصول ہو کر قومی بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود زکوٰۃ کے عاملین کو مقرر فرمایا۔ وہ تمام زکوٰۃ فراہم کر کے بیت المال میں داخل کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے وہ حساب بھی بتایا جس حساب سے زکوٰۃ مال سے لینی چاہیئے۔ اور کسی شخص پر اس بات کو نہیں چھوڑا کہ وہ کس قدر زکوٰۃ دے۔

حضرت ابو بکرؓ کے زمانۂ مبارک میں جن لوگوں نے بیت المال میں زکوٰۃ داخل کرنے سے انکار کیا ان سے آپ نے جنگ کیا۔ ان تمام امور سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ ہر شخص خود ہی اپنی زکوٰۃ کو فقراء اور مساکین میں بانٹ کر زکوٰۃ کے حکم سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا ایک بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے مناسب مدات پر خرچ ہونا ضروری ہے۔

مقام تاسف ہے کہ مسلم بھائی بیت المال کے نظام کی اہمیت سے دن بدن غافل ہو رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے اور مسلمانوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ زکوٰۃ دینا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ خود ہی حساب کر لیا اور زکوٰۃ نکال دی۔ اور پھر جس طرح جی چاہا اسے خرچ کر ڈالا۔ حالانکہ جس زکوٰۃ کی ادائیگی کا قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا ہے اس کا قطعاً یہ طریقہ نہیں۔ مسلمانوں میں جو صاحب استطاعت اصحاب اپنی زکوٰۃ کو کسی امینِ زکوٰۃ یا بیت المال کے حوالے کرنے کے بجائے خود ہی خرچ کرتے ہیں وہ جان بوجھ کر احکام اسلامی کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک انہیں اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

پھر اس کے بعد المؤلفۃ القلوب کا ذکر ہے۔ کیونکہ حق و صداقت کی نشر و اشاعت اور ان لوگوں کے قلوب کو ہاتھ میں لینا جو اسلام کے قریب ہوں۔ اور ان کے ایمان کی تقویت از بس ضروری ہے۔ پھر غلاموں کو آزاد کرنا اور قرضداروں کو قرضہ کے بارگراں سے نجات دلانے کا ذکر ہے۔ پھر فی سبیل اللہ کا ذکر کیا ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں جو جو باتیں دین کے تحفظ

اور ملت کی تقویت کے لئے ہوں وہ سب ہی سبیل اللہ کی مد میں آجاتی ہیں۔ اس مد میں، قرآن کریم، اسلام، علومِ دینیہ کی ترویج و اشاعت بھی آجاتی ہے۔ اور آخر میں ابن السبیل کا ذکر ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو دردناک عذاب کی خبر سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ کہ جو لوگ چاندی سونا خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ان کے لئے اگر کوئی بشارت ہو سکتی ہے۔ تو یہی کہ عذاب دردناک کی ان کو بشارت دیدو۔ زکوٰۃ کا نہ دینا مشرکوں اور قیامت کے منکروں کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مشرکوں پر ویل ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے (۱) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار (۲) حج (۳) نماز (۴) روزہ (۵) زکوٰۃ۔ پس جو شخص ان پانچ باتوں میں سے ایک کو چھوڑتا ہے۔ وہ اسلام کی بنیاد پر قایم نہیں رہتا۔ مسلمان اگر آج اور کچھ نہ کریں اور صرف زکوٰۃ کا معاملہ ہی قرآن کریم کے ارشادات کے مطابق ٹھیک کرلیں تو بغیر کسی تامل کے ان کی تمام اجتماعی و قومی مشکلات و تکالیف خود بخود حل ہوجائیں گی۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ مسلمانوں نے یا تو ان ارشادات قرآنی کو بالکل ہی بالائے طاق رکھدیا ہے۔ یا اگر عمل پیرا ہوتے ہیں تو اس طرح کہ درحقیقت عمل نہیں کرتے۔

مسلمانوں کی زندگی ایک پوری آزمائش کی زندگی ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ وہ محض ایک خود غرض زندگی بسر نہ کریں۔ بلکہ ان کے ذمہ اسلام نے بہت سے معاشرتی، تمدنی، انسانی، منزلی فرائض عائد کردیئے ہیں۔ جب تک ایک مسلمان ان فرائض کو سرانجام نہیں دیتا۔ اور اس آزمائش میں پورا نہیں اترتا اس پر اسلامی زندگی کی راحت جائز نہیں۔ ایک مسلمان پر اس کے نفس کا، والدین کا، عزیز و اقارب کا، بال بچوں کا، پردسیوں کا اور نسل انسانی کا حق ہے۔ اس پر فرض کیا گیا ہے کہ حسب المقدور ان تمام حقوق کو ادا کرے۔ اور اس پر اس کی دنیوی اور اخروی سعادتیں موقوف ہیں۔

لیکن یہ جملہ فرائض ادا نہیں ہو سکتے جب تک خیرات و انفاق کے لئے انسان کا ہاتھ کشادہ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اعمال میں سے کسی پر اتنا زور نہیں دیا جس قدر نماز اور انفاق فی سبیل اللہ پر۔ اور منافقوں کی سب سے بڑی نشانی یہ بتلائی ہے کہ ان کی مٹھیاں انفاق کے لئے نہیں کھلتیں اور اگر کچھ دیتے بھی ہیں تو بحالت مجبوری۔ اور مومنوں کے لئے یہ فرمایا۔ مومن وہ ہیں جن کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ رات دن، پوشیدہ اور ظاہر۔ ہر حال میں وہ انفاق کرتے رہتے ہیں۔ یہ بالکل شیطانی وسوسہ ہے کہ انسان خرچ کرنے سے محتاج ہو جاتا ہے۔ اس راہ میں بخل فحش ہے۔ یعنے بہت ہی بڑی بُرائی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہم کو انفاق کا حکم دے کر مغفرت اور خوش حالی کی راہوں پر لگاتا ہے۔

زکوٰۃ (۱) نقدی و زیورات (۲) غلہ زمین کی پیداوار (۳) تجارت کے مال (اور ۴) مکانات کے کرائے پر عائد ہوتی ہے۔

ماہ رجب المرجب میں مسلم بھائی اپنی زکوٰۃ کا عموماً حساب کر کے اسے تقسیم کرتے ہیں۔ اگر اس ماہ مبارک میں زکوٰۃ باضابطہ فراہم کی جائے۔ اور قرآن کریم کے مطابق صرف کی جائے تو بہت سی قومی ضروریات رفع ہو سکتی ہیں۔

مندرجۂ بالا سطور میں قرآن کریم اور احادیث نبویؐ کی رو سے زکوٰۃ کی اہمیت و فرضیت واضح کی گئی ہے۔ اگر زکوٰۃ کے نصف حصہ سے مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے ووکنگ مشن کی امداد کی جائے تو مشن کی بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

ووکنگ مسلم مشن گزشتہ ستائیس سال سے اسلام کی تبلیغ کا جو مہتم بالشان کام مغربی دنیا میں کر رہا ہے وہ مخفی بات نہیں ہے۔ سب سے اول اس مشن کا نصب العین اتحاد بین المسلمین ہے۔ جس کے لئے ہر مسلم کو دل سے متمنی ہونا چاہئے۔ اس امر کے لئے ہر مسلم کو مساعی ہونا چاہیئے کہ کل ربع مسکوں کے مسلمانوں میں ایک عالمگیر اتحاد قائم ہو جائے۔ اسی مطمح نظر کو ووکنگ مسلم مشن گزشتہ ستائیس سالوں سے انگلستان میں عملی جامہ پہنانے کی مسلسل تگ و دو کر رہا ہے۔ اور مسلمانوں میں باہمی تشتت و افتراق کے نفرت انگیز جذبہ کو کچلنے کے لئے ہمیشہ سے ہی کوشاں رہا ہے۔

مشن مذکورہ نے اتحاد بین المسلمین و تبلیغ اسلام کے لئے فرقہ بندی کو سم قاتل قرار دیکر مسجد ووکنگ انگلستان میں عیدین کے موقع پران معزز اور ذی قدر مسلم احباب سے نماز کی امامت کرائی ہے جو مختلف فرقہ ہائے اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ مشن کے آئندہ لائحہ عمل میں یہ امر بھی پیش نظر ہے کہ مشن اپنی تبلیغی تگ و تاز میں ایسے اسلامی تہواروں کو بھی شامل کرلے جن سے مشاہیر اسلام کی متبرک یاد تازہ ہوتی رہے۔ تاکہ زمانہ مستقبل میں مصنوعی حدود وقیود بالکل ملیامیٹ ہوجائیں۔ جو مختلف فرقہ ہائے اسلام میں آج کل حائل ہورہی ہیں۔ کچھ سال ہوئے کہ مشن مذکورہ نے اس معاملہ میں پیش قدمی بھی کی ہے۔

اس مشن کے قیام کی اہم غرض، مغرب میں اسلام کے پیام کی نشر و اشاعت ہے۔ گزشتہ ستائیس سالوں میں مشن مذکورہ نے "۷۰" کے قریب انگریزی زبان میں اور تیس "۳۰" کے قریب اردو زبان میں ضخیم کتب شائع کیں ہیں۔ ان کے علاوہ اسلام کی تعلیم اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ و حالات مبارکہ کے متعلق لاکھوں کی تعداد میں مشن مذکورہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ و پمفلٹ غیر مسلم انگریزی داں دنیا میں مفت تقسیم کرچکا ہے۔

مشن مذکورہ کے ماہواری آرگن رسالہ "اسلامک ریویو" اسلام کی بیش بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مسلم دنیا کے اتحاد کے لئے رسالہ مذکورہ ہمیشہ سے سرتوڑ کوشش کرتا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس اسلامی مجلہ کی مسلسل تبلیغی جدوجہد نے ان تمام غلط فہمیوں، غلط بیانیوں اور دروغ بافیوں کا تار پود بکھیر دیا ہے۔ جو اسلام اور اس کے بانی حضرت رسالت مآب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات کے متعلق مغربی اور امریکن دنیا میں دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں اور ان کے گمراہ کن پروپیگنڈا کی وجہ سے دائر و سائر تھیں۔

اس خاموش مبلغ اسلام کے ذریعہ ہزاروں مغربی و امریکن اخوان و خواتین اسلام کی نعمت عظمیٰ سے متمتع ہوچکے ہیں۔ جن کے اعلان اسلام" رسالہ اسلامک ریویو، میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ رسالہ ہزاروں انسانوں کی روحانی تشنگی کی

تسکین کا موجب ہو رہا ہے۔ آمد کے قلیل ذرائع کے اندر اس اسلامی نبرد آزما کی کم و بیش چوبیس ہزار کا پیاں سالانہ ان ممالک میں تقسیم کی جاتی ہیں جہاں ہمارے مبلغین کا پہنچنا صعوبت سفر کے علاوہ مالی زیر باری کا موجب بھی ہوتا ہے۔ ان نارسا مقامات پر یہ مبلغ اسلام غیر محسوس طور سے غیر مسلمین کے قلوب پر اپنا اسلامی تسلط جماتا رہتا ہے جس کا نتیجہ اسلام کی قبولیت کی شکل میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ اس مجلہ کا ایک کثیر حصہ تمام یورپ شمالی و مغربی امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، چین، جزائر فلپائن، جاپان اور بعض اسلامی ممالک کی مشہور مشہور غیر مسلم لائبریریوں میں مسلسل ہر ماہ بھیجا جاتا ہے۔ جہاں کہ غیر مسلم دنیا اس کے مسلسل مطالعہ سے اسلام اور دیگر مذاہب کا کماحقہ موازنہ کرتی رہتی ہے۔ پھر انہی میں سے بعض سعید روحیں اسلام کی پر زور تعلیمات سے متاثر ہو کر اعلان اسلام کے فارم کی خانہ پری کر کے مسجد ووکنگ میں اسی رسالہ میں شائع کرنے کے لئے روانہ کر دیتی ہیں۔

اگر ایک طرف رسالہ اسلامک ریویو غیر مسلمین میں اسلام کی تبلیغ کے فرائض کو سرانجام دیتا رہا ہے تو دوسری طرف خود مسلمانوں کے اندر بھی اس رسالہ نے گزشتہ بائیس سالوں میں اسلام کے لئے سچا جذبۂ محبت پیدا کر دیا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اگر ایک طرف اس کا قدم جارحانہ رہا ہے۔ تو دوسری طرف حفاظت خود اختیاری کے پہلو کو بھی اس اسلامی رسالہ نے نظر انداز نہیں کیا۔

تمام دنیائے اسلام میں رسالہ اسلامک ریویو کے سوا کوئی بھی دوسرا اسلامی رسالہ نہیں جو بالالتزام ماہواری شائع ہو کر پچیس سال سے متواتر اسلام کی تبلیغ کا کام کرتا رہا ہو اور جس کا کل کا کل مفاد کسی جیب خاص میں نہیں بلکہ ایک عظیم الشان اسلامی ادارہ کی نذر ہوتا رہا ہو۔ جس کی پیہم تبلیغی تگ و تاز سے شاندار نتائج قبولیت اسلام کے رنگ میں مرتب ہو چکے ہوں۔ اور کہ جس نے کل مغربی و امریکن دنیا کے تخیلات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر کے اسلام کے متعلق ان کے اندر ایک جذبہ رواداری پیدا کر دیا ہو۔ اور جس کا مستقبل اس کے ماضی سے بدرجہا زیادہ شاندار نظر آ رہا ہو۔

اس مشن نے دنیا بھر کے اہم مقامات پر اسلامی ادبیات کو مفت تقسیم کرنے کے لئے مرکز قائم کر دیئے ہیں۔ تمام دنیا اس وقت اسلام کی پیاسی ہے۔ دنیا کو سوائے اسلام

کے کسی دوسرے مذہب سے سکون قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ مشن مذکورہ کی پیہم کوشش سے یورپ اور امریکہ میں بندگان خدا کا ایک کثیر گروہ پیدا ہو چکا ہے۔ جن کی آنکھیں اب کھل رہی ہیں۔ مشن مذکورہ کا ارسال کردہ اسلامی لٹریچر وہ احباب مسلسل مطالعہ کر رہے ہیں۔ وہ اس نتیجہ پر آچکے ہیں کہ دنیوی، دینی ضرورتوں کا کفیل اور دنیا کے ہر درد کی دوا اگر کسی مذہب میں ہے تو وہ مسیحیت میں نہیں بلکہ فقط اسلام میں ہی ہے۔ اگر آئندہ دس سال تک ووکنگ مشن کی تبلیغی جدوجہد اسی طرح جاری رہی تو انشاء اللہ اس امن و آشتی کے مذہب کی تبلیغ تمام دنیا میں صلح و سلامتی قائم کر دے گی۔ دنیا کو جنگ و جدل کے خونخوار عفریت سے پناہ اور نار جہنم سے نجات دلا دے گی۔ اور تمام مخلوق خدا ایک ہی عالمگیر خاندان کے افراد نظر آئے گی۔

ناظرین کرام سے ہماری مودبانہ التماس ہے کہ آپ اس مشن کو اس قابل کر دیں کہ یہ مشن اپنے کاروبار کو اور وسیع کر سکے۔ اپنی موجودہ تگ و دو کو جاری رکھ سکے۔ امید واثق ہے کہ مشن کی ان اسلامی خدمات کے پیش نظر ہمارے مسلم بھائی زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت اس مفید ترین اسلامی ادارہ کو فراموش نہ فرمائیں گے۔ مغرب میں اشاعت اسلام کا جو عظیم الشان کام ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ سرانجام پذیر ہو رہا ہے۔ آپ کی زکوٰۃ، صدقات، خیرات کا بہترین مصرف ہے۔

خادم

خواجہ عبدالغنی

(سکرٹری ووکنگ مسلم مشن۔) عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

(یکم ستمبر ۳۹ء)

(نوٹ)

تمام ترسیل زر بنام:۔ فنانشل سکرٹری ووکنگ مشن۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

مسیحی پادریوں کے طریق کار پر ایک تنقیدی نظر

(از جناب ایم غلام علی صاحب)

متی کی انجیل ۱۰۔ ۱۸ و ۱۶۔ ۲۶ و ۲۳۔ ۸ و ۲۸۔ ۱۹

مسیحی تبلیغی ادارے، بمقابلہ مذہب، ملوکیت سے زیادہ قریب ہیں۔ وگرنہ یہ ادارے اصول اخلاق سے اس طرح بے نیاز نہ ہو جاتے۔ مسیحی مبلغین سب چیزوں سے زیادہ مسیحی حکومتوں کی سیاسی طاقت پر اعتماد رکھتے ہیں۔ میں مدتوں تک بلاد غیر میں رہا ہوں۔ لیکن میں اس مہمان نوازی کا معاوضہ جو مجھے ان ممالک میں نصیب ہوئی۔ ان کے متعلق نفرت انگیز خیالات کی اشاعت کر کے نہیں دوں گا۔ تاہم یہ مسیحی مبلغین دنرات تکفیر کے شغل میں مصروف ہیں۔

میں ان اداروں کو ناپسند کرتا ہوں اور بدھ مذہب کے ممالک میں بھی انہیں اسی قدر ناپسند کرتا ہوں جتنا کہ اسلامی ممالک میں، کیونکہ ان لوگوں کا طریق کار سب جگہ یکساں ہی ہے حال ہی میں، ایک سویڈن کے پادری مسٹر ہیگبز نے ہندوستان کے متعلق ایک کتاب مس کیتھرائن مئیو کے انداز میں لکھی ہے۔ اور اس میں مسٹر گاندھی کے متعلق لکھا ہے کہ یہ شخص "ایک کوتاہ بین اور گمراہ انسان" ہے۔

(۲) عرصہ دراز سے سویڈن کے پادری مشرقی ترکستان میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے شغل میں مصروف ہیں۔ وہ مسلمان بچوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ اور جن غریب لڑکیوں نے ان کے زیر سایہ تربیت حاصل کی ہے وہ بیچاریاں اکثر اوقات اپنی جہالت کا رونا روتی ہیں اور کہتی ہیں ہمیں آج تک یہ یقین نہ ہو سکا کہ مسیحیت سچا مذہب ہے۔ اس پر یہ پادری ان سے کہتے ہیں کہ اگر تم ہماری تعلیم کو قبول نہ کرو گی تو شیطان کے پھندے میں پھنس جاؤ گی۔

(۳) میں ان کتابوں میں سے جو سویڈن کے پادریوں نے اسلام کے متعلق لکھی ہیں چند اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مسٹر جان ٹارن کوسٹ لکھتا ہے "اسلام نے تلوار کے زور سے لوگوں

کو مسلمان بنایا ہے۔ اور آج کل یہ مذہب ایشیا میں شیطان کی سب سے زبردست جائے پناہ بنا ہوا ہے" پادری ہوگبرگ لکھتا ہے "ہمیں انسانوں سے مقابلہ کرنا نہیں بلکہ جھوٹ کے قلعہ اور شیطان کی طاقت سے جنگ کرنی ہے" اور ہندی مسلمانوں کے متعلق اس پادری نے یہ لکھا ہے "ان لوگوں کو اس قدر حقوق اور آزادیاں حاصل ہیں کہ اگر یہ چیزیں دوسرے لوگوں کو حاصل ہو جائیں تو یقیناً انہیں جیلخانہ بھیجنا پڑے گا۔ مثلاً اگر کوئی مسیحی دوسری شادی کرلے تو اسے سزا دی جاتی ہے۔ لیکن ایک مسلمان اپنی شریعت کی بنا پر غیر محدود عورتوں سے شادی کرسکتا ہے۔ اور ساری اولاد جائز قرار دی جاتی ہے۔ اور انہیں قانونی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پادری کو سب سے بڑھ کر کوفت اس بات سے ہے کہ سارے بچوں کو اسلام حقوق کیوں عطا کر دیتا ہے؟ مسٹر ہوگبرگ نے کاشغر کی عورتوں کے متعلق لکھا ہے "غرور، عیاشی، مکاری اور بے وفائی مسلمان عورتوں کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔" مسٹر بام برگ لکھتا ہے "اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آدم کے گناہ کی پاداش میں عورت کو خاوند کی باندی بنا دینا چاہیئے۔" کاشغر میں مسیحی تبلیغ کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ کاشغر کے اکثر مسلمان انتہا درجہ کے بے ایمان اور جھوٹے ہوتے ہیں۔ اور یہ ان کی مذہبی تعلیم کا نتیجہ ہے جس میں جھوٹ بولنا جائز قرار دیا گیا ہے۔"

دوسرے پادری لکھتے ہیں "مسلمانوں نے دوسری قوموں کو آگ تلوار اور ظلم کا نشانہ بنایا ہے۔ اور بیوی اپنے خاوند کی کنیز ہوتی ہے۔" بچوں کے لئے ایک کتاب لکھی گئی ہے جس میں درج ہے "مسلمان کی نظر میں خدا ایک مہربان باپ نہیں ہے بلکہ سخت اور ظالم قسمت ہے۔ اور ایک مسلمان ہمیشہ اپنے خود غرض علما کے رحم پر زندگی بسر کرتا ہے۔ عورت مسلمانوں میں سوسائٹی پر ایک بار اور ایک داغ اور ایک وبال سمجھی جاتی ہے۔ اور مرد کی غلامی کرنا اس کی زندگی کا مقصد ہے۔ افریقہ کے مسلمان، وہاں کے باشندوں کے جسم کی کھال اتار کر انہیں مردم خوروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔" پادری ریکٹ جو لندن یونیورسٹی میں لیکچرار ہے لکھتا ہے کہ "ایک خبطی پیغمبر کے غیر معقول ضابطہ قوانین کی بنا پر کاشغر میں عدل و انصاف کرنا نہایت مشکل کام ہے۔"

(۴) چند سال ہوئے سویڈن کے ایک مشہور اخبار میں فلسطینی نامہ نگار کا مراسلہ شائع ہوا تھا جس میں میرے ایک مضمون کا جو میں نے قاہرہ کے اخبار السیاست میں لکھا تھا ترجمہ شائع ہوا تھا۔ نامہ نگار نے جواب ہندوستان میں ہے۔ اس ترجمہ میں ایک سفید جھوٹ اپنی طرف سے شائع کیا۔ وہ یہ کہ جس سویڈلش مصنف کی عبارت میں نے اپنے مضمون میں نقل کی تھی۔ اس نے اس عبارت کو اس طرح درج کیا "ہزاروں برس گزرے جبکہ محمد (صلعم) نے ایک مذہب قائم کیا" نامہ نگار نے اس کی اصلاح یہ کی۔ کہ ۱۳۵۴ برس گزرے ہیں۔ حالانکہ اُس وقت ۱۳۵۳ھ تھا۔ اور جب میں نے ایڈیٹر کو اس کی اصلاح کے لئے لکھا تو اس نے انکار کر دیا۔

(۵) ایک سویڈش مشنری مسٹر کارل لڈلی نے حال ہی میں مصر کا سفر کیا اور اپنے مشاہدات کا جو حال اس نے سٹاکہوم کے اخبار میں شائع کرایا۔ اس میں اسلام کے متعلق غلط بیانیوں کے لحاظ سے وہ مس ماریا ایرکسن سے بھی دو قدم آگے بڑھ گیا۔ اس نے مس مذکورہ کی کتاب سے جو پنٹیکوسٹ تحریک کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔ حسب ذیل اقتباس درج کیا ہے "محمد (صلعم) کا مذہب اپنے پیرؤوں کے ضمیر کا خون کرنے والا ہے۔ اسلام کا خدا، غلامی، تعدد ازدواج، اور فحاشی کو جائز رکھتا ہے۔ اور مسلمانوں کی کتاب یعنے قرآن بت پرستی یہودیت اور مسخ شدہ مسیحیت کا مجموعہ ہے۔ اگرچہ خداوند یسوع کو ابن مریم قرار دیا گیا ہے لیکن اس کی الوہیت، صلیبی موت اور دوبارہ زندگی کا انکار کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو بچپن سے نصارٰے سے دشمنی اور نفرت کرنا سکھایا جاتا ہے۔ اور قتل و غارت ان کا طغرائے امتیاز ہے۔ اور مسلمان جھوٹ کی اس روح کا شکار ہیں جو ان کے . . . . . ذات سے صادر ہوئی۔"

(۶) ایک دفعہ میں نے مس مذکورہ کو سٹاک ہوم میں ایک گرجے میں تقریر کرتے سنا۔ اس نے مصری مشن کی کامیابیوں کے متعلق بہت زبردست توقعات کا اظہار کیا۔ اور اس ضمن میں انجیل کی ایک آیت پڑھی جس میں یسوع کے شاگردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ساری دنیا کو باپ بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ حالانکہ یہ فقرہ کسی متعصب عیسائی عالم نے انجیل میں داخل کر دیا ہے۔ کیونکہ یسوع کو تثلیث کے عقیدہ کا مطلق علم نہ تھا۔ اور اہل علم جانتے ہیں۔ کہ یہ

یہ عقیدہ ۳۲۵ء میں نیقہ کی مجلس میں وضع کر کے داخل مذہب کیا گیا تھا۔ مس مذکورہ نے کہا کہ یسوع قادر مطلق ہے۔ اور اس گرجے میں جلی سنہرے حروف میں یسوع کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ جس طرح کیتھولک عیسائی، مریم کے مجسمہ کو سجدہ کرتے ہیں، یہ لوگ یسوع کو خدا بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔

(۷) پنٹیکوسٹ تحریک کے ایک لیڈر نے جس کے ماتحت سلام میں مسیحی مشن قائم ہے، لکھا۔ کہ بیت المقدس کی مسجد وہ لائق نفرین جگہ ہے جس کا ذکر دانیال نبی کی پیشگوئیوں میں کیا گیا ہے لہٰذا اس مسجد کو مسمار کر دینا چاہیئے۔ اور عیسائیوں کا فرض ہے کہ اس کی جگہ ایک شاندار گرجہ تعمیر کیا

(۸) سویڈن میں صیہونیت اور مشن کے مابین شدید اتحاد پایا جاتا ہے۔ اور اسی لئے شہری اخبارات ونرات صیہونیت کے حق میں پروپاگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ اور ان میں مسیحی عربوں کے متعلق کوئی بات درج نہیں کی جاتی۔ یہ متعصب اخبارات اس حقیقت کا اعلان کرنے سے کتراتے ہیں کہ فلسطین کے عیسائی بھی، فلسطین میں قیام حریت وامن کے لئے اپنے مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش کام کر رہے ہیں۔

(۹) سنہ ۱۹۳۰ء میں متعدد سویڈ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ حالانکہ سویڈن میں کبھی کوئی اسلامی مشن قائم نہیں ہوا۔ اس کے باوجود اسلام ترقی کر رہا ہے۔ مسیحی پادری ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص مسلمان ہو جائے۔ ان کا بس چلے تو تبدیلی مذہب کی ممانعت کر دیں۔ لیکن اسلامی ممالک میں تبدیلی مذہب کے متعلق بالکل مختلف رویّہ ہے۔ چنانچہ مصر کے متعلق انٹرنیشنل ریویو آف مشنز میں حسب ذیل اعلان شائع ہوا ہے جو میری نظر سے گزرا:۔

"معلوم ہوا ہے کہ اوائل ۱۹۳۷ء میں مصر بھی مجلس اقوام کی رکنیت کے لئے درخواست دیگا اور اس سلسلہ میں حکومت مصریہ کی طرف سے اس امر کی گارنٹی دی جائے گی کہ رکنیت کے بعد مصر میں نصاریٰ کو تبلیغ نصرانیت اور مصریوں کو نصاریٰ بنانے کی اجازت دیجائیگی اور اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ سویڈن بھی مجلس اقوام کا ایک معزز رکن ہے لیکن نہ مذہبی اقلیتوں کی حفاظت کا ذمہ ہے نہ وہاں تبدیلی مذہب کی آزادی ہے۔ اور نہ تبلیغ کی۔"

(۱۰) کرسچین مشنری اداروں کے طریقوں کے خلاف اگر اسلامی پریس میں احتجاج کیا جائے تو اسے اسلام کے جارحانہ طرز عمل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مس ایکبالڈ نے جو بیت المقدس کے سکول میں ٹیچر ہے۔ عربی اخبارات میں مشنری کے خلاف جو احتجاج کیا جاتا ہے اس پر تنقید کی ہے۔ ان لوگوں کی نظر میں، اگر اسلامی پریس ان لوگوں کے غلط طریق کار پر اعتراض کرے تو اس کو اس رنگ میں پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام مشنریوں کے خلاف سختی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جب میں نے لکھا کہ مسیحی پادریوں کو کاشغر سے خارج کر دینا چاہیئے۔ تو پادری ریکٹ نے لکھا کہ مسلمان فرقہ پرست، پادریوں پر تشدد کے حامی ہیں۔ گویا اس نے ایک فقرہ میں دو جھوٹ بولے۔ یہ تو سویڈش مشنریوں نے جھوٹ بولنے کا ریکارڈ قائم کر دیا۔

ایک مصری ڈاکٹر نے، عرصہ ہوا، جرمنی میں اسلام کے خلاف جو زہر چکانی کی جاتی ہے اس پر اعتراض کیا تھا اور لکھا تھا کہ تمام عربی لٹریچر میں کسی مذہب کے خلاف اس قدر نہیں لکھا گیا جس قدر یورپ میں اسلام کے خلاف ایک دن میں لکھا جاتا ہے۔ اور یہ بات واقعی درست ہے کچھ عرصہ ہوا۔ پادری زویمر نے، ورلڈ ڈومنیین میں ایک مضمون لکھا تھا۔ اور اس میں ولیم میور اور جرمن مورخ شلیگل کی تصانیف سے حسب ذیل اقتباسات پیش کئے تھے:-

"محمد (صلعم) کی تلوار اور قرآن، دنیا میں تہذیب، حریت اور صداقت کے شدید ترین دشمن ہیں" دوسرا اقتباس یہ ہے "پیغمبر بغیر معجزات، مذہب بغیر اسرار، اخلاق بغیر محبت۔ اسلام نے ہمیشہ دنیا کو خون آشامی کا سبق پڑھایا ہے۔ اس کی ابتدا بھی شہوانیت ہے اور انتہا بھی شہوانیت ہے" اس پر زویمر نے یہ تبصرہ کیا:- "یہ اقوال آج بھی صحیح ہیں۔ کیونکہ مشنری کے خلاف مصر میں جو کچھ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اس سے اسلام کا معاندانہ رنگ بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا"

(۱۱) کچھ عرصہ ہوا۔ کاشغر سے ایک خارج شدہ مشنری نے لکھا تھا کہ "کہا گیا ہے کہ سویڈش مسلمان، کاشغر میں مشنوں کی تباہی سے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن کاشغر کے لوگ، یہ مشنری لکھتا ہے کہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور بہت سے "سچے مسلمان" ایسے ہیں جن کے ساتھ عیسائیوں کا سا برتاؤ کیا گیا ہے۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ اس سے پہلے کاشغر میں

ان پادریوں کو ایسے سچے مسلمان کیوں نہ مل سکے ؟ آگے لکھتا ہے کہ مشنریوں کا اخراج اسلام کی بنا پر نہیں بلکہ بعض پوشیدہ خارجی اثرات کے ماتحت عمل میں آیا - اگر یہ صحیح ہے تو پھر یہ پادری لوگ اسلام پر کیوں اعتراض کرتے ہیں ؟

(۲) یہ مشنری، اسلام میں عورتوں کی پستی کا ذکر کرتے ہیں - مگر میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یورپ میں عورت خوش ہے ؟ ہرگز نہیں - وہ دیکھتی ہے کہ اس کی قسمت دوسروں کے ہاتھ میں ہے - سویڈن میں مسیحی عورتوں کی غمگین زندگی کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ غیر مردوں کے ساتھ اختلاط رکھتی ہیں - اور اپنا غم غلط کرنے کے لئے شراب بھی پیتی ہیں لیکن اسلام میں ہر مرد اور ہر عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی روحانی اور ذہنی صلاحیتوں کو ترقی دے سکے - اور دونوں اپنے اپنے فطری دائرہ کے اندر زندگی بسر کر سکتے ہیں - بچوں کی پرورش سے بڑھ کر اور کوئی شریفانہ کام نہیں ہو سکتا - ماں ایک معزز لقب ہے - ایک محبت کرنے والی ماں، ایک بانجھ لیڈی ڈاکٹر سے زیادہ قدر و قیمت رکھتی ہے - یورپین عورت ماں بننا اور بچے پیدا کرنا چاہتی ہے - لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ تولید اطفال کی قوت سے محروم کر دی جاتی ہے -

مجھے بچپن ہی سے اسلام کے ساتھ ایک قلبی تعلق تھا - جب میں نے تاریخ کلیسا کا مطالعہ کیا تو مجھے یسوع اور کلیسا کی تعلیمات میں فرق معلوم ہو گیا - اور ہر جویائے حق اسی نتیجہ پر پہنچے گا جس پر میں پہنچا - اسی لئے پادریوں کا جھوٹا پروپیگنڈا اب مجھے فریب نہیں دے سکتا تھا - افریقہ اور ایشیا میں جو مظالم ان پادریوں نے کئے ہیں ان کا کفارہ ادا کرنے کے بجائے یہ لوگ الٹی حضور سرور کائنات کی شان میں گستاخی کرتے رہتے ہیں - میں اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے قبول اسلام کی توفیق عطا فرمائی - اور سچے عیسائیوں کے خلاف کوئی نفرت کا جذبہ میرے دل میں موجزن نہیں ہے - میں جانتا ہوں کہ مصر اور فلسطین میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیے - اور ہر طالب حق پر یہ بات روشن ہے کہ متعصب پادریوں کو ہم کبھی بھی دیندار اور راست کردار مسیحی نہیں کہہ سکتے -

مجھے یقین ہے کہ اسلام دنیا کو امن و اخوت کی سلک میں منسلک کر سکتا ہے - اقوام یورپ

کی بہت سی آرزوئیں انسانوں کے ساتھ غیر ہمدردانہ تجارب ہیں جو ظہور پذیر ہو رہے ہیں - یورپین خیر خواہان انسانیت حقیقی محبت کے ماتحت کام نہیں کر رہے ہیں - اور پادری لوگ اگر مشرقی ممالک میں تعلیم پھیلا رہے ہیں تو اس کا مقصد دراصل یہ ہے کہ لوگوں کو عیسائی بنائیں

اسلام دنیا میں اخوت اور انسانیت کا سب سے بڑا علمبردار ہے - دنیا میں امن و امان صرف ان لوگوں کی کوششوں سے قائم ہو سکتا ہے جو سچے دل سے خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں - تکبر اور خودغرضی کی فضا میں اخوت کے جذبات کبھی پیدا نہیں ہو سکتے - اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو مختلف طبقات، اقوام اور نسلوں میں مفاہمت پیدا کر سکتا ہے -

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور بابت ماہ جون ۱۹۳۹ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ر	۱۷۹	جناب عطاء الرحمٰن صاحب مشن	۰	۰	۱۵
۳ر	۱۸۲	،، سید سراج الحق صاحب ،،	۰	۰	۱۰
،،	۱۸۳	،، خانبہادر شیخ منہاج الدین صاحب - مشن	۰	۰	۱۰
،،	۱۸۴	،، محمد یعقوب علی خانصاحب ،،	۰	۰	۳
۶ر	۱۸۹	،، مسٹر انعام اللہ صاحب ،،		۴	۲۲
،،	۱۹۰	،، ایم فخر الدین صاحب ،،	۰	۰	۱۰
،،	۱۹۱	،، عبد الجبار صاحب ،،	۰	۸	۱
،،	۱۹۲	،، اے سعید خانصاحب ،، ریاض اللہ احمد صاحب معرفت [illegible]	۰	۰ ۰	۲ ۵
۹ر	۲۰۹	،، خان بہادر عبد المجید صاحب خاں صاحب ،،	۰	۰	۱۰۰
،،	۲۱۰	،، مس عقیلہ خانم صاحبہ ،،	۰	۰	۵
۱۲ر	۲۳۲	،، عبد الحق صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۴۳	،، ڈاکٹر برکت علی صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۴۴	،، شیخ منظور احمد صاحب قریشی ،،	۰	۰	۳
۱۴ر	۲۵۴	،، شیخ ابراہیم صاحب ،،		۱۰	۶
۱۴ر	۲۵۶	،، محبوب خانصاحب ،،	۰	۰	۳
۱۵	۲۵۸	،، علی احمد خانصاحب ،،	۰	۰	۵

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۶ر	۲۶۶	،، سر عبد الحلیم صاحب غزنوی مشن	۰	۰	۱۰
،،	۲۶۷	،، ابو الخیر صاحب ،،	۰	۰	۵
،،	۲۶۸	،، کرم الٰہی صاحب قریشی ،،	۰	۰	۵
۱۷ر	۲۷۰	،، محمد شریف خانصاحب ،،	۰	۰	۱۵
۲۳	۲۸۵	،، میاں محمد سلیم و نظام جانصاحب ،،	۰	۰	۲۰
،،	۲۸۸	،، ایس ایم اے خراسانی ،،	۰	۰	۲
۲۶	۲۹۳	،، نصیر الدین احمد صاحب ،،	۰	۰	۱۰
۳۰	۲۹۴	،، عبد الکریم صاحب ،،	۰	۰	۱۰
،،	۳۱۰	،، اقبالمند خان صاحب ،،	۰	۰	۵
		،، کے ایس ڈاکٹر سلیمان خانصاحب	۰	۰	۵
		فروخت اسلامک ریویو ماہ جون ۱۹۳۹ء	۰	۲	۳۸۲
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام ماہ جون ۱۹۳۹ء	۰	۰	۴۲
۰		فروخت ووکنگ گزٹ ماہ جون	۰	۰	۹

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ - لاہور (بابت ماہ جون سنہ ۱۹۳۹ء)

تاریخ	کوپن	تفصیل آمد	پائی	آنہ	روپیہ
		فروخت کتب ماہ جون		۷	۱۵۴
		آمد در مسجد ووکنگ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۳۹ء	۱	۱۵	۴۲۶

تاریخ	کوپن	تفصیل آمد	پائی	آنہ	روپیہ
		واپسی پیشگی از مسجد ووکنگ اندراج سابقہ	۸	۷	۴۸۵
		" " میزان "	۹	۱	[illegible]

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور بابت (ماہ جون سنہ ۱۹۳۹ء)

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۱۴/۶	۱۴	کرایہ دفتر و بکڈپو بابت اپریل سنہ ۳۹ء			۴۵
	۱۵	میسرز رپن پرنٹنگ پریس لاہور طباعت ووکنگ گزٹ نمبر ۱۹-۲۰ و اپیل وغیرہ		۹	۳۵
	۱۶	تنخواہ علے الحساب سکرٹری مسجد ووکنگ ماہ مارچ سنہ ۳۹ء			۱۰۰
	۱۷	تنخواہ سکرٹری ٹرسٹ " "		۵	۱۵۲
	۱۸	" " اپریل سنہ ۳۹ء		۵	۱۵۲
	۱۹	Conveyance allowance ماہ مئی سنہ ۳۹ء			۳۰
	۲۰	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۵۵ تا ۳۲۲ مالیتی [illegible] کاغذ برائے گزٹ و فوٹو و برائے استعمال دفتر [illegible] ترجمہ برائے اشاعت اسلام [illegible] پروف ریڈنگ اسلامک ریویو ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۳۹ء [illegible] کتابت اشاعت اسلام تقایا ماہ مئی و علے الحساب ماہ جون [illegible] کاغذ برائے اشاعت اسلام [illegible] متفرق [illegible]			
		۲۸۰-۸-۳	۳	۸	۲۸۰
	۲۱	تنخواہ عملہ ماہ مئی سنہ ۳۹ء		۳	۲۴۰
	۲۲	میسرز نورانی پریس			

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
		طباعت رسالہ اشاعت اسلام جنوری فروری مارچ سنہ ۱۹۳۹ء	۰	۸	۴۳
	۲۳	میسرز نیشنل ٹریڈنگ کمپنی ۵ ریم کاغذ برائے اشاعت اسلام	۰	۰	۲۷
	۲۴	میسرز غلام محمد جلد ساز جلد سازی اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی و اگست سنہ ۱۹۳۹ء اور اشاعت اسلام ماہ جولائی و اگست سنہ ۳۹ء	۰	۸	۴۳
	۲۵	میسرز رپن پرنٹنگ پریس لاہور طباعت ووکنگ گزٹ نمبر ۲۱ و ۲۲	۰	۸	۲۱
	۲۶	میسرز سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور طباعت اسلامک ریویو جنوری و فروری سنہ ۳۹ء	۰		۲۰۰
	۲۷	میسرز دار الکتب اسلامیہ خرید کتب برائے فروخت	۶	۳	۱۰۵
"	۲۸	میسرز شیخ محمد اشرف علے الحساب بل خرید کتب			۱۰۰
	۳۰	پیشگی در مسجد ووکنگ	۵	۱۵	۴۲۶
	۳۱	اخراجات در مسجد ووکنگ اندراج سابقہ	۹	۲	۳۴۴
	۳۲	" " "		۵	۳۳۶
	۳۳	" " "	۶	۱۱	۶۲۶
	۳۴	" " "	۶	۱۲	۱۵۸
		[illegible]	۷	۲	[illegible]

حیرت انگیز رعایتی اعلان

ووکنگ مسلم مشن کی اردو مطبوعات میں ۵۰ فیصدی رعایت

مذہبی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والا لٹریچر

یہی وہ اسلامی لٹریچر ہے جسکے انگریزی تراجم کو پڑھکر ہزاروں غیر مسلم انگریز و امریکن اِسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور بانیِ ووکنگ مسلِم مشن انگلستان

صفحات ۳۲۷ **نبوت کا ظہور اتم** اصلی قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۲

المعروف بہ

نبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ انگلستان کی شہرہ آفاق تصنیف دی آئیڈیل پرافٹ کا سلیس اور نفیس اردو ترجمہ بمعہ مقدمہ و تمہید۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمات اسلام جو آپ نے محض اللہ کے فضل سے بلاد مغرب میں انجام دیں اب کسی تشریح یا تعارف کی محتاج نہیں مسلم اور غیر مسلم دونوں اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں کہ آپ نے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہترین پیرایہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کے علاوہ

ان غلط بیانیوں کا بھی حتمی طور پر ازالہ کر دیا جو دشمنان اسلام نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق مغرب میں پھیلا رکھی تھیں۔ آپ کو نہ صرف تبلیغ و اشاعت کا تجربہ تھا۔ بلکہ اکابر مشاہیر انگلستان سے تبادلہ خیالات اور ان کی تقاریر سننے کے موقع بھی بیش از بیش آپکو ملے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو تحریر بھی آپکے قلم سے نکلی ہے وہ نہ صرف عالمانہ اور محققانہ تھی بلکہ وسعت اور پختگی خیال کے ساتھ ساتھ اپنے اندر دلکشی کا سامان بھی رکھتی ہے۔ جو لوگ آپکی تصانیف کا مطالعہ فرما چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خواجہ صاحب کو اظہار مطالب کے لئے غیر معمولی لیاقت عطا فرمائی تھی۔ نیز آپکا اسلوب بیان اس قدر مدلل اور دلپذیر ہوتا تھا کہ کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا

مندرجہ بالا کتاب میں ان تمام خوبیوں کے علاوہ دو خصوصیات اور بھی ہیں۔ اول تو یہ کہ باعتبار نوعیت مضامین وندرت خیالات وجدت اسلوب اس سے پہلے کوئی کتاب اس رنگ میں نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کا اسلوب بیان جو انشاپردازی کی جان اور نظم کا دین وایمان ہے بالکل اچھوتا اور نرالا ہے۔ اور اسی صفت نے اس نثر کی کتاب کو نظم کی طرح دلکش و رنگین بنادیا ہے۔ آنحضرت صلعم کو ہر پہلو سے جو ممکن العقل ہوسکتا ہے بنی نوع آدم کے لئے اسوۂ کامل ثابت کیا گیا ہے۔ اور لطف یہ کہ اول سے آخر تک کوئی لفظ محض جذبات پرستی کے ماتحت نہیں لکھا گیا ہے جو تاریخی اور تنقیدی دونوں پہلوؤں سے نہایت صحیح اور مستند نہ ہو۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قدم قدم پر مغربی مصنفین اور دشمنان دین کی تدلیسات وتلبیسات کا دامن چاک کر دیا ہے۔ انکی خوردہ گیریوں کا جواب شافی موجود ہے۔ اور جو زہریلے خیالات پادریوں کی تحریرات سے آج کل کے مسلمانوں میں پیدا ہو گئے ہیں انکی تریاق ہر سطر میں موجود ہے۔

سوانح نگاری کے عام طریقہ کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کو زیب عنوان بنایا گیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ؎

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مینگرم　　　کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

اس کتاب کے مطالعہ سے ہر ذی فہم پر روشن ہو جائے گا کہ جو ارفع خصائص ایک ہادی کے لئے عقل انسانی تجویز کرسکتی ہے وہ سب کے سب بدرجہ اتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں موجود ہیں۔ گویا یہ کتاب غیر مسلم کے لئے تحفہ بے نظیر ہے اور مسلم کے لئے شمع تنویر۔

فہرست مضامین

تمدن اسلام } اس میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے ۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ صرف اسلام ہی اس وقت زندۂ جاوید مذہب دنیا میں ہے جو دنیا کو مصائب حاضرہ سے بچا سکتا ہے ۔ یہ کتاب ایک پڑھنے والے کے دل میں اسلام سے سچی محبت پیدا کر دیتی ہے اور اس میں قرآن کریم کے مطالعہ کی حقیقی و سچی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے ۔ آیات قرآنی کی تفسیر میں لائق مصنف نے اجتہاد کی شان دکھائی ہے اور بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے کہ اس کتاب حکیم کی تعلیم ، ترقی کی کس قدر محرک و ممد ہے اور اسے اخلاق عالیہ کی کیسی مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتی ہے ۔ اس حیرت انگیز جامعیت کے ساتھ دنیا کے کسی اور مذہب یا حکمت معلومہ نے یہ سبق نوع انسان کو نہیں دیا تھا ۔ فاضل مصنف نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اس قول کی کہ "ہم پہلے ہندوستانی ہیں پھر مسلمان وغیرہ" جا بجا سخت مذمت کی ہے ۔ دوسرے مذاہب میں وہ تمدنی خامیاں بتائی ہیں جن کی بدولت عہد جدید کے اہل علم و تحقیق سرے سے الہامی مذہب ہی سے منکر و منحرف ہو گئے ہیں ۔ قیمت اصلی رعایتی ۸ ۸

توحید فی الاسلام } اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی ماں ہے اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے ۔ یہی علوم جدیدہ کی محرک بحکمت و فضیلت کی مولد

اصلی　رعایتی

اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید ہی سے حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے　　۸ر

سلک مروارید } یہ ان دس معرکۃ الآرا لیکچروں کا مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے　　عمر　۸ر

ینابیع المسیحیت } حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھکر لکھی۔ یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مسیحی دین کی اکثر بابت سورج پرستی اور مسیحؑ سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے اکتشافات اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بہ حیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت انگیز اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جس سے کروڑ ہا عیسائی بیخبر ہیں اور جس کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔　　عہر　۱۰ر

راز حیات یا انجیل عمل } اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ قوت دولت حشمت جاہ و جلال مرفہ الحالی کا راز قوت عمل ہی میں مضمر ہے جس طرح باغ کی تروتازگی اور نشوونما پانی سے ہوتی ہے اسی طرح زندگی کا راز بھی قوت عمل میں پنہاں ہے یہ کتاب تمام ملک میں مقبول ہو گئی ہے۔　　عہر　۱۰ر

ضرورت الہام } فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور ہر مذہب الہامی مذہب ہے۔　　۱۲ر　۶ر

مکالمات علیہ } یعنے وہ گفتگوئیں اور بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر اعلیٰ مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں اس میں جمع کی گئی ہیں یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مذاہب سے گفتگو کرنیوالے مسلمانوں کے لئے مفید ہیں۔ ۱۳ار ۰۶ر

مطالعہ اسلام } اس کتاب میں امنت باللہ و ملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ نیز پانچ ارکان اسلام کلمہ طیبہ، حج، روزہ، نماز، زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۱۰ار ۵ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں } اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں اور اختلافات فروعی ہیں اور تمام مسلمانوں کو یکجہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے۔ ۲ار ۹ر

لمعات انوار محمدیہ } حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات اور آپ کے خُلق کا آئینہ، حسن معاشرت کا فوٹو، علمی، ادبی، اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع جس میں مشرقی اور مغربی اہل قلم نے زبردست مضامین لکھے ہیں ۱ار ۲ر

مذہب محبت } اس میں فاضل مصنف نے براہین قاطع کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زمین پر صلح و امن، آشتی و محبت، پیار و یکجہتی کامیابی کے ساتھ قائم کر سکتا ہے۔ ۵ر ۰۲ر

ذرات عالم کا مذہب } اس میں مصنف نے دکھایا ہے کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے روح کی پیدائش اور اس کے فرائض، مسئلہ ارتقائے انسانی، کفارہ پر ایمان، اپنی ہتک ہے۔ ۶ر ۳ر

اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی } اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ پیش کیا گیا ہے جسے پڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کے بغیر چارہ نہیں رہتا ۶ر ۳ر

ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان } یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید

مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اردو، انگریزی لٹریچر میں یہ کتاب اس موضوع کی پہلی کتاب ہے۔ اعلیٰ [illegible]
اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ عربی سے سب زبانیں نکلی ہیں اور کل ممالک کے آباؤ اجداد
عربی الاصل تھے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ۱۰ر ۵ر

براہین نیرہ معروف بہ زندہ و کامل الہام } قرآن مجید ایک خاتم و ناطق الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ و دیگر مذاہب کے عقائد اور اصولوں پر منطقیانہ بحث کی ہے۔ ۱۲ر ۹ر

پیام اسلام } قرآن کریم سے ایک اجنبی دل کو معرّف کرنیوالی، کلام پاک سے اجنبیت غیریت اور تنفر کو دور کرکے اس سے فیضیاب کرنیوالی معرکۃ الآرا کتاب پیام اسلام پڑھو اس کتاب میں قرآن کی ضرورت اور اس کے اسالیب خاصہ پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے مضامین کی جداگانہ عنوانوں کے تحت میں تقسیم کی گئی ہے۔ خاصکر امور ذیل پر زور دیا گیا ہے۔ انسان کے متعلق قرآن کا نصب العین، کائنات میں انسان کا مقام، خلافت الٰہیہ اور اس کے حصول کے ذرائع روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، سیاسی امورات پر تعلیمات قرآنی۔ تزکیہ و اصلاح نفس۔ ۵ر ۴ر

مقصد مذہب } یہ وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی۔ شاتنی۔ آریہ سماجی۔ برہمو سماجی اور بہت سے دیگر مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔ ۳ر ۱۰ر

خطبات غربیہ } یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معرف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کے لئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمے کیئے گئے ہیں۔ قیمت مکمل سٹ تعدادی ۶ کاپی۔ بلا جلد ۱۲ر ۹ر

سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام } اس کتاب میں فاضل مصنف نے

مشرق و مغرب کی روحانیت پر مفصل بحث کی ہے اور آخر میں اخلاق فاضلہ پر ایک بحث کی ہے کہ اعلیٰ اصلی روحانی فاضلہ کس طرح انسان میں پیدا ہو سکتے ہیں اور اس کے کیا کیا ذرائع ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر مطالعہ کنندہ پر روحانیت کا حقیقی مفہوم واضح ہو جائے گا۔ ۱۲ ار ۶ر

ہستی باری تعالیٰ } جس میں خداوند تعالیٰ کی ہستی کے عقلی و نقلی دلائل دیئے گئے ہیں جو دہریوں کے لئے اتمام حجت ہیں مظاہر قدرت و قرآنی آیات ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ نہایت بلند ارفع و اعلیٰ علمی پایہ کی کتاب ہے۔ ۶ر ۳ر

یسوع کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر } فاضل مصنف نے الوہیت مسیح، کفارہ، معجزات مسیح بدی کی حقیقت الغرض وہ مسائل جو عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں ان سب کی براہین نیرہ قاطعہ سے تردید کی ہے۔ ۲۳ر ۱۰ر

اسلام اور علوم جدیدہ } اس کتاب میں فاضل مصنف نے نہایت واضح طور پر بیان کیا ہے کہ قرآن ہی ایک کتاب ہے جس نے لطیف حقائق اور باریک مسائل سمجھانے کے لئے صحیفۂ قدرت اور اس کے مظاہر کی طرف انسان کو متوجہ کیا۔ ۳ر ۱ر

صلائے نصرت باہل ہمت } یہ فارسی نظم ہے جس میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے واقعات حاضرہ سے قرآنی آیات و احادیث نبوی صلعم سے اسلام کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کی ہے۔ ۲ر ار

حیات بعد الموت } اس میں آواگون کا عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ اور آریوں کے مقابل زبردست حربہ ہے۔ ۶ر ۳ر

تحفہ کرسمس } یہ رسالہ منظوم ہے جس میں مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس میں عیسائیت کو مذہب بت پرستی ثابت کیا گیا ہے۔ اس کی نظم تو حضرت برق پشاوری کے قلم سے ہے اور اس کا مقدمہ نثر میں ہے جو حضرت خواجہؒ کا نتیجہ فکر ہے۔ ۶ر ۳ر

موضوع القرآن (تہذیب النسانی اسماء الٰہیہ) یہ مضمون ہمارے روزنامہ دستور العمل کا بادی ہے۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی تفسیر بیان کی ہے۔ ۲ر ار

دیگر مصنفین کی قابل دید کتابیں

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ - مصنفہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر گدیہ اصلی رعایتی
تفصیل مضامین :- دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ، سقراط، مسیحؑ، اور حسینؓ کی شہادت
کا دنیا پر اثر۔ ۵ر ۳۰ر

اسلامی نماز کا فلسفہ :- مصنفہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر گدیہ
فاضل مصنف نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں اسلامی نماز کے فلسفہ کو بیان کیا ہے یعنی
کیوں ہم پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں؟ کیوں وضو کرتے ہیں۔ کتاب نہایت دلچسپ ہے ۳ر ۱ر

تفسیر سورۂ فاتحہ } مصنفہ مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی ۲ر ۱ر

اسلام یعنی ہمدردی بنی نوع کا مذہب مصنفہ مولانا محمد علی صاحب - ۔
تفصیل مضامین :- امن کا مذہب، اسلام کی امتیازی خصوصیات - اسلام ایک تاریخی مذہب
ہے۔ اسلام کے بنیادی اصول، اسلام میں خدا کا تصور، الہام الٰہی، حیات ثانیہ، کیفیت
بعد از ممات، فرشتوں پر ایمان، ایمان کا اصل اصول، نماز، روزہ، حج، حقوق العباد
اخوت اسلامی، سخاوت - ۱۴ر ۲ر

سیرت نبوی } آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مختصر خاکہ اور حضورؐ کے اخلاق
فاضلہ کی سچی تصویر ۳ر ۱ر

قرآن اور جنگ } مصنفہ مولانا مولوی صدرالدین صاحب مبلغ اسلام - اس میں ثابت
کیا گیا ہے کہ قرآن مجید وہ صحیفہ ہے جس میں نہ صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے
بلکہ اس میں ہر ایک وقتی ضرورت کا علاج بھی موجود ہے - ۳ر ۱ر

تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان :- آج تک جس قدر
نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان میں ہوئی ہیں ان سب کی تصاویر موجود ہیں۔
ان نومسلموں کے مجمع کو حالت نماز میں دیکھ کر ایک راحت اور سرور پیدا ہوتا ہے
قیمت بحساب فی درجن - ۱۰ر ۵ر

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبۂ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں! ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں ”برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائٹی“ کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) مشن کے آرگن ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی! اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) مشن کے تاثرات ۔ (۱) مشن کی اکیس[۲۱] سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین! اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جد و جہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس[۲۱] سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے! اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں! ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے! اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے! اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف امور کے استفسار کرتے ہیں! اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں معہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام معہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے! اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے! اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں! اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آیندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جد و جہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آزار کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اوّلیں نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے! اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں! اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون! افریقہ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا ہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ [illegible] ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ [illegible] ہے اور ممالک غیر کیلئے [illegible] ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک واحتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت وحمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ وقائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم ونسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹراتِ آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں۔ (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں۔ (۵) چیکوں پر تین عہدہ دارانِ ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔

(۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈز بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان) +

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

October 1939

R L No 908

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیِ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ

قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور پنجاب (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ {آل عمران آیت ۱۰۴}

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے۔ جس میں نومسلمین۔ مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے او پر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

The Members of The St. George's Rambling Society, London, at the Shah Jehan Mosque Woking on Saturday 10th June, 1939.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے اخراجات کی ذمہ دار ہوسکتی ہے:

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۵ | بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۹ء مطابق شعبان ۱۳۵۸ھ | نمبر ۱۰

(گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپا کر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۹ء

شذرات

رسالہ اشاعت اسلام کی اشاعت حاضرہ کو سینٹ جارج ریمبلنگ سوسائٹی کے فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی مذکور کے ارکان مورخہ ۱۰ ؍ جون ۱۹۳۹ء کو مسجد اور عمارات متعلقہ دیکھنے کے لیئے تشریف لائے۔ امام صاحب مسجد نے مسجد کی تعمیر اور اس کی سرگرمیوں کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد ارکان سوسائٹی کی چائے سے تواضع کی گئی۔

بحمداللہ کہ ممبران سوسائٹی نہایت گہرے تاثرات لے کر گئے ہیں ؛

اخبار مسجد ووکنگ

دی انٹرنیشنل فرینڈشپ لیگ

بروز جمعرات مورخہ ۱۳ر مئی آٹھ بجے شب کو امام صاحب نے انٹرنیشنل فرینڈشپ لیگ کی شاخ موسومہ فارسٹ گیٹ لندن، کے زیر اہتمام ایک لیکچر دیا۔ جس کا عنوان تھا۔ "یورپ ایک مسلمان کی نگاہ میں" فاضل لیکچرار نے ان مسائل پر جو آج کل مغرب کے سامنے ہیں۔ ایک تفصیلی نظر ڈال کر فرمایا۔ کہ یہ مسائل پراٹسٹنٹ تحریک کی پیداوار ہیں۔ اور اگرچہ رومن کیتھولک مذہب روشنی اور ترقی کی تمام تحریکوں کا مخالف اور تنگ نظر اور متعصب مذہب تھا۔ تاہم اس نے نسل، رنگ اور قومیت کے جملہ مسائل کو اپنے قابو میں رکھا۔ اور اگرچہ پراٹسٹنٹ تحریک آزادی اور ترقی کی حامی تھی۔ تاہم وہ انسان کی نفسانیت کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکی۔ آخر میں موصوف نے اعلان فرمایا کہ اگر یورپ، کیتھولک اخوت اور پراٹسٹنٹ حریت دونوں کا طلبگار رہے تو یہ دونوں چیزیں اسے اسلام میں مل سکتی ہیں۔ علاوہ بریں اسلام ہی وہ مذہب ہے جو زندگی کے ان مسائل کا صحیح حل پیش کرسکتا ہے۔ جو آج کل یورپ کے اضطراب کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ایک گھنٹہ سے زیادہ تقریر کرنے کے بعد امام صاحب نے سامعین کو سوال کا موقع دیا۔ اور پون گھنٹہ تک مختلف سوالات کا جواب دیا۔ جسکے بعد جلسہ ختم ہوا۔

۲۷ر مئی کو برطانوی مسلم سوسائٹی نے، الحاج مولانا حسرت موہانی کے اعزاز میں ایک ایٹ ہوم دیا۔ اگرچہ موسم کے لحاظ سے کثیر احباب کی تشریف آوری

متوقع نہ تھی۔ لیکن مہمان کی شخصیت، بہت سے دوستوں کو کھینچ لائی۔ اور وقت مقررہ سے پہلے ہی سارا ہال کھچا کھچ بھر گیا۔

چاء وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد مسٹر ہارون الرشید جنرل سکرٹری نے سر عبدالقادر صاحب سے درخواست کی کہ کرسی صدارت پر رونق افروز ہوں۔ صاحب صدر نے، مولانائے موصوف کی علمی ادبی اور اسلامی خدمات کا موزوں الفاظ میں تذکرہ کیا۔ اور ان سے درخواست کی کہ وہ اپنا کلام حاضرین کو سنائیں۔ مولانا نے انگریزی زبان میں ایک مختصر تمہیدی تقریر کی۔ اور اس کے بعد اپنی دو تازہ ترین نظمیں سنائیں جو انہوں نے قیام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دوران میں لکھی تھیں۔ جبکہ وہ نویں مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ جلسہ جو تقریباً تین گھنٹہ رہا۔ ہر پہلو سے نہایت کامیاب تقریب ثابت ہوا۔

پاتھ فائنڈرز سپریچولسٹ سوسائٹی میں امام صاحب کا لیکچر

۲۸ مئی کو امام صاحب نے حسب معمول اتوار کا خطبہ مسجد میں دیا۔ اور اس کے بعد فوراً پاتھ فائنڈرز سپریچولسٹ سوسائٹی لندن کے جلسہ میں تقریر کے لئے چلے گئے۔ جہاں انہوں نے آنحضرت صلعم کے سوانح حیات پر تقریر کی (صلے اللہ علیہ وسلم)۔ ہال دروازہ تک آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اولاً انہوں نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ اس کے بعد کہا کہ انسانی سوسائٹی میں امن وامان قائم کرنے کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے مذہبی خیالات سے آگاہ ہوں۔ اور اس کے لئے مختلف بانیان مذاہب کے سوانح حیات کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اگرچہ مغرب کا ثقافتی معیار بہت بلند ہے۔ تاہم اس دیار کے باشندوں میں بعض مصنفین ایسے پائے جاتے ہیں جو بانی اسلام صلعم کی ذات بابرکات کے متعلق بہت ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد امام صاحب نے آنحضرت صلعم کے سوانح حیات بیان کئے اور عہد قدیم اور عہد جدید کے حوالوں سے آپؐ کی نبوت ثابت کی۔

لنڈن کے سائکل ٹورنگ کلب کے ارکان کی مسجد میں آمد

۳ رجون بروز شنبہ کو امام صاحب نے لنڈن سائکل ٹورنگ کلب کے ارکان کو ایٹ ہوم دیا۔ ارکان کلب جو تعداد میں ۲۵ تھے۔ تقریباً ۵ بجے مسجد میں آئے۔ اور امام صاحب نے ان کا استقبال کیا۔ عمارات متعلقہ دکھانے کے بعد امام صاحب نے اختصاراً مسجد کی تاریخ بیان کی اور مشن کی غرض وغایت اور اس کی سرگرمیوں پر تبصرہ کیا۔ ارکان کلب نے مختلف سوالات پوچھے اور امام صاحب نے انکا تسلی بخش جواب دیا۔ اس کے بعد پارٹی کے لیڈر نے امام صاحب کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ آئندہ میں دیگر ارکان کو بھی اس جگہ لاؤں گا۔ کیونکہ ہم کو آج اسلام کے متعلق ایسی معلومات حاصل ہوئی ہیں جن سے ہم قبل ازیں بالکل بیگانہ تھے۔

سینٹ جارج رمبلرز کی مسجد ووکنگ میں آمد

مسجد ووکنگ، جس طرح روز بروز، اس ملک میں دلچسپی کا مرکز بنتی جاتی ہے۔ اس کا مزید ثبوت ۱۰ رجون ۱۹۳۹ء کو ملا۔ جبکہ سینٹ جارج رمبلنگ سوسائٹی کے ارکان مسجد اور عمارات متعلقہ دیکھنے کے لئے آئے:

یہ پارٹی جس میں پچیس سے زائد ارکان تھے۔ مقررہ وقت پر یعنے ۳½ بجے مسجد میں پہنچی۔ بعض ریل سے اور بعض کار کے ذریعہ سے آئے۔ رسمی استقبال کے بعد پارٹی مسجد میں آئی۔ جہاں امام صاحب نے مسجد کی تعمیر اور اس کی سرگرمیوں کی تاریخ بیان کرنے کے بعد اسلام کی تعلیمات کو دلپذیر انداز میں پیش کیا۔ اور اس کے بعد نہایت دلچسپ سلسلہ سوالات اور جوابات کا شروع ہوا۔ جو نہایت مفید ثابت ہوا۔

چا رسے فارغ ہونے کے بعد پارٹی کے لیڈر نے امام صاحب کا شکریہ ادا کیا اور سکرٹری نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ امام صاحب نے اسلام کی جو خوبیاں بیان کی ہیں اور جس مہمان نوازی اور حسن اخلاق کا ثبوت دیا ہے اسے دیکھکر مجھے کوئی تعجب

نہ ہوگا۔ اگر پارٹی کے بعض افراد آئندہ چلکر مذہب اسلام اختیار کرلیں۔ اور اگرچہ ہم مسلمان ہوکر واپس نہیں جارہے ہیں۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ اب ہم میں سے اکثر ایسے سچے عیسائی نہیں رہے جیسے پہلے تھے۔

یہ لوگ ۱/۲ ۷ بجے کے قریب مسجد سے رخصت ہوئے۔

مذہب اسلام کی عالمگیریت

اس نہایت دلچسپ لیکچر میں امام صاحب نے اسلام کی عالمگیریت پر اظہار خیالات کیا۔ اور اس کے عقائد کی بنیادی نوعیت پر روشنی ڈالی۔ اولاً یہ کہ اس مذہب کا نام اور اس کے بانی کا نام دونوں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ یہ نام وحی میں شامل ہیں کسی نے بعد میں تصنیف نہیں کئے ہیں۔ لفظ اسلام کے معنے ہیں امن وامان اور خداتعالےٰ کی مرضی کے سامنے سرتسلیم خم کرنا۔

اسلام قوانین فطرت کے ساتھ کامل مطابقت رکھتا ہے۔ اور اس لئے کبھی سائنس کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ خدا کے عالمگیر قوانین کی اطاعت اور اتباع کرنا ہی دراصل اسلام ہے۔ یعنے قوانین فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہوجانا۔ اسلام کی نوعیت ہی کچھ ایسی ہے کہ وہ ہر زمانہ میں عالمگیر مذہب رہا ہے۔ اور آئندہ بھی قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔

واضح ہو کہ اسلام، آنحضرتؐ کی نبوت کے زمانہ سے شروع نہیں ہوا۔ بلکہ آپؐ نے گمشدہ اسلام کو دوبارہ پوری شان کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ بنی آدم کی ابتدائی تاریخ میں جبکہ انسان قبائلی زندگی کے تخیل سے بالاتر ہورہا تھا۔ ضروری تھا کہ مذہب اس کے سامنے ایسی شکل میں پیش کیا جاتا جو اسے پسند آسکے۔ اور جسقدر وہ ترقی کرتا گیا۔ اسی قدر مذہبی زاویہ نگاہ میں تبدیلی ہوتی گئی۔ اسی لئے مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء مبعوث ہوئے۔ جنھوں نے ایک ہی مذہب یعنے اسلام کی، آسان ترین شکل میں تعلیم دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس وقت ہوئی ۔ جبکہ بنی آدم قبائلی منزل سے گزر کر اس قابل ہو گئے تھے کہ آپ کی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھ سکیں ۔ انسان کی ذہنی نشو ونما کے علاوہ مذہب کو مکرر پیش کرنے کا ایک اور سبب بھی ہے ۔ وہ یہ کہ انسان بڑا فراموش کار واقع ہوا ہے ۔ جب انسان بنیادی قوانین کو سمجھنے لگا تو انہیں اپنے لئے استعمال کرنے لگا ۔ جس کی وجہ سے زندگی میں آسائش پیدا ہو گئی ۔ اور عیش و آسائش کا نتیجہ فراموش کاری ہوتا ہے ۔

اس کے بعد امام صاحب نے اس حقیقت کی تشریح کی کہ اسلام جملہ مذاہب عالم کی صداقت کا مجموعہ ہے ۔ کیونکہ دراصل وہ سب اسلام ہی کی مختلف شکلیں تھیں ۔ بعد ازیں انہوں نے بعض ان اعتراضات کی غلطی آشکار کی جو بعض لوگ اسلام کے خلاف پیش کرتے ہیں ۔ اولاً یہ کہ مسیحیت ، محبت کا مذہب ہے ۔ اور یہ عنصر اسلام میں نہیں پایا جاتا ۔ امام صاحب نے یہ بات نہایت فاضلانہ انداز میں ثابت کی ۔ کہ مسیحی نظریہ کا پیش کردہ تصور محبت محض ایک محدود دائرہ میں ابتدائی تصور ہے ۔ اور فاعلیت کے اعتبار سے یک طرفہ ۔ آپ نے دکھایا ۔ کہ کس طرح جناب یسوع نے اس عظیم تر محبت کو سمجھا ۔ جسے اسلام نے پیش کیا ہے ۔ محبت کے معنے لاڈ ، پیار یا چوچلے کے نہیں ہیں ۔ اسلام کے زاویہ نگاہ سے محبت ایک بہت ارفع اور وسیع حقیقت ہے ۔ ہم اسے مماثلت سے تعبیر کر سکتے ہیں ۔ اور دراصل محبت ، قوانین الٰہیہ کی کامل اتباع کا نام ہے ۔ اور یہ امر ممکن ہے ابتدائً خوشگوار محسوس نہ ہو ۔ لیکن انجام کار کامل استحکام اور امن و امان کا سبب بن جاتا ہے ۔

اس کے بعد امام صاحب نے اس اعتراض کو لیا ۔ کہ اسلام تو لوگوں کو اندھی قسمت پر شاکر رہنے کی تعلیم دیتا ہے ۔ قسمت پر ایمان رکھنے کے معنے یہ ہیں کہ جو کچھ ہونے والا ہے ۔ وہ خود بخود ہو گا ۔ انسان

کو کوشش کرنے کی ضرورت نہیں - لیکن خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس غلط خیال کی کامل طور پر تردید کرتی ہے - آپؐ دنیا جہان کے انسانوں سے بڑھ چڑھ کر عمل کرنے والے ہیں - آپؐ نے ہر قسم کی زندگی بسر فرمائی - لیکن ہر شعبۂ حیات میں آپؐ کی زندگی سرتا پا عمل تھی - اور آپؐ کی زندگی ان لوگوں کے قول کی تردید کرتی ہے - جو یہ کہتے ہیں - کہ اسلام تو انسان کو " تن بہ تقدیر" رہنے کی تعلیم دیتا ہے -

---

اسلامی روزے کا مقدس نظام

رُوحانی اور جسمانی دونوں قسم کے فوائد کا مخزن

دماغی تسکین اور رُوح کی پاکیزگی کا ذریعہ

(از مسٹر ایم - اے - سی - ایم - صالح - سیلون)

مسلمانوں پر رمضان کا پورا مہینہ روزے رکھنا فرض ہیں - اور انہیں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہر قسم کے تلذذ جسمانی اور نفسانی خواہشات کی تکمیل سے بڑی سختی کے ساتھ روکا گیا ہے - ہر معقول آدمی کے دماغ میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ روزے سے انسان کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟ اس سوال کا جواب بہت سادہ ہے - قرآن حکیم خداوندقدوس کا کلام ہے اور وہ بندے کو روزے کا حکم دیتا ہے - تاکہ وہ اس طرح اللہ کی رضا پوری کرے - مگر عقلی آدمی اس قسم کے لطیف اور سادہ جواب سے مطمئن نہیں ہو سکتا - وہ کوئی ایسا جواب چاہتا ہے جو اس کی سمجھ اور فہم کو اپنی طرف کھینچ سکے -

تمہید کے طور پر، تاریخ کے چند شواہد پیش کرنے سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے کہ روزہ روح کو غلاظتوں سے دور کرنے کا ایک ذریعہ ہے - جس کی وساطت سے روح کی تسکین اور تکمیل جو اسلامی نظام کی بنیادی حیثیت رکھتی ہے - حاصل ہوتی ہے - رمضان کے روزے اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہیں - جن سے مقصود یہ ہے کہ انسان کی مدافعتی قوتوں کو قدرت اور کائنات کے ہم آہنگ کیا جا سکے - کروڈن، مشاہدات بائبل میں لکھتا ہے کہ تمام اقوام میں، رنج، غم، اور مصیبت کے وقت روزہ رکھنے کا رواج تھا - یہودیوں کے روزہ میں عیسائیت کی بعثت کے باوجود کوئی فرق نہیں آیا - "حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چالیس دن کے روزے، جن کی اقتدا مسیح علیہ السلام نے بھی کی محض ایک استثنا معلوم ہوتے ہیں - اور اس صورت میں روزے نزول وحی کی تیاری کے طور پر رکھے گئے"

ان الفاظ سے مراد یہ ہے کہ روزے اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ غصہ ورخدا کے غصہ کو ٹھنڈا کیا جائے۔ یا اس کے رحم کی تلاش کی جائے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں روزے کے عنوان سے مندرجۂ ذیل صراحت موجود ہے۔ ہر قوم، فرقہ، نسل اور تہذیب وتمدن کے اعتبار سے روزے رکھنے کے طریقے اور صورتیں بہت زیادہ قابل لحاظ ہیں۔ مگر یہ مشکل ہوگا کہ کسی ایسے مذہبی نظام کا نام لیا جائے جس میں روزے کی ضرورت کو تسلیم نہ کیا گیا ہو۔

خواہ کچھ بھی ہو اگر کوئی شخص موت سے یا بیمار پڑنے سے بچ سکتا ہے تو پھر کسی مذہب اور اس کی تعلیمات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ دوسری طرف اگر کوئی شخص خواہ وہ کسی مذہب کا پابند ہو یا نہ، ایک ہی قسم کی خوشی وغم کے قدرتی نظام کا پابند ہے تو اس صورت میں کسی ایسے نظام حیات کے اختیار کر لینے کی کچھ نہ کچھ توقع ضرور ہے جو انسان کے کردار اور چال چلن کے صورت پذیر ہونے میں ضمانت دیتا ہے۔

چونکہ روزہ، نماز، زکوٰۃ اور حج کی طرح یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے میں اسلامی نظام حیات کو اپنی رہنمائی کے لئے زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ مذہب کے وجود اور عدم میں، میں مذہب کے وجود کو ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ روح کی تسکین اور حفاظت کا کچھ نہ کچھ سامان کرتا ہے۔ لیکن وہ شخص جس کا کوئی مذہب نہیں محض اپنے مستقبل کی زندگی کے عوارض اور اتفاقات کے شمار میں ہی مصروف رہتا ہے۔

جب کوئی طالب علم، علم کے کسی شعبہ میں قابلیت پیدا کرنے کی خواہش کرتا ہے تو وہ چند ایسی کتابیں منتخب کرتا ہے جن کے پڑھ لینے سے وہ اس میں پوری مہارت اور دستگاہ حاصل کر سکے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی نظام حیات کو اختیار کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس نظام حیات کے نصاب تعلیم کی تکمیل کرے۔ جو اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے اور اس کے بعد اس کے نتائج واثرات حاصل کرے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ اس نظام حیات کی تمام ہدایات کی نہایت وفاداری کے ساتھ تعمیل کرے۔

مختصر یوں سمجھئے کہ اسلام ایک نصاب ہے اور اس نصاب میں کامیابی حاصل کرنے کا

طریقہ یہی ہے کہ اس کا استعمال اس طرح کیا جائے جیسا کہ ہونا ضروری ہے۔ اگر غلط نظریوں اور نئی دنیا کے حیل وحجت سے کام لیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ ناکامی ہوگا۔ اور منزل مقصود تک پہنچنے کا آرزومند کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اور نہ ہی وہ اپنی روح کے لئے تسکین کا کوئی سامان بہم پہنچا سکے گا۔ اسلام اپنے متبعین کے ساتھ جس قسم کی نجات وفلاح کا وعدہ کرتا ہے۔ اس کے حصول کے لئے عمل اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اور قرآن حکیم صاف اور واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ اللہ متقین کا دوست ہے اور ان کا جو روحانی تربیت کے انتہائی مدارج پر پہنچ جاتے ہیں۔

تمام دشمن اور دوست، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار اور سیرت کو جنھوں نے خدا کے پیغمبر ہونے کا دعوے کیا ہے۔ پاکیزہ اور بے عیب مانتے ہیں۔ کیا کوئی شخص آپؐ کے دعوے کی سچائی اور صداقت میں شبہ کرسکتا ہے۔ آپؐ نے دنیا کو بتایا کہ اللہ نے انہیں نبوت کے فخر سے سرفراز فرمایا۔ اور میں انسان کی رہنمائی کے لئے قرآن حکیم کی صورت میں ایک بہت بڑی کتاب آزادی لایا ہوں۔

کیا موجودہ سائنس کی روشنی میں یہ چیز بعید الفہم یا انسانی کوشش سے باہر ہے؟ دنیا تصوں سے انکار کرنے اور سائنٹفک شواہد پر سچائی کی بنیاد رکھنے کے سلسلے میں کافی حد تک ترقی کرچکی ہے۔ اگر موجودہ دنیا میں انکشافات سے انکار نہیں کیا جاتا۔ اگر خدا کے عدم وجود کے نظریہ پر اس کے وجود کے نظریہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ تو پھر ہم خطاکار انسان کے فہم وذکاوت کے نتیجہ کے طور پر جو افکار ظاہر ہوتے ہیں انہیں بلا کسی مرئی ثبوت کے کیسے درست تسلیم کرسکتے ہیں۔

اس روح اور جذبہ کے ماتحت اسلام اور اس کے نظام روزہ پر غور اور عمل کرنا ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ ہماری تمام حرکات اور مدافعات کی ذمہ داری اپنی ذات پر لیتا ہے اگر ہم اس کے ترتیب دیئے ہوئے نظام حیات کی اتباع ضروری قرار دے لیں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں نے اس قانون الٰہی کی اتباع کی اور منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ اور اب اس چیز کے مزید ثبوت کی ضرورت نہیں کہ اگر کوئی شخص اس قسم کی روحانی تکمیل کا خواہشمند ہے تو وہ اس

نظام حیات کی اتباع سے حاصل کر سکتا ہے۔ ہر ایسے شخص کو پوری وفاداری کے ساتھ اس نظام حیات کی اتباع خود پر لازم کر لینی چاہیئے۔ اور مطمئن ہو جانا چاہیئے۔

شبہات اور غیر متیقن کارنامے، زندگی کے مسائل سلجھانے میں کسی شخص کی کوئی مدد نہیں کر سکتے اسے اپنے عقیدہ میں پختہ اور غیر متزلزل ہو جانا چاہیئے۔ اور پورے خضوع اور اخلاص کے ساتھ اپنی روحانی ترقی کے لئے راستہ صاف کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ قرآن حکیم میں اس پر ایمان رکھنے نیک اعمال کرنے کو فرض قرار دیتا ہے اور نصیحت فرماتا ہے کہ ایسا کرنے کے بعد صبر کے ساتھ اعمال کے ثواب کا انتظار کیا جائے جو ان سے سو گنا زیادہ ہو گا۔

پس روزہ میں سب سے پہلے اس چیز کا خیال رکھا گیا ہے کہ اسے ایک روحانی نظام بنایا جائے۔ اور وہ لوگ جو روزہ رکھتے ہیں انہیں روحانی مجاہدہ کرنے والے کہا جاتا ہے۔ اور روزے سے ہر شخص کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی رضا پا سکے۔ روزے سے مقصود انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی فلاح مقصود ہے۔ ہر وہ شخص جو روزہ رکھتا ہے وہ خود بخود اس چیز کو محسوس کرتا ہے کہ خدا اس کے ساتھ ہے۔ اور اس کی ہر بات کو دیکھتا ہے۔ اس لئے۔ کہ روزہ دار نے ہر جائز اور حلال چیز محض رضا کارانہ طور پر حرام کر لی ہے۔ اللہ کی موجودگی کا یہ احساس کسی اور طریقہ سے پیدا نہیں ہونے پاتا۔ نہ ہی اور کوئی ریاضت اللہ کے اس درجہ قرب اور ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا احساس پیدا کرتی ہے جتنا کہ روزے سے دن بدن پورا مہینہ بھر پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اس صورت میں خدا کی موجودگی جو دوسرے لوگوں کے ہاں صرف عقیدہ کی حد تک محدود ہے۔ یہاں حقیقت بن جاتی ہے۔

روزے سے کھانے پینے کی زندگی سے بدرجہا بہتر اور مختلف زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ روحانی زندگی ہے۔ اللہ کی رضا کے سامنے پورے طور پر جھک جانا اور آزمائش کے وقت پوری اطاعت دست برداری انسان کی روح کو مکمل خاموشی اور سکون عطا کرتی ہے۔ روزے سے انسان میں ضبط اور مدافعت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور درحقیقت یہی ایک شخص کی بہت بڑی اخلاقی عظمت ہے کہ اس کی قوت ارادہ بہت مضبوط ہو۔ اسلام مساوات کا مذہب ہے۔ مساجد میں غریب اور امیر میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ مگر ہر شخص اپنے اپنے

گھروں میں اپنے اپنے معیار اور حالات کے مطابق زندگی گزار سکتا ہے۔ روزہ گھروں کے اس تفاوت اور امتیاز کو دور کر دیتا ہے۔ کہ امیر اور غریب کو ایک ہی قسم کا روزہ رکھنا پڑتا ہے اور دونوں ایک ہی قسم کی بھوک اور روزمرہ کی ضروریات کو محسوس کرتے ہیں۔ انسان کو زندگی کی سختیوں کا جو اس کے لئے ناگزیر ہیں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ روزہ مصائب کی برداشت میں انسان کے حوصلہ اور امید کو بڑھاتا ہے۔ جب کوئی شخص خدا کے احکام کے تابع کوئی فعل کرتا ہے تو اس کام کے نتائج کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی۔ حتےٰ کہ اگر انسان اپنی منشا اور اپنے مقرر کردہ ذرائع کے مطابق زندگی گزارتا ہے تو پھر بھی زندگی کی سختیاں اس پر ضرور آئیں گی۔ اس طرح جیسے وہ سمندر کے بیچوں بیچ کھڑا ہے۔ اور اسے جائے پناہ اور حفاظت کی کوئی سمت معلوم نہیں۔

اللہ پر پختہ اعتقاد اور اس کی رضا کے سامنے مکمل اطاعت انسان کو بڑے سے بڑے فائدے پہنچاتی ہے۔ مذکورۂ بالا، اطاعت شعارانہ کردار کے علاوہ اللہ پر اعتقاد کے ذریعے ایک مسلمان لازمی طور پر یہ بھی جان لے گا کہ اس کا وہ فعل جسے وہ اللہ کی خاطر کر رہا ہے کسی خاص لطیف مقصد کے ماتحت ہے۔ زندگی کا یہی مقصود و منتہا تھا جس کے باعث رمضان کے مہینہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی بار وحی کا نزول ہوا۔ اور اسی وجہ سے سب سے باعظمت رات لیلۃ القدر میں قرآن حکیم مکمل و تمام دہرایا گیا۔ اور اسی لئے یہ رات قرآن حکیم کی برسی کہی جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اللہ کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک و عنبر سے زیادہ قابل قدر ہے۔"

اسلام ایک معقول مذہب ہے۔ روزے کے حکم سے خدا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ بنی آدم کی روحانیت کو بلند کیا جائے۔ اور اسی لئے ان حالات میں روزہ رکھنے کا حکم نہیں دیا گیا جن میں کہ روزہ رکھنا مضر ہو سکتا ہے۔ مثلاً ضعیفی، درد زہ، علالت وغیرہ۔ ان حالات میں جبکہ روزہ رکھنا ناممکن ہے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے وہ دوسرے طریقوں سے بنی آدم کی خدمت کریں۔ اور جملہ احکام خداوندی کا مقصد یہی ہے۔ مثلاً ایک یا زیادہ آدمیوں کو ایام رمضان کے برابر عرصہ تک کھانا کھلائیں۔

میں اس بات کو مکرر بیان کرنا چاہتا ہوں اور اس پر زور دیتا ہوں کہ سخت مجبوری کی حالت میں روزہ قضا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ یا طبی ہدایت کے ماتحت اور بلا وجہ، بغیر شرعی عذر کے روزہ قضا کرنے کی سخت ممانعت ہے۔

جسم اور روح کو ترازو کے پلڑوں سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اگر ایک اونچا ہوگا تو دوسرا لامحالہ نیچا ہوگا۔ یعنے اگر جسمانیت کمزور ہوگی تو روحانیت طاقتور ہوگی۔ لیکن اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ جسمانی طور سے طاقتور آدمی کے اندر، کمزور کے مقابلہ میں، بدی کا مادہ زیادہ ہوگا۔ (اندریں حالت تو میں خود اپنی تردید کا مرتکب ہو جاؤں گا۔) یا ایک مریض، تندرست کے مقابلہ میں خدا سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ میرا مطلب دراصل یہ ہے کہ جب ایک شخص اپنی جسمانیت کی پرورش پر زیادہ زور دیتا ہے تو پھر حواس ظاہری کی خواہشات بہت غالب ہو جاتی ہیں۔ اور روزہ کا مقصد یہی ہے کہ انسان کی جسمانی خواہشات اس پر غالب نہ آسکیں۔

اگر ایک انسان بسیار خوری کو اپنا شیوہ بنا لے تو اس میں ضرورت سے زیادہ جسمانی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ اور اسے اپنی توانائی کے خرچ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی مصرف پیدا کرنا پڑے گا۔ اور اس کی سفلی خواہشات نمایاں ہو جائیں گی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ان کو اس رنگ میں استعمال کرے گا جس کی بنا پر اس کی انسانیت کو نقصان پہنچے گا۔ اور ان حالات میں اس کے خیالات لامحالہ بدی کی طرف مائل ہوں گے۔ اور شعلوں کو فرو کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ آگ میں اور ایندھن ڈالا جائے۔

دیگر معاملات زندگی کی طرح اس معاملہ میں بھی ہمیں آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ احادیث میں آیا ہے کہ آپ رمضان کے روزوں کے سوا یوں بھی کبھی کبھی شبانہ روز روزہ رکھتے تھے۔

یہی چیز تمام مذاہب میں، مذہبی زندگی کی بنیاد ہے۔ اور عیسائیوں میں آپ کو ایسے زاہد اور گوشہ نشین راہب ملیں گے جو عموماً روزہ رکھتے ہیں۔ تاکہ اپنے اندر مذہبی فرائض کی بجاآوری کی استعداد پیدا کرسکیں۔

مسیحیوں میں روزے کی بنیاد، اس تقریب کی بنا پر ہے جبکہ جناب مسیح نے صحرا میں چالیس دن تک روزے رکھے تھے۔ اس موقع پر شیطان نے آپ کو آزمایا مگر آپ ثابت قدم رہے۔ اسی طرح حضرت موسےٰ نے بھی روزہ رکھا ہے۔ اور ان کی تقلید میں یہودی بھی سال میں کئی دفعہ روزہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کے روزوں میں سے بعض کا مقصد تزکیہ نفس ہے۔ اور بعض روزے محض اظہار رنج وغم کے لئے رکھے جاتے ہیں۔

پس ان باتوں سے ثابت ہے کہ روزے کا مقصد، انسان کو حیوانی سطح سے، جس کی طرف میلان اس کی طبیعت میں موجود ہے، روحانی بلندیوں پر لے جانا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں۔ دُنیا کے تمام مذاہب جن کی تعلیم مختلف انبیاء نے دی۔ خداتعالےٰ ہی کی طرف سے تھے۔ اور اگر آج وہ اسلام سے مختلف ہیں تو اس لئے کہ انبیاءؑ کی وفات کے بعد ان کے پیروؤں نے، ان کے عطا کردہ مذہب کو مسخ کردیا۔ تاہم یہ بات غور طلب ہے کہ ایک اصول ہنوز بطور امر مشترک جملہ مذاہب میں موجود ہے۔ اور وہ روزہ ہے۔ تمام مذاہب کا جن کا میں نے ذکر کیا، مقصد یہ ہے کہ انسان روحانیت میں ترقی کرے۔ اور اسی لئے ان تمام مذاہب نے روزے کو فرض قرار دیا ہے۔

یہ مشہور مقولہ کہ حفاظت کا بہترین طریقہ حملہ کرنا ہے۔ روزہ کے ضمن میں بہترین طور پر چسپاں ہوتا ہے۔ سفلی خواہشات پر قابو پانے کا بہترین طریق یہ ہے کہ ان کی بنیاد پر یعنے نفسانی خواہشات پر حملہ کیا جائے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو اس غذا سے محروم کیا جائے جو ان کے نشوونما کا باعث ہیں۔ پس رمضان کے روزوں سے قطع نظر کرکے، ہمیں اپنی غذا

کو ہمیشہ منضبط کرنا چاہیے۔ اور میرا مطلب ہے کہ جملہ امور میں غذا کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ وہ مقصد حاصل ہو سکے۔

اس ضمن میں روزے کا طبی پہلو ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میرا یہ مضمون نامکمل رہ جائے گا اگر میں اس بحث پر اظہار خیال نہ کروں۔

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ آج کل بہ مقابلہ ازمنہ سابقہ لوگ زیادہ طویل العمر ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ بمقابلہ زمانہ حال بسیار خوری کے عادی تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اس خیال میں غلطی نہیں کرتا۔ اور اگر ہو تو طالب اصلاح ہوں کہ بہت سی بیماریاں محض غذا کی بدنظمی سے پیدا ہوتی ہیں۔ قطع نظر اس تعداد سے جو کھائی جائے بہت سے حالات میں، لوگوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ کسی خاص طرز کی غذا سے پرہیز کریں۔ خواہ ایسا کرنا ان کے مزاج کے لئے ناخوشگوار ہی کیوں نہ ہو۔ اندریں حالات اگر وہ روزہ رکھنے کی بدولت اپنی خواہشات پر قابو حاصل کر چکے ہوں تو ان کے لئے کسی مرغوب غذا سے جو ان کے لئے مفید نہ ہو اجتناب کرنا، نسبتاً بہت سہل الحصول ثابت ہوگا۔

آخر میں، اس امر پر زور دینا چاہتا ہوں کہ روزہ کا حکم اپنے اندر اجتماعی فوائد رکھتا ہے۔ اسلام ایسا مذہب ہے جس نے کبھی کوئی حکم ایسا نہیں دیا جس کا مقصد بنی آدم کو تکلیف دینا ہو۔ پس اگر روزہ کی وجہ سے ہمیں عارضی طور پر کسی جسمانی آسائش سے محروم ہونا پڑے۔ تو ہمیں اس تکلیف کو بخوشی برداشت کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح ہماری روحانیت میں اضافہ ہوگا۔

اور روحانیت میں اس نوعیت کی ترقی کے معنے یہ ہیں کہ آئندہ زمانوں میں لوگوں کا زاویہ نگاہ زندگی کے متعلق زیادہ خوشگوار اور دوستانہ ہوگا۔ اور وہ اخوت کے مفہوم سے آشنا ہو سکیں گے۔ اگر یہ حالت پیدا ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا سے ان برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا جو آج ہر طرف رونما ہیں۔

اس مقصد کے حصول کے لئے، بنی آدم کو دل و جان سے کوشش کرنی چاہیے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اسلام کے معترضین روزہ کے فوائد سے واقف ہو جائیں تو وہ اسلام

کی حقیقت سے بھی آگاہ ہو سکینگے۔ اور یہ آگاہی، اسلام کے زیر سایہ دنیا میں عالمگیر اخوت کے قیام کا سبب بن جائے گی۔

اسلام اور تمدّن

(از جناب عبدُ اللطیف خانصاحبؒ)

دنیا کی کتب مقدسہ میں، قرآن مجید ایک عدیم المثال کتاب ہے۔ کوئی مذہبی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ ایک عجیب وغریب کتاب ہے۔ اگرچہ نبی اُمیؐ پر نازل ہوئی تھی۔ تاہم اسلوب نگارش، انداز بیان، فصاحت و بلاغت، رفعت تخیل اور پاکیزگی تعلیمات کے لحاظ سے اس کتاب کو تمام مذہبی صحیفوں پر تفوق حاصل ہے۔ یہ کتاب دنیا و آخرت میں بنی نوع آدم کے لئے بہترین، کامل ترین اور صادق ترین رہنما ہے۔ جس کی بدولت انسان کو امن وامان، فارغ البالی اور شادمانی حاصل ہوسکتی ہے۔ یہ کتاب اسلام کا زندہ معجزہ ہے۔ اور اس کا رنگ اعجاز، اس کے منزل منجانب اللہ ہونے پر زبردست دلیل ہے۔ ممکن ہے کوئی شخص مجھ پر جنبہ داری کا الزام لگائے۔ اس لئے میں اپنے دعوے کی تائید میں بعض مشہور غیرمسلم اصحاب کی شہادت، ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

بشپ ٹڈلٹن لکھتا ہے "یونانی (انجیل کا) متن، زبان کے لحاظ سے بہت کرخت اور ادنےٰ درجے کا ہے اور اس میں وہ تمام نقائص پائے جاتے ہیں جو انشا پردازی کا خاتمہ کرسکتے ہیں حالانکہ ہم بجا طور پر یہ توقع کرسکتے ہیں کہ الہامی کتاب کی عبارت نہایت سستہ۔ برجستہ پاکیزہ۔ سلیس۔ شاندار۔ بلند اور موثر ہونی چاہیئے۔ بلکہ ایسی جو انسانی تحریر سے بالاتر ہو۔ کیونکہ جو چیز منجانب اللہ ہوتی ہے وہ اپنے اندر شان کمال رکھتی ہے۔ مختصر یہ کہ اس کتاب میں افلاطون کی سی فصاحت اور سسرو کی سی بلاغت کی شان موجود ہونی چاہیئے تھی"

جارج سیل، مشہور مترجم قرآن مجید لکھتا ہے:۔ "قرآن مجید کے متعلق یہ بات

مسلّم ہے کہ وہ عربی زبان میں بہترین فصاحت و بلاغت کا نمونہ ہے۔ اور قریش کی پاکیزہ زبان میں نازل ہوا ہے۔ اور ان کی زبان تمام عرب میں بہترین زبان سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ اس میں شاذ و نادر دوسری زبانوں کے جو دوسرے قبائل میں بولی جاتی ہیں الفاظ بھی شامل ہیں۔ قرآن کی زبان بلاشبہ عربی زبان کا بہترین نمونہ ہے۔ اور جیسا کہ مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں۔ کوئی شخص قرآن کی فصاحت کا مقابلہ نہیں کر سکتا (اگرچہ بعض لوگوں نے اس خیال سے اختلاف کیا ہے) اسی لئے مسلمان اس کتاب کو ایک دوامی معجزہ قرار دیتے ہیں۔ جو ان کی نظر میں مردوں کو زندہ کرنے سے بھی بڑا معجزہ ہے۔ اور صرف یہی بات اس کو منجانب اللہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور خود آنحضرت صلعم نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کو اپنے دعوے کی شہادت میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے تمام عربوں کو علانیہ طور پر چیلنج کیا کہ اس کی مثل کوئی عبارت لکھ کر لاؤ۔ اور واضح ہو کہ اس زمانہ میں عرب کے اندر بڑے بڑے نامور شعراء موجود تھے۔ میں صرف ایک واقعہ پیش کرونگا جس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ جو لوگ واقعی زبان داں تھے اور بہترین نقاد ادب، وہ بھی اس کتاب کی طرز نگارش اور فصاحت و بلاغت کے معترف تھے۔ لبید ابن ربیعہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں، بہترین شعرائے عرب میں سے تھا۔ اس نے ایک قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کیا۔ اور کسی شاعر کو جرأت نہ ہو سکی کہ اس کا جواب لکھکر مقابلہ میں پیش کرتا۔ لیکن جب سورۂ کوثر اس کے مقابلہ میں پیش کی گئی تو خود لبید نے جو اسوقت بت پرست تھا، اس کو پڑھ کر اپنے قصیدہ کو اتار لیا اور کہا کہ "ماھذا اقول البشر" یہ عبارت کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی۔ بلاشبہ منزل من اللہ ہے اور مسلمان ہو گیا۔ بعد ازیں اسی لبید نے ان اعتراضات کا جواب دیا جو کفار اسلام پر کرتے تھے اور خصوصاً امراء القیس کی نظموں کا جواب لکھا۔ جو قبیلہ اسد سے تعلق رکھتا تھا۔ اور جسکے سات مشہور قصائد سبعہ معلقہ کے نام سے معروف ہیں"۔

مسٹر راڈویل مشہور مترجم قرآن لکھتا ہے:۔

"مذکورۂ بالا تبصرہ کے ساتھ آنحضرتؐ کے خلوص نیت اور دیانت کا مسئلہ بھی شامل

ہے۔ جس کی بنا پر آپ نے نبوت کا دعوے کیا تھا۔ اگر آپؐ واقعی اُمّی تھے جیسا کہ مسلمان کہتے ہیں تو پھر ان کے اس استنباط کا انکار مشکل ہے کہ قرآن جیسا کہ وہ اس کے متعلق دعوے کرتے ہیں، ایک معجزہ ہے۔ نیز ہمیں اس حقیقت کا اعتراف بھی کرنا پڑے گا۔ کہ ذات الٰہی کے تصور کے اعتبار سے جو کچھ اس کی صفات قدرت و علم و ربوبیت تامہ و توحید کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید ہمارے انتہائی احترام کا مستحق ہے۔ خدائے واحد پر اعتقاد رکھنے کی جو تعلیم دی گئی ہے وہ بہت اعلیٰ اور صداقت سے لبریز ہے۔"

مشہور مستشرق ڈیوش قرآن مجید کے متعلق لکھتا ہے:-

"رنج و مسرت، محبت اور شجاعت اور جذبات کی شاندار تفصیل جس کا معمولی سا تذکرہ ہمارے سننے میں آتا ہے۔ آنحضرت کے زمانہ میں یہ جذبات پوری شدت کے ساتھ جلوہ گر تھے۔ اور ان کو اپنے زمانہ کے فصحا کا مقابلہ ہی کرنا نہ تھا بلکہ ان پر سبقت حاصل کرنا بھی تھا اور جو کچھ آپ تعلیم دیتے تھے اس کو اپنی بعثت کی صداقت کا نشان بنانا بھی تھا۔

آنحضرتؐ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے عرب کے ایک بہت بڑے شاعر لبیدؔ کو اپنی صداقت کا معترف بنا لیا تھا۔ جبکہ اس کے سامنے انہوں نے سورۂ بقرہ کی چند آیات تلاوت کیں۔ بلاشبہ وہ آیات فصاحت و بلاغت کا ایک بہت اعلیٰ نمونہ ہیں۔ جن میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ منافقین" مثل ان لوگوں کے ہیں جنھوں نے آگ روشن کی۔ پس جب ارد گرد روشنی ہو گئی تو اللہ نے اس روشنی کو فنا کر دیا۔ اور وہ اندھیرے میں رہ گئے۔ جہاں کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں .... یا مانند بارش کے جو آسمان سے نازل ہوئی اس میں تاریکی ہے، گرج ہے اور بجلی ہے۔ وہ خوف کے مارے اپنے کانوں میں انگلیاں دیتے ہیں لیکن اللہ کافروں پر محیط ہے..... چمک سے اُن کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ جب روشنی ہوتی ہے تو وہ کچھ دور چلتے ہیں اور جب تاریکی گھیر لیتی ہے تو ٹھٹھک کے رہ جاتے ہیں۔"

لیکن اس قسم کے بیانات، خواہ زبان کے اعتبار سے کتنے ہی عمدہ کیوں نہ ہوں۔ عربوں جیسی قوم کے جوش، ایمان اور امید کو پیدا کرنے اور پھر ایک نسل نہیں بلکہ ہزاروں نسلوں

تک برقرار رکھنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ محض شاعرانہ تخیل یا شاندار تشبیہات یا افسانے یا تمثیلات، یا مقفع عبارت یا منظوم انداز بیان یا شاعرانہ نازک خیالیاں، کوئی چیز اس قدر موثر اور کارگر نہیں ہو سکتی، جسقدر تعلیمات پاکیزہ، واضح، دلنشین اور ایجابی تعلیمات - اور اسلامی تعلیمات کو آنحضرتؐ نے متعدد اعلیٰ دلپذیر طریقوں سے پیش کیا۔ اور اس رنگ میں، کہ انسانی جذبات کے ہر تار سے وہی آواز نکلنے لگی۔ آپؐ نے عبادات، اور شیطان پر لعنت، مسرت، مناظرانہ بحثوں، اور حقائق کی تکرار سے اگرچہ وہ اغیار کے لئے ناگوار ہی کیوں نہ ہوں، اسلامی تعلیمات کا نقش دل پر جمایا۔

آپؐ سے پہلے شاعروں نے عشقیہ نظمیں لکھی تھیں۔

عنترہ نے جو ایک مشہور افسانہ کا ہیرو ہے۔ ان مسمار شدہ عمارات کا تذکرہ کیا ہے۔ جہاں عشاق کے خیالات مرکوز رہتے تھے اور عبلہ کے مکان کا ذکر کیا ہے جو وفات پا چکی ہے اور اب اس کا مسکن ویران پڑا ہے۔

شعرا نے اپنی نظموں میں شجاعت، سخاوت، محبت، عداوت، انتقام، قبائل آباؤ اجداد اور فرضی حسین عورتوں کا تذکرہ کیا ہے تاکہ عورت کی شہرت بادشاہوں کے محلات میں بار پا سکے۔ جیسا کہ نقادان ادب نے ہمیں مطلع کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ انہوں نے شمشیر آبدار اور صبا رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جو ہوا سے بھی زیادہ تیز تھے یا ان پرانی قبروں کا تذکرہ جن پر شبنم آنسو بہاتی ہے۔ اور زندگی کی ناپائداری کا ذکر، جو ریگستان کے ذرّوں کی طرح ہر دم منقلب ہوتی رہتی ہے جس طرح قافلہ والوں کے خیمے کہ آج نصب ہیں اور کل اکھڑ گئے، یا ایک پھول کہ آج شاداب ہے اور کل مرجھا گیا۔ اور ستارے ہمیشہ سے یونہی طلوع اور غروب ہوتے رہتے ہیں۔ اور آسمان ابتدائے زمانہ سے یونہی سر بفلک ایستادہ ہیں اور انقلاب سے محفوظ ہیں۔ یا وہ دشمنوں پر طنز کرتے ہیں اور اپنے طنزیہ کلام سے ان کے دلوں کو مجروح کرتے ہیں۔

لیکن آنحضرت صلعم نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی۔ آپؐ نے نہ تو عاشقانہ نظمیں لکھیں اور نہ اس دنیا کی خوشیوں کا تذکرہ کیا۔ نہ تلوار کا نہ اونٹوں کا۔ نہ رشک وحسد اور نہ انسانی

انتقام اور نہ خاندانی یا قبائلی کارناموں کا تذکرہ پیش کیا۔ بلکہ آپؐ نے اسلام پیش کیا۔ اور اس زور کے ساتھ کہ زمین و آسمان میں غلغلہ بلند ہو گیا۔ اور بہشت و دوزخ اور زندوں اور مُردوں میں تہلکہ مچ گیا۔ عربوں میں قسمیں کھانے کا رواج بہت زیادہ ہے۔ لیکن آپ نے اس قسم کی قسمیں کھائیں جن کی نظیر عربوں کے لٹریچر میں نہیں مل سکتی۔ جوش مارتے ہوئے پانی کی، اور سخت تاریکی کی، روشن آفتاب کی اور غروب ہونے والے ستاروں کی، کوہِ سینا کی اور اس ذات کی جس نے آسمان بنائے، انسانی روح کی اور اس کی حسین آواز کی۔ کعبہ کی اور کتاب اللہ کی، چاند کی اور صبح صادق کی۔ فرشتوں کی اور روز جزا کی۔ وہ روز جزا، جسکی آمد پر زمین لرزنے لگے گی۔ اور پہاڑ سرمہ ہو جائیں گے۔ اور آسمان پھٹ جائے گا۔ اور سمندر سے آگ کے شعلے بلند ہوں گے۔ اور بچوں کے بال سفید ہو جائینگے اور خدا دوزخ سے دریافت کرے گا کیا تو پُر ہو گئی؟ اور دوزخ جواب دے گی "کچھ اور ہے؟" اور جنت کے دروازے نکوکاروں کے لئے کھل جائیں گے۔ اور جنتی مردوں اور عورتوں کا شاندار استقبال کیا جائے گا۔

گوئٹے کو اسلام کی روح اور تعلیم دوسری سورۃ میں نظر آئی جو اس طرح شروع ہوتی ہے:

"یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ نکوکاروں کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور خدا نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اس کتاب سے پہلے جو کتب نازل ہوئیں ان پر بھی ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھی جو تجھ پر نازل کی گئی ہے۔ اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں یہ ہیں ہدایت یافتہ لوگ تیرے رب کی طرف سے اور یہی آخرت میں فلاح پائیں گے۔ رہے وہ لوگ جو کافر ہیں، تو یکساں ہے خواہ تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور انہیں سخت عذاب ہو گا۔"

گوئٹے لکھتا ہے "اسی رنگ میں ایک سورۃ کے بعد دوسری سورۃ آتی ہے۔ ایمان کو اعلیٰ قرار دیا گیا ہے اور کفر کو ادنےٰ۔ جنت مومنوں کے لئے اور دوزخ کافروں کے لیے۔

اوامر و نواہی کی تفصیلات، یہود و نصاریٰ کے قصے، جملہ امور کی تصریحات اور ایک ہی مضمون کی تکرار۔ یہ عناصر ہیں اس کتاب کے جو پہلی نظر میں ہمیں ناپسند ہوتی ہے۔ لیکن جوں جوں ہم اسے پڑھتے ہیں اس کے گرویدہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور آخرکار یہ کتاب ہم سے اپنی عظمت اور صداقت کا اعتراف کرا لیتی ہے۔"

یہ ہے گوئٹے کی شہادت! اور جو اقتباس میں نے پیش کیا ہے وہ اس کے مطلب کو بخوبی ادا کر سکتا ہے۔ اگرچہ مزید مطالعہ پر اُسے اس سے بھی واضح تر عبارت مل سکتی تھی۔ جب مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ آئندہ نماز پڑھتے وقت اپنا مُنہ بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ کی طرف کر لیا کریں۔ تو یہود نے اس کو تلون مزاجی سے تعبیر کیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

"نیکی اس کا نام نہیں کہ تم اپنے مُنہ کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ نیکی یہ ہے کہ انسان ایمان لائے اللہ پر، یوم آخرت پر۔ ملائکہ پر اور کتب سماوی پر، اور نبیوں پر۔ اور خدا کی محبت میں قرابت داروں، یتامیٰ، مساکین، مسافروں، سائلوں اور قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اور نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے۔ اور وہ لوگ جو اپنے معاہدات کو پورا کریں، جب کسی سے معاہدہ کریں۔ اور فقر، بیماری، اور جنگ کی حالت میں صبر کریں۔ بلاشبہ یہ لوگ ہیں جو راستباز ہیں۔ اور یہی لوگ دراصل متقی ہیں۔" (بقر ع ۲۱)

سچ تو یہ ہے کہ، یہ اور اسی قسم کے دوسرے اقتباسات بھی اس معاملہ میں کافی نہیں ہیں۔ اس کے لئے ہمیں عمیق تر مطالعہ کی ضرورت ہوگی۔

معدن اسلام سے صداقت کے چند جواہر ریزے

(بقلم سر جلال الدین لاڈر برنٹن صاحب ایم۔ اے۔ مرحوم)

خیالات مذکورہ ذیل، صداقت کی خوبیاں اور اس کی طاقت کا بیان کرنے کے لئے قلم بند کئے گئے ہیں۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے غلطیوں کا ازالہ کیا جائے۔ اور یہ دکھایا جائے کہ وہ نہ صرف غیر ضروری ہیں بلکہ محض بے سود اور بیحد مضرت رساں بھی ہیں۔

ان کے مطالعہ سے ناظرین کے ایمان میں تقویت پیدا ہوگی اور تقرب الٰہی کا احساس پیدا ہوگا۔ جو واحد لاشریک ہے۔ اور اس طرح ان میں یہ یقین پیدا ہوگا کہ ہم صراط مستقیم پر چل رہے ہیں۔ اسلام کی صداقت کا علم حاصل ہو جانے کے بعد ناظرین کو اس حقیقت کا انکشاف ہوگا کہ کفر، کس قدر لغو اور لائق نفرت چیز ہے۔ کس قدر مضرت رساں اور کس قدر بیہودہ ہے۔ اور یقیناً ناظرین کے دل میں امور کفریہ سے سخت نفرت پیدا ہو جائے گی۔

شیطان کو، جو ہمارا دشمن ہے کسی ایسی بات سے الفت نہیں ہو سکتی جو ہمارے اندر بصیرت پیدا ہونے کی وجہ بن سکے۔ اور ہمارے اندر قرآن مجید کی عظمت قائم کرنے کا سبب ہو سکے اور جو انسانی پیدا کردہ خیالات اور عقائد سے اجتناب کا موجب بن سکے۔

لہذا شیطان اس قسم کی تحریرات کا سخت مخالف ہے۔ بہت کم لوگ شیطان کی طاقت اور عیاری کا صحیح طور پر احساس کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کو علم نہیں۔ اور بہت کم لوگ قرآن مجید کے معانی کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ شیطان کو بجا طور پر ظلمت کا بادشاہ کہا گیا ہے۔ جو روشنی کے خادم کی حیثیت میں ظاہر ہو کر صداقت کے خلاف جنگ کرتا ہے۔ تاکہ اس کا اثر زائل کر دے۔

بہت کم لوگ اس حقیقت کا احساس کر سکتے ہیں کہ شیطان لعین، بہت مستعد اور قابل لوگوں کو اس امر پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنی غلط بیانیوں اور متعصبانہ طرز عمل سے لوگوں کو اسلامی صداقتوں سے دور رکھیں۔ بہت کم لوگ اس بات کو محسوس کر سکتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے عقائد لوگوں کے دماغوں پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے بعید خطرناک غلطیاں سرزد کراتے ہیں۔ اور خدا کی حکمت، عدل، محبت اور قدرت کے متعلق ان کے دلوں میں شکوک پیدا کر دیتے ہیں۔ بہت کم لوگ اس حقیقت کو جان سکتے ہیں کہ ماضی کے غلط عقائد کی بنا پر بہت سے مصلحین نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور ان کے غلط طریق کی وجہ سے صدہا انسان گمراہ ہو گئے ہیں۔

ہمیشہ یاد رکھو کہ اگر اسلام اور پیغمبر اسلام صلعم کے دشمن نہایت تلخ، غیر منصف، اور دروغگو رہے ہیں تو اسلام کے دوست اسی تناسب سے نہایت سرگرم اور پرجوش رہے ہیں۔ دنیا میں لاکھوں مسلمان ہیں جو اسلام اور بانی اسلام سے محبت کی بنا پر، اپنا وقت اور اپنی طاقت اسلام کی خدمت کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ تاکہ بانی اسلامؐ کی عظمت دنیا میں قائم ہو سکے۔

اگر آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو صداقت کے جواہرات بلاشبہ آپ کو مل سکتے ہیں مسیحیت یا کلیسائیت اور ہندو دھرم کے زوال کا باعث ان کا تمدنی نظام ہے اگر یورپین اقوام اور ہندو لوگ بہت جلد آنحضرت صلعم کے دامن میں پناہ گزیں نہ ہوئے تو کوئی چیز ان کو ہلاکت سے محفوظ نہیں رکھ سکتی اور ان کی تباہی یقینی ہے۔ یہ اقوام اسی طرح تباہ ہو جائیں گی جس طرح رومن قوم تباہ ہو گئی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو اس کائنات کے اسرار کو منکشف کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ جس میں وہ رہتا ہے۔ اور دوسرے مذاہب اس قسم کی کوشش کو گناہ قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ رحمٰن ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے اس کی ضروریات کی جملہ اشیاء پیدا کیں۔ اور اس کی خلقت کے عجائبات

ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔ کیا کائنات میں کسی قسم کا نقص ہے ہرگز نہیں۔ ایک ذرہ یا ایک شوشہ کی کمی نہیں ہے۔ اس معاملہ میں اسلامی سائنٹفک تعلیمات ہمیں اس امر کی دعوت دیتی ہیں کہ ہمیں علم حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم ہر شے کے اندازہ سے آگاہ ہو سکیں۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ جملہ عناصر کائنات کو اپنے فائدہ کیلئے استعمال کرے۔ اللہ تعالٰے نے انسان کے لئے جس قدر اشیا پیدا کی ہیں ان سب میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا بعض سائنسدانوں نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ کرۂ مریخ میں آبادی ہے یا نہیں؟ بلاشبہ یہ لوگ اسلامی علوم کے مقابلہ میں صدیوں پیچھے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اللہ تعالٰے رب العٰلمین ہے یعنے کائنات کا خالق ہے۔ سہارا ہے۔ رازق ہے۔ اور پرورش کرنے والا ہے۔ صرف قرآن مجید ہی دنیا کو یہ بتاتا ہے کہ سورج اپنے منتہائے مقصود کی طرف جا رہا ہے۔ موجودہ سائنسداں خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے کوئی جدید انکشاف کیا ہے۔ کہ سورج حرکت کر رہا ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے چودہ سو سال پہلے ہی یہ حقیقت قرآن مجید کے ذریعہ سے آشکار کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان سائنسدانوں کی تحقیقات، ہمعصروں سے بہت کچھ آگے تھی۔ اور جب عیسائیوں نے سپین کو فتح کیا تو انہوں نے ہر جگہ کرے اور آلات ہئیت دیکھے۔ لیکن وہ جاہل اور وحشی تھے۔ اس لئے انہوں نے ان آلات کو نذر آتش کر دیا، یہ کہہ کر کہ یہ کار شیطانی ہے۔" آج کل یہ تو فیشن ہو گیا ہے کہ کوپرنکس کا نام لیا جاتا ہے۔ اور مسلمان محققین کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جنھوں نے یورپ کی اقوام کو تہذیب سے آشنا کیا۔ اگر دوسرے کروں، اور سیاروں میں آبادی ہے تو وہاں کے لوگ بھی اللہ کی اسی طرح مخلوق ہیں جس طرح کرۂ ارض کے باشندے۔ اسی لئے قرآن مجید نے "عالمین" کا لفظ استعمال کیا۔ یہ سائنسداں کہتے ہیں کہ اگر دوسرے سیاروں میں آبادی پائی گئی تو خالق کے تصور میں بہت وسعت پیدا ہو جائے گی۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ یہ سائنسداں یہ سمجھتے ہیں کہ کائنات صرف کرۂ ارض تک محدود ہے۔ کیا خدا زمان و مکان سے محدود ہو سکتا ہے؟ کیا انسانی تصورات کے ساتھ ساتھ اس کی خدائی میں بھی اضافہ ممکن ہے؟ ناممکن ہے۔ مگر

یہ لوگ حقیقت پژوہی کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔

اگر انہوں نے خدا کو یہودیوں کی طرح کسی ایک قبیلہ کا خدا سمجھا تو بہ حیثیت مسیحی وہ اللہ کا تصور اپنے دماغوں میں قائم ہی نہیں کر سکتے جو رب العالمین ہے۔ اور ہم مسلمان ان کو الزام بھی نہیں دیتے۔ یہ ان کی غلط اور مسخ شدہ تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ وہ اس قسم کے تصورات رکھتے ہیں۔ سائنس تو اسلام کی ایک خانہ زاد کنیز ہے۔ اور سچا مذہب اور تحقیقات حکمیہ دونوں دوش بدوش چل سکتے ہیں۔ لیکن ازمنہ وسطیٰ میں یورپ کے جو علماء فطرت کے اسرار کو حل کرنے کی کوشش کرتے تھے انہیں کلیسا کے حکم سے زندہ آگ میں جلا دیا جاتا تھا۔ یا انہیں اپنے خیالات سے توبہ کرنی پڑتی تھی۔ ہمیں فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مہربانی سے تمام چیزیں پیدا کی ہیں۔ جو انسان کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن یہ انسان کا فرض ہے کہ اپنی جسمانی اور دماغی قوتوں کا صحیح استعمال کرے۔ تاکہ اس کی بادشاہت میں داخل ہو سکے۔ سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا میں ہر چیز قانون کی پابند ہے اور یہ فطرت کا عظیم الشان کاروبار ایک زبردست تنظیم کے ماتحت چل رہا ہے اور ایک زبردست حکیم اس تمام کائنات کا حکمران ہے۔ اور یہ بات ہمارے ملحد دوستوں کے لئے لائق توجہ ہے۔ وہ اس حکمت والی ہستی کا نام خواہ علت اولےٰ رکھیں یا علت العلل، اور مسیحی، مصری، اور ہندو احباب تریمورتی کا عقیدہ رکھتے ہیں یا تعدد آلہ کا لیکن یہ سب باتیں جہالت پر مبنی ہیں۔ لوگوں کا طریق کار یہ رہا ہے کہ مذہب کو پادریوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اور عام لوگ مذہب کا وہ مفہوم تسلیم کرلیں جو پادری انہیں بتائیں۔ اور یہ بات ازمنہ سابقہ میں بالکل درست تھی۔ کیونکہ جو شخص کلیسا سے اختلاف رائے کرتا تھا اسے زندہ آگ میں جلا دیا جاتا تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں یہ صورت ممکن نہیں ہے۔ اس لئے آزادی کی روح یورپ میں ٹامک ٹوئیاں مارتی پھرتی ہے۔ اگرچہ یورپ کا دماغ، ایک غلط قسم کی اصلاح کی بدولت رومن کیتھولک کلیسا کی گرفت سے آزاد ہو چکا ہے لیکن وہاں کے لوگ ابھی تک یہ سمجھتے ہیں کہ خدا صرف ایک خاص قسم کے لوگوں کی پرواہ کرتا ہے۔ صرف مسلمان ہی پردہ ہٹا کر حقیقت سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ خلقت میں ہم آہنگی صرف توحید سے پیدا ہو سکتی ہے

اور تثلیث یا تعدد الٰہ سے یہ بات ممکن نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد یہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور صدیاں گزر جانے کے بعد بھی یہ عقیدہ بجنسہ درست ہے۔ مسلمانوں نے کبھی یہ تصور نہیں کیا کہ خدا کسی خاص قبیلہ عرب کا خدا ہے۔ اور نہ انہوں نے دوسروں کو اپنے طریق پر خدا کی عبادت سے روکا۔ اسلام رواداری کا علمبردار ہے۔ اور تمام اسلامی دنیا میں یہودا و نصاریٰ کو اپنے اپنے طرز پر خدا کی عبادت کی اجازت اور آزادی حاصل رہی ہے۔ اللہ یہود، نصاریٰ، مجوس، ہندو اور بدھ، اور بت پرستوں کا بھی خدا ہے۔ اور مسلمانوں کا بھی۔

آج یہ لوگ اس امر کا احساس نہیں کرتے کہ ان کی ہستی، اللہ تعالےٰ کے اس آخری الہام پر مبنی ہے۔ کہ "لا اکراہ فی الدین" دین کے معاملہ میں کسی انسان پر کوئی جبر نہیں ہے۔ کیا کبھی مسلمانوں نے کسی یہودی یا نصرانی کو اس بنا پر ایذا پہنچائی کہ وہ اپنے طرز پر خدا کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ لیکن جب سپین میں نصاریٰ مسلمانوں پر حکمراں ہوئے۔ تو وہ کونسا ظلم تھا جو انہوں نے مسلمانوں پر روا نہ رکھا؟ لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا۔ یہودیوں کو یہ بات کبھی فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ جب تمام یورپ ان سے نفرت کرتا تھا۔ اس وقت صرف دنیائے اسلام میں انہیں امن و امان حاصل تھا۔

مسیحی کلیسا کی تعلیم یہ ہے کہ خدا وحدت ہے اور وحدت کو پسند کرتا ہے۔ ہمیں چپ چاپ بیٹھے رہنا چاہیئے۔ اور ہر کام خدا کی مرضی پر چھوڑ دینا لازم ہے؟ یہ ایک بڑی غلطی ہے ہمیں اپنی تمام قوتوں کو استعمال کرنا چاہیئے۔ جو خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہیں اور ہمیں اپنی عقل وفہم اور ادراک کو زندگی کے ہر شعبہ میں استعمال کرنا لازم ہے۔

مغربی اقوام کے اقتدار کی وجہ سے، اسلامی ممالک کی ترقی، اگرچہ عارضی طور پر رک گئی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی پرورش اس تصور کے آغوش میں ہوئی ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ سے وعدہ کیا تھا کہ "تیرے اکلوتے بیٹے اسمعیلؑ کی نسل میں ایک مبارک ہستی ایسی پیدا ہوگی جسکے دم قدم سے دنیا کی تمام اقوام برکت پائینگی" اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اگرچہ مسیحی اقوام اپنے معاہدوں کو محض کاغذ کا پرزہ کہہ سکتی ہیں۔ نہیں نہیں اللہ تعالیٰ

انسان کی طرح کمزور نہیں ہے - اور ہم سب اس وعدے کے لئے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں - اسلامی تہذیب میں دوبارہ زندگی کے آثار نظر آرہے ہیں - اور وہ دن دور نہیں جبکہ اس کی بدولت اقوام عالم میں دوبارہ امن وامان قائم ہوجائے گا - خدا ہی آدم کا پرورش کرنے والا ہے - خواہ وہ اس کرۂ ارض میں رہتے ہوں یا کسی دوسرے میں - ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم تمام بنی آدم کو راحت، امن، وحدت، تہذیب اور ترقی کی نعمتوں سے مالا مال کریں تاکہ ہم خوشی کے ساتھ اللہ کا تقرب حاصل کرسکیں جو رحمٰن اور رحیم ہے - اور قرآن مجید کی بدولت ابدی روشنی میں زندگی بسر کرسکیں - کیونکہ صراط مستقیم پر چلنے کا راستہ صرف یہی ہے کہ ہم قرآن مجید کو اپنا رہنما بنائیں -

---

مذہب اسلام کا مفہوم

(از مسٹر پیٹر جے کیسر وتھرس)

ایک شخص سوال کرسکتا ہے کہ جب میں نے کبھی کوئی مشرقی (اسلامی) ملک دیکھا ہی نہیں تو میں اسلام کے متعلق تقریر کرنے کی کیا قابلیت رکھتا ہوں؟ میں کسی مشرقی زبان سے بھی واقف نہیں ہوں اور نہ مجھے کبھی اس ملک کے مسلمانوں سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا ہے -

لیکن، میں نے مذہب اسلام کا کچھ عرصہ تک بغور مطالعہ کیا ہے - میں نے قرآن مجید اور مسلمانوں کی متعدد تصانیف اور مضامین پڑھے ہیں - اور اس طرح مجھے اس چیز سے کچھ آگاہی ہوگئی ہے - جسے مرحوم سید امیر علی نے "روح اسلام" سے تعبیر کیا ہے - چونکہ میں تحکمانہ روایات کی بنا پر پیدا شدہ تعصب سے پاک ہوں - اور نہ ہنود و نصاریٰ کی معاندانہ تحریروں سے متاثر ہوں نہ مسلمانوں کی تحسین آمیز تصانیف سے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اسلام کے متعلق تقریر کرنے کا حق حاصل ہے -

اگرچہ میں غیر متعصبانہ رجحان کا حامی ہوں۔ تاہم میرا خیال ہے کہ کسی چیز کو سمجھنے کیلئے اس سے ہمدردانہ مفاہمت کرنا، سرد مہرانہ انقطاع سے زیادہ بہتر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام اور دیگر تمام مذاہب کو ہمدردانہ طریق پر سمجھنا لازمی ہے۔ کیونکہ مذہب انسان کی روحانی طبیعت کا اظہار ہے۔ اور انسانی روح کے ذات الٰہی سے ارتباط کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔ آج دنیا میں پچیس کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ اور آٹھ کروڑ مسلمان صرف ایک ملک ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اسلام مراکو سے لے کر جزائر مشرقی تک اور روس سے لے کر افریقہ کے انتہائی جنوب تک پھیلا ہوا ہے۔ اور لندن اور پیرس کے علاوہ امریکہ اور برازیل میں بھی اس کے نمائندے موجود ہیں۔ اسلام کے مبلغین دنیا کے مختلف گوشوں میں سرگرم عمل ہیں۔ اور افریقہ کے وحشی اور حبشی لوگوں میں خصوصاً انہیں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔

اس مذہب کو لوگ آسانی کی راہ سے محمدیت کہتے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ یہ اصطلاح غلط ہے اور عیسائیوں کی وضع کردہ ہے۔ قرآن میں لفظ اسلام مستعمل ہے۔ اور یہ کسی مجموعہ عقائد کا نام نہیں بلکہ ایک طریق یا رجحان حیات کا نام ہے۔ لفظ اسلام کا ترجمہ عموماً فرمانبرداری کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ترجمہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اسلام کے معنے ہیں، اپنی کل زندگی کو خدا کی خدمت اور بنی آدم کی بہبود کے لئے وقف کر دینا۔

متکبر آدمی اپنے جذبات اور میلانات کا غلام ہو جاتا ہے۔ لیکن خدا کی عبادت کرنیوالا انتہائی مسرت اور آزادی حاصل کرتا ہے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں "میری نماز اور میری قربانی (بلکہ) میرا مرنا اور جینا سب کچھ خدا ہی کے لئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے"۔ یہ ہے اسلام کا حقیقی مفہوم۔ اور جو شخص اس رنگ میں اپنی زندگی وقف کر دے وہ مسلم یا مسلمان کہلاتا ہے۔ مسلم کے معنے ہیں اسلام لانے والا۔ اور جب مسلم صدق دل سے اسلام پر عمل کرتا ہے تو مومن کہلاتا ہے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں "مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور جس کی زبان سے کسی انسان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے"۔ لفظ اسلام اور مسلم دونوں سلام سے مربوط ہیں۔ جسکے معنے ہیں سلامتی۔ اور اس لفظ سے بھی ہمیں اسلام

کا مفہوم سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

آنحضرت صلعم ۵۷۰ء میں بمقام مکہ پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے ۶۳۲ء میں بمقام مدینہ وفات پائی۔ آپؐ کے والدین آپ کے بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ جبکہ آپؐ کی عمر سات سال کی بھی نہیں تھی۔ ابتدائے عمر میں آپؐ اپنی شرافت طبع کے لئے مشہور تھے۔ اور ہر شخص جو آپؐ سے ملتا تھا آپؐ کی عزت کرتا تھا۔ اور ہمارے پاس اس بات کو فرض کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ آپؐ نے ایک مدعی نبوت بننے کا فیصلہ کر لیا۔ جبکہ آپؐ دعوے سے قبل ایک نیک اور مخلص انسان تھے تو یقیناً دعوے سے بعد بھی آپ ایسے ہی تھے۔

آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ کسی غار یا سنسان جگہ میں تفکر و تدبر کرنے چلے جاتے تھے اور روحانی تجارب نے آپؐ کو یقین دلا دیا کہ آپؐ کا مقصد حیات یہ ہے کہ آپ ان عربوں کو، جو بت پرستی اور اخلاقی کمزوریوں میں مبتلا تھے توحید الٰہی کا درس دیں اور زندگی بسر کرنے کا اعلیٰ اور بہتر طریقہ سکھائیں۔

آپؐ نے چالیس سال کی عمر میں نبوت کا دعوےٰ کیا۔ ابتدا میں آپؐ کی تبلیغ خفیہ طور پر تھی لیکن بہت جلد علانیہ ہو گئی۔ اور چند سال میں ایذا اور تکالیف سہنے کے باوجود آپؐ نے کئی سو آدمیوں کو حلقہ بگوش بنا لیا۔ ۶۲۲ء میں آپؐ کے دشمنوں نے آپؐ کے قتل کا منصوبہ باندھا۔ اس لئے آپؐ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی جہاں آپؐ کے وفادار پیرو رہتے تھے۔ آپؐ نے اس شہر کی حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی اور اپنا قانون نافذ فرمایا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد آپؐ کو یہود اور مشرکین کے خلاف صف آرا ہونا پڑا اس کے متعلق اختلاف آرا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے لوگوں کو بزور شمشیر مسلمان بنایا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپؐ نے محض مدافعانہ جنگ میں جنگوں میں حصہ لیا۔ اور میری بھی یہی رائے ہے۔ اور اس کی کئی وجوہ ہیں۔ اولاً میں نے قرآن میں کوئی آیت نہیں دیکھی جو خواہ مخواہ حملہ کرنے کا حکم دیتی ہو۔ ہاں حفاظت خود اختیاری کا بے شک حکم دیا گیا ہے۔ ثانیاً قرآن میں صاف لکھا ہے "لا اکراہ فی الدین"

میں اس جگہ آپ کے سامنے آنحضرتؐ کی سوانح عمری بیان کرنی نہیں چاہتا۔ لیکن میں آپؐ کے صحابہؓ کی شہادت ضرور بیان کروں گا جس کی بنا پر ہمیں آپؐ کی سیرت اور آپؐ کے شاگردوں پر آپؐ کی تعلیمات کے اثر کا حال معلوم ہو سکے۔

"ہم بت پرستی کرتے تھے، گناہوں میں غرق تھے۔ مردار کھاتے تھے، بدترین الفاظ زبان پر لاتے تھے، جذبات انسانی کو پامال کرتے تھے، مہماں نوازی، اور حق ہمسائیگی سے ناواقف تھے۔ طاقت کے علاوہ اور کسی قانون سے واقف نہ تھے اس اثناء میں خدا تعالےٰ نے ہماری قوم میں ایک نبی مبعوث فرمایا۔ جس نے سب سے پہلے اپنی نیکی پاکیزگی، شرافت، تقوےٰ اور امانت کا نقش ہمارے دلوں پر قائم کیا۔ اسؐ نے ہمیں توحید الٰہی کی دعوت دی اور شرک سے باز رہنے کی تلقین کی۔ بت پرستی سے روکا سچ بولنے کا حکم دیا۔ ایفائے عہد، رحم و کرم اور ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔ عورتوں کے متعلق بدگوئی سے منع فرمایا۔ اموال یتامیٰ اور ہر قسم کی بدی سے مجتنب رہنے کی تاکید کی۔ نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے اس کی تعلیمات کو بسر و چشم قبول کیا۔"

اگرچہ آنحضرتؐ اُمی محض تھے لیکن وہ دنیا کے دانشمند ترین انسانوں میں سے تھے۔ نہ صرف وہ ایک عظیم الشان معلم مذہب تھے بلکہ دنیا کے بزرگترین واضعان قانون، مصلحین تمدن میں سے تھے۔ آپؐ نے ایک زبردست تہذیب کی بنیاد قائم کی۔ جو پانچ صدیوں تک دنیا میں روشنی پھیلاتی رہی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے رسولؐ تھے۔ مثل حضرت عیسٰیؑ، بدھ، لاؤزی، زرتشت، حکمائے ہند، و انبیائے بنی اسرائیل۔

قرآن مجید، جسکو مسلمان خدا کا کلام یقین کرتے ہیں، اسلام کی مقدس کتاب ہے۔ آپؐ کی وفات کے بعد ہی فوراً ایک جگہ جمع کی گئی اور اس میں ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ ہر سورت کا ایک نام ہے۔ اور سب سورتیں سوائے ایک کے بسم اللہ سے شروع ہوتی ہیں میں یقین کرتا ہوں کہ بائیبل اور وید کی طرح قرآن بھی خدا کا کلام ہے۔ اس کی نوعیت

روحانی ہے۔ اور روحانی تجارب کی بدولت ہی سمجھ میں آسکتا ہے۔ قرآن بلاشبہ ایک لاجواب اور حیرت انگیز کتاب ہے۔ اور اگرچہ بعض حضرات کو اس میں یکسانیت نظر آئے دراصل اس کی تعلیمات بہت مختلف التوع ہیں۔ چنانچہ اس میں حمد و ثنا بھی ہے اور دعا بھی۔ قوانین بھی ہیں، تعزیرات بھی، آئین بھی ہیں، ضوابط بھی، فلسفیانہ اور صوفیانہ رنگ بھی ہے اور انبیاء کی سوانح عمریاں بھی ہیں۔ حضرت عیسےٰ اور مریم کی طرف اشارات بھی ہیں، نیکی اور بدی کے متعلق تعلیمات بھی ہیں۔

اب ہم اسلامی تعلیمات کے خاص پہلو پر غور کرینگے۔ مسلمانوں کے اصول دین پانچ ہیں خدا، ملائکہ، کتب، رسول، اور حیات بعد الموت۔ اسلام خدا کی توحید کا سب سے بڑا مبلغ ہے۔ جو ہمارا خالق اور رب ہے۔ بت پرستی، تثلیث اور ارباباً من دون اللہ کی پرستش کی سخت مخالفت ہے۔ مسلمان اپنے معبود کو اللہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ مسلمانوں کے تصور آلہ کے متعلق بہت کچھ مہمل باتیں بیان کی گئی ہیں۔ لیکن متعصب مخالفین کی ان باتوں سے ہم کوئی تعرض کرنا پسند نہیں کرتے۔

مسلمان نہ صرف آنحضرت پر ایمان لاتے ہیں بلکہ جملہ انبیاء پر، جو آپؐ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ خصوصاً حضرات ابراہیمؑ، موسےٰؑ و عیسےٰؑ۔ یہ سب اللہ کے رسول تھے۔ اور آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں لکھا ہے۔ "ہم ایمان لائے خدا پر، اور اس پر جو اس کی طرف سے نازل ہوا۔ اور اس پر جو نازل ہوا حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور یعقوبؑ اور اسحاقؑ اور دیگر انبیاء پر، اور اس پر جو نازل ہوا، حضرت موسےٰؑ و عیسےٰؑ اور دیگر انبیاء پر، اللہ کی طرف سے۔ ہم ان رسولوں میں کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھتے۔ اور صرف اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہیں"۔ بلاشبہ اسلام بعض اوقات مذہب کا تخیل اس درجہ عالمگیر پیش کرتا ہے کہ خدا کا پسندیدہ مذہب صرف ایک ہی ہے۔ اور سارے انبیا اسی کے فرستادہ ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ "کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا کا رسول مبعوث نہ ہوا ہو"۔ یعنے خدا نے ہر قوم میں اپنا ایک شاہد بھیجا۔

یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ دیندار مسلمان کبھی حضرت عیسےٰؑ کا نام نہیں لیتے۔ جب تک اس کے ساتھ علیہ السلام کا اضافہ نہ کریں۔ اور قرآن مجید میں بھی ان کا لقب مسیح ابن مریم بیان کیا گیا ہے۔ قرآن جس کا ذکر قبل ازیں متعدد بار کیا جا چکا ہے مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے نیز ان کا اعتقاد ہے کہ توریت زبور اور انجیل بھی الہامی کتابیں تھیں جو اب محرف ہو چکی ہیں۔ اور اس لئے سابقہ مذاہب اپنی پاکیزگی کھو بیٹھے ہیں۔ اور نصاریٰ اور یہود راہ راست سے بھٹک گئے ہیں۔ اس لئے آنحضرتؐ نئی شریعت لے کر آئے۔ اور چونکہ قرآن کا متن ہنوز بجنسہ موجود ہے اس لئے مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آخری کتاب ہے اور بائیبل کی تشریح اسی کتاب کی روشنی میں ہو سکتی ہے۔ مسلمان بائیبل کی عبارتوں کو اپنے مذہب کے اثبات میں خوب استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً یوحنا کی انجیل کا سولھواں باب جسکے متعلق ان کا خیال ہے کہ اس میں آنحضرتؐ کے متعلق پیشگوئی موجود ہے۔ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں تمام دنیا کی مذہبی کتابوں سے اقتباسات پیش کر سکتا ہوں تاکہ اپنے معائے دلی کا اثبات کر سکوں۔

جملہ مذاہب میں خدا اور انسان کے مابین ایک مخلوق کا وجود تسلیم کیا گیا ہے۔ جسے ملائکہ دیو، دیوتا وغیرہ کہتے ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اسلام میں ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کے خدام قرار دیا گیا ہے۔ اور موجودہ زمانہ کے مسلمان ہمیں بتاتے ہیں کہ جب ہم روحانی ارتقا کی اونچی منزلیں طے کریں گے تو یہ ملائکہ ہمارے خادم بن جائیں گے۔ ابتدائی زمانہ (یعنی چوتھی یا پانچویں صدی ہجری میں) میں مسلمان فلاسفہ کا خیال یہ تھا کہ فرشتے انسانوں سے بلند مرتبہ ہیں۔ چنانچہ مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں لکھا ہے کہ "ہم درجہ حیوانیت سے ترقی کر کے درجہ انسانیت پر فائز ہوتے ہیں تو پھر ہمیں اس بات کا خوف نہیں کہ موت ہماری زندگی کو پست کر دے گی۔ بلکہ آئندہ تغیر میں ہم ملائکہ کے مرتبہ پر فائز ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ "ہم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے" اس سے معلوم ہوا کہ قدیم مسلمان اور مسیحی علماء کا خیال، فلاسفہ کے خیال کے مقابلہ میں زیادہ صداقت رکھتا ہے۔

پانچواں اصول مذہب اسلام کا، یوم آخرت پر ایمان لانا ہے۔ حیات بعد الموت

کے متعلق اسلام کی مرکزی تعلیم یہ ہے کہ ہمیں اعمال کے مطابق جزا ملے گی۔ جو کچھ ہم اس دنیا میں کرینگے اسی کے مطابق آخرت میں ہمیں جزا ملے گی۔ اور یہ اصول مرد اور عورت دونوں پر حاوی ہے۔

قرآن میں جنت کا جن الفاظ میں تذکرہ کیا گیا ہے وہ بالکل مشرقی تخیلات کے رنگ میں ہے۔ اور اگرچہ عوام الناس اس بیان کو لفظاً صحیح سمجھتے ہیں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ وہ تمثیلی رنگ ہے جس میں روحانی زندگی کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ یہ معلوم کرنا باعث مسرت ہے کہ مسلمان اور عیسائی دونوں قدیم عذاب دوامی کے تخیل سے دستکش ہوتے جاتے ہیں۔ اور روحانی ارتقا کا تصور جو آج کل کے تعلیم یافتہ طبقوں میں پایا جاتا ہے اسلام میں کوئی نئی چیز نہیں۔ کیونکہ اس خیال کو آج سے ہزار سال پہلے مسلمان حکماء اور صوفیا نے پیش کیا تھا۔

اسلام کے اصول خمسہ کا بیان کرنے کے بعد، اب ہم ارکان خمسہ کا ذکر کریں گے۔ جو ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ یعنے کلمہ شہادت، صلوٰۃ، صیام، زکوٰۃ، اور حج۔ اور ان کا تذکرہ اس رنگ میں کیا جائے گا کہ ان کا حقیقی مفہوم واضح ہو سکے۔

کلمۂ شہادت نہایت آسان بات ہے۔ یعنے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلعم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ مسلمان خواہ بازار میں ہو یا جنگل میں، ہر روز پانچ مرتبہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے۔ اور اسے اپنی عبادت میں کسی پادری یا وکیل کی ضرورت نہیں۔ دیندار مسلمان نہایت ذوق کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور نماز کو اپنی روح کے لئے اسی قدر ضروری سمجھتے ہیں جس قدر غذا جسم کے لئے ضروری ہے۔ اور واضح ہو کہ مسلمانوں کی صلوٰۃ پنجگانہ اور عیسائیوں کی سبت کی عبادت دونوں کا اصول واحد ہے۔ دونوں انسانوں کی روحانی ضروریات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کا طریقہ سکھاتے ہیں۔ علاوہ بریں بانی اسلامؐ اور حضرت مسیحؑ دونوں نے یہ تعلیم دی ہے کہ عبادت کا تعلق دل سے ہے نہ کہ جسمانی حرکات سے۔ قرآن فرماتا ہے "افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز (کی حقیقت) سے غافل ہیں۔ جو ریاکاری کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور مساکین

کی امداد سے جی چراتے ہیں۔"

روزہ، جو صرف طاقتور اور تندرست آدمیوں پر فرض ہے۔ ایک مذہبی اور روحانی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ اور اس کی ضرورت جملہ مذاہب نے تسلیم کی ہے۔ اور یہ بھی کہ جسمانی دماغی اور روحانی ریاضت کی کوئی نہ کوئی صورت تربیت کے لئے لازمی ہے۔

زکوٰۃ کا اصول تو گویا اسلام میں عملی اشتراکیت کا اصول ہے۔ اور اس کا مبنیٰ یہ ہے کہ دولتمندوں کو اپنی دولت کا کچھ حصہ، غریبوں کی امداد کے لئے دینا فرض ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دولت ایک عطیۂ الٰہی ہے۔ اور اس لئے دولت گویا ایک امانت ہے خدا کی طرف سے۔ اور اسی کے لئے بلکہ اس کی خدمت میں اُسے صرف کرنا چاہیئے۔ تاکہ غربا کو فائدہ پہنچے۔ اسی لئے دولتمندوں کو حکم دیا گیا کہ اپنی دولت میں سے ایک مقررہ رقم ہر سال مقاصد مذکورہ بالا کے لئے ادا کریں۔

ہر مسلمان جس میں استطاعت ہو اس کے لئے حج کرنا لازمی ہے۔ کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ حج کے لئے جانا فرض ہے۔ وہاں کے مراسم مذہبی کا مجھے صحیح علم نہیں ہے اور نہ ہمیں اس سے بحث ہے۔ اصلی چیز تو یہ ہے کہ اس رسم کی وجہ سے مسلمانوں میں اخوت مذہبی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور مختلف رنگ، نسل، زبان، ملک اور قوم کے مسلمان آپس میں مل کر اخوت اور مساوات کا عملی سبق سیکھتے ہیں۔ اور اس طرح ان کے اندر وحدت ملی پیدا ہوتی ہے۔

تعدد ازدواج، نکاح، حقوق نسواں، غلامی، اور ترک مسکرات کے مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے اس وقت میرے پاس کافی وقت نہیں ہے۔ صرف اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرتؐ کو عربوں کو روحانی حقائق تعلیم کرنے سے پہلے مہذب انسان بنانا ضروری تھا۔ اور ان کے دماغوں میں تہذیب، شائستگی، اور حفظان صحت کے ابتدائی اصول قائم کرنے ضروری تھے۔ جناب یسوعؑ اور جناب گوتم کو آنحضرتؐ کے مقابلہ میں یہ سہولت حاصل تھی کہ یہ لوگ ان اقوام میں مبعوث ہوئے جو نسبتاً مہذب تھیں۔ اور صدیوں سے مذہبی روایات کی آغوش میں پرورش پائے ہوئے تھیں۔ مجھے اس بات

کا یقین ہے کہ آنحضرتؐ کی تعلیمات میں روحانی اور ثقافتی ترقی کے لامحدود امکانات موجود ہیں اور تاریخ اسلام کی شہادت میرے دعوے پر روشن دلیل ہے۔ چنانچہ میں اس جگہ مشہور موحد عالم ڈاکٹر جے ای کارپنٹر کا قول پیش کرتا ہوں "۔ اور ہم یہ جانتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات خواہ کتنی ہی سادہ یا یکرنگ کیوں نہ معلوم ہوں بذات خود بہت اعلیٰ اور ارفع ہیں۔ ان کے اندر ایک زبردست ایمانی جوش پایا جاتا ہے۔ اور اس کی سطح کے نیچے یکرنگی کی وہ شان نہیں پائی جاتی جو پہلی نظر میں محسوس ہوتی ہے ..... ان کی بنا پر بہت سے فرقے پیدا ہوئے اور مختلف فلسفیانہ مدارس قائم ہوئے۔ لیکن اسلامی تعلیمات نے روحانی تہذیب کے متعدد پہلوؤں سے مطابقت کی۔ مصری فلاح کے توہمات سے لے کر، ایرانی صوفیا کے خیالات تک۔ اور ان کا رجحان، عقلیت اور اصلاح کے بے پناہ جذبہ کی طرف بھی نظر آتا ہے۔"

اس اقتباس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مسیحی پادری اسلام پر ایک جامد اور تنگ نظر مذہب ہونے کا الزام لگاتے ہیں وہ کس قدر زبردست غلطی میں مبتلا ہیں اب میں اسلامی تہذیب کی تاریخ پر ایک نظر ڈالوں گا جس کی بنا پر میرے دعوے کو مزید تقویت حاصل ہو سکے گی۔

۷۵۰ء میں عربی زبان، اور اسلام کا دائرہ ترکستان سے لے کر بحر ظلمات تک وسیع ہو چکا تھا۔ اور مسلمانوں نے ایک عظیم الشان تہذیب قائم کر دی تھی۔ جو دنیا میں پانچسو سال تک قائم رہی۔ اور ہندوستان میں بعہد مغلیہ سترھویں صدی تک باقی رہی مسلمانوں کی کثیر تعداد نے فلسفہ، ہیئت، ریاضی، کیمیا، جغرافیہ، تاریخ، اور طب میں مہارت تامہ حاصل کی اور تمام اسلامی ممالک میں مدارس اور دارالعلوم قائم کئے، آرٹ اور ادبیات میں بھی کافی ترقی کی۔ اور اسلامی فن تعمیر تو ایک خصوصی حسن کا حامل ہے۔ مشرقی صناعوں میں یہ وصف تھا کہ وہ پتھر اور مرمر کو اپنے فن کی بدولت حسن میں تبدیل کر سکتے تھے۔

تصوف کی تحریک بھی اسی دور میں پیدا ہوئی۔ اور ہندی اور ایرانی تصوف کی تاریخ خاصکر ہمارے لئے بہت دلچسپی کا موجب ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کے صوفیانہ پہلو کو واضح

کرتی ہے۔ اور مشہور صوفیا مثلاً عمر خیام، سعدی، جامی، اور رومی کی تصانیف سے انکی اعلیٰ قابلیت اور وسعت نظر کا پتہ چلتا ہے۔

بعض تحریکات حال ہی میں مذہب اسلام میں پیدا ہوئی ہیں۔ اور ان سے مسلمانوں کی ذہنی قوت کا بہت اچھی طرح اندازہ ہو سکتا ہے۔ میں نے اس تقریر میں اسلام کی بعض خوبیوں کا اور اس کے بعض اہم روحانی تصورات کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اس کے مزید دو اصولوں کا ذکر کرونگا۔ جس کا تذکرہ کرنا میری رائے میں اشد ضروری ہے۔

اولاً اسلام تمام انسانوں میں مساوات اور اخوت قائم کرتا ہے۔ اور نسل، رنگ یا طبقات کی بنا پر کسی امتیاز کو روا نہیں رکھتا۔ اس میں نہ کوئی امتیاز پایا جاتا ہے۔ نہ کوئی پوپ ہے۔ اور نہ پادریوں کا سا طبقہ۔

ثانیاً آنحضرت صلعم نے کبھی معجزات دکھانے کا دعوے نہیں کیا۔ اور لوگوں کی توہم پرستی سے فائدہ اٹھانے کے بجائے انہوں نے لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا۔ کہ وہ خدا کے ان معجزات کا مشاہدہ کریں جو فطرت کے حسن و جمال میں پوشیدہ ہیں۔ اسلام ہر قسم کی توہم پرستی سے پاک ہے۔ اور بہ لحاظ اپنے اصول کے، روحانی عقلیت ہے۔

قرآن مجید میں اللہ کی عظمت کا، جو فطرت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اعتراف کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت شاندار روحانی تعلیمات موجود ہیں۔ مثلاً خدا، زمین اور آسمان کا نور ہے۔ اس کا نور مثل ایک طاق کے ہے۔ جس میں ایک چراغ رکھا ہو۔ اور وہ چراغ ایک فانوس میں ہو۔ اور وہ فانوس ایک چمکدار ستارہ کی طرح ہو۔ اور وہ ایک شجر مبارکہ سے نور حاصل کر رہا ہے۔ وہ شجر زیتون جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی، اور اس کا تیل اس قدر منور ہے کہ اگر آتش اسے مس نہ کرے۔ تو بھی جل اٹھے گا۔ وہ نورٌ علیٰ نورٌ ہے"۔

"اے انسان! کیا تو نے غور نہیں کیا کہ زمین اور آسمان سب خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور پرندے بھی جبکہ وہ اپنے بازو پھیلاتے ہیں"۔

"ہر مخلوق اپنی عبادت اور اپنی حمد و ثنا سے واقف ہے"۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کا مستقبل کیا ہے؟

انیسویں صدی میں اور خصوصاً نصف آخر میں، اسلام کے اندر، ثقافتی اور تبلیغی لحاظ سے زبردست بیداری پیدا ہوئی - اور یہ صورت حال روز افزوں ہے - اور بعض نامور مسلمانوں مثلاً سر سید احمد خاں، سید امیر علی، اور ہز ہائنس آغا خاں نے اسلام کی بہت شاندار خدمات انجام دی ہیں - موجودہ زمانہ دیگر مذاہب کے لئے بھی اضطراب اور انقلاب کا زمانہ ہے - اور اسلام کے لئے بھی -

بہر حال مجھے یقین ہے کہ اسلام کا مستقبل بہت شاندار ہے - بشرطیکہ مسلمان اُن دوامی فائدہ کی باتوں کو، جو ان کے مذہب کی اصل ہیں، قائم رکھتے ہوئے مغرب کے مفید اصولوں اور یورپین سائنس اور تمدن کی خوبیوں کو بھی اپنے اندر جذب کر سکیں - اور بلاشبہ بنی نوع آدم کی زبانوں میں اسلام کا لفظ بھی بہت شاندار اور بہت سی خوبیوں کا حامل ہے -

---

نبوت کا ظہور اتم

المعروف بہ

نبی کامل صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کتاب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی تصنیف دی آئیڈیل پرافٹ کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے :-

(۱) کیا اوتار بپیروی انسانی کے لئے کوئی نمونہ بن سکتے ہیں (۲) انبیاء اللہ بشکل اسوہ (۳) آنحضرت صلعم سے پہلے دنیا کی حالت (۴) بعثت عظمیٰ (۵) شخصیت کامل - (۶) مکمل سیرت دکیرکٹر (۷) حصول منتہائے کامیابی (۸) بہترین معلم دین (۹) عقائد مذہبی کا اعلیٰ ترین شارح (۱۰) اسوہ حسنہ (۱۱) اجتماع حسنات - قیمت عہ

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس [۲۱] سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدو جہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس [۲۱] سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنانِ اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق۔ مغربی ممالک میں ایک رواداری فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے**

قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آزار کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں اشاعتِ اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) **ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے**

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریکِ خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۱۲ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۵ ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخلِ حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زرِ کثیر صرف ہوتا ہے جسمیں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیتِ کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رُو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عیدِ قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سُود اشاعتِ اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سُود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سُود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایۂ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لندن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹراتِ آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ دارانِ ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات

۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتری مالک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England.

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

DECEMBER 1939 R. L. No. 908

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیِ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیرِ اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا ، لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (ہندی) سالانہ

قیمت پانچ روپے (واسطے ممالک غیر کیلئے)

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور پنجاب انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیل مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامتِ نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

L K. LABIBA PENNY

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرستِ مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۵ | بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۹ء مطابق شوال المکرم ۱۳۵۸ھ | نمبر ۱۲

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپکر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۹ء

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو نومسلمہ بہن ایل - کے - لیبیا - بینی کے فوٹو سے زینت دی جاتی ہے - موصوفہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکی ہیں - دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں اسلام پر استقامت عطا فرمائے - اور یہ اپنی دوسری بہنوں کے سامنے اسلام کا بہترین نمونہ پیش کر سکیں -

نیز بارگاہ ایزدی میں عاجزانہ اور مخلصانہ التجا ہے کہ دوسری سعید روحوں کو بھی ہادی مطلق، ہدایت کا راستہ دکھا کر داخل اسلام ہونے کی توفیق عطا فرمائے -

اخبار مسجد ووکنگ

الحمدللہ کہ ووکنگ کی مسجد کا کام پہلے کی نسبت اب دس گنا زیادہ بڑھ گیا ہے۔ خطرہ کے مقامات سے جو طلبہ اور دوسرے لوگ ووکنگ میں آکر پناہ گزیں ہوئے ہیں۔ ان کی وجہ سے اس شہر کی آبادی میں معتد بہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اور المسجد ان لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئی ہے۔ جن کو جنگ کی وجہ سے غیر مطلوبہ فرصت حاصل ہے۔

۴ ستمبر ۳۹ء کو مرٹن گریس سکول کی تیس طالبات مع تین استانیوں کے مسجد دیکھنے کے لئے آئیں۔ امام صاحب نے حسب معمول ان کو اسلام کی خصوصیات سے آگاہ کیا۔ اور ایک گھنٹہ سے زائد اس کے اصولوں کے ذہن نشین کرنے میں صرف کیا۔ اور چلتے وقت ہر طالبہ کو اسلامی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

۱۹۔ ستمبر ۳۹ء کو اسی سکول کے پچاس طلبہ اور دو استاد، مسجد دیکھنے کے لئے آئے۔ امام صاحب کی عدم موجودگی میں سیکرٹری صاحب نے طلبہ کو مسجد دکھائی۔ اور اسلام کے اصول بیان کئے۔

شاہ زوغو آف البانیا کی لندن میں تشریف آوری

۱۱ ستمبر کو احمد زوغو سابق شاہ البانیا غیر متوقع طور پر چند روز کے لئے لندن تشریف لائے۔ اور لندن میں مقیم مسلمانوں کے چند نمائندوں نے شاہی مہمان کا استقبال کرنے کے لئے بعجلت تمام موصوف سے ملاقات کا انتظام کیا۔ چنانچہ مسلمانوں کا ایک وفد جو مولانا عبدالمجید صاحب امام مسجد، مادام خالدہ ہملٹن صدر مسلم سوسائٹی برطانیہ عظمےٰ اور چند مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ ۱۲ ستمبر کو ۲½ بجے رٹز ہوٹل لندن میں پہنچا۔ ملاقات نصف گھنٹہ سے زائد جاری رہی۔ اور جس

تپاک اور گرمجوشی کے ساتھ شاہ موصوف نے وفد کی تواضع فرمائی - وہ اس حیرت انگیز امر کا ثبوت ہے جو اسلام انسان کے اندر پیدا کر دیتا ہے جبکہ وہ عالمگیر اخوت اسلامیہ کا ایک فرد بنجاتا ہے - شاہ موصوف نے ووکنگ مسلم مشن کی سرگرمیوں سے شدید دلچسپی کا اظہار کیا - اور یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے کہ ووکنگ مشن انگلستان میں ثقافت اسلامیہ کا مرکز بن گیا ہے - اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دے رہا ہے - اور اس بات سے اور بھی مسرور ہوئے کہ انگلستان کے مسلمان لیکچروں، اسلامی تصنیفات اور مراسلات کے ذریعہ سے مسلمانوں کے ثقافتی معیار کو بلند کر رہے ہیں - شاہ موصوف نے کہا کہ مجھے یہ بات ابھی تک یاد ہے کہ لندن کے مسلمانوں نے البانیہ کی آزادی کے موقع پر سنہ ۱۹۱۳ء میں مبارکباد کا تار بھیجا تھا - پھر مسٹر ہیملٹن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے افسوس ہے کہ ملکہ اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں کہ آپ کو خوش آمدید کہتیں لیکن مجھے امید ہے کہ دوبارہ جب ہم یہاں آئیں گے تو وہ میرے ہمراہ ہوں گی - آخر میں امام صاحب نے درخواست کی کہ آپ ووکنگ تشریف لا کر مسلمانوں کو ممنون احسان فرمائیں تاکہ مسلم سوسائٹی آپ کی ان خدمات کا اعتراف کر سکے - جو مسلمانوں کی بہبود کے سلسلہ میں آپ نے ادا کی ہیں اس پر شاہ موصوف نے فرمایا کہ مجھے افسوس ہے کہ میں فی الحال ووکنگ نہیں جا سکتا - کیونکہ مجھے کل فرانس جانا ہے - لیکن آئندہ جب میں یہاں آؤنگا تو انشاءاللہ ضرور ووکنگ آؤں گا - تاکہ مشن کی تبلیغی خدمات سے زیادہ واقفیت حاصل کر سکوں - شاہ موصوف چونکہ جرمن زبان جانتے ہیں - اس لئے انہیں یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی - کہ ایک ہندوستانی تبلیغی ادارہ نے قرآن مجید کا جرمن ترجمہ شائع کیا ہے - امام صاحب نے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں ایک نسخہ جرمن ترجمہ کا اور کچھ اسلامی لٹریچر آپ کی خدمت میں روانہ کروں - جو ووکنگ مسلم مشن نے شائع کیا ہے - شاہ موصوف نے اس درخواست کو نہایت مسرت کے ساتھ قبول فرمایا -

مسجد ووکنگ میں ایک تقریب نکاح

۱۷ ستمبر کو، بروز اتوار، سو سے زائد مسلمان اور غیر مسلم احباب مسجد ووکنگ میں جمع ہوئے تاکہ مس زیتون ہوویل اور مسٹر صلاح الدین ٹوٹو کے نکاح میں شرکت کر سکیں۔ بہت سے احباب دور دراز مقامات سے شرکت کی غرض سے آئے تھے۔ حالانکہ آج کل بوجہ جنگ ریلوے سفر میں بہت دشواریاں لاحق ہو گئی ہیں وقت مقررہ پر مسجد بالکل بھر گئی۔ اور بہت سے احباب باہر کھڑے رہے۔ جبتک رسم نکاح ختم ہوئی۔ دلہن سفید کمخواب کا خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھی۔ اور اس کے چہرے پر جالی کی نقاب پڑی ہوئی تھی جسکے گرد نارنگی کی کلیاں ٹکی ہوئی تھیں اور اس کے ہاتھوں میں سفید اور سرخ پھولوں کا خوشنما گلدستہ تھا جسکے گرد سفید ریشمی فیتہ اور سبز پھولوں کا تار لپٹا ہوا تھا۔ اور دولہا شیروانی اور لٹسری پگڑی پہنے ہوئے تھا۔

رسم نکاح تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ امام صاحب نے چند آیات پڑھیں۔ اور اس کے بعد انہوں نے خطبہ نکاح پڑھا۔ جو حسب ذیل تھا۔

خواتین اور حضرات! ہم آج اس لئے اس جگہ جمع ہوئے ہیں کہ مسٹر صلاح الدین احمد ٹوٹو اور مس زیتون ہوویل دونوں کو عقد نکاح میں منسلک کر دیں۔ یہ دونوں دوست عرصہ دراز سے ہمارے مشن کے ساتھ وابستہ ہیں مس موصوفہ کے والدین مسٹر اشرف ہوویل اور مسز شریفہ ہوویل نے ۱۹۱۶ء میں اسلام قبول کیا تھا۔ اور تازیست اس مشن کے سرگرم معاون رہے۔ اور اس موقع پر میں یقین کرتا ہوں کہ سب دوست جو یہاں جمع ہیں۔ اور وہ بھی جو کسی وجہ سے اس تقریب میں شریک نہ ہو سکے خدا سے دعا کریں گے کہ زوجین کی زندگی شادمانی اور برکات سے لبریز ہو۔ قبل اس کے کہ میں ان دونوں کو عقد نکاح میں منسلک کروں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام میں نکاح کا تصور کیا ہے؟

چنانچہ امام صاحب نے ایک عمدہ اور دلچسپ وعظ اس موضوع پر سامعین کی خدمت میں پیش کیا جسے سب لوگوں نے بہت پسند کیا - کیونکہ وہ برمحل تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایجاب وقبول کے لئے دونوں کو اپنے سامنے بلایا - اور خواجہ ایس محمود جو کہ دلہن کے ولی تھے - اور مسز عائشہ فٹز ولیم جو کہ دولہا کے خاندان کی نمائندہ تھیں، ان دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح باندھا گیا اور مبلغ یکصد اشرفی مہر مقرر ہوا -

رسم نکاح کے بعد احباب نے دولہا اور دلہن کو پھولوں کے ہار پہنائے - اور مبارکباد دی - اور مصافحہ کیا - اس کے بعد تمام لوگ سر سالار جنگ میموریل ہاؤس میں جمع ہوئے - جہاں خواجہ صلاح الدین محمود نے دولہا اور دلہن کے اعزاز میں ضیافت کا سامان مہیا کیا تھا - سب دوستوں نے جن میں سے بعض پہلی مرتبہ یہاں آئے تھے ، نکاح کی تقریب اور مراسم اور امام صاحب کے خطبہ کو اس درجہ پسند کیا کہ بعض نے یہ کہا افسوس ہے کہ ایسے موقعوں پر ہمارے گرجوں میں اس قدر عمدہ لیکچر نہیں دیئے جاتے - خوش قسمتی سے دن بھی بہت اچھا رہا مطلع صاف رہا - اور آفتاب برابر چمکتا رہا - جب دلہن نے کیک کاٹ دیا تو اس کے بعد بہت سے احباب چاء وغیرہ پی کر رخصت ہوگئے - اور جو لوگ باقی رہ گئے انہوں نے امام صاحب کے ساتھ شام کا کھانا تناول کیا -

ہم اس موقع پر ، اپنی بہن زیتون اور اپنے بھائی مسٹر ٹوٹو دونوں کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں - اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو زوجین کے لئے برکات کا موجب بنائے - آمین -

سکرٹری

المسجد ووکنگ

اسلام مجھے کیوں محبوب ہے ؟

(مسٹر اے ، ایچ ، اے رحمٰن)

میں ایک نومسلم ہوں - ایک مغرب نژاد کی نگاہ میں اسلام کی سب سے بڑی خوبی اس کی تعلیمات کی سادگی ہے - دنیا میں دو ایک مذاہب اور بھی ہیں جو بآسانی سمجھ میں آسکتے ہیں - لیکن ان میں نہ تو اسلام کی سی زندگی ہے اور نہ روحانی ، اور اخلاقی بلندی -

اسلام کی سادہ سنجیدگی ، نہ جذباتی آدمیوں کو اپیل کرسکتی ہے اور نہ جذباتی عورتوں کو اور نہ ان لوگوں کو جو نمائشی باتوں کے دلدادہ ہیں - ایسے لوگوں کو اپنی دلچسپی کا سامان اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں مل سکتا ہے - ایسے لوگ صرف انہی مقامات میں تسلی حاصل کرسکتے ہیں - جہاں آنکھوں کی تسکین کے لئے شاندار رنگ برنگ لباس اور کانوں کے لئے دلکش نغمے اور دل کے لئے ، پھولوں سے لدی ہوئی قربانگاہیں اور دلچسپ مناظر موجود ہوں - اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں دماغ کو اپیل نہیں کرسکتیں - علاوہ بریں ، ان مذاہب میں ، انسان کو غور و فکر کرنے کی دعوت نہیں دی جاتی - صرف ان باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے جو پادری تلقین کرے - اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کا یہ فرمان غور طلب ہے کہ " علم حاصل کرو - اگرچہ اس کے حصول کے لئے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے " وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ انسانی عقل کو بیکار کردینا سب سے بڑا گناہ ہے -

اسلام اپنی رواداری کی تعلیم کے باعث بھی دلوں کو اپیل کرتا ہے - کیونکہ مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ خدا کے تمام رسولوں کی یکساں طور پر عزت کریں جن میں جناب مسیح بھی شامل ہیں - عجیب بات یہ ہے کہ اسلام سے میری دلچسپی کا آغاز

مسیحی تنگدلی کی بنا پر ہوا - جب میں نے لڑکپن میں ایک مسیحی پادری کا لیکچر سنا - تو اس سلسلہ میں بعض دوسرے لیکچراروں کے لیکچر بھی سنے - جو کچھ عرصہ تک "خونخوار مسلمانوں" کے درمیان زندگی بسر کر چکے تھے - کچھ عرصہ کے بعد مجھے ایک مبلغ کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا تو میں اس کے تحمل سے بہت متاثر ہوا - جس کا مظاہرہ اس نے اسوقت کیا - جبکہ عیسائیوں کی ایک جماعت اپنا جلسہ چھوڑ کر محض اس کو پریشان کرنے کے لیئے اس کے گرد جمع ہو گئی تھی - اس کی تقریر نے مجھے بہت متاثر کیا - اور میرے مضبوط مسیحی معتقدات کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں -

کئی دفعہ میں نے عیسائیوں سے اور پادریوں سے چند مذہبی سوالات کئے تو ان لوگوں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ "میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا لیکن تمہیں اس بات پر اسی طرح ایمان لانا چاہیئے جس طرح کلیسا تلقین کرتی ہے اور اسی کا نام ایمان ہے - لیکن اسلام کا معاملہ بالکل مختلف ہے - یہ مذہب ہر سوال کا جواب دے سکتا ہے - یہی وجہ ہے کہ گوئٹے نے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ الفاظ کہے -

"اگر اسلام یہی ہے جسکی تعلیم قرآن میں دی گئی ہے تو بلاشبہ ہر سمجھدار آدمی مسلم ہے"

کلیسا موجودہ مسائل کا حل کرنے سے بالکل قاصر ہے - ان کا صحیح حل صرف اسلام کی تعلیمات میں مل سکتا ہے - بظاہر یہ ایک دعوےٰ نظر آتا ہے - لیکن اگر کوئی شخص قران مجید کا مطالعہ کرے تو اسکو حقیقت نظر آسکتی ہے - افسوس اس بات کا ہے کہ مغرب ایک عرصہ سے اسلام کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہے - ہاں کبھی کبھی اس تاریکی میں روشنی کی جھلک بھی نظر آجاتی ہے - مثلاً جنرل سمٹس نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اگر تمام مسیحی کلیسائیں بحیثیت مجموعی ایک افریقی کو عیسائی بناتی ہیں - تو اس کے مقابلہ میں اسلام دس افریقی باشندوں کو مسلمان بنالیتا ہے -

اسلام

امن و ترقی کا عالمگیر مذہب

(۲)

(از جناب مولوی عبدالکریم صاحب بی۔اے)

ضروری معلومات اور صحیح علم کے فقدان کی وجہ سے لوگ دین اور مذہب کی صحیح حقیقت اور نوعیت سے آگاہی نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ اور مذہبی رسومات و معمولات اور ارکان و عبادات کو حقیقی دین سمجھے ہوئے تھے۔ اس کی بنا پر مختلف مذہبی فرقے پیدا ہو گئے۔ اور ہر فرقہ نے اپنے آپ کو خدا کی برگزیدہ قوم کہنا شروع کر دیا۔ اور صرف اپنے ہی آپ کو نجات کا مستحق قرار دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بنی نوع آدم میں شدید مذہبی اختلاف اور مناقشات پیدا ہو گئے۔ جس کی بدولت نسل انسانی مختلف گروہوں میں منقسم ہو گئی۔ اسلام نے یہ کہہ کر اس اختلاف کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ کہ ابتدائے آفرینش سے تمام لوگوں کا دین ایک ہی رہا ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے انبیاء کی معرفت پیش فرمایا۔ اختلاف جو کچھ بھی رہا ہے مذہب میں رہا ہے۔ لہٰذا نجات کسی خاص فرقہ کے ساتھ وابستگی پر منحصر نہیں اور نہ کسی خاص مذہبی لقب کے اختیار پر بلکہ حقیقی دین کی روح کو سمجھنے اور اپنے افکار و اقوال و اعمال میں اس پر عمل کرنے پر منحصر ہے۔

اسلام نے مذہب کے تخیل میں انقلاب پیدا کر دیا ہے ظہور اسلام سے پہلے مذہب کا مفہوم عموماً یہ تھا کہ انسانی نصب العین فرائض اور دنیاوی زندگی کے مفاد کی نفی کی جائے۔ جسے صریحاً مذموم تصور کیا جاتا تھا۔ اور اس سے کامل احتراز کرنا ہی اعلےٰ درجہ کی روحانیت تھی۔

اصلاح یافتہ اسلام نے مذہب کے اس تخیل میں انقلاب عظیم پیدا کردیا۔ اور بتایا کہ دنیوی زندگی میں بھی اس قدر لائق اعتنا ہے جبقدر دینی زندگی۔ کیونکہ اصلاح یافتہ اسلام کی رو سے موجودہ زندگی۔ آخرت کی زندگی، دونوں ایک ہی سلک میں منسلک ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا مفاد اس کی دنیاوی زندگی پر ہی منحصر ہے جس کے صحیح طریق پر بسر کرنے کی بدولت وہ اپنی اخروی زندگی مرتب کرسکتا ہے۔ اور صحیح عمل کی بدولت وہ اپنی نجات کا خود ہی ذمہ دار ہے۔ یعنے وہ خود ہی اس کا انتظام کرسکتا ہے۔

اسلام کسی درمیانی واسطہ کا قائل نہیں

اسلام کی تعلیمات کی رو سے ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔

ایک طرف وہ ان باتوں کے لئے جوابدہ نہیں جو اس نے خود نہیں کیں۔ تو دوسری طرف کوئی غیر شخص اس کی طرف سے اس کے قصور کا کفارہ ادا نہیں کرسکتا۔ اسلام کی رو سے انسان بے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے اجداد کے گناہوں کا ہرگز ذمہ دار نہیں ہے۔ اسی طرح اسلام اپنے پیرؤوں کے اندر انفرادی ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ اور خدا اور انسان کے مابین کسی واسطہ کا قائل نہیں ہے۔ ایک مسلمان اپنے افکار و اقوال و اعمال کے لئے براہ راست خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ اور وہ اپنے اعمال صالحہ کی مدد سے اپنی نجات کا خود انتظام کررہا ہے۔ اور اس میں کسی واسطہ کو دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام احباریت کا مطلق قائل نہیں ہے، کوئی واسطہ مسلمانوں کو جنت کا مفت ٹکٹ نہیں دلاسکتا۔ مذہبی پیشواؤں کے دعاوی بودھی، پھونکی، ہندو، برہمن، یہودی ربی اور مسیحی پادری اور پوپ کے اس دعوے کو کہ ہم خالق اور مخلوق کے مابین واسطہ ہیں۔ اسلام ایک گستاخانہ جرأت قرار دیتا ہے، مسلمانوں کی جماعت میں متقی شخص خود بخود بوقت عبادت اور دوسری مذہبی تقریبات میں ان کا امام بن جاتا ہے۔

اسلام دنیاداروں کا مذہب ہے

انسان ایک متمدن جاندار ہستی ہے۔

اور اپنی ہدایت کے لئے ایسے مذہب کی محتاج ہے۔ جو دنیاوی معاملات اور تعلقات میں اس کی رہنمائی کر سکے۔ اسلام ٹھیک ایسا ہی مذہب ہے۔ جو کہ انسان کو دنیا میں زندگی بسر کرنے، اور دوسرے انسانوں کی خدمت کرنے کا موقع عطا کرتا ہے۔ وہ ان تارکین دنیا کا مذہب نہیں ہے جو دنیا سے دور بھاگتے ہیں۔ اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسلام نے اہلی زندگی کو، عمرانی نظام کی بنیاد قرار دیا ہے اور نکاح کو عمرانی پاکیزگی اور امن عامہ اور بہبود انسانی کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ نکاح کرنا اور بچے پیدا کرنا، انسان کے فرائض میں داخل کیا گیا ہے، ایک فرمانبردار بیٹا۔ ایک وفادار خاوند اور ایک شفیق باپ ہونا اسلام میں بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ اور اس طرح اسلام نے دنیاوی زندگی کو مقدس بنا دیا ہے۔ اور یہ اصول اس کی امتیازی خصوصیات میں سے ہیں۔

اسلام نے تجرد اور رہبانیت دونوں کو ممنوع قرار دیا ہے۔ جبکہ مسیحیت نے دنیا کی نفس پرستی کو مغلوب کرنے کے لئے تجرد کی آسمانی خوبیاں اور بکارت کی ملکوتی صفات کا درس دیا۔ اسلام نے رہبانیت کے خلاف شدید احتجاج کیا کہ تجرد بدکاری کے دفعیہ کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے مصنوعی اور غیر فطری نیکیوں کو مستحسن نہیں سمجھا۔ اور رہبانیت کی جگہ، مردانگی کا سبق پڑھایا۔ اسلام کی رو سے انسان کی خوبی یہ نہیں کہ وہ اپنی خواہشات فطری کو فنا کر دے۔ بلکہ یہ کہ وہ انہیں قابو میں کرلے اور ان کو انسانیت کے فائدے کے لئے استعمال کرے۔

اس طرح اسلام نے خدمت اور ایثار کی زندگی کو اس دنیا میں انسانی ہستی کا سرتاج قرار دیا ہے۔

اسلام نے تحقیقات حکمیہ کی بدولت مذہب کے دائرہ کو وسیع کر دیا

سائنس اور مذہب میں جو منافرت تھی اس کو دور کر کے اسلام نے مذہب کے دائرہ کو غیر معمولی وسعت عطا فرمائی۔ جسے اسلام سے پہلے صرف نجات اخروی کے حصول کا ذریعہ سمجھا تھا۔

لیکن اب دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مذہب انسانی مادی ترقی میں ایک زبردست عنصر تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں اسلام نے سائنس کے اصول اولین، فطرت انسانی کی خادم ہے، کو عقائد میں شامل کر کے فکر انسانی میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اور اسے زبردست تحریک اور تقویت پہنچائی اور اپنے پیروؤں کے اندر عجائبات فطرت کی تحقیق کا شوق پیدا کر دیا۔ اس طرح علم کے تمام شعبے جنکا مقصد فلاح و بہبود انسانی ہے۔ اسلام کے لائحہ عمل میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ مسلمانوں نے بہت سی اختراعات دنیا کے سامنے پیش کیں۔ اور ان کی بدولت تہذیب و تمدن کو بڑی ترقی حاصل ہوئی اور انسانی بہبود میں معتد بہ اضافہ ہوا۔ مسلمانوں ہی نے علم کیمیا ایجاد کیا۔ علم ہیئت میں عظیم الشان اختراعات کیں۔ علم طب اور علم ریاضی میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ اور علم نباتات، علم الارض، علم الحیوان اور فلسفہ طبیعی کے دوسرے شعبوں میں زبردست تحقیقات کیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ علوم و فنون یونان کو بربنائے غفلت فنا ہو جانے سے محفوظ کر دیا۔ اس طرح مسلمانوں نے دنیا میں طبیعات کی بنیاد رکھی اور کارگاہ فطرت میں تحقیق اور اجتہاد کے دروازے کھول دیئے۔

بعثت نبوی سے پہلے علم ایک خاص طبقہ میں محدود تھا۔ حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت عیسٰیؑ تک کسی نبی نے نشر علم کے سلسلہ میں کوئی خدمت سرانجام نہیں دی آنحضرت صلعم نے اگرچہ خود امی تھے اس معاملہ میں پیشقدمی فرمائی۔ آپؐ کو یقین تھا کہ جاہل آدمی خدا کو نہیں پہچان سکتا۔ اور اس کی خوبی اور پاکی اور عظمت کا صحیح تصور نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپؐ نے تحصیل علم کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔ خواہ وہ کسی صنف اور کسی درجہ سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔

طلب العلم فریضۃ علے کل مسلم و مسلمۃ مشہور حدیث ہے۔ یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو از مہد تا لحد علم حاصل کرنے میں مشغول رہنا چاہیئے۔ نیز یہ کہ "عالم کی روشنائی شہداء کے خون سے زیادہ قیمتی اور مقدس ہے۔" نیز یہ کہ اور کسی مسلمان کا ایک ساعت

کائنات خلقت میں تدبر و تفکر ایک سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ "اطلبوا العلم ولوکان فی الصین" علم حاصل کرو خواہ وہ چین ہی میں کیوں نہ ملے۔ کیونکہ جو شخص طلب علم میں اپنا وطن چھوڑتا ہے وہ خدا کی مرضی پر چلتا ہے۔ کیونکہ ابتدائے زمانہ میں لوگ مجردات میں غور و فکر نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ قوائے فطرت کے فوائد کا اندازہ نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ ان کو مقدس اشیا سمجھا جاتا تھا جن کو فوق الفطرت طاقتیں حاصل تھیں۔ اور بطور دیوی دیوتاؤں کے ان کی پرستش کی جاتی تھی۔ اسلام وہ مذہب ہے جس نے ان تمام قوائے فطرت کو الوہیت کے تخت سے اتار دیا۔ اور انسانوں کا خادم بنا دیا۔ اور سب سے پہلے قرآن مجید نے یہ اعلان کیا کہ ان اجرام سماوی کا مقصد، عظیم الشان سورج سے لے کر حقیر ذرہ تک انسان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ اور انسانوں کو حکم دیا کہ وہ قوائے فطرت کا مطالعہ کریں۔ ان کے خواص دریافت کریں۔ اور اپنے فائدے کے لئے استعمال کریں پس اس طرح قرآن مجید نے انسانوں کو اشرف المخلوقات کا مرتبہ عنایت کر کے اور ہر شے کو اس کا خادم بنا کر سائنٹفک تحقیقات کا دروازہ کھول دیا۔ تسخیر قوائے فطرت کی دعوت اور ان کو انسانی فائدے کے لئے استعمال کرنے کی ترغیب، یہ دونوں باتیں فی الحقیقت اسلام کی سب سے بڑی برکات میں سے ہیں۔ جو اس نے دنیا پر نازل فرمائی ہیں۔

قرآن مجید نے صاف لفظوں میں تسخیر کائنات کا طریق بتا کر کہ تدبر و تفکر کے ذریعہ سے اسے انسان کا خادم بنایا جا سکتا ہے۔ گویا انسان کو وہ کنجی عطا کر دی ہے جس سے فطرت کا خزانہ کھل سکتا ہے۔ علاوہ بریں مسلمانوں کو یہ بتایا کہ کائنات خدا کی صفات کی مظہر ہے۔ پس صرف زبانی شکرگزاری سے اس کی تمجید کرنا مفید نہیں بلکہ اس کی پیدا کردہ اشیا کے خواص اور ان کی استعدادوں کو دریافت کر کے انہیں مفید مطلب بنانا چاہیئے۔ کیونکہ خدا نے ان کو انسان کے فائدہ کے لئے ہی بنایا ہے۔ خدا کی پیدا کردہ اشیاء کا صحیح علم حاصل کرنا۔ گویا خدا کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ یعنے مسلمانوں کو اپنے مادی ماحول کو روحانیت کا رنگ دینا چاہیئے۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ گھاس

اور بنی نوع آدم کی تاریخ میں اپنا زبردست نام ثبت کیا ہے۔ جو اس قدر پختہ ہے کہ کسی کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا۔ اور اس حقیقت کا اعتراف صرف اس وقت کیا جائے گا۔ جب دنیا علم کے اعتبار سے بہت زیادہ ترقی کر چکے گی۔" ڈوپیر اس بات پر اظہار افسوس کرنے میں بالکل حق بجانب ہے کہ "یورپ کے مصنفین نے صدیوں تک اس حقیقت کو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ کہ علمی اعتبار سے ہم لوگ مسلمانوں کے کس قدر ممنون احسان ہیں۔ یقیناً مسلمانوں کے کارنامے زیادہ عرصہ تک دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ جو بے انصافی، مذہبی عناد، اور قومی تکبر پر مبنی ہو وہ ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتی۔"

گزشتہ پانچ صدیوں میں مسیحی ممالک نے جو ترقی کی ہے۔ وہ براہ راست اسلامی تعلیمات کی شرمندۂ احسان ہے۔ جس کی اشاعت مسیحیت سے چھ سو سال کے بعد ہوئی۔ یورپ میں علوم و فنون اور تہذیب و تمدن میں کوئی ترقی اس وقت تک نہ ہو سکی جب تک مسلمانوں نے اسپین میں علم کی شمع روشن نہ کی۔ اور دُنیا کو حریت فکر کی نعمت سے مالا مال نہ کیا۔ اور نہ خود مسیحی دنیا میں احیاء العلوم، اور اصلاح کی تحریکیں بار آور ہو سکیں۔ یہ اسلامی سپین ہی تھا جہاں سے یورپ پر حیات تازہ کا آفتاب طلوع ہوا۔ جس کی بدولت نئی تہذیب پیدا ہوئی۔ جس نے لوگوں کے اندر عقلی جد و جہد کی تڑپ پیدا کر دی۔ یورپ نے یونانی اور ہندی فلسفہ اور سائنس میں جو کچھ حاصل کیا۔ وہ سب اسپین کی عربی تہذیب کی وساطت سے حاصل کیا۔ پورے ایک ہزار سال تک مسلمان تہذیب و علوم کے سب سے بڑھ کر علم بردار رہے۔ جبکہ دونوں کی دوسری اقوام، تعصب و جہالت اور وحشت میں مبتلا تھیں۔

رُوح القدس

(از مسٹر اے سی اے وود و صاحب)

چونکہ جناب مسیح کی مقدس شخصیت اور ان کے آسمانی پیغام کو سمجھنا اسلام کے فرائض میں داخل ہے۔ اس لئے ہم مسلمانوں کو حق حاصل ہے کہ جو تعلیمات آج ان کے نام سے منسوب ہیں۔ اور جو قرآنی تعلیمات کے خلاف ہیں ان کی تحقیق کریں۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان تعلیمات کا اصلی پیش کرنے والا کون ہے، جناب مسیح یا ان کے غیر ذمہ دار شاگرد؟ منجملہ ان تعلیمات کے ایک تعلیم روح قدس کے متعلق ہے۔ یعنی یہ کہ روح قدس بھی خدا باپ اور خدا بیٹے کی طرح خدا ہے۔ اور یہ تینوں خدا بلحاظ جوہر ذات یکساں ہیں۔ ازلی ہیں اور مساوی الدرجہ ہیں۔

جناب مسیح یا ان کے شاگردوں کے الفاظ کی تحقیق سے پہلے اگر ہم عہد عتیق کا مطالعہ کریں۔ اس غرض سے کہ یہ کتاب اس باب میں کچھ مدد دیتی ہے تو ہمیں بہت مایوسی ہوتی ہے۔ آپ از ابتدا تا انتہا قدیم عہد نامہ کا مطالعہ کر جائیں۔ آپ کو ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملے گا جس سے عقیدہ تثلیث کو تقویت پہنچ سکے۔ اس کے برعکس آپ کو خالص، کامل اور مطلق توحید الٰہی کا عقیدہ ملے گا۔ شاید کوئی شخص یہ کہدے کہ انبیائے قدیم کو تثلیث کے راز سے آشنا نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ بات بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عہد جدید کے مرتب کرنے والوں کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ آخری زمانہ میں خدا نے انبیائے قدیم کو نجات عالم بذریعہ صلیب کا علم عطا کر دیا تھا۔ علاوہ بریں اس کے معنے یہ ہوں گے کہ خدا نے دانستہ طور پر لاکھوں انسانوں کو اپنی حقیقت سے بے خبر رکھا۔

کیا روح قدس کی الوہیت کا یہ مسئلہ جناب مسیحؑ نے لوگوں کو سکھایا؟ ہم ان کی بیان کردہ تعلیمات میں اس چیز کو تلاش کریں گے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خدا

روح ہے (یوحنا ۴ : ۲۴) اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر یہ بات کس طرح صحیح ہوسکتی ہے کہ کسی دوسرے شخص کو خدا کی روح کہا جائے جو خدا بھی ہو؟ ان دنوں حالات صورت یہ ہوگی کہ مقدس روح جو خود خدا ہے ایک ایسی روح کی روح ہے جو خود خدا ہے۔ اور یہ بات بالکل مہمل معلوم ہوتی ہے۔ خاصکر جبکہ یہ قرار دیا جائے کہ یہ دونوں دو جداگانہ اشخاص ہیں۔ جناب مسیح کے مقولہ کی موجودگی میں، کیا روح قدس کو الوہیت سے متصف تسلیم کرنا معقول ہوسکتا ہے؟ جناب مسیح اس سے بھی آگے بڑھ کر کہتے ہیں یعنے صاف لفظوں میں اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ شاید ان کی شان نبوت نے اس بات کا اندازہ کرلیا ہو کہ آگے چل کر میرے پیرو اس قسم کی تعلیم مجھ سے منسوب کریں گے۔ اسی لئے انہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ "سچائی کی روح .... خود اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہے گی۔ بلکہ جو وہ سنے گی وہ کہے گی۔" (یوحنا ۱۶ : ۱۳) سچائی کی اس روح کے متعلق عیسائیوں کا خیال یہ ہے کہ یہی روح قدس ہے۔ پس اگر یہ خیال درست ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ جب یہ روح خود خدائے لامحدود اور ازلی ہے تو پھر وہ اپنی طرف سے کیوں نہ کہے گی۔ اور اس سے بالاتر منبع کونسا ہے جس سے وہ علم حاصل کرے گی۔ یسوع کی الوہیت کے متعلق تو مسیحی لوگ شاید یہ کہہ دیں کہ خدا مجسم ہوا۔ لیکن موجودہ مسئلہ میں جبکہ روح قدس خود خدا ہے۔ کوئی شخص سچائی کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ خدا کے علاوہ روح قدس بھی خدا ہوسکتی ہے؟

روح قدس کے متعلق جناب مسیح کی تعلیمات سے فارغ ہوکر اب ہم مسیحیت کے مبلغ اعظم کے اقوال پر تنقید کریں گے۔ کہ وہ تثلیث کے اس تیسرے اقنوم کے متعلق کیا کہتا ہے۔ پولوس جب افیسس میں گیا تو اس نے یسوع کے چند شاگرد اس شہر میں دیکھے۔ لہذا اس نے ان سے پوچھا کہ تم ایمان تو لے آئے ہو۔ لیکن تمہیں روح قدس بھی ملی یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا "ہمیں اس بات کا مطلق علم نہیں۔ کہ روح قدس کیا شے ہے؟" (اعمال ۱۹ : ۱ و ۲) اور یہ جواب اس مسئلہ پر کافی

روشنی ڈالتا ہے۔ مسئلہ تثلیث آج مسیحیت کا بنیادی اصول ہے۔ پس کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ابتدائی زمانہ کے عیسائی تثلیث کے اقنوم ثالث کے نام سے بھی آشنا نہ تھے۔ الوہیت کا عقیدہ تو بڑی بات ہے۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ابتدائی مسیحیوں کو اس عقیدہ کی تعلیم ہرگز نہیں دی گئی۔ اور اگر ان عیسائیوں کے اساتذہ تثلیث پر ایمان رکھتے ہوتے۔ تو وہ ضرور ان کو اس عقیدہ سے آگاہ کرتے۔ کیونکہ خدا کے متعلق سچی تعلیم دینا ایک خدا پرست مذہب کا اولین اصول ہے۔

پولوس نے اس جواب کو سنکر جو طرز عمل اختیار کیا وہ ہمارے خیال کی مزید تائید کرتا ہے۔ اگر روح قدس واقعی خود خدا ہے جیسا کہ موجودہ مسیحی کہتے ہیں۔ کہ وہ ازلی ابدی، زندگی بخش، تقدیس کن، قادر مطلق عالم الغیب خدا ہے۔ تو اس جواب پر پولوس کو بہت کچھ حیران ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اگر روح القدس خدا ہے تو ان لوگوں کا جواب تو صریح کفر ہے۔ اور وہ فوراً ان لوگوں کے اس عقیدہ کی اصلاح کرتا۔ اور ان کو حقیقت حال سے باخبر کرتا۔ لیکن اس نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی۔ بلکہ اس نے اپنا ہاتھ ان کے سروں پر رکھکر روح قدس ان پر نازل کی۔ اور وہ مختلف زبانیں بولنے لگے۔ لیکن اس بات سے روح قدس کی الوہیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس جگہ روح قدس کے معنے کسی طرح بھی خدا نہیں ہو سکتے۔ ایسی اہم تعلیم کے متعلق پولوس کی یہ خاموشی خاصکر جبکہ اصلاح عقائد کی ضرورت تھی، اس امر کا ثبوت ہے کہ خود پولوس کو بھی روح قدس کی الوہیت کا علم نہ تھا۔

پولوس کے یہ الفاظ ہمارے خیال کی مزید تائید کرتے ہیں۔ ”روح ہر شے کی تلاش کرتی ہے۔ بلکہ وہ تو خدا کے اسرار کا کھوج لگاتی ہے“ (کرنتھیوں کے نام پہلا خط ۲:۱۰) اس سے ثابت ہے کہ روح قدس، عالم الغیب خدا نہیں ہے کیونکہ جو شخص ہمہ داں ہوتا ہے۔ وہ کسی امر کی جستجو نہیں کرتا۔

یہ ثابت ہو گیا کہ نہ تو یسوع نے روح قدس کی الوہیت کی تعلیم دی اور نہ پولوس نے۔ اب ہم ان شواہد پر تنقیدی نظر ڈالینگے جو مسیحی علماء، روح قدس

کی الوہیت کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں ۔ وہ روح قدس کے عقیدہ کو جناب مسیح کی تعلیمات سے منسوب کیا کرتے ہیں ۔ اور اپنے دعوے کے ثبوت میں حسب ذیل درس پیش کرتے ہیں :۔ تب یسوع نے ان سے کہا کہ جاؤ اور ساری قوموں کو بپتسمہ دو ۔ باپ بیٹے اور روح قدس کے نام پر " (متی ۲۸ : ۱۹) لیکن بائیبل کا پہلا انگریزی مترجم اس درس کو جعلی قرار دیتا ہے ۔ اور مذکورۂ بالا بحث کی شمولیت میں اس بات کو دیکھنے سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ جناب مسیح نے تلقین نہیں کیا ۔

دوسری درس جو اس عقیدہ کی تائید میں پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے ۔" تین ہیں جو آسمان میں گواہی دیتے ہیں ۔ باپ ، بیٹا اور روح قدس ، اور یہ تینوں مل کر ایک ہیں ۔ (۱ یوحنا ۵ : ۷) لیکن یہ درس بھی الحاقی ہے ۔ اور اسی لئے ڈاکٹر مافیٹ نے اس کو اپنے انگریزی ترجمہ سے خارج کر دیا ہے ۔

ان دو ورسیز کے علاوہ اور دلائل جو اس عقیدہ کی تائید میں دیئے جاتے ہیں وہ بالکل طفلانہ اور مضحکہ خیز ہیں ۔ مثلاً انانیاس سے پطرس نے کہا کہ " شیطان نے تیرے دل کو روح قدس کے خلاف کیوں امادہ کر دیا ہے ؟ تو نے انسانوں پر جھوٹ نہیں باندھا ۔ بلکہ خدا پر ۔" (اعمال ۵ : ۳ و ۴) اس درس میں عیسائیوں کو روح قدس کی الوہیت نظر آتی ہے ۔ اگر اس تاویل کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا ہم خداوند کے فرشتے کو الوہیت سے متصف نہیں کر سکتے ۔ جس نے ہاجرہ کے پاس آکر کہا " میں تیری نسل کو بڑھاؤں گا ۔ کیونکہ دراصل وہ خداوند تھا ۔ جس نے ہاجرہ سے گفتگو کی " (پیدائش ۱۶ : ۷ تا ۱۳) یا خداوند کے اس فرشتے کو جس نے حضرت ابراہیم سے جبکہ وہ اپنے بیٹے کو قربان کرنے کی کوشش کر چکے تھے ، یوں کہا اے ابراہیم تو نے میرے بیٹے کو بھی مجھ سے دریغ نہیں کہا ۔ یعنے اپنے اکلوتے بیٹے کو " (پیدائش ۲۲ : ۱۱-۱۲) کیونکہ ابراہیم کی آزمائش خدا نے کی تھی ۔ اور قربانی کا بھی اسی نے حکم دیا تھا ۔ ملاحظہ ہو (کتاب پیدائش ۲۲ : ۱-۲) اور ہم اس فرشتے کو بھی خدائی سے متصف کر سکتے ہیں جو منوواہ اور اس کی بیوی کو دکھائی دیا ۔ کیونکہ

جسے انہوں نے دیکھا وہ دراصل خدا تھا۔ (ملاحظہ ہو قاضیوں کی کتاب ۱۳: ۴-۲۲)
مذکورہ بالا بحث جو بائیبل کی شہادت پر مبنی ہے۔ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ روح قدس کی الوہیت کا عقیدہ بالکل غلط ہے۔ لیکن ہمارا کام یہاں ختم نہیں ہوتا کیونکہ ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ یہ روح قدس جسکے متعلق اس قدر غلط فہمی موجود ہے دراصل کیا ہے؟

یوحنا کی انجیل کا حوالہ ۱۶: ۱۳ جس کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ جناب مسیحؑ نے فرمایا۔ کہ سچائی کی روح اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گی۔ بلکہ جو وہ سنے گی وہی کہے گی۔" روح قدس کی حقیقت کے متعلق تمام وضاحت کر دیتا ہے۔ یعنے یہ روح دراصل خدا کے ملائکہ میں سے ایک ہے۔ وہ مقدس (اعمال ۱۰: ۲۲) ارواح (زبور ۱۰۴: ۴) جو پاکیزہ خو ہیں اور جن کا کام خدا کے احکام کی تعمیل ہے جو ہر وقت خدا کی باتوں کو سنتی ہیں (زبور ۱۰۳: ۲۰) اور مکاشفہ ۴: ۵ اور ۵: ۶ کے مطالعہ سے مزید شہادت ملتی ہے کہ خدا کی روح ایک سے زیادہ ہے اور توبیاس ۱۲: ۱۵ سے ثابت ہے کہ یوحنا نے خدا کے تخت کے سامنے روحیں دیکھیں۔ وہ خدا کے سات فرشتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک ریفئیل تھا۔

یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا کسی فرشتے کو اس قدر طاقت حاصل ہے جو روح قدس کے متعلق بیان کی گئی ہے۔ جو فوراً لوگوں پر نازل ہوتا ہے اور ان کی زبانوں پر بولتا ہے (مرقس ۱۳: ۱۱) بے شک اگر ایک جھوٹی روح کو جسکا ذکر میکایا نبی نے کیا ہے اس قدر طاقت تھی کہ وہ بیک وقت ۴۰۰ انسانوں اور انبیاء کی زبانوں پر تھی جس نے اخاب شاہ بنی اسرائیل کو دھوکہ دیا اور جنگ پر مائل کیا (۱ سلاطین ۲۲: ۶) تو پھر پاکیزہ روح کو کسقدر طاقت حاصل ہو سکتی ہے جسکا کام لوگوں کو بہکانا نہیں۔ بلکہ راہ راست دکھانا ہے۔ اس کا فیصلہ ناظرین خود کر سکتے ہیں۔

عہد عتیق اور عہد جدید سے بہت سی مثالیں اس امر کے متعلق دی جا سکتی ہیں کہ روح قدس جس کو غلطی سے خدا سمجھ لیا گیا ہے۔ دراصل خدا کے مقدس فرشتوں

میں سے ایک فرشتہ ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت صاف طور پر واضح ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ آنحضرتؐ سے ارشاد فرماتا ہے:-

" اس (قرآن) کو روح قدس نے خدا کی طرف سے تم پر ظاہر کیا ہے۔"

(۱۶: ۱۰۶) "جبرئیل نے اس قرآن کو خدا کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کیا ہے"

(۲: ۹۷) پس قرآن مجید کی رو سے روح قدس سے مراد حضرت جبرئیل ہیں۔ اور ان کو قرآن نے روح الامین کا لقب بھی دیا ہے۔" روح الامین اس قرآن کو لیکر تمہارے قلب پر نازل ہوا ہے" (۲۶: ۱۹۳) اور جبرئیل خدا کی روح بھی ہیں " ہم نے مریم کے پاس اپنی روح کو بھیجا" (۱۹: ۱۷) روح سے مراد تمام مفسرین کے نزدیک جبرئیل ہے جو مریم کے پاس گیا۔ (۱۹: ۱۹) اور بائیبل بھی یہی کہتی ہے کہ جبرئیل فرشتہ ایک کنواری کے پاس خدا کی طرف سے آیا۔ اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔" (لوقا ۱: ۲۶ و ۲۷)

اس حقیقت کے اثبات کے بعد اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مسیحی الٰہیات میں یہ غلط عقیدہ کس طرح شائع ہوا۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلطی، غلط مباحث کا نتیجہ ہے۔ بائیبل اور خاصکر عہد جدید میں خدا کی روح کا ذکر بار بار آیا ہے اور جہاں اس سے مراد جبرئیل نہیں ہے۔ تو عام طور سے روح انسانی مراد ہے نہ کہ زندگی عطا کرنے والا۔ مثلاً " جان تو کہ تمہارا جسم خدا کا معبد ہے۔ اور خدا کی روح تمہارے اندر رہتی ہے۔" (اکرنتھیوں ۳: ۱۶) اب کون شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ روح سے پولوس کی مراد تثلیث کا تیسرا خدا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہاں روح سے مراد حیات ہے۔ جسکے بغیر انسان محض مٹی کا ڈھیر ہے۔ کیونکہ " خدا نے انسان کو مٹی سے بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کی روح پھونکی۔ اور انسان ایک زندہ روح بن گیا" (پیدائش ۲: ۷) قرآن مجید جو اس عقیدہ کی کہ خدا تین میں سے تیسرا ہے۔ نہایت شدت کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔ (۵: ۷۳) ہمارے اس معقول اور فطری نتیجہ کی تائید کرتا ہے کہ میں نے انسان کو ٹھیک طور پر بنایا۔ اور

اس میں اپنی روح پھونکی۔" (۱۵: ۲۹) یوحنا کے مکاشفہ کی ایک درس بھی اسی خیال کی تائید کرتی ہے۔ " اور ۳½ دن کے بعد خدا کی طرف سے زندگی کی روح ان میں داخل ہوئی۔ اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور جنہوں نے ان کو دیکھا وہ بہت خوفزدہ ہو گئے۔" (مکاشفہ ۱۱: ۱۱) اس درس کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ دو نبی ۳½ دن کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے۔ ڈاکٹر مافیٹ نے زندگی کی روح کا ترجمہ زندگی کی سانس کیا ہے۔ اور یہ ترجمہ ہمارے خیال کی مزید تائید کرتا ہے۔ کیونکہ یہ پیدائش ۲: ۷ سے مطابقت رکھتا ہے۔ ایوب ۲۷: ۳ تا ۴ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد عتیق کے انبیا بھی خدا کی روح کا مطلب یہی سمجھتے تھے۔ کیونکہ ایوب نبی یہ ارادہ کرتے ہیں کہ "جب تک میری سانس میرے اندر ہے۔ اور خدا کی روح میرے نتھنوں میں ہے۔ میری زبان سے کوئی ناپاک لفظ نہیں نکل سکتا۔ اور نہ میرے ہونٹوں سے دھوکہ کا لفظ ادا ہو سکتا ہے۔ اور اس عبارت سے بھی پیدائش ۲: ۷ کے زندگی کی سانس اور نتھنوں کا مطلب عیاں ہوتا ہے۔

خدا کی روح کا دوسرا مطلب خدا کی طاقت یا خدا کا فضل ہو سکتا ہے۔ جو ان لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اور یہ وہ مطلب ہے۔ جو مختلف عبارتوں کے مطالعہ سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ متی ۱۲: ۲۸ کی رو سے یسوع بدارواح نکالنے کی طاقت کو خدا کی روح سے منسوب کرتا ہے۔ اور لوقا ۱۱: ۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع دوسرے معجزات کو خدا کی انگلی سے منسوب کرتا ہے۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کی روح سے خدا کی قدرت مراد ہے۔ جو اس کے برگزیدہ بندوں کی زندگی میں ظاہر ہوتی ہے۔ تثلیث کا تیسرا خدا کبھی ہرگز مراد نہیں ہو سکتا۔ لوقا ۱۱: ۱۳ میں یسوع آسمانی باپ کے متعلق کہتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو جو اس سے طلب کرتے ہیں روح قدس عطا کرتا ہے۔ اور متی ۷: ۱۱ میں جہانکہ ہم روح قدس کی جگہ حسنات بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں روح قدس

سے محض فضل رب مراد ہے۔ جو ان لوگوں پر نازل ہوتا ہے جو خلوص کے ساتھ اس کے خواہاں ہوتے ہیں۔ قرآن مجید بھی اس پر شاہد ہے۔ کہ" میں پکارنیوالے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

شاید روح قدس کی الوہیت کا غلط عقیدہ اس لئے پیدا ہوا کہ (مرقس ۱ : ۱۰) میں لکھا ہے کہ روح قدس کبوتر کی شکل میں یسوع پر نازل ہوئی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ روح قدس ، جبرئیل فرشتہ کا بھی نام ہے۔ جو فرشتوں کا سردار ہے۔ اور جس نے مریم کو ولادت مسیح کی خوشخبری دی تھی۔ لہذا بالکل درست ہے۔ اگر ہم اس جگہ روح قدس سے جبرئیل مراد لیں جو اس مبارک موقع پر جبکہ یسوع کی تبلیغی زندگی کا آغاز ہو رہا تھا۔ کبوتر کی شکل میں نازل ہوا۔ اور خدا کا مقصد اس تمثیل سے صرف یہ ہے کہ دُنیا کو معلوم ہو جائے کہ جناب مسیح ، خدا کے برگزیدہ بندے تھے۔ بلکہ خود جناب مسیح نے اس مشکل کا حل کر دیا ہے۔ جبکہ انہوں نے کہا " یقیناً میں تم سے کہتا ہوں کہ تم آسمانوں کو کھلا ہوا دیکھو گے۔ اور خدا کے فرشتے ابن آدم پر نزول اور صعود کریں گے (یوحنا ۱ : ۱۵) اس سے ثابت ہوا کہ روح قدس جو آن پر نازل ہو چکی تھی (لوقا ۳ : ۲۱) جبکہ انہوں نے بپتسمہ پایا۔ اور جب آسمان کھل گیا تھا۔ یقیناً وہ روح خدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوگا۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ جس پر چاہتا ہے اپنی روح نازل فرماتا ہے۔ (۴۰ : ۱۵)

پس روح قدس خدا نہیں ہے۔ اور نہ تثلیث میں تیسرا خدا ہے۔ اور یہ تثلیث کا عقیدہ تو ایسا ہے کہ بائیبل اس کی مطلق تائید نہیں کرتی اور توحید کی تعلیم کے بالکل مخالف ہے۔ اور مسیحیت کی کتب مقدسہ میں بھی از اول تا آخر کسی جگہ تین خداؤں کی تعلیم نہیں دی گئی۔ اور یہ عقیدہ اصول فطرت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ فطرت کے قوانین جو ہمارے چاروں طرف کارفرما ہیں صاف طور پر خدا کی وحدانیت پر شہادت دیتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی ان آیات میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

"کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اور ازلی ابدی ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ خود کسی سے جنا گیا۔ اور نہ کوئی ذات اس سے ہمسری کا دعوٰے کر سکتی ہے۔" (قرآن مجید سورت ۱۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

اور آپ کا پہلا خطبہ جمعہ

(از جناب ایم احسان اللہ صاحب)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصیبت کے دن جو مکہ میں کھلے طور پر تبلیغ شروع کرنے کے بعد آپ پر گزرے ہمیشہ کے لئے قابل یادگار رہیں۔ قریش کا رویہ ناقابل برداشت تھا۔ قریش کے اس عزم صمیم کی وجہ سے کہ آپ کے ساتھ بالکل قطع تعلق اور عدم تعاون کا برتاؤ کیا جائے، فاقہ کشی جبر و تعدی اور ظلم وستم کے جن ہولناک واقعات سے آپ کو دوچار ہونا پڑا وہ انتہائی درجہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ ان تمام مشکلات کے باوجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پیغام پہنچاتے ہی رہے۔ آخرکار یہ ضروری ہوگیا۔ کہ آپ اپنے وطن مالوف سے ہجرت کر جائیں۔ رستہ میں جو تکالیف پیش آئیں اور جس صبر و سکون کے ساتھ آپ نے انہیں برداشت کیا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ قریش نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ اس شخص کو جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لے آئے ایک سو اونٹ دیں گے۔ سترڈاکوؤں کا ایک گروہ اپنے لیڈر بریدہ کے ماتحت اس موقع سے فائدہ اٹھانے اور حصول انعام کے لالچ میں روانہ ہوگیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابھی مدینہ کے مضافات ہی میں تھے کہ ان لٹیروں نے ان کو آلیا۔

وہ دونوں اس وقت بالکل غیر مسلح تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قرآن کریم کی تلاوت میں بالکل منہمک تھے۔ اور آپ کی میٹھی اور لوچدار آواز، جو پہاڑیوں میں سنائی دیتی تھی ایک عجیب سوز و گداز پیدا کرنے والی تھی۔ لیٹروں کا سردار اور اس کے ساتھی نہایت فخر و غرور اور اشتیاق کے ساتھ بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ وہ پیاری سریلی آواز اور دل پر اثر کرنے والے الفاظ صاف طور پر انہیں سنائی دینے لگے۔ قرآن کریم کے الفاظ آپ کے دل کی گہرائیوں میں سے نکلتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ سننے والوں کے دلوں کی گہرائیوں تک پہنچتے چلے جاتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سامنا ہوا۔ اور آپ نے نہایت سکون قلب کے ساتھ جو آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ اپنی پیاری اور میٹھی آواز میں ان کے سردار سے یہ دریافت کیا کہ " اجنبی تم کون ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟" تو اس کی ٹانگیں بھاری ہو گئیں اور اس کے بازوؤں کے اندر کوئی طاقت باقی نہ رہی۔ اس نے جواب دیا میں قبیلہ اسلم کا سردار بریدہ ہوں؟"

" اسلم؟ تم پر سلامتی اور خوشخبری ہو" آپ نے کہا۔

" آپ کون ہیں؟" سردار نے پوچھا

" میں ایک مکہ کا رہنے والا ہوں۔ محمد بن عبد اللہ نام۔ سچائی کا بندہ اور اللہ کا رسول ہوں" آپ نے جواب دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ کی طرف دیکھا۔ بریدہ اپنے آپ کو بالکل بھول گیا۔ جب اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھا جس سے آسمانی نور برس رہا تھا۔ اور آپ کی محبت و شفقت کا مقناطیسی اثر اس سے ظاہر ہو رہا تھا بریدہ فوراً بیٹھ گیا۔ نیزہ اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ اس کے ساتھی بھی اسی سراسیمگی میں مبتلا تھے۔ قرآن کریم کا آسمانی پیغام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سریلی آواز کا جذب و کشش آپ کے ایمان و یقین کی گرمجوشی اور صداقت کی پاکیزہ مسرت جس کی وجہ سے آپ کا چہرہ آسمانی نور سے منور ہو رہا تھا۔ بریدہ اور اس کے ساتھیوں کو خوفزدہ کر رہا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر گر پڑے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بریدہ کو نصیحت کے چند الفاظ کہکر روانہ ہونے ہی والے تھے کہ بریدہ کو ہوش آیا۔ اور نہایت عزت اور احترام کی آواز میں اس نے کہا "میرے آقا! جب آپؐ نے مجھے اس قدر مہربانی اور شفقت کے ساتھ ایک دفعہ اپنے قدموں میں پناہ دیدی تو امید ہے کہ اب مجھے اس سے محروم نہ کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ بریدہ اور اس کے ساتھی ساٹھ ننگی تلواریں اور نیزے اٹھائے ہوئے اور ایک سفید جھنڈا لئے ہوئے جو ہوا میں لہرا رہا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ روانہ ہو پڑے۔

مدینہ کا وہ دن ہمیشہ کے لئے قابل یادگار ہے، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے کی دل آویز خبر وہاں کے لوگوں کو پہنچی۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ جمعہ کی نماز اپنے ساتھیوں سمیت ادا کی۔ آپؐ نے اس موقعہ پر جو خطبہ دیا وہ حسب ذیل ہے:۔

تمام حمد و ثنا صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں کہ اپنے فرائض کی ادائیگی کی توفیق ہمیں حاصل ہو۔ اور جن فرائض کی ادائیگی سے ہم قاصر ہیں ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور اس سے سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق مانگتے ہیں۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کرینگے۔ ہم اس شخص کو اپنے میں سے نہیں سمجھتے جو اس کے احکام کا مخالف ہو میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں"

میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور رسول ہے۔ جب دنیا مدتہائے مدید سے کسی نبی کی تعلیم سے محروم چلی آتی ہے۔ جب علم و حکمت قریب ہے کہ مفقود ہو جائے۔ جب نسل انسانی گمراہ اور توہم پرستی میں غرق ہو چکی ہے۔ اور موت اور عملوں کی سخت پاداش کا وقت قریب آ رہا ہے اس وقت اللہ تعالےٰ نے اپنا رسول علم اور روشنی کے ساتھ ان کی طرف بھیجا۔ زندگی

کی تکمیل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی متابعت سختی کے ساتھ کرنے سے ہوتی ہے - اور خدا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی گمراہ کرنے والی چیز ہے ۔"
تم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنی اصلاح ایسے طریق سے کرے کہ بدی اور بُرے اعمال کی طرف رغبت تمہارے دل و دماغ سے بالکل خارج ہو جائے ۔ یہ میری بہترین نصیحت تمکو ہے ۔ زندگی بعد الموت کو یاد رکھو - اور اپنے ضمیر کی اس حد تک تربیت کرو کہ برائی کے تصورات اور بُرے خیالات تمہیں زہر کی طرح معلوم ہوں - ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اس سے بہتر نصیحت نہیں کر سکتا - بُرے اعمال جن سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں روکا ہے ان کے قریب بھی نہ پھٹکو - یہ بہترین نصیحت ہے ۔ اور بہترین علم - اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرض تم پر عائد ہوتا ہے - اور جو اس کا رشتہ تمہارے ساتھ ہے اس کو مت بھول جاؤ - اس بارہ میں اپنی غلطیوں کی اگر کوئی ہوں علانیہ اور پوشیدہ طور پر اصلاح کرو - اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو پختہ اور مکمل کر لو - یہ تمہاری دنیوی زندگی کے متعلق اعلیٰ درجہ کا علم ہے - اور اخروی زندگی کو اچھا بنانے کا بہترین ذریعہ ہے"

لیکن اگر تم اس کی خلاف ورزی کرو تو یاد رکھو کہ اپنے عملوں کے نتائج بھگتنے سے خواہ تم کتنے بھی خائف کیوں نہ ہو، ان سے کسی طرح تم بچ نہیں سکتے ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات محبت اور رحم سے بھری ہوئی ہے ۔ اسی وجہ سے اس نے تمہیں اپنے اعمال کے نہ رکنے والے نتائج سے متنبہ کیا ہے - اس شخص کے متعلق جو اپنے الفاظ کو عمل میں لے آئے اور اپنے وعدے کو عملاً پورا کر دے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور میں انسان پر ظلم کرنے والا نہیں " اس کے لئے تمہیں چاہیئے کہ اپنے ضمیر کو بالواسطہ یا بلا واسطہ، اور کھلے اور پوشیدہ تربیت دو - ضمیر کی پوری تربیت سب سے بڑی دولت اور نسل انسانی کی سب سے بڑی کامیابی ہے ۔

" تمام جائز اور مناسب دنیوی عیش و آرام حاصل کرو - ایسا نہ ہو کہ عیش و آرام کی کشش تمہیں کسی ناجائز بات میں مبتلا کر دے - اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب

تمہیں دی ہے۔ اور اپنا سیدھا رستہ تمہیں بتا دیا ہے۔ اب وقت ہے اس امتیاز کا کہ کون صداقت کا حقیقی پیرو ہے۔ اور کون صرف زبانی وفاداری کا اظہار کرتا ہے۔"

اس لئے جیسا کہ اللہ نے تم پر مہربانی کی ہے تم بھی دنیا کو فائدہ پہنچانے میں اپنے آپ کو لگا دو۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے تمہیں فائدہ پہنچایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھو اور اللہ تعالےٰ کے پاک نام پر ان سے جہاد کرو۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس مقصد کے لئے چن لیا ہے۔ اور تمہیں مسلمان کے نام سے پکارا ہے۔ تمہارے عملوں کی پاداش میں جس شخص کی تباہی قدرت کے نہ مٹنے والے قوانین کے رو سے مقدر ہے اس کی جائز منصفانہ اور مناسب تباہی ہونے دو۔ اور جس شخص کو زندگی ملنی ہے۔ اس کو جائز منصفانہ اور مناسب زندگی حاصل ہونے دو۔ جان لو کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی طاقت و قوت کسی کو حاصل نہیں۔"

اس لئے چاہیئے کہ تم ہمیشہ اللہ تعالےٰ کو یاد کرو۔ اور عالم عقبےٰ کے لئے بہترین سامان بناؤ۔ اگر تم ایسا کر سکو تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلق اور رشتہ کو شناخت کرو۔ اور اگر شناخت کے بعد تم اپنے اس تعلق کو مضبوط اور مکمل کرلو۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت پر پورا بھروسہ رکھو تو اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ انسانوں کے معاملات کو اپنے ذمہ لے لے گا۔ اللہ تعالےٰ کا حکم انسان پر غالب ہے۔ لیکن انسان کا حکم اللہ تعالےٰ پر غالب نہیں۔ انسان اس کا حاکم نہیں۔ بلکہ وہی سب کا حاکم ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑی شان والا ہے۔ اور اللہ کے سوا کسی کو طاقت اور قدرت حاصل نہیں۔"

مذہب اسلام

(مسٹر جے ڈی کاک مین صاحب)

تمہید :- فرنچ مصنف پیری لوئی نے لکھا ہے کہ "یورپین اقوام میں اسلام کے متعلق عام طور سے یہ خیال پایا جاتا ہے کہ یہ چند مبہم عقائد کی تعلیم دیتا ہے اور ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو قومیں ان کو قبول کرلیتی ہیں وہ قوت عمل سے محروم ہوجاتی ہیں۔ اور ان میں ترقی کرنے کی صلاحیت بالکل مفقود ہوجاتی ہے" لیکن یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے قطعیٔ ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اور تاریخی شہادت بھی اس کی تردید کرتی ہے۔ ابتدائی زمانہ کا اسلام، قوموں کی ترقی کا ساتھ دیتا تھا۔ اور قدیم زمانہ کے خلفائے عہد حکومت میں جو زبردست تحریک اس کی بدولت انسانوں کو حاصل ہوئی وہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ اسلام کو موجودہ مسلمانوں کے انحطاط کا سبب قرار دینا سراسر ایک طفلانہ بات ہے۔ حق یہ ہے کہ ہر قوم کا ایک زمانہ ہوا کرتا ہے۔ اور شاندار دور کے بعد انحطاط کا دور لازمی طور پر آتا ہے۔ یہ قانون قدرت ہے۔ اور پھر ایسا ہوتا ہے کہ کسی خطرے کی بدولت ان میں حرکت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور وہ از سر نو بیدار ہوجاتی ہے۔

ایک زمانہ میں مشرقی اقوام کا جمود میرے لئے بہت دلچسپی کا باعث تھا۔ اگر مقصد حیات یہ ہو کہ انسان کم سے کم تکالیف برداشت کرکے اپنی زندگی کے دن پورے کردے۔ اور بیکار جد وجہد سے کنارہ کش رہے تو بلاشبہ یہ بہت دانائی کی بات ہے کہ وہ قوم، دلپذیر آرزوؤں کے درمیان موت سے ہم آغوش ہوجائے۔ لیکن افسوس مغربی اقوام کی حرص وطمع نے مشرقی اقوام کو بیدار کردیا ہے۔

اگرچہ اسلامی ممالک کے لوگ مادی فارغ البالی سے محروم ہوچکے ہیں۔ موجودہ صنعتی انقلاب کے حملہ سے پیشتر، لیکن باطنی مسرت کے حصول کا طریقہ ہنوز ان کو معلوم ہے۔ اور وہ طریقہ اسلام کی حیات بخش اور استقلال بخش طاقت میں پوشیدہ ہے

مارما ڈیوک پکتھال ۱۸۹۱ء کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھ سکتا تھا۔" انحطاط کے زمانے میں بھی مسلمانوں کی زندگی میں باطنی مسرت کا وہ رنگ موجود تھا۔ جو یورپ کے کسی ملک میں مجھے کبھی نظر نہ آسکا۔ مسلمان دنیاوی تفکرات سے بالکل آزاد معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہماری طرح دولت جمع کرنے کے لالچی نہیں ہیں۔ اور نہ ہماری طرح موت سے خوفزدہ ہیں ..... سوسائٹی کے جملہ طبقات میں آزادانہ اختلاط پایا جاتا ہے۔ اور باہمدگر نکاح بھی جاری ہے۔ اور ہر شخص دوسرے سے آزادانہ ہمکلام ہو سکتا ہے۔"

" اسلام کی طاقت کا راز اس بات میں مضمر ہے کہ وہ رنگ اور نسل کے امتیاز کو تسلیم نہیں کرتا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اسود پر احمر کو اور عرب کو عجم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ " تم میں وہی شخص زیادہ مکرم ہے جو زیادہ متقی ہو۔" اور یہ بات تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ کہ ہالینڈ، فرانس اور انگلستان جو کہ سولہویں صدی سے جمہوریت کی علمبردار ہیں، آج اسلامی دنیا کے ایک بڑے حصہ پر حکمران ہیں۔

عربی لفظ اسلام جس کے معنے امن کے ہیں اور جو انسان کو خدا کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسلامی مذہب اور اسلامی دنیا دونوں پر عائد ہوتا ہے۔ جو شخص اسلام قبول کر لیتا ہے مسلم کہلاتا ہے۔ اور وہ کلمہ جس کو پڑھ کر ایک شخص مسلم ہو سکتا ہے نہایت آسان ہے یعنے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ اسلام جو زندگی کے ایک اعلیٰ اور دوامی رجحان کا نام ہے حکومت آلیہ کی حقیقی نوعیت کا مظہر ہے۔

اختلاف مابین مسیحیت والاسلام ؛ اس موقع پر میں سب سے پہلے دور جدید کے مشہور فلسفی شاعر، ڈاکٹر سر محمد اقبال رحؒ کی تصنیف سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں " قرآن مجید کا خاص مقصد یہ ہے کہ وہ انسان کے اندر خدا اور کائنات کے ساتھ اس کے گوناگوں تعلقات کے احساس کو بیدار کردے۔ قرآنی تعلیمات کی اسی حیثیت کو مدنظر رکھکر گوئٹے نے جبکہ وہ ایکرمین سے اسلام کے ایک تعلیمی قوت ہونے پر

تبصرہ کر رہا تھا۔ یہ بات کہی تھی کہ اسلام کی تعلیمات ایسی ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہو کر ایک انسان کبھی ناکامی سے دوچار نہیں ہو سکتا۔ اور انسان کا وضع کردہ کوئی نظام ایسا نہیں جو قرآنی نظام سے زیادہ موثر ثابت ہو سکے۔ جو مسئلہ اسلام کے سامنے درپیش ہوا وہ تہذیب اور مذہب کے باہمی تصادم اور باہمی ارتباط کی بنا پر پیدا ہوا تھا۔ اور مسیحیت کے سامنے بھی یہی مسئلہ آیا تھا مسیحیت کا امتیازی نشان یہ ہے کہ وہ روحانی زندگی کے لئے ایک آزاد طرز عمل کی جستجو کرتی ہے۔ جو کہ اس کے بانی کے خیال کے مطابق انسانی روح سے خارج، مادی دنیا کی طاقتوں سے حاصل نہیں ہو سکتا، بلکہ خود روح کے اندر ایک نئی دنیا کے پیدا ہونے سے۔ اسلام اس خیال سے اتفاق کلی کرتا ہے۔ اور اس میں اس بات کا اضافہ کرتا ہے کہ نئی دنیا کے ظہور کی حقیقت اس مادی دنیا سے علیحدہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی رگ و پے میں جاری وساری ہے"

پس روح کا اثبات جس کے لئے مسیحیت کوشاں ہے ان خارجی طاقتوں کے ترک کرنے سے ممکن نہیں جن کے اندر، روح کی روشنی جاری و ساری ہے۔ بلکہ باطنی عالم سے حاصل شدہ روشنی کی امداد سے، ان طاقتوں کے ساتھ انسان کو مطابقت پیدا کرنی چاہیئے۔ یاد رہے کہ ذہن انسانی کی مخفی تاثیر عالم خارجی کو زندگی بخشتی ہے۔ اور صرف اسی عالم کی بدولت ہم ذہنی عالم کا اثبات کر سکتے ہیں۔ اسلام میں عالم ذہنی، اور عالم خارجی دو متضاد قوتیں نہیں جن میں مطابقت پیدا نہ ہو سکے۔ ذہنی زندگی کا مطلب یہ نہیں کہ خارجی زندگی سے بالکل قطع تعلق کر لیا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں زندگی کی مجموعی وحدت متضاد عناصر میں منقسم ہو کر رہ جائے گی۔ بلکہ اس امر کے لئے مسلسل کوشش کرنا کہ ذہنی زندگی، خارجی زندگی کو اپنے مطابق حال بناتی رہے تاکہ انجام کار اس کو بالکل اپنے اندر جذب کر لے۔ اپنی صورت میں تبدیل کر دے اور پورے طور سے منور کر دے۔

مسیحیت کو جس چیز نے متاثر کیا وہ موضوع اور معروض اور ریاضیاتی خارج، اور حیاتیاتی باطن۔ ان دو چیزوں میں زبردست تضاد تھا۔ لیکن اسلام اس تضاد پر

غالب آنا چاہتا ہے۔ بنیادی تعلق پر نظر کرنے کا اختلاف، زندگی کے مسائل کی طرف جو موجودہ ماحول میں نمودار ہیں۔ ان دو مذہبوں کے رجحان کو پیدا کرتا ہے۔ دونوں انسان میں روحانیت کے اثبات کے طلبگار ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ اسلام، ذہنی اور خارجی زندگی کے اتصال کو تسلیم کر کے خارجی دنیا کی حقیقت کا اعتراف کرتا ہے اور اس کو مفتوح کرنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ تاکہ خارجی نظام حیات کے لئے بنیادی نقطہ دریافت کر سکے۔"

کیونکہ اسلام میں مادہ بھی، مکان وزمان کے اعتبار سے روح ہی ہے جیسا کہ عہد عتیق کے یہودی انبیاء کے لئے تھا۔ لوگاس (الوہیت منفردہ) جس پر مسیحیت مبنی ہے۔ اگر اس کو عالم خارجی کے ساتھ مطابقت کے مفہوم سے منزہ کر دیا جائے تو پھر اس کی کوئی قدر وقیمت باقی نہیں رہتی۔ اناجیل میں جو ضیافت نکاح کی تمثیل آئی ہے دراصل اس سے مراد یہ ہے کہ افلاطونی تصورات اور مذہب کے آفاقی عناصر میں مطابقت پیدا کی جائے۔

میں پھر علامہ اقبالؒ کی تصنیف سے ایک اقتباس پیش کرونگا "سقراط نے صرف انسانی دنیا پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ اس کی نظر میں، انسان ہی، مطالعہ انسانیت کا صحیح موضوع تھا نہ کہ عالم نباتات یا عالم حشرات یا کواکب یہ بات قرآنی اسلوب کے کسقدر خلاف ہے! کیونکہ قرآن مجید تو شہد کی مکھی کو بھی مہبط وحی والہام قرار دیتا ہے۔ اور قارئین کو تاکید کرتا ہے کہ وہ تصرف الریاح، تغیر لیل ونہار، سحاب، سموات اور حرکت سیارگان پر تدبر کریں۔ چونکہ افلاطون، سقراط کا شاگرد رشید تھا اس لئے اس نے محسوسات خارجی کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ کیونکہ اس کی رائے میں ان چیزوں سے صحیح علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ نظریہ بھی قرآنی تعلیم سے کس قدر مختلف ہے۔ کیونکہ قرآن تو سماعت اور بصارت کو اللہ تعالےٰ کا انعام عظیم قرار دیتا ہے۔ اور ان کی بنا پر انسان کو اپنے دنیاوی اعمال کا ذمہ دار ٹھیراتا ہے۔"

مسیحیت کے نقص کا آخری نتیجہ اب مغربی جمہوریت کے علمبرداروں کے سامنے

پوری شدت کے ساتھ آگیا ہے۔ چنانچہ ڈی ایچ لارنس لکھتا ہے :۔

"ہم نے آفاق کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا ہے۔ اب نہ سورج سے ہمیں طاقت حاصل ہوتی ہے نہ چاند سے۔ تصوف کی اصطلاح میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ چاند تاریک ہوگیا ہے اور سورج کثیف "

موجودہ زمانہ میں انسان کی بے چینی کا سبب یہ ہے کہ اُس نے عالم خارجی سے اپنی مطابقت کا شعور زائل کر دیا ہے۔ اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ مغرب نے افلاطون کے فلسفہ کو اختیار کر لیا۔ اور اس کے بعد مسیحیت کا دور آیا۔ اور اس کے بعد سائنس کا۔ اور یہی تین امور اس کی بیچینی کے ذمہ دار ہیں۔

"مطالعہ آفاق مسیحیوں میں ممنوع قرار پا گیا۔ اگرچہ ابتدائی کیتھولک کلیسا نے ازمنہ مظلمہ کے بعد اس کو زندہ کرنے کی قدرے کوشش کی۔ اس کے بعد دور اصلاح آیا۔ اور اس دور میں بھی مطالعہ آفاق کی طرف پراٹسٹنٹ فرقہ کی توجہ مبذول نہ ہوئی انہوں نے زندہ کائنات کی جگہ طاقتوں اور میکانکی نظم کی مردہ کائنات کو قبول کیا۔ اور اس طرح انسانیت کی روح فنا ہونے لگی۔ بے شک اس فنائے روح کی بدولت سائنس اور آلات کا دور پیدا ہو گیا۔ لیکن یہ دونوں فنائے انسانیت کی بدولت ظہور میں آئیں۔

علامہ اقبالؒ نے اسی خیال کو یوں ادا کیا ہے ؎

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

ہاں یہ سچ ہے کہ اس کار فنا کا ارتقائے انسانی میں بہت ضروری حصہ ہے یہ سوسائٹی کی طویل الذیل موت ہے۔ جو کہ انفرادی خودی کی موت اور دوبارہ پیدائش سے مطابقت رکھتی ہے۔ جبکہ وہ اس امر کی کوشش کرتی ہے کہ آخری حقیقت کے ساتھ مطابقت کی لذت سے بہرہ در ہو جائے۔

عالم خارجی کے ساتھ اتحاد کا، انسانی شعور وہ شے ہے جس کی بنا پر حیاتیاتی اور

عمرانی دورِ جدید پیدا ہو سکتا ہے۔ اور یہ دور اپنی خودی کو منفرد کرنے اور عالم خارجی کے ساتھ زندہ مطابقت پیدا کرنے کی بدولت ظہور میں آ سکتا ہے۔ یعنے اس طرح کہ انسان دماغی شعور کے اثر سے آزاد ہو کر عالم خارجی کی نعماء سے بہرہ اندوز ہو۔

انسان کی یہ آخری کامیابی کہ وہ عالم خارجی سے مطابقت کا احساس پیدا کر لے اور کائنات کے دوش بدوش زندگی بسر کرے، نشاءۃ اولےٰ سے وابستہ ہے۔

اسلام کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ مسیحیت کی طرح کسی فردِ واحد کے دوبارہ زندہ ہو جانے کی شہادت پر، دوبارہ زندگی کے سوال کو حل نہیں کرتا۔ بلکہ، وہ حیات بعد الممات کے مسئلہ کو، زندگی کے ایک عالمگیر منظر کی شکل میں دیکھتا ہے۔ اور یہ حیات ثانیہ وحوش وطیور پر بھی صادق آ سکتی ہے۔ (موت اور حیات ثانیہ کے درمیانی وقفہ میں خودی معلق حالت میں زندہ رہتی ہے۔)

قرآنی تعلیمات کی رو سے، جب خودی دوبارہ زندہ ہوتی ہے تو اس کی قوت بصارت بہت تیز ہو جاتی ہے۔ یعنے خودی نہ صرف اپنے ماحولِ مکانی کا شعور حاصل کر سکتی ہے۔ بلکہ اسے زمانہ کلی کا شعور بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

مکتوباتِ ووکنگ

بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ

مجھے افسوس ہے کہ میں عصرانہ سے پہلے ہی رخصت ہونے پر مجبور تھا۔ لیکن بعض اہم خانگی ذمہ داریوں کی بنا پر میں زیادہ دیر تک مکان سے باہر نہیں رہ سکتا۔

میں آپ کے خطبہ کو سنکر بہت متاثر ہوا۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ نے اس میں اپنے مدعا کو نہایت عمدگی کے ساتھ ثابت کیا۔ بے شک ہم لوگوں کو مشرقی روحانیت کی آج کل بہت ضرورت ہے۔ تاکہ مغربی مادہ پرستی کا جو اثر ہم پر غالب ہو چلا ہے وہ کسی حد تک کم ہو جائے۔

آپ کا مخلص:۔ (سر) فرانسس ینگ ہز بینڈ

دی ڈرایو، الفرڈ، ایسکس۔

بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ:۔

میں آپکی مرسلہ کتاب اور فہرست کتب متعلقہ اور آپ کے محبت آمیز خط کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ منسلکہ فہرست میرے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ اگرچہ قیام امن کے امکانات بہت کم ہیں۔ تاہم دنیا کے لوگوں میں جنگ کے بے سود ہونے کا یقین روز بروز تیزی کے ساتھ پھیلتا جاتا ہے۔ خدا کرے کوئی بڑا آدمی ایسا پیدا ہو جائے جو دنیا کو امن و امان کا صحیح راستہ دکھا سکے۔ اگرچہ میں نے ایک مسیحی خاندان میں پرورش پائی ہے۔ تاہم میرا نصب العین یہ ہے کہ تمام دنیا متحد ہو جائے۔

اب میں اس دعا پر اس خط کو ختم کرتا ہوں کہ خدا مجھے دوبارہ آپ کا پُرمغز

خطبہ سننے کا موقع عطا فرمائیے۔

(آپ کا مخلص :۔ جارج بارکاک)

---

۳ کوملے گارڈن۔

میرے عزیز دوست ! مجھے افسوس ہے۔ کہ میں آپ کو رخصت کے وقت خدا حافظ نہ کہہ سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری دوست مسز سنگر کو فوراً اسٹیشن پہنچنا تھا۔ اور آپ اس وقت مسجد میں مصروف نماز تھے۔ اس لئے مجبوراً ہم آپ سے ملے بغیر ہی چلے گئے۔

میں نے آپ کی نماز کا نہایت دلچسپی کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ اور آپ کا خطبہ نماز بلاشبہ نہایت عمدہ اور شنیدنی تھا۔ نیز میں اس خوشگوار چاء کے لئے بھی آپ کا شکرگزار ہوں جسکے ساتھ آپ نے ہماری مہمانی کی۔

میرے لئے یہ بات بہت خوش آیند تھی کہ آپ کی جماعت کے افراد نے ایک اعلیٰ درجہ کی محبت کا اظہار کیا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا محبت کے اس جذبہ کو ان دونوں قدیمی مذاہب کے افراد کے مابین ہمیشہ برقرار رکھے۔ اگر آپ کو کسی وقت لندن کے اس حصہ میں آنے کا اتفاق ہو تو مجھے مطلع فرمائیے۔ تاکہ میں آپ کو اپنے یہاں مدعو کرسکوں۔

آپ کی آج کی دعوت کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(آپ کا مخلص :۔ فرانسس جسن)

بخدمت امام صاحب شاہجہان مسجد ووکنگ۔

جناب من ! میں ”ورلڈ کانگرس آف فیتھز“ کا ایک رکن ہوں اور اسی حیثیت سے کینسنگٹن ٹاؤن ہال میں آپ کا لیکچر سننے گیا تھا۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جملہ مذاہب عالم خدا کی طرف سے آئے

ہیں۔ براہ کرم کسی مستند کتاب کا حوالہ دے کر ممنون فرمائیں۔ میں اصلاح یافتہ مسیحی کلیسا سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور ہماری جماعت کا مسلک بھی یہی ہے۔ چنانچہ آپ کی معلومات کے لئے میں ایک کتاب روانہ کرتا ہوں۔ جسکے صفحہ ۵ پر آپ کو ہمارے مسلک کا یہ اصول مل سکے گا۔

آپ کا مخلص :- جے، آئی، ویجوڈ۔
(ڈاکٹر آف سائنس پیرس یونیورسٹی)

بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ

جناب محترم! میں آپ کے خط مورخہ ۶۔ ماہ حال کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں جس میں آپ نے مطلوبہ حوالجات کی تفصیل بیان کی ہے۔ کہ جملہ مذاہب عالم خدا ہی کی طرف سے ہیں۔ میں ان چند عیسائیوں میں سے ہوں جو اس عقیدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس لاکھوں برس کی پرانی دُنیا کو سمجھنے کے لئے اس عقیدے کو ضروری جانتے ہیں۔ (آپ کا مخلص :- جے۔ آئی۔ ویجوڈ)

پارک روڈ لنڈن۔

جناب من! میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔ اگر آپ مجھے اسلام کے متعلق کچھ لٹریچر روانہ فرمائیں۔ اور براہ کرم یہ بھی لکھیں کہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کہاں سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ آپ کی وفادار :- مس اٹیکنسن

بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ۔

جناب من۔ کیا آپ براہ کرم اسلام کے متعلق مجھے کچھ لٹریچر مفت بھیج سکتے ہیں؟ میں اس مہربانی کے لئے آپ کا بے حد ممنون ہوں گا۔ (آپ کا وفادار :- سی ایم میک انٹائر)

القرآن

یہ قرآنی وحی کی صحت اور ہمہ گیریت ہی تھی۔ جس نے سب سے بڑے جرمن شاعر گوئٹے کو یہ کہنے پر مائل کیا کہ "آپ یقین رکھیں قرآنی تعلیم کبھی آپ کو ناکام نہیں ہونے دے گی۔ انسان نے جسقدر ادارے قائم کئے ہیں، کسی کا نظام اس کے پیش کردہ نظام سے بہتر نہیں ہے"

اس کے علاوہ قرآنی تعلیمات ہی نے اس شاعر کو، دوسرے موقع پر یہ کہنے پر مائل کیا کہ:- "اگر یہی اسلام ہے تو ہم میں سے جس قدر عقلمند آدمی ہیں سب مسلمان ہیں"

قرآن مجید اور بائیبل کے مابین جو فرق تخیلات اور تعلیمات کے علمی پہلو کے لحاظ سے پایا جاتا ہے۔ وہ طریق فکر کے اختلاف پر مبنی ہے۔ گویا وہی فرق جو ایک سائنسدان اور ایک آرٹسٹ میں پایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں بائیبل تو محض تاریخ ہے۔ یعنے بنی آدم کے اعمال اور تجارب کی تفصیل۔ اور قرآن مجید تاریخ کا فلسفہ ہے۔ یعنے اسی تاریخ کی تشریح۔ کسی واحد خودی کے تجربہ کی روشنی میں۔

قرآن مجید کے مطالعہ میں، یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ "عالمگیر اہمیت کے بنیادی اصول"، جو قرآن میں بیان کئے گئے ہیں، ایک زبردست عمرانی نظام کے ساتھ مربوط ہیں۔ جس میں واضح احکام موجود ہیں۔ اور وہ ان تاریخی اور جغرافیائی ماحول پر منطبق ہو سکتا ہے۔ جس میں آنحضرت صلعم پیدا ہوئے تھے۔

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور ماہ ستمبر ۱۹۳۹ء

تاریخ	کوپن	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۹/۱/۳۹	۷۰۸	جناب عباد اللہ خانصاحب ۳۲ روپے معنت ۱۲ روپے مشن	۰	-	۴۴
″	۷۰۹	″ ڈاکٹر ایل اے محی الدین صاحب	۰	۸	۵۴
۲/۹	۷۱۰	″ ڈاکٹر مولوی محمد یعقوب صاحب	۰	-	۳
۴/۹	۷۱۲	″ خانبہادر شیخ منہاج الدین صاحب	۰	-	۱۰
۶/۹	۷۲۹	ہز ہائنس نواب صاحب بہادر آف مانگرول	۰	۸	۹۴
۷/۹	۷۳۵	جناب کرم الٰہی صاحب قریشی	۰	-	۵
۸/۹	۷۴۴	″ ایم فخر الدین صاحب	۰	-	۱۵
″	۷۴۵	″ عبد الحق صاحب	۰	-	۵
۹/۹	۷۵۵	″ ڈاکٹر ظہور الدین صاحب رضوی	۰	-	۵
۱۱/۹	۷۶۰	″ سید محمد صاحب	۰	-	۱۰
″	۷۶۱	″ عبد الکریم صاحب	۰	-	۱۰
۱۲/۹	۷۸۵	″ ایچ احمد عبد اللہ صاحب	۰	-	۵۲
″	۷۸۶	″ وصول از ڈاکخانہ	۰	۹	۱۳
″	۷۸۷	″ بیگم حبیب اللہ صاحب	۰	-	۲۵
۱۸/۹	۸۴۰	″ مسز عبد الحلیم غزنوی	۰	-	۱۰
۱۹/۹	۸۴۷	منافع از سرمایہ محفوظ	۰	-	۲۹۹
″	۸۴۸	جناب کے ایچ منیار مشن	۰	-	۲
″	۸۴۹	″ ظرفت اللہ	۰	-	۱۰
۲۲	۸۸۱	″ عبد المطلب صاحب	۰	-	۱۰
″	۸۸۲	″ علی احمد خانصاحب دانشمند	۰	-	۵
۲۳	۸۸۸	″ عبد الکریم صاحب	۰	-	۷۰
۲۶	۸۹۵	″ لفٹننٹ کرنل بی عبد الغفار صاحب	۰	-	۲
″	۹۰۰	″ ڈاکٹر این اکبر خانصاحب ۲ روپے امانت ا روپیہ مشن	۰	-	۳
″	۹۰۶	″ سید سراج الحق صاحب	۰	-	۲۵
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ ستمبر	۰	۱۲	۶۳
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام ماہ ستمبر	۰	۴	۳۳
		فروخت ووکنگ گزٹ	۰	۴	۲۳
		کتب	۰	۱	۲۷۷
		میزان	۹	۵	۱۹۲۴

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور ماہ ستمبر ۳۹ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۶ ستمبر	۷۱	تنخواہ عملہ بابت ماہ اگست ۳۹ء		۱۲	۲۴۶
	۷۲	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل۔ محصول ڈاک از نمبر ۹۸۲ تا ۱۰۷۰ [illegible]؛ خرید کتب برائے فروخت [illegible]؛ ترجمہ [illegible]؛ متفرق [illegible]؛ میزان ۲۸۷-۵-۰	-	۵	۲۸۷
	۷۳	طباعت ووکنگ گزٹ و سرکلر		-	۹۹
	۷۴	خرید کتب برائے فروخت	۳	۱۰	۱۶۹
	۷۵	طباعت رسالہ اسلامک ریویو مارچ و اپریل ۳۹ء	۰	-	۲۰۰
	۷۶	پیشگی ارسال کردہ مسجد ووکنگ	۰	۱۱	۶۸۳
	۷۷	کرایہ دفتر و بکڈپو بابت اگست	۰	-	۳۸
	۷۸	پروف ریڈنگ اسلامک ریویو	۰	۸	۵۰
	۷۹	طباعت رسالہ اشاعت اسلام جون و جولائی ۱۹۳۹ء	۰	-	۳۷
۶ ستمبر	۸۰	کاغذ برائے اشاعت اسلام	۶	۸	۲۹
	۸۱	طباعت سرکلر، چیک، اسلامک ریویو وغیرہ	۰	۴	۳۰
	۸۲	طباعت سرکلر و ضمیمہ اسلامک ریویو	۰	۸	۱۶
	۸۳	طباعت فوٹو اسلامک ریویو و اپیل مشن	۰	۱۲	۴۳
	۸۴	جلد سازی رسالہ اسلامک ریویو اپریل و مئی ۳۹ء و رسالہ اشاعت اسلام اپریل و مئی ۱۹۳۹ء	۰	۱۱	۴۳
		میزان	۹	۴	۱۹۸۵

مسجد ووکنگ میں [illegible] حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات [illegible] ہیں۔ (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نو مسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نو مسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمٰی کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) مشن کے آرگن ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے۔ جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) مشن کے تاثرات ۔ (۱) مشن کی اکیس۲۱ سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نو مسلمین ہیں۔ یہ نو مسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا با معنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس۲۱ سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداراانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے ۔ قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعتِ اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

(۸) ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے ۔ دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہوسکتی ہے

(۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کردیں۔ جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارخیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۱۲ ہے (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقۂ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۴ ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ وامریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتے موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جاسکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک واحتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز وخطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کرکے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رُو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانۂ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سُود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سُود صرف ہوسکتا ہے۔ اگر آپ سُود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت وحمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایۂ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ وقائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہوکر آئندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارخیر کیلئے فراہم نہ کرسکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم ونسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے ٹرسٹیز اور ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت ودیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت واشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں۔ تین کارکنانِ مشن کی موجودگی میں موصول ہوکر۔ رجسٹراتِ آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور ودفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکریٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد وخرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ دارانِ ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد وخرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کردی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بلیس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کردیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط وکتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam, The Mosque, Woking, Surrey, England.

(۵) بنکرس۔ لائڈ بنک لمیٹڈ لاہور ولنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط وکتابت بنام سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں